خاص نمبر
عمران سیریز
سنیک سرکل
مظہر کلیم ایم۔اے

محترم قارئین ۔ سلام مسنون...... نیا ناول سنڈیکیٹ سرکل آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ اسرائیل پر اب تک جتنی بھی کہانیاں لکھی گئی ہیں ۔ میرے قارئین نے نہ صرف انہیں بے پناہ پسند کیا ہے بلکہ ہمیشہ ان کی طرف سے یہی اصرار رہا ہے کہ اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ اور مسلسل کہانیاں لکھی جائیں ۔ گذشتہ کچھ عرصے سے براہ راست اسرائیل کے موضوع پر ناول شائع نہ ہو رہا تھا اور قارئین کی طرف سے مسلسل اصرار تھا کہ اسرائیل کے موضوع پر جلد سے جلد ناول لکھا جائے بلکہ چند قارئین نے تو باقاعدہ ناراضگی کا اظہار کیا تھا ۔ موجودہ کہانی براہ راست اسرائیل کے موضوع پر ہی ہے ۔ یہ کہانی لکھی تو کچھ عرصہ پہلے گئی تھی لیکن کتابت سیکشن میں جا کر رک گئی ۔ کیونکہ اس سیکشن کے جو کاتب صاحب اس پر کام کر رہے تھے وہ چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر تیزی سے کام نہ کر سکے اور جب یہ کہانی کتابت ہو کر آئی تو ادارہ یوسف برادرز کمپیوٹر کتابت کے دور میں داخل ہو چکا تھا ۔ اس لئے کتابت شدہ ناول دوبارہ کمپیوٹر سیکشن کے حوالے کر دیا گیا ۔ انہی وجوہات کی بنا پر اس ناول کی اشاعت میں تاخیر ہوتی چلی گئی ۔ بہرحال اب یہ ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہودی فطرتاً جس طرح مسلمانوں کے ساتھ کھلی دشمنی رکھتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں

ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے جذبات بھی ایسے یہودیوں کے خلاف انتہائی شدید ہوتے ہیں انہی جذبات کا ہی خاصہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جب بھی یہودیوں کے خلاف کام کرتے ہیں تو وہ اسے صرف سرکاری کیس نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے تحفظ کی خاطر پوری شدت اور شدومد کے ساتھ جدوجہد کرتے ہیں۔ موجودہ ناول میں یہودیوں نے عالم اسلام کے خلاف جو بھیانک سازش کی تھی اس کا پتہ چلتے ہی عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل کی انتہائی منظم اور طاقتور تنظیموں سے دیوانہ وار ٹکرا گئے اور اس ناول میں اسرائیلی سیکرٹ سروس اپنے سربراہ جم مارکر کے ساتھ کھل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر اتری تھی اور کرنل ڈیوڈ کی جی۔ پی۔ فائیو تو بہرحال اس کے ساتھ تھی ہی۔ اس خوفناک۔ جان لیوا اور بھرپور ٹکراؤ نے اس ناول کو اس معیار تک پہنچا دیا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اس موضوع پر لکھے گئے سابقہ ناولوں سے بھی کہیں زیادہ قارئین کو پسند آئے گا۔ اور میں اس سلسلے میں حسب سابق آپ کی آراء کا بھی منتظر رہوں گا۔ البتہ حسب دستور ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں۔

گھکڑ ضلع گوجرانوالہ سے محمد آصف پاشا لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "تاتار ڈیگرز" مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ یہ ناول اس لحاظ سے بھی ایک منفرد ناول ہے کہ اس میں آپ نے پہلی بار ایک خالصتاً سیاسی مسئلہ کو جاسوسی انداز میں پیش کیا ہے اور جس خوبصورت انداز میں آپ نے

اسے لکھا ہے اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ عمران اب صرف پاکیشیا کا ہی ہیرو نہیں رہا بلکہ اب تو وہ پورے عالم اسلام کا ہیرو بن چکا ہے۔ پوری دنیا میں جہاں بھی اسلامی ممالک یا ریاستوں کے خلاف کوئی سازش ہوتی ہے ان سب کی نظریں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف ہی اٹھتی ہیں اور یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے موضوعات پر ناول تحریر کرتے رہیں گے"۔

محترم محمد آصف پاشا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک عمران کے پورے عالم اسلام کے ہیرو بن جانے کا تعلق ہے تو آپ نے درست لکھا ہے۔ ایک مسلمان چاہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہتا ہو۔ ملت اسلامی کا جزو ہوتا ہے اور اس کا درد پوری دنیا کے مسلمانوں کا مشترکہ درد ہوتا ہے۔ دوسری قوموں کا مسلم ملت کے ساتھ جھگڑا بھی اصل میں یہی ہے کہ وہ اپنا تشخص جغرافیائی حدود۔ نسل و رنگ۔ زبان اور قومیت کی بنا پر قائم کرتی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا تشخص ان جغرافیائی حدود۔ نسل و رنگ۔ زبان اور قومیت سے بالاتر ہے۔ اس کا تشخص صرف مسلمان ہونا ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی جغرافیائی حدود سے ہو۔ اس کا تعلق کسی بھی نسل اور قومیت سے ہو۔ اس کا رنگ کوئی بھی ہو اور وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو۔ لیکن چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے اس کا دل پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں

بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش ہوتی ہے یا ظلم ہوتا ہے۔
عمران اور اس کے ساتھی بلا تفریق رنگ ونسل اور قومیت کے
مسلمانوں کی حمایت میں میدان میں اترآتے ہیں اور پھر جس بے پناہ
جذبے اور جس دیوانہ وارانداز میں وہ مسلمانوں کی حمایت میں کام
کرتے ہیں۔اصل مقبولیت اس جذبے اوراس خلوص کی ہے۔

فیصل آباد سے محترم مخدوم علی گوہر صاحب لکھتے ہیں "عرصہ دراز
سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔آپ کا ہر ناول واقعی شاہکار ناول
ہوتا ہے۔ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ آپ
کے ہر ناول کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب عمران ناشتہ کر رہا ہوتا ہے"۔

محترم مخدوم علی گوہر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
شکریہ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ناول کا آغاز ناشتے سے
کیوں ہوتا ہے تو محترم آپ نے وہ مثال تو سنی ہی ہوگی کہ اول طعام
بعد کلام۔تو اس میں آپ تھوڑی سی ترمیم کرلیں کہ اول طعام بعد کام
ویسے ناشتہ دن کے عملی آغاز کی نشانی ہے اور دن کا آغاز کام کے آغاز کی
امید ہے وضاحت ہوگئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران ڈرائنگ روم میں انتہائی اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا
ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔
اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا کہ اچانک کال بیل بجنے کی تیز آواز
سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے سلیمان کو تو آجانے دیتا تھا۔ تھوڑا انتظار بھی نہیں کیا جا
سکتا لوگوں سے۔اب مجھے اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑے گا"........ عمران
نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن کال بیل مسلسل بجے
چلی جارہی تھی۔ عمران نے کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔چونکہ دروازے میں ایسا سسٹم موجود تھا
کہ سلیمان باہر جاتے ہوئے اسے اندر سے بند کر سکتا تھا اور پھر آکر باہر
سے اسے کھول بھی سکتا تھا۔ لیکن کوئی نیا آدمی ظاہر ہے اس مخصوص
سسٹم کو نہ جان سکتا تھا۔اس لئے لاک اسے اندر سے بند ہی لگتا ہوگا۔

یہ سسٹم عمران نے حفاظتی اقدام کے طور پر فٹ کیا تھا۔ لیکن اس وقت اسے اس سسٹم پر خود ہی غصہ آرہا تھا۔

"کون ذات شریف ہے"....... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں کہا۔

"دروازہ کھولیئے بھائی جان۔ میں ثریا ہوں"....... باہر سے ثریا کی آواز سنائی دی۔ تو عمران اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے پیر پر کسی ضرر رساں کیڑے نے ڈنک ماردیا ہو۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھولا تو سامنے واقعی ثریا کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"شکر ہے۔ آپ نے دروازہ تو کھولا۔ گھنٹہ ہو گیا ہے مجھے کال بیل بجاتے بجاتے۔ چلیئے نیچے کار میں اماں بی بیٹھی ہوئی ہیں"۔ ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے۔ اس طرح بغیر اطلاع کے۔ خیریت ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں...... فی الحال تو خیریت ہے۔ لیکن اگر آپ نے دیر لگا دی اور اماں بی کو یہ تنگ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آنا پڑا تو پھر خیریت نہیں ہو گی"۔ ثریا نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اتنی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچا جیسے اس کے پیروں میں کسی نے مشین فٹ کر دی ہو۔ اماں بی واقعی سر عبدالرحمان کی ذاتی کار کی پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی تھیں اور سر عبدالرحمان کا ذاتی ڈرائیور کار کے ساتھ مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"خیریت ہے اماں بی"....... عمران نے کار کی عقبی کھڑکی کے قریب پہنچ کر جلدی سے پوچھا۔

"ارے۔ بڑوں سے اس طرح بات کرتے ہیں۔ نہ سلام نہ آداب۔ منہ پھاڑ کر خیریت پوچھنا شروع کر دی۔ جیسے میں کار کی بجائے ہسپتال میں بیٹھی ہوئی ہوں"....... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اماں بی"....... عمران نے جلدی سے خالصتاً عربی لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ جگ جگ جیتو۔ اللہ تمہیں لمبی عمر عطا کرے...... چلو بیٹھو کار میں۔ میں نے اور ثریا نے رانا گڑھ جانا ہے۔ اور تم ہمیں وہاں لے جاؤ گے۔ ارے وہ ثریا کہاں رہ گئی۔ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئی۔ جاؤ دیکھو اسے۔ ایک تو اس لڑکی نے مجھے زچ کر رکھا ہے۔ اب دیکھو ہرنیوں کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی سیڑھیاں چڑھی ہے۔ ہزار بار سمجھایا ہے کہ لڑکیوں کو آہستہ اور وقار سے چلنا چاہیئے۔ مگر یہ ہے کہ بات ہی نہیں مانتی۔ باپ کے لاڈ نے سر پر چڑھا رکھا ہے اسے"....... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مگر اماں بی۔ رانا گڑھ تو یہاں سے بہت دور ہے۔ دو تین سو کلو میٹر تو ہو گا۔ آپ ہوائی جہاز سے چلی جائیں۔ میں آپ کو ہوائی اڈے پر چھوڑ آتا ہوں"....... عمران نے اپنی جان بچانے کے لئے کہا۔

"پاگل تو نہیں ہو گیا۔ یہ اڑن کھٹولا اب رانا گڑھ میں رانا شوکت

کی حویلی میں تو جا کر نہ اترے گا۔ کسی اڈے وڈے پر ہی کھڑا ہو گا۔ وہاں سے میں پیدل جوتیاں چٹخاتی جاؤں "....... اماں بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ثریا بھی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئی۔

"کہاں رہ گئی تھی تو۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ اس طرح مسخروں کی طرح نہ اچھلا کر۔ لیکن تو باز نہیں آتی "....... اماں بی نے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اماں بی۔ بھائی جان کے فلیٹ کی سیڑھیاں ہی اس قدر چھوٹی ہیں کہ بغیر اچھلے چڑھا اور اترا ہی نہیں جا سکتا اور اماں بی آپ ذرا اوپر جا کر اس فلیٹ کی حالت تو دیکھیں۔ توبہ توبہ اس قدر گندا ہو رہا ہے کہ جیسے فلیٹ نہ ہو کچرا گھر ہو"...... ثریا نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر کار کے اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں رے۔ کیوں رہ رہا ہے تو اس گندے ڈربے میں۔ کہاں ہے وہ موٹا مشٹنڈا۔ وہ صفائی بھی نہیں کر سکتا۔ بلا اسے ذرا"....... اماں بی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ یہ تو ویسے جھوٹ بول رہی ہے۔ شیشے کی طرح چمک رہا ہے فلیٹ۔ آخر میں آپ کا بیٹا ہوں۔ کسی بھگن چمارن کا تو نہیں ہوں کہ اس طرح گندی جگہ پر رہوں"....... عمران نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو کار میں بیٹھ۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ پہلے بھی اس لڑکی نے تیار ہونے میں دو گھنٹے لگا دیئے۔ نجانے کیا نظر آتا ہے انہیں آئینے میں

کہ چپک کر رہ جاتی ہیں۔ چل بیٹھ"....... اماں بی نے کہا۔

"اماں بی۔ آپ ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں۔ میرا جانا کیا ضروری ہے"۔ عمران نے جان بچانے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ماں کو سڑک پر روک کر بحث کرے گا۔ اب میں پہلے تمہیں ضرورت بتاؤں پھر تو جائے گا۔ یعنی ماں بغیر ضرورت کے تمہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتی۔ اس لئے تو منع کرتی تھی کہ یہ موئی انگریزی نہ پڑھا کرو۔ موئے کافروں کی زبان۔ نہ انہیں خود کوئی تمیز ہے اور نہ ہی کسی کو تمیز سکھاتے ہیں۔ تو بیٹھتا ہے کار میں یا پھر یہیں سڑک پر لگاؤں تمہیں جوتیاں"....... اماں بی کا غصہ عروج پر پہنچ گیا اور جیسے جیسے اماں بی کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا ثریا کا چہرہ اتنا ہی مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔

"اچھا اماں بی۔ میں کپڑے تو تبدیل کر لوں۔ فلیٹ تو بند کر لوں سلیمان تو مارکیٹ گیا ہوا ہے"....... عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کہہ سکتا تھا۔

"جلدی آنا ثریا کی طرح وہاں چپک نہ جانا"....... اماں بی نے کہا اور عمران تیزی سے مڑا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ پر آیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر بلیک زیرو کو فون کر کے اماں بی کا نادر شاہی حکم اور ان کے ساتھ رانا گڑھ جانے کا اسے بتایا اور پھر رسیور رکھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس وغیرہ تبدیل کر کے اس نے سلیمان کے لئے پرچہ لکھ کر میز پر رکھا اور فلیٹ کا دروازہ بند کر کے وہ جب نیچے آیا

تو ڈرائیور جا چکا تھا۔ یقیناً اماں بی نے اسے رکشے کا کرایہ دے کر کوٹھی واپس بھجوا دیا ہو گا۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ چابیاں اگنیشن میں موجود تھیں۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے کار آگے بڑھادی۔ وہ بڑی سست رفتار سے کار چلا رہا تھا۔

" یہ کار ہے بھائی جان۔ بیل گاڑی نہیں ہے "....... ثریا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بیل گاڑی نہ سہی گائے گاڑی ہو گی "....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھا اماں بی۔ بھائی جان جان بوجھ کر آہستہ آہستہ کار چلا رہے ہیں۔ تاکہ ہم تنگ آ کر جانے کا ارادہ ہی ترک کر دیں "....... ثریا نے اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو پچھلی نشست سے ٹیک لگائے اطمینان سے تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں۔

" وہ ڈبیا سی کار چلاتے چلاتے بڑی کار چلانا بھول گیا ہو گا۔ کیوں عمران "....... اماں بی نے کہا تو ثریا اماں بی کے اس خوب صورت طنز پر بے اختیار ہنس پڑی۔

" یہ بات نہیں اماں بی۔ اس میں پٹرول ہی ایسا ہے۔ سست رفتار اب میں کیا کروں "....... عمران نے جواب دیا۔

" سست رفتار پٹرول .... کیا مطلب۔ کیا یہ پٹرول دو قسموں کے ہوتے ہیں "....... اماں بی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اماں بی۔ بھائی جان غلط کہہ رہے ہیں۔ پٹرول تو پٹرول ہی ہوتا

ہے۔ وہ کہاں سے سست رفتار اور تیز رفتار ہو گیا "....... ثریا نے فوراً ہی عمران کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

" اماں بی۔ اس ثریا کو آپ نے یونیورسٹی میں پڑھا کر پیسہ ضائع کیا ہے۔ اسے تو اتنا بھی نہیں معلوم کہ سارا مسئلہ تو پٹرول کا ہوتا ہے۔ اب بھلا اماں بی آپ بتائیں۔ ہوائی جہاز میں وہ پٹرول تو نہیں پڑ سکتا جو رکشہ میں پڑتا ہے۔ پھر تو جہاز اڑ ہی نہ سکے۔ سڑک پر ہی پھٹ پھٹ کرتا رہ جائے۔ اصل میں ڈیڈی رقم بچانے کے لئے کار میں سست رفتار پٹرول ڈلواتے ہیں "....... عمران نے فوراً ہی دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" جہاز کی اور بات ہے۔ یہ تو کار ہے "....... ثریا نے تیز لہجے میں کہا ظاہر ہے اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ جہازوں میں انتہائی صاف شدہ پٹرول ڈالا جاتا ہے۔ جس کی کوالٹی ہی علیحدہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کا رفتار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ انجن سے ہوتا ہے۔

" تمہارے باپ سے اللہ پوچھے۔ پیسہ خرچ کرنا تو انہیں آتا ہی نہیں۔ بس ہر وقت پیسہ بچانے کی ہی فکر میں رہتا ہے یہ شخص۔ اب کیا کرنا ہے۔ اس طرح تو ہم شاید قیامت تک بھی راتا گڑھ نہ پہنچ سکیں "....... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اماں بی آپ .... " ثریا نے احتجاج کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

" تم خاموش رہو لڑکی۔ مجھے معلوم ہے تم باپ کی ہی حمایت کرو گی۔ سر پر جو چڑھا رکھا ہے اس نے تمہیں "....... اماں بی نے اسے بری

طرح جھڑک دیا اور ثریا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"اماں بی۔ زیادہ نہیں۔ بس دس ہزار روپے چاہئیں پٹرول کو تیز رفتار بنانے کے لئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دس ہزار۔ تو تمہارا کیا خیال ہے۔ میں پرس میں دس ہزار روپے رکھ کر گھومتی رہتی ہوں اور سنو زیادہ تیز رفتار پٹرول کی بھی ضرورت نہیں۔ سمجھے۔ بس ایک ہزار جتنی رفتار کرالو۔ یہ لو"...... اماں بی نے ساتھ پڑا ہوا اپنا پرس اٹھا کر اس میں سے پانچ پانچ سو کے دو نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ ثریا کے پرس میں ہو گی رقم۔ یہ ڈیڈی سے بھاری رقمیں بٹورتی رہتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔ میرے پاس نہیں ہیں"...... ثریا نے جلدی سے اپنا پرس ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ ادھر دکھاؤ مجھے پرس۔ میں کہتی ہوں مجھے دکھاؤ پرس"۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا تو مجبوراً ثریا کو اپنا پرس اماں بی کے حوالے کرنا پڑا۔ لیکن اس کا منہ بری طرح لٹک گیا تھا اور وہ زہر بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"ارے واقعی۔ اتنے سارے نوٹ۔ یہ کیوں ساتھ لئے پھرتی ہے تو پاگل تو نہیں ہو گئی۔ جوان لڑکیوں کے پاس اتنے نوٹ نہیں ہونے چاہئیں۔ عادتیں بگڑ جاتی ہیں۔ میں واپس آؤں پھر پوچھتی ہوں

تمہارے باپ سے کہ ساری دنیا کے لئے تو کنجوس ہے۔ رقم خرچ کرتے جان نکلتی ہے اور اس لاڈلی کا پرس نوٹوں سے بھر رکھا ہے۔ یہ لو عمران۔ تم اسے اپنے پاس رکھو۔ تیز رفتار پٹرول بھی ڈلواؤ اور باقی خرچ بھی کرو"...... اماں بی نے پرس سے بڑے نوٹوں کی موٹی سی گڈی نکال کر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا اور ظاہر ہے عمران نے اسے اس قدر برق رفتاری سے جھپٹ لیا کہ کسی بڑے سے بڑا ماہر فیلڈر نے بھی اس برق رفتاری سے کیچ نہ پکڑا ہو گا۔

"یہ لو اپنا پرس۔ خبردار اگر آئندہ میں نے تمہارے پرس میں کوئی رقم دیکھی"...... اماں بی نے خالی پرس ثریا کی طرف پھینکتے ہوئے کہا اور ثریا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے جب کہ عمران کا چہرہ فرط مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ عمران نے کار ایک پٹرول پمپ پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے تھوڑا سا پٹرول ٹینکی میں ڈلوایا۔ کیونکہ ٹینکی تقریباً تین چوتھائی سے بھی زیادہ پہلے سے بھری ہوئی تھی اور پھر دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے کار آگے بڑھائی اور اس بار کار کی رفتار کافی تیز تھی۔

"دیکھا اماں بی۔ اب کار کیسے چل رہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اتنی رفتار ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ تیز نہ چلانا۔ میرا دل ڈولنے لگتا ہے"...... اماں بی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں منہ لٹکائے رونی صورت بنائے بیٹھی ہو۔ اماں بی ٹھیک ہی تو کہتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے ساتھ بیٹھی ثریا سے کہا۔ ثریا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے زہریلی نظروں سے عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمران نے ہاتھ اس کی جھولی کی طرف بڑھا کر نوٹوں کی گڈی اور اماں بی کے دیئے ہوئے پانچ پانچ سو روپے والے دونوں نوٹ اس کی جھولی میں ڈال دیئے اور ثریا کا چہرہ یک لخت گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس نے جلدی سے نوٹ اپنے پرس میں ڈالے اور پرس گود میں رکھ کر مسکرانے لگی۔

"تم نے جواب نہیں دیا ثریا۔ اب کیا بڑے بھائی کی اتنی بھی اہمیت نہیں رہی کہ اسے جواب بھی نہ دیا جائے"...... عمران نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا منہ لٹکائے بیٹھی ہوں۔ میں تو ہنس رہی ہوں۔ میرا خیال ہے آپ کی نظریں کمزور ہو گئی ہیں۔ عینک لگوائیں آپ"۔ ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہائیں۔ کیا کہا۔ کیوں عمران۔ تمہاری نظر واقعی کمزور ہو گئی ہے کیا واقعی"۔ اماں بی نے بری طرح چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں اماں بی۔ میری نظر تو چیل سے بھی زیادہ تیز ہے۔ مجھے تو ثریا کے پرس کے اندر موجود ہر چیز باہر سے ہی صاف نظر آ رہی ہے کیوں ثریا۔ بتا دوں کہ تمہارے پرس میں کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مان گئی۔ آپ کی نظر واقعی تیز ہے"...... ثریا نے جلدی سے اپنے پرس کو دوبارہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے کیوں کہہ دی یہ بات۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ اب تم بچی نہیں ہو۔ بڑی ہو گئی ہو۔ سمجھیں"...... اماں بی نے ثریا کو بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ رانا گڑھ میں یہ رانا شوکت صاحب کون بزرگوار ہیں۔ میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے"...... عمران نے ثریا کی حالت دیکھتے ہوئے موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔

"تم نہیں جانتے انہیں تمہارے باپ کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ ان کے وہاں کوئی فوت ہو گیا۔ انہوں نے بلا بھیجا ہے۔ تمہارے باپ کو تو موئے سرکاری دوروں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ اس لئے مجھے جانا پڑا ہے۔ میں بھی پہلی بار جا رہی ہوں"...... اماں بی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً تین گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ رانا گڑھ پہنچ گئے۔ جو کافی بڑا قصبہ تھا۔ رانا شوکت علی وہاں کے شاید بڑے لوگوں میں شامل تھے۔ اس لئے پہلے ہی آدمی سے پوچھنے پر انہیں پورا پتہ بتا دیا گیا اور تھوڑی دیر بعد کار رانا شوکت علی کی شاندار حویلی کے بڑے گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران نے کار حویلی کے سامنے جا کر روکی تو اندر سے دو نوکرانی نما عورتیں باہر آئیں اور اماں بی اور ثریا

کو لے کر زنانخانے کی طرف چلی گئیں۔ جب کہ عمران کی رہنمائی ایک وسیع وعریض ڈرائنگ روم کی طرف کر دی گئی۔ ڈرائنگ روم واقعی بے حد وسیع وعریض تھا۔ فرنیچر بھی بالکل جدید وضع قطع کا تھا۔ ابھی عمران بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان آدمی جو سوٹ میں ملبوس تھا اندر داخل ہوا عمران سمجھا کہ یہ یقیناً رانا شوکت علی کا چھوٹا بیٹا ہوگا۔

"آپ عمران صاحب ہیں۔ سر عبدالرحمان کے صاحبزادے۔ آپ کی تو ہم نے بے پناہ تعریفیں سن رکھی ہیں"...... آنے والے نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش یہ تعریفیں سر عبدالرحمان بھی سن لیتے۔ ان تک تو یہ ساری تعریفیں سرے سے پہنچتی ہی نہیں"...... عمران نے اس نوجوان کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے منہ بنا کر کہا اور نوجوان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"میرا نام رانا شوکت علی ہے"...... نوجوان نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا تو عمران حیران رہ گیا۔

"ارے آپ۔ میں سمجھا آپ رانا صاحب کے بیٹے ہوں گے"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

"میرے والد کا نام رانا سرور علی ہے۔ وہ کافی عرصے سے بیمار ہیں اور مستقل طور پر ایکریمیا میں زیر علاج ہیں۔ چونکہ ان کی عدم

موجودگی میں یہاں جاگیر وغیرہ کا سارا کام میں کرتا ہوں۔ اس لئے یہاں کے لوگ اب مجھے اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ ویسے گذشتہ دو سالوں سے میں قبرص یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہوں۔ میں وہاں سے پولیٹکس میں ماسٹر ڈگری کا کورس کر رہا ہوں۔ ابھی ایک ہفتہ ہوا مجھے واپس آنا پڑا ہے۔ کیونکہ میری ایک قریبی بزرگ عزیزہ فوت ہو گئی ہیں"۔ رانا شوکت علی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ایک ملازم ٹرے اٹھائے اندر آیا۔ ٹرے میں مشروب کے گلاس تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس دونوں کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

"آپ نے میری تعریفیں کہاں سے سن لیں ہیں۔ جب کہ آپ یہاں رہتے ہی نہیں اور میں زندگی میں شاید پہلی بار یہاں آیا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جواد کی زبانی۔ وہ دن رات آپ کے قصیدے پڑھتا رہتا ہے۔ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر اسرائیل میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ان سب کی تفصیلات اسے معلوم ہیں"۔ رانا شوکت علی نے مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا اور عمران رانا شوکت علی کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"جواد۔ وہ کون ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ قبرص یونیورسٹی میں میرا کلاس فیلو بھی ہے اور روم فیلو بھی

مشہور فلسطینی لیڈر ابو سلام کا بیٹا ہے"...... رانا شوکت علی نے کہا
اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ کیونکہ وہ ابو سلام سے اچھی طرح
واقف تھا۔ اسرائیل میں اس کا گروپ خاصا مؤثر تھا اور اسرائیلیوں نے
اس کے سر کی بھاری قیمت لگا رکھی تھی۔

"اچھا ہوا۔ آپ یہاں تشریف لے آئے۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے
تو مجھے واپس جانے سے پہلے خود دارالحکومت آکر آپ سے ملنا پڑتا"۔
اچانک رانا شوکت علی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں...... خیریت"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ جواد کے والد جواد سے ملنے ہوٹل آئے تھے۔ اسی روز میں
نے یہاں پاکیشیا آنا تھا۔ انہیں جب معلوم ہوا تو وہ مجھے علیحدہ لے گئے
اور انہوں نے مجھے کہا کہ وہ ایک خط خفیہ طور پر آپ تک پہنچانا چاہتے
ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ آپ تک اسے کیسے کسی کے ہاتھ پہنچایا
جائے کہ انہیں میری روانگی کا علم ہوا۔ انہوں نے مجھ سے قرآن پاک پر
حلف لیا تھا کہ ایک تو میں یہ خط نہ پڑھوں گا اور دوسرا میں ہر صورت
میں آپ کو تلاش کر کے اسے آپ تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ میں نے وہ
خط آپ تک پہنچانا تھا۔ میں لے آتا ہوں۔ ایک منٹ کے لئے مجھے
اجازت دیجئے"...... رانا شوکت علی نے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے
اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ
گئے۔ اس کی چھٹی حس نے بے اختیار خطرے کا سائرن بجانا شروع کر
دیا۔ تھوڑی دیر بعد رانا شوکت علی واپس آیا اور اس نے کوٹ کی جیب

سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لفافہ بند تھا۔ لیکن
دونوں طرف سے بالکل سادہ تھا۔ اس پر ایک لفظ بھی نہ لکھا ہوا تھا۔

"آپ اسے اطمینان سے پڑھیں۔ میں کھانے کا انتظام کرا کر ابھی
آتا ہوں"...... رانا شوکت علی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔
عمران اس نوجوان کی موقع شناسی اور عقلمندی پر مسکرا دیا۔ کھانے
کے انتظام کا تو صرف بہانہ تھا۔ عمران نے لفافہ کھولا تو اس کے اندر
ایک عام سے کاغذ پر ایک فون نمبر اور اس کے سامنے اے۔ ایس کے
الفاظ ٹائپ شدہ تھے اور کاغذ پر کچھ بھی درج نہ تھا۔ عمران چند لمحے غور
سے اس فون نمبر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کاغذ کو واپس لفافہ میں رکھا
اور لفافہ بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے
رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ چونکہ کریڈل پر فون نمبر اور
ڈائریکٹ کے الفاظ درج تھے۔ اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ
ڈائریکٹ فون ہے۔ اس کا اندرونی حویلی سے رابطہ نہیں ہے۔ پھر بھی
عمران رسیور اٹھا کر چند لمحے رسیور سے نکلنے والی ٹون سنتا رہا۔ جب وہ
پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اس کی کوئی ایکسٹینشن نہیں ہے۔ تو اس
نے پہلے ایکریمیا کے رابطہ نمبر ڈائل کئے۔ جب رابطہ قائم ہوا تو اس
نے اسرائیل کے مخصوص نمبر ڈائل کئے اور پھر وہ نمبر ڈائل کر دیا جو خط
میں درج تھا۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس...... گرین وڈ کلب"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔

"اے ۔ ایس سے بات کرائیں ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں "...... عمران نے اپنا مخصوص کوڈ نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ آپ پانچ منٹ بعد انہی نمبروں پر دوبارہ رنگ کریں "...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور عمران نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔ پھر پانچ منٹ بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر رابطہ قائم کرنا شروع کیا۔ لیکن دو بار کی کوششوں سے رابطہ نہ مل سکا البتہ تیسری بار رابطہ مل گیا۔

"یس...... گرین وڈ کلب "...... وہی آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"اے ۔ ایس سے بات کرائیں ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں "...... عمران نے بھی پہلے والا فقرہ دوہرا دیا۔

"یس سر ۔ ہولڈ آن کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ابو سلام کی مخصوص آواز ابھری ۔

"السلام علیکم ۔ میں اے ۔ ایس بول رہا ہوں ۔ آپ تک یقیناً میرا خط پہنچ گیا ہے "...... ابو سلام نے کہا۔

"ہاں ۔ ابھی ملا ہے اور ابھی میں بات کر رہا ہوں ۔ فرمایئے ۔ کیا مسئلہ ہے "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایک خصوصی اطلاع دینی تھی ۔ یہاں اسرائیل میں ایک خصوصی سیل قائم کیا گیا ہے جسے ان لوگوں نے سپیشل سیل کا نام دیا ہوا ہے ۔ ہمیں جب اس سیل کی اطلاع ملی تو ہم نے اس کی تفصیلات جاننی چاہیں تو بے پناہ کوششوں کے بعد ہمیں صرف اتنا

معلوم ہوا ہے کہ اس سیل کا مقصد آپ کے ملک میں دہشت گردی کرانا ہے اور دہشت گردی کا پروگرام انتہائی وسیع اور ہولناک ہے ۔ اس قدر ہولناک کہ ایک لحاظ سے اس سیل کا مقصد آپ کے ملک کو ہر لحاظ سے تباہ و برباد کر دینا ہے ۔ اس دہشت گردی میں آپ کا ایک ہمسایہ ملک بھی اسرائیل کی پوری طرح مدد کر رہا ہے اور اس سیل کو اسرائیل کے اعلیٰ ترین حکام کی مکمل سرپرستی حاصل ہے ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس سیل کا خاتمہ کر دیں ۔ لیکن اس بار اسرائیل کے حکام نے اسے اس قدر خفیہ رکھا ہوا ہے کہ ہماری کوششیں پوری طرح بار آور ثابت نہیں ہو رہیں ۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ تک اس کی اطلاع پہنچا دی جائے ۔ اگر آپ اس سیل کے خلاف کام کرنا چاہیں تو ہمارا بھرپور تعاون آپ کو حاصل رہے گا ۔ ورنہ دوسری صورت میں بھی بہرحال ہم نے تو اس کے خلاف کام کرنا ہی ہے "۔ ابو سلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کی دہشت گردی ۔ کچھ تفصیلات معلوم ہوئی ہیں "۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہر قسم کی سمجھ لیں ۔ بس سوائے کھلی جنگ کے ۔ آپ کے ملک کی تباہی ۔ دفاع کی تباہی ۔ فوجی حکام میں انتشار ۔ عوام میں قتل وغارت ۔ بڑے بڑے اہم پروجیکٹس کی تباہی ۔ بے حد وسیع پروگرام ہے اور شاید ابتدائی کارروائیوں کا آغاز بھی کر دیا گیا ہے اور یہ کارروائیاں ان کے مطابق وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جائیں گی ۔

اس وقت تک جب تک کہ آپ کا ملک خدانخواستہ مکمل طور پر مفلوج نہیں ہو جاتا۔ وہاں مکمل انتشار اور افراتفری نہیں پھیل جاتی۔ عوام مکمل طور پر بددل اور باغی نہیں ہو جاتے۔ پھر وہ ہمسایہ ملک اس صورت حال کا فائدہ اٹھانے کے لئے آگے بڑھے گا۔ باقی آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں"...... ابو سلام نے کہا۔

"یہ سیل کس کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہی آرک لینڈ کا جم مارکر۔ جواب مستقل طور پر اسرائیل منتقل ہو چکا ہے اور اس نے باقاعدہ سیکرٹ سروس بنالی ہے۔ ویسے اسرائیل کی تمام ایجنسیاں اس سیل کی مکمل امداد کر رہی ہیں"...... ابو سلام نے جواب دیا۔

"یہ سیل تل ابیب میں ہے یا کہیں اور بنایا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ ویسے جم مارکر کا ہیڈ کوارٹر تو تل ابیب میں ہی ہے۔ آٹم روڈ پر سرخ رنگ کی عمارت ہے۔ بظاہر یہ ایک فوجی دفتر ہے"...... ابو سلام نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اگر آپ سے دوبارہ رابطہ کرنا ہو تو پھر کہاں کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اسی نمبر پر اور اسی حوالے سے۔ کیا آپ اسرائیل آئیں گے"۔ ابو سلام نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ مجھے اس سیل اور اس سے متعلقہ لوگوں کو مکمل طور پر

ختم کرنا ہو گا۔ میں اپنے ملک کو ان درندوں کے رحم و کرم پر تو نہیں چھوڑ سکتا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مجھے اطلاع کر دیں۔ میں اور میرا گروپ اور دوسرے تمام گروپ آپ سے بھرپور تعاون کریں گے"...... دوسری طرف سے ابو سلام نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اس اطلاع کا بھی شکریہ اور تعاون کی آفر کا بھی۔ اب مجھے اجازت جلد ہی ملاقات ہو گی۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر بے شمار شکنیں ابھر آئی تھیں اور چہرے کا رنگ غصے کی وجہ سے قندھاری انار کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

جم مارکر اپنے ہیڈ کوارٹر کے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے
میں مصروف تھا کہ سامنے رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ جم
مارکر نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس ۔ جم مارکر سپیکنگ "...... جم مارکر نے کہا۔

"پی ۔ اے ۔ ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں ۔ جناب پرائم منسٹر
صاحب نے فوری طور پر ہنگامی میٹنگ کال کی ہے ۔ آپ فوراً ہی پرائم
منسٹر ہاؤس تشریف لے آئیں "...... دوسری طرف سے پی ۔ اے کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"او ۔ کے ۔ میں آرہا ہوں "...... جم مارکر نے کہا اور رسیور رکھ کر
اس نے سامنے موجود فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر
دراز کو تالہ لگا کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا ۔ تھوڑی
دیر بعد اس کی مخصوص سیاہ رنگ کی کار سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر

سے نکل کر تیزی سے پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی ۔

جم مارکر پرائم منسٹر ہاؤس کے سپیشل میٹنگ ہال میں جیسے ہی
داخل ہوا ۔ وہ بری طرح چونک پڑا ۔ کیونکہ میٹنگ ہال میں جی ۔ پی ۔
فائیو کا کرنل ڈیوڈ پہلے سے موجود تھا ۔ اس نے جم مارکر کو دیکھا لیکن
اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا ۔ اس کے چہرے پر جم مارکر کے لئے
تحقیرانہ تاثرات نمایاں تھے ۔ کیونکہ گذشتہ ایک سال سے صدر
مملکت نے تمام خفیہ ایجنسیوں کی تنظیم نو کرتے ہوئے صرف جی ۔
پی ۔ فائیو کو قائم رکھا تھا ۔ باقی تمام ایجنسیاں جن میں ریڈ آرمی اور
وائٹ سٹار شامل تھی توڑ دیا تھا اور ان دونوں کے سربراہوں کی
خدمات فوج کے حوالے کر دی گئی تھیں ۔ البتہ ان ایجنسیوں کا عملہ جی
پی ۔ فائیو میں شامل کر دیا گیا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی اسرائیل کی
سیکرٹ سروس کو بھی مستقل حیثیت دے دی گئی تھی اور جم مارکر کو
آرک لینڈ سے بلا کر مستقل طور پر سیکرٹ سروس کا سربراہ بنا دیا گیا تھا
اس طرح اسرائیل میں فوج کے علاوہ سول کاموں کے لئے صرف دو
ایجنسیاں باقی رہ گئی تھیں ۔ جی ۔ پی ۔ فائیو اور سیکرٹ سروس ۔ کرنل
ڈیوڈ ۔ جی ۔ پی ۔ فائیو کا پہلے کی طرح سربراہ تھا اور ظاہر ہے اس لحاظ سے
اس کی اکڑ اور غرور میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا ۔ ویسے بھی صدر مملکت
اس کے بے حد مداح تھے ۔ اس لئے بھی کوئی اسے کچھ نہ کہہ سکتا تھا ۔
جم مارکر خاموشی سے جا کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا ۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ادھیڑ عمر وزیر اعظم اندر داخل ہوا ۔

ان کے پیچھے ان کا اے۔ ڈی۔ سی تھا۔ جس نے ہاتھ میں ایک ٹیپ ریکارڈر اٹھایا ہوا تھا۔ جم مارکر اور کرنل ڈیوڈ دونوں وزیراعظم کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیئے"...... وزیراعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ اے۔ ڈی۔ سی نے جدید قسم کا ٹیپ ریکارڈر ان کے سامنے میز پر رکھا اور پھر تیزی سے مڑ کر اسی دروازے سے باہر نکل گیا۔

"اس ہنگامی میٹنگ کال کرنے کا مقصد آپ کو اسرائیل پر منڈلانے والے ایک بھیانک خطرے سے آگاہ کرنا ہے"۔ وزیراعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا اور جم مارکر اور کرنل ڈیوڈ دونوں بھیانک خطرے کا سن کر چونک کر سیدھے ہو گئے ان دونوں کے چہروں پر حیرت اڈ آئی تھی۔ لیکن پروٹو کول کی وجہ سے کوئی زبان سے نہ بولا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیا اس وقت اسرائیل کی ہٹ لسٹ میں ٹاپ لسٹ ہے اور اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے اور مکمل طور پر مفلوج کرنے کے لئے اس کے ایک ہمسایہ ملک کی مدد سے یہاں اسرائیل میں ایک سپیشل سیل قائم کیا گیا ہے۔ جس کے انچارج سیکرٹ سروس کے چیف جم مارکر صاحب ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ **اس سیل نے اپنی ابتدائی کارروائیوں کا** باقاعدہ آغاز کر دیا ہے اور سیل کی یہ کارروائیاں ابتدائی ہونے کے

باوجود بے حد کامیاب جاری ہیں اور پاکیشیا افراتفری اور انتشار کا شکار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ جیسے جیسے یہ کارروائیاں بڑھیں گی۔ ہم اپنے حتمی مقصد کے قریب ہوتے جائیں گے۔ ہم نے اس سیل کو انتہائی خفیہ رکھا تھا۔ تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک اس کی خبر نہ پہنچ سکے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے"...... وزیراعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ یہاں اسرائیل میں سوائے چند اعلیٰ حکام کے کسی کو اس سیل کی خبر نہیں ہے تو پاکیشیا تک اس کی خبر کیسے پہنچ سکتی ہے"...... جم مارکر نے حیرت بھرے مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس لئے تو میں نے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ ملٹری کے ایک خصوصی سیکشن نے ایک فون کال کیچ کی ہے۔ لیکن باوجود کوشش کے یہاں اسرائیل میں اس کال کا ماخذ ٹریس نہیں کیا جا سکا۔ اس میں کوئی نام بھی نہیں لیا گیا۔ لیکن اس میں سپیشل سیل کا ذکر موجود ہے اور جم مارکر صاحب کا بھی باقاعدہ حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھے جب اس کی اطلاع دی گئی تو میں نے اس لئے آپ دونوں کو یہاں بلایا ہے کہ آپ یہ کال سنیں۔ شاید آپ بولنے والوں کی آواز پہچان سکیں۔ ویسے اس کال کو سننے کے بعد میرا اندازہ یہی ہے کہ یہ کال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کی جا رہی تھی اور یقیناً یہاں کے کسی فلسطینی گروپ کا کوئی لیڈر بات کر رہا تھا"...... وزیراعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے

میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے
ٹیپ ریکارڈر سے ایک آواز ابھری۔
" یہ سیل کس کی نگرانی میں کام کر رہا ہے "...... بولنے والے کا لہجہ
بے حد سنجیدہ تھا اور یہ آواز سنتے ہی جم مارکر اور کرنل ڈیوڈ دونوں بے
اختیار کرسیوں سے اچھل پڑے اور ان کی یہ حالت دیکھ کر وزیراعظم
نے فوری طور پر بٹن آف کر دیا۔
" اوہ اوہ سر۔ یہ تو علی عمران کی آواز ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے سب سے خطرناک آدمی کی "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا
اور جم مارکر اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
" مجھے پہلے بھی شک تھا۔ بہرحال آگے سنو "...... وزیراعظم نے
اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر بٹن آن کر دیا۔
" وہی آرک لینڈ کا جم مارکر جو اب مستقل طور پر اسرائیل منتقل ہو
چکا ہے اور اس نے باقاعدہ سیکرٹ سروس بنا لی ہے "...... دوسری
آواز سنائی دی۔ لیکن اس آواز کو سن کر کسی کے چہرے پر شناسائی کے
آثار پیدا نہ ہوئے۔ گفتگو جاری رہی اور وہ تینوں خاموشی سے بیٹھے سنتے
رہے ...... جب بات چیت ختم ہوئی تو ٹیپ ریکارڈر سے خالی ٹیپ
چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور وزیراعظم نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈ
آف کر دیا۔
" یہ کال ادھوری ہے جناب۔ لگتا ہے۔ ان کے درمیان پہلے سے
گفتگو جاری تھی۔ جب اسے درمیان سے ٹیپ کیا گیا ہے "...... جم

مارکر نے کہا۔
" ہاں۔ لگتا ایسا ہی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں انچارج سے
خصوصی طور پر رپورٹ منگوائی تھی۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ فون کال
ایکسو۔ تھری سے کی گئی تھی۔ جس میں بولنے والے کے الفاظ سمجھ میں
نہیں آتے اور یوں لگتا ہے۔ جیسے لائن میں خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ وہ
ابھی اس پر غور کر ہی رہے تھے کہ کیا یہ واقعی ایکسو تھری سٹائل کال
ہے یا ویسے ہی لائن کی خرابی ہے کہ اچانک آوازیں صاف سنائی دینے
لگیں۔ شاید ایکسو تھری کا بٹن بولنے والے سے نادانستگی میں دب گیا
اور آوازیں کلیئر ہو گئیں۔ باوجود کوشش کے اس کال کا منبع چیک
نہیں ہو سکا "...... وزیراعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" بہرحال اس کال سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سپیشل سیل اب
خفیہ نہیں رہا اور اس کی اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی ہے
اور عمران اب اپنی ٹیم لے کر اس سپیشل سیل کے خلاف کام کرنے
اسرائیل آ رہا ہے "...... جم مارکر نے کہا۔
" اور یہ بھی کہ اسے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی بتا دیا
گیا ہے۔ اس لئے اس کا اصل ٹارگٹ تمہارا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ اس لئے
بہتر یہی ہے کہ تم اپنا ہیڈ کوارٹر خاموشی سے تبدیل کر لو اور اس
عمارت کو اس کے لئے بطور ٹریپ استعمال کرو "...... وزیراعظم نے
جم مارکر کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔
" سر۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ لیکن جن لوگوں نے اسے اطلاع

دی ہے۔ وہ یقیناً میرے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ یہ
یہاں کا کوئی فلسطینی گروپ لگتا ہے۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے
کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ بلکہ یہ تو اچھا ہے کہ وہ اس عمارت پر حملہ کرے
تاکہ ہم اسے آسانی سے ٹریپ کر سکیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس
گروپ کا جس نے اسے اطلاع دی ہے فوری پتہ چلایا جائے وہ لازماً
یہاں پہنچ کر اس گروپ کا سہارا لے گا اور اگر ہمیں اس گروپ کا پتہ
چل جائے تو ہم انتہائی آسانی سے عمران اور اس کی ٹیم کا خاتمہ کر سکتے
ہیں۔ میری سروس کی تو یہ فیلڈ نہیں ہے۔ لیکن جی۔ پی۔ فائیو کا اصل
فیلڈ ہی یہی ہے۔ اس کے باوجود اس بولنے والے کی آواز کرنل ڈیوڈ
صاحب نہیں پہچان سکے"....... جم مار کرنے ہونٹ چباتے ہوئے طنزیہ
لہجے میں کہا۔

"جناب یہ لوگ آوازیں اور لہجے بدلتے رہتے ہیں۔ میں اس ٹیپ
کی بے شمار کاپیاں کرا کر پوری ایجنسی میں بھجوا دوں گا۔ مجھے یقین ہے
کہ کوئی نہ کوئی سیکشن اس آواز کو پہچان لے گا۔ اس کے بعد اس
گروپ کا سراغ لگانا مشکل نہ رہے گا"....... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اب ایک واضح حکمت عملی وضع کر لینی
چاہئے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار اگر عمران اور اس کے
ساتھی ہلاک نہ ہوئے تو میں سیکرٹ سروس اور جی۔ پی۔ فائیو دونوں
کو توڑ دوں گا۔ جب یہ ایجنسی اور سروس چند لوگوں کو بھی ہلاک نہیں

کر سکتیں تو پھر ان پر عوام کا پیسہ خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا"۔
وزیر اعظم نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں جناب۔ اب میں یہاں موجود ہوں۔ اب یہ
لوگ زندہ سلامت اسرائیل سے واپس نہ جا سکیں گے"....... جم
مار کرنے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سر۔ اس بار یہ اسرائیل میں داخل ہی نہ ہو سکیں گے۔ جب سے
یہ سپیشل سیل قائم کیا گیا ہے۔ مجھے اس بات کا خطرہ تھا کہ اس کی
اطلاع کسی نہ کسی طرح اس شیطان عمران تک پہنچ جائے گی۔ اس لئے
میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس کی آمد کے تمام ممکنہ راستے بند کر
دیئے ہیں۔ یوں سمجھیئے کہ جی۔ پی۔ فائیو نے اسرائیل کی سرحدوں کو
چاروں طرف سے اس طرح بند کر دیا ہے کہ مکھی بھی نظروں میں آئے
بغیر اندر داخل نہ ہو سکے گی اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ جی۔ پی۔ فائیو
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ بہت طویل عرصے سے ہو رہا ہے۔
اس لئے ہم اس گروپ کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں"۔
کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔
"ہاں۔ صدر مملکت اسی لئے آپ کی بے حد تعریف کرتے ہیں کہ
آپ نے کئی بار اس عمران کو گرفتار کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی
تھی۔ لیکن چند خاص حالات کی وجہ سے وہ نکل جانے میں کامیاب ہو
گیا تھا۔ میں جب سے پرائم منسٹر منتخب ہوا ہوں۔ میرے سامنے صرف
ایک بار یہ گروپ اسرائیل میں آیا ہے۔ جب جم مار کر صاحب اس سے

ٹکرائے تھے ۔ جب کہ میں نے سابقہ رپورٹوں کا مطالعہ کیا ہے تو اس سے پتہ چلا ہے کہ اس سے قبل بھی یہ تین بار اسرائیل میں داخل ہو چکے ہیں اور ان سے ٹکرانے والوں میں بہر حال آپ شامل رہے ہیں ۔ اس لئے آپ مجھے بتائیں کہ سب سے پہلے یہ کس طرف سے اور کس انداز سے اسرائیل میں داخل ہوئے تھے "...... وزیر اعظم نے سہلاتے ہوئے کہا ۔

" جناب ۔ پہلی بار یہ گروپ جنوبی صحرائی پٹی پر واقع ایک عرب گاؤں آسلم سے اسرائیل میں داخل ہوئے ۔ جب ہم نے وہاں محاصرہ کیا تو یہ انتہائی سخت محاصرہ توڑ کر کمبرگ شہر میں داخل ہوئے ۔ جہاں انہوں نے ڈیم کو تباہ کیا اور اس تباہی سے پیدا ہونے والی افراتفری سے فائدہ اٹھا کر یہ وہاں سے نکلنے اور راستے میں گروپوں کی صورت میں تباہیاں پھیلاتے ہوئے تل ابیب پہنچ گئے تھے "...... کرنل ڈیوڈ نے آنکھیں بند کر کے ذہن پر زور دیتے ہوئے مختصر طور پر بتایا ۔

" دوسری بار یہ شمالی سرحدی ہیڈ کوارٹر میں ایکریمین افراد کے میک اپ میں داخل ہوئے ۔ ان کی جیبوں پر ٹڈی دل کے خلاف کام کرنے والے عالمی ادارے کے نشانات موجود تھے اور تمام کاغذات بھی تھے ۔ پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا اور وہاں سے یہ لوگ سرحدی شہر پاکامہ پہنچے ۔ اور پھر وہاں سے تل ابیب پہنچ گئے ۔ اس وقت جی ۔ پی فائیو ، ریڈ آرمی اور ملٹری انٹیلی جنس اور فوج کے تباہ کن دستے سب انہیں روکنے کی کوشش کرتے رہے ۔ لیکن انہیں روکا نہ جا سکا "......

کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

" اور جناب ۔ تیسری بار یہ قبرصی باشندوں کے روپ میں باوجود سخت ترین چیکنگ کے تل ابیب میں داخل ہو گئے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

" چوتھی بار یہ لوگ دمشق سے حیفہ پہنچے ۔ پھر حیفہ سے تل ابیب پہنچ گئے "...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔ اس دوران وزیر اعظم اور جم مار کر دونوں خاموش بیٹھے رہے ۔

" اور ہر بار تم اور تمہاری ایجنسی انہیں نہ روک سکی " ۔ وزیر اعظم نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا ۔

" یس سر ۔ لیکن سوائے پہلی بار کے باقی ہر بار مجھے دوسری ایجنسیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑا اور ان لوگوں کی حماقت کی وجہ سے یہ لوگ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ پہلی بار چونکہ ان سے پہلے کبھی ٹکراؤ نہ ہوا تھا ۔ اس لئے ہم ان کے متعلق کچھ بھی نہ جانتے تھے جب کہ اب ہم ان کے متعلق پوری طرح واقف ہیں "........ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اب آپ اکیلے ہیں ۔ اس بار اگر یہ لوگ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو پھر "...... وزیر اعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ایسا نہیں ہو گا سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اس بار ان کی موت ہی انہیں یہاں لے آ رہی ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے بااعتماد لہجے

میں کہا۔

"کرنل صاحب نے ان کے اسرائیل میں داخل ہونے کے جو راستے اور جو طریقے بتائے ہیں ۔اس سے ظاہر ہوتا ہے جناب کہ یہ ہر بار نیا طریقہ استعمال کرتے ہیں ۔اس لئے نگرانی کے انتظامات کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ یہ اب کون سا طریقہ اختیار کریں گے۔ اگر کرنل ڈیوڈ صاحب ناراض نہ ہوں تو میری ایک گزارش ہے "۔جم مار کرنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا۔کھل کر بات کرو۔یہ اسرائیل کی بقاء اور عزت کا سوال ہے اس میں کسی کی ذاتی ناراضگی وغیرہ کا کوئی سوال نہیں ہے "....... وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"سرحدوں وغیرہ کی نگرانی بے شک جی ۔پی ۔فائیو کرتی رہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہوائی اڈوں ریلوے اسٹیشنوں اور بندرگاہوں کی نگرانی سیکرٹ سروس کے ذمے لگا دیں ۔کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس بار عمران وغیرہ چونکہ اپنے ملک میں پیدا ہونے والے انتشار کو روکنے کے لئے آرہے ہیں ۔اس لئے وہ جلد از جلد تل ابیب پہنچنے کا منصوبہ بنائیں گے ۔کیونکہ اس بات کا انہیں بھی اندازہ ہوگا کہ جتنا وقت وہ ضائع کریں گے ۔اس کا فائدہ اسرائیل کو ہی پہنچے گا کہ اتنی ہی دہشت گردی کی کارروائیاں تیزی سے ہوں گی اور گروپ محفوظ ہوں گے "........جم مار کرتے کہا۔

"آپ کی رائے بالکل درست ہے ۔او۔کے ٹھیک ہے ۔آپ کی

تجویز قبول کی جاتی ہے ۔میں تحریری احکامات صادر کردوں گا۔اس کے باوجود آپ دونوں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے "۔وزیراعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں بھی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسرائیل کی شمال مغربی سرحد پر واقع ایک چھوٹے سے گاؤں کے ایک نیم پختہ مکان میں عمران اور سیکرٹ سروس کے تقریباً سارے ارکان موجود تھے ۔ وہ سب فرش پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان سب کے جسموں پر اسرائیلی فوجی کمانڈوز کی مخصوص یونیفارمز تھیں اور جولیا سمیت ان سب کے چہروں پر ایسے میک اپ تھے کہ وہ واقعی اسرائیلی فوج کے کمانڈوز لگتے تھے ۔ درمیان میں ایک نقشہ کھلا ہوا تھا اور وہ سب اس پر جھکے ہوئے تھے ۔ عمران ہاتھ میں سرخ رنگ کی پنسل لئے نقشے پر جھکا ہوا تھا ۔

"اب غور سے پلاننگ سن لو ۔ یوں سمجھو کہ اس گاؤں سے نکلنے کے بعد ہم موت کے سمندر میں داخل ہو جائیں گے ۔ اس لئے سب لوگوں نے اپنے ہوش وحواس پوری طرح بحال رکھنے ہیں اور اپنی پوری صلاحیتیں کام میں لانی ہیں ۔ ہمارا اصل ٹارگٹ تو تل ابیب میں اس

سپیشل سیل کا خاتمہ ہے ۔ جو پاکیشیا کے خلاف کام کر رہا ہے ۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ لوگ اس کی انتہائی زبردست حفاظت کر رہے ہوں گے اس لئے اگر ہم کسی بھی شہری راستے سے تل ابیب پہنچے تو ہمیں لازماً ٹریس کر لیا جائے گا ۔ کیونکہ اس بار ہم مارکر سیکرٹ سروس سمیت ہمارے مقابلے کے لئے پوری طرح تیار ہو گا ۔ چنانچہ ہم نے اس بار شہری راستوں کی بجائے فوجی راستوں سے تل ابیب پہنچنا ہے ۔ یہاں سے پچاس کلو میٹر دور ایک چھوٹی سی چھاؤنی ہے ۔ اس کے بعد وہاں سے تل ابیب تک ایک بڑی فوجی چھاؤنی آتی ہے ۔ ہم یہاں سے اس چھوٹی فوجی چھاؤنی پہنچیں گے ۔ اس چھاؤنی میں ہم نے وہاں کے اعلیٰ حکام کو ختم کر کے ان کا روپ دھارنا ہے اور پھر وہاں سے ہم اس بڑی فوجی چھاؤنی پہنچیں گے ۔ وہاں سے ہم مزید اعلیٰ فوجی حکام کے روپ میں تل ابیب پہنچیں گے ۔ اس چھوٹی فوجی چھاؤنی اور اس کے اعلیٰ آفیسران کے بارے میں حارث ہمیں مکمل اطلاعات مہیا کر دے گا ۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم ان چھاؤنیوں کا خاتمہ بھی کر دیں گے ۔ بہرحال ہم نے جس قدر جلد ممکن ہو سکے تل ابیب پہنچنا ہے کیونکہ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے ایک لمحہ بھی نہیں ہے " ۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے پنسل سے نقشے پر نشانات لگا کر اس گاؤں اور پھر وہاں سے تل ابیب تک پڑنے والی دونوں فوجی چھاؤنیوں کی نشاندہی بھی کر دی ۔

" میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ پروگرام ہمیں الجھا دے گا " ۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سارے ساتھی چونک کر اسے دیکھنے لگے ۔

"وہ کس طرح۔ وضاحت سے بات کرو کیپٹن شکیل۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم جو کچھ کہتے ہو۔ انتہائی سوچ سمجھ کر کہتے ہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فوجی چھاؤنیوں کے انتظامات اپنے ہوتے ہیں۔ چھاؤنی کو مکمل طور پر تباہ کرنے کی منصوبہ بندی تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ ہم چھاؤنی کے اندر جا کر وہاں کے اعلیٰ حکام کو مار کر ان کا روپ دھار کر دوسری چھاؤنی پہنچیں گے اور پھر وہاں سے نئے سرے سے نئے آدمیوں کا میک اپ کر کے آگے جائیں گے۔ پہلی چھاؤنی سے نکل کر دوسری چھاؤنی تک پہنچنے سے پہلے ہی ان افراد کی موت کی اطلاع جن کا ہم نے روپ دھار رکھا ہو گا۔ نہ صرف دوسری چھاؤنی بلکہ پورے اسرائیل میں پہنچ جائے گی اور یوں سمجھیئے کہ اسرائیل کی انتہائی تربیت یافتہ فوج ہمیں ہر طرف سے گھیر لے گی اور ہم ان سے لڑنے بھڑنے میں اس طرح الجھ جائیں گے کہ ہمارا ان کے جال سے نکلنا ہی محال ہو جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر ہم فوجی ہیلی کاپٹر پر سفر کریں تو......" عمران نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر کال سے تو زیادہ تیز رفتار بہرحال نہیں ہو سکتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہارے ذہن میں کوئی اور تجویز"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میرے ذہن کے مطابق ہمیں اکٹھا رہنے کی بجائے دو گروپ بنا لینے چاہئیں۔ دونوں گروپ اپنے اپنے طور پر تل ابیب میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ لیکن سیدھے براہ راست سیاحوں کے روپ میں۔ فوجیوں کے روپ میں یا عربوں کے روپ میں۔ لیکن کام براہ راست ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم کہیں الجھ نہ سکیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح دونوں گروپ ہی مارے جائیں گے۔ بہرحال ابھی حارث آتا ہے۔ دیکھو کیا خبریں لاتا ہے۔ اس کے بعد کوئی حتمی لائحہ عمل طے کیا جائے گا"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ حارث کون ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ اس گاؤں کے سردار زید کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ فلسطینیوں کے سب سے خطرناک گروپ ریڈ ایگل میں کام کرتا ہے۔ میں نے اسے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے ایک مخصوص ذریعے سے اطلاع بھجوا دی تھی کہ وہ ضروری اطلاعات لے کر ہمارے طاغہ پہنچنے تک آ جائے۔ وہ جی۔ پی فائیو اور دوسری ایجنسیوں اور خاص طور پر جم مارکر کے بارے میں اطلاعات حاصل کر کے آئے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہ سب ایک خصوصی ہیلی کاپٹر سے ایک عرب ملک سے ایک بڑا صحرا کراس کر کے یہاں پہنچے تھے۔ یہ یونیفارمز بھی انہوں نے عرب ملک کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہی حاصل کی تھیں۔ فوجی چھاؤنیوں کے متعلق تمام اطلاعات بھی عمران کو اس عرب ملک کی خفیہ ایجنسی

نے ہی بہم پہنچائی تھیں اور گاؤں کے سردار زید کو بھی ان کی آمد اور ان کے مشن کے متعلق اس خفیہ ایجنسی نے ہی اطلاعات دی تھیں ۔یہی وجہ تھی کہ ان کا یہاں بہت شاندار انداز میں استقبال کیا گیا تھا اور اس وقت وہ کھانا وغیرہ کھا کر آرام کر رہے تھے ۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھول کر ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا ۔اس نوجوان کے جسم پر عربوں کا مخصوص لباس تھا ۔اس کے چہرے پر خاصی کرختگی تھی ۔

" میرا نام حارث بن زید ہے "...... آنے والے نے کہا تو عمران مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا ۔

" علی عمران "...... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور حارث کے کرختگی بھرے چہرے پر یک لخت بے حد نرمی سی پھیلتی چلی گئی ۔اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھی آئی ۔

" اوہ ۔اوہ ۔آپ ہیں جناب علی عمران ۔اوہ ۔یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے فلسطینیوں کے عظیم ترین محسن سے میری ملاقات ہو رہی ہے "...... حارث نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا ہاتھ پکڑ کر عقیدت بھرے مگر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر عمران کے ہاتھ پر باقاعدہ بوسہ دے دیا ۔حارث کے چہرے پر ایسی کیفیات تھیں جیسے کوئی انتہائی عقیدت مند مرید اپنے پیر سے مل رہا ہو ۔

" کاش یہ انداز کوئی اور بھی اپنا لیتا ۔شاید میں اسے اپنی خوش

قسمتی سمجھتا "...... عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔تو جولیا نے بے اختیار اپنا منہ دوسری طرف کر لیا ۔

" کیا ۔کیا ۔آپ کیا کہہ رہے ہیں "...... ظاہر ہے حارث اس بات کو کہاں سمجھ سکتا تھا ۔

" یہ سب میرے ساتھی ہیں "...... عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا اور پھر سب کا ان کے اصل ناموں سے تعارف کرا دیا ۔حارث سب سے انتہائی گرمجوشی سے ملا ۔جب کہ جولیا کو اس نے سر جھکا کر سلام کیا اور پھر وہ سب دری پر بیٹھ گئے ۔

" ہمیں آپ کا شدت سے انتظار تھا ۔کیونکہ ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ۔ہم جلد از جلد تل ابیب پہنچنا چاہتے ہیں "...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" مجھے احساس ہے جناب ۔لیکن میں آپ کے لئے کچھ اچھی خبریں نہیں لے آیا "...... حارث نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" بری خبروں کو اچھا بنا لینا ہمارا کام ہے ۔آپ ہمیں صرف تفصیلات بتائیں "...... عمران نے کہا ۔

" دو روز پہلے پرائم منسٹر ہاؤس میں ایک ہنگامی میٹنگ ہوئی ہے ۔جس کی تفصیلات ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔اس میٹنگ میں سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر اور جی ۔پی ۔فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ اور پرائم منسٹر بذات خود شامل تھے "۔حارث نے کہا ۔

" کیوں ۔یہ دونوں ہی کیوں شامل تھے ۔وہ وائٹ سٹار کا کرنل

بلاشر اور ریڈ آرمی کا کرنل زارک وہ کیوں نہیں شامل ہوئے" ۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ ۔ تو آپ کو نئے سیٹ اپ کا علم نہیں ۔ ایک سال پہلے صدر مملکت نے سوائے جی ۔ پی ۔ فائیو کے باقی سب ایجنسیاں توڑ دی ہیں ان کے سربراہوں کی خدمات ملٹری کے سپرد کر دی گئی ہیں اور ان ایجنسیوں کے افراد کو جی ۔ پی ۔ فائیو میں مدغم کر دیا گیا ہے ۔ اب اسرائیل میں سول خدمات کے لئے صرف دو ایجنسیاں ہیں ۔ ایک جی ۔ پی ۔ فائیو جس کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ہے اور دوسری سیکرٹ سروس جس کا سربراہ جم مارکر" ...... حارث نے چونک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ ایسا ہونا بھی چاہئے تھا ۔ ورنہ جتنی ایجنسیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی ۔ اتنی ہی ان کی کارکردگی ختم ہوتی جا رہی تھی ۔ بہرحال آگے بتائیے کہ اس میٹنگ میں کیا ہوا" ...... عمران نے کہا۔

"اس میٹنگ میں ایک فون کال کا کچھ حصہ ٹیپ کر کے سنوایا گیا یہ وہ کال تھی جو ابو سلام صاحب نے آپ کو کی تھی یا آپ نے ابو سلام صاحب کو کی تھی ۔ ابو سلام صاحب کی آواز تو ان سے نہ پہچانی جا سکی ۔ کیونکہ ابو سلام صاحب بہت کم ہی سامنے آتے ہیں ۔ البتہ آپ کی آواز پہچان لی گئی اور اس سے انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کو اس سپیشل سیل کا بھی علم ہو گیا ہے اور آپ اسے تباہ کرنے آ رہے ہیں ۔ چنانچہ یہ طے ہوا ہے کہ تمام سرحدوں کی نگرانی جی ۔ پی ۔ فائیو کرے

گی ۔ جب کہ بندرگاہوں ۔ ریلوے اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں کی نگرانی سیکرٹ سروس کے ذمہ لگائی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی پرائم منسٹر صاحب نے تمام سرحدوں پر موجود فوجی چھاؤنیوں کو بھی خصوصی طور پر آپ کے متعلق ریڈ الرٹ کر دیا ہے" ...... حارث نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو انہیں ہماری آمد کی اطلاع بہرحال مل گئی ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"نہ صرف اطلاع مل چکی ہے بلکہ وہ آپ کی ہلاکت کے لئے مکمل طور پر تیار ہو چکے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام فلسطینی دکانداروں ۔ ہوٹلوں ۔ باروں اور کاروباری افراد کی بھی نگرانی انتہائی سخت کر دی گئی ہے ۔ اس قدر سخت کہ اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ میری بھی یہاں آمد تک پچاس جگہ چیکنگ ہوئی ہے" ۔ حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم نے ہر صورت میں اور فوری طور پر تل ابیب میں داخل ہونا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ ناراض نہ ہوں تو جناب میں عرض کروں کہ آپ کم از کم ایک ماہ تک رک جائیں ۔ اس کے بعد یہ لوگ خود ہی ٹھنڈے پڑ جائیں گے ۔ اس کے بعد آپ تل ابیب میں داخل ہو سکیں گے" ۔ حارث نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تاکہ ایک ماہ تک سپیشل سیل کے دہشت گرد پاکیشیا کی اینٹ

سے اینٹ بجادیں ۔آپ نے جو اطلاعات دی ہیں ۔اس کے لئے ہم آپ
کے مشکور رہیں ۔اب باقی راستہ ہم خود بنالیں گے ۔آپ بے فکر رہیں"۔
عمران نے کہا۔

" اگر ایسی صورت حال ہے ۔تو پھر ایک راستہ ایسا ہے ۔اگر آپ
اس پر سفر کر سکیں تو آپ لوگ تل ابیب میں داخل ہو سکتے ہیں"۔
حارث نے کہا۔

" کون سا راستہ ہے"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" میں نقشہ لے آتا ہوں ۔پھر آپ کو سمجھا سکوں گا"۔حارث نے
اٹھتے ہوئے کہا۔

" نقشہ میرے پاس موجود ہے"۔عمران نے کہا اور جیب سے تہہ
شدہ نقشہ نکال کر اسے پھیلا دیا۔

" یہ دیکھئے ۔قصبہ طاغہ سے صحرا کے اندر اندر سفر کرتے ہوئے
آپ ابو جارح کے قصبے تک آسانی سے پہنچ جائیں گے ۔ابو جارح کے
قصبے سے آپ شمال کی طرف بڑھیں تو ایک طویل پہاڑی سلسلہ آجا
ہے ۔جو بے حد دشوار گزار ہے ۔یہاں سے ایک انتہائی تیز رفتار در
نکلتا ہے ۔جو اس پہاڑی سلسلے کے اندر سے ہی گزرتا ہوا ہاشام قص
کے قریب واقع ڈیم تک پہنچ جاتا ہے ۔جہاں سے یہ دریا دوسرے د
سے مل کر میدانی علاقوں سے گزر کر تل ابیب جاتا ہے ۔ہاشام
اس دریا میں تجارتی جہاز بھی تل ابیب تک جاتے ہیں ۔چیک تو
جاتا ہے ۔لیکن اتنی سختی سے نہیں ۔کیونکہ یہ تجارتی جہاز ظاہر ہے

سرحد سے نہیں چلتے ۔اسرائیل کے اندر سے ہی چلتے ہیں"....... حارث
نے نقشے پر نشان لگا کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ دریا کس قدر دشوار گزار ہے ۔کیا بہت زیادہ"....... عمران
نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔اسے ناقابل عبور سمجھا جاتا ہے ۔دو تین بار ایکریمیا کے
بڑے بڑے مہم جو افراد نے ربڑ کی کشتیوں پر اسے عبور کرنے کی
کوشش کی ۔لیکن سب کے سب ہی راستے میں ہلاک ہو گئے ۔کیونکہ
یہ دریا نہ صرف انتہائی تیز رفتار ہے ۔بلکہ بعض جگہوں پر تو یہ سینکڑوں
فٹ کی بلندی سے نیچے گرتا ہے اور کئی تنگ سرنگوں سے بھی گزرتا ہے
اور راستے میں نوکیلی چٹانیں بھی آتی ہیں"۔حارث نے جواب دیا۔

" لیکن اگر ہم دریا کے اندر سفر کرنے کی بجائے کنارے کنارے یہ
سفر کرتے ہوئے ہاشام تک پہنچ جائیں تو"....... عمران نے پوچھا۔

" نہیں جناب ۔ان پہاڑیوں پر جگہ جگہ اسرائیلی فوجیوں کے اڈے
ہیں اور وہ باقاعدہ ان جگہوں کی چیکنگ کرتے رہتے ہیں ۔صرف اس
دریا کو ناقابل عبور سمجھ کر اس کی چیکنگ نہیں کی جاتی"....... حارث
نے جواب دیا۔

" کیا ہمیں کشتیاں مل سکتی ہیں ۔جن سے ہم اس دریا کو عبور کر
سکیں"..... عمران نے پوچھا۔

" ابو جارح کا سردار عتبہ ہمارا خاص آدمی ہے ۔وہ ضرور اس کا
بندوبست کر دے گا ۔لیکن آپ اچھی طرح سوچ لیں"...... حارث نے

کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سوچ لیا ہے۔ کیا تم ہماری ابو جارح تک رہنمائی کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں"........ حارث نے کہا۔

"تو پھر اٹھو۔ ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیے"........ عمران نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ صحرا میں سفر رات کو ہو سکتا ہے۔ رات تک آپ آرام کریں۔ میں مخصوص سواری کا بندوبست کرتا ہوں۔ رات پڑتے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"....... حارث نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حارث اٹھا اور سب کو سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا تم ربڑ کی کشتی سے اس دریا کو عبور کرنے کا سوچ رہے ہو"۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے سوا اور چارہ نہیں ہے۔ ربڑ کی کشتی نرم ہوتی ہے۔ اس لیے لچک کر تنگ راستے سے نکل جاتی ہے"........ عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل ڈیوڈ جیسے ہی جی۔پی۔فائیو کے نئے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا، ہر طرف سے اسے اس طرح سیلوٹ پڑنے لگے۔ جیسے وہ جی۔پی۔فائیو کا چیف ہونے کی بجائے اسرائیلی فوج کا سربراہ ہو۔ جب سے باقی ایجنسیاں ختم ہوئی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ نے بھی اپنی ایجنسی کی تربیت کا انداز بدل کر اسے بالکل فوجی انداز میں ڈھال دیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر بھی اس نے نیا قائم کیا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید ترین انتظامات کئے تھے۔ اس کی کار بھی اب بم پروف تھی۔ وہ اس طرح سیلوٹ وصول کرتا ہوا اپنے دفتر میں داخل ہوا۔ جو انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑے صنعت کار کا کاروباری دفتر ہو۔ جیسے ہی کرنل ڈیوڈ اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھا۔ دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت سی لڑکی ہاتھ میں ایک کاپی اور پنسل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر منی اسکرٹ تھا اور

چہرے پر بڑی دلآویز مسکراہٹ ۔ یہ اس کی نئی پرسنل سیکرٹری مس نیڈی آکلے تھی ۔

" دفع ہو جاؤ اور ہیری کو بھیجو میرے پاس "...... کرنل ڈیوڈ نے اسے دیکھتے ہی خونخوار لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا اور نیڈی کا چمکتا ہوا چہرہ یک لخت بجھ سا گیا ۔

" یس باس "...... اس نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گئی ۔

" سنو "...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دھاڑتے ہوئے کہا ۔

" یس باس "...... نیڈی نے دہشت زدہ انداز میں مڑ کر کہا ۔

" کتنی بار کہا ہے کہ مجھے باس نہیں کرنل کہا کرو ۔ لیکن تم پھر بکواس کرنے سے باز نہیں آتیں ۔ اب اگر تم نے باس کہا تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا ۔ سمجھیں ۔ جاؤ ۔ دفع ہو جاؤ ...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا ۔

" یس کرنل "...... نیڈی نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اتنی تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئی جیسے اس کا تعاقب بھوکے بھیڑیئے کر رہے ہوں ۔

" ہونہہ ۔ نانسنس ۔ مجھے بھی کوئی کاروباری آدمی سمجھتی ہے " ۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں کہا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا ۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور ٹھوس جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا ۔ یہ میجر

ہیری تھا ۔ کرنل ڈیوڈ کا خاص اسسٹنٹ ۔ کرنل نے اسے خاص طور پر ملٹری انٹیلی جنس سے اپنی تنظیم میں ٹرانسفر کرایا تھا ۔ کیونکہ یہ بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی تھا اور کرنل ڈیوڈ جیسا آدمی بھی اس کی بے پناہ صلاحیتوں کا معترف تھا ۔

" یس کرنل ۔ کیا حکم ہے "...... ہیری نے اندر داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ کیونکہ وہ کرنل ڈیوڈ کے مزاج کو اب اچھی طرح سمجھنے لگ گیا تھا ۔ اس لئے وہ آسانی سے اسے ٹریپ کر لیتا تھا ۔

" بیٹھو میجر ہیری " ۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا اور میجر ہیری خاموشی سے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا ۔

" تمہیں معلوم ہے کہ جی ۔ پی ۔ فائیو اب کتنی مضبوط اور طاقتور ہے ۔ معلوم ہے تمہیں " ۔ کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اپنی نظریں میجر ہیری کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں سرسراہٹ سی تھی ۔ ایسی سرسراہٹ جو صحرا میں پچھلی رات چلنے والی ہلکی ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور میجر ہیری کرنل ڈیوڈ کا یہ انداز دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوڈ اس وقت کسی چیلنج کا شکار ہو چکا ہے ۔

" جب کرنل ڈیوڈ جی ۔ پی ۔ فائیو کا سربراہ ہو تو اس کے مضبوط پر قوت اور با اثر ہونے میں کوئی شک ہی باقی نہیں رہتا "...... میجر ہیری نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ کا ستا ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا ۔

" یہ بات ہوئی ناں ۔ اسے کہتے ہیں حقیقت بیانی ۔ اور تم میں یہی ایک ایسی خوبی ہے کہ جس نے تمہاری بے شمار خامیوں کو چھپا رکھا

ہے۔ لیکن یہ بات پرائم منسٹر اور آرک لینڈ کا جم مار کر نہیں مانتے۔ بولو انہیں کیسے منوایا جائے بولو"۔ کرنل ڈیوڈ نے میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے"۔ میجر ہیری نے پرائم منسٹر کا نام سن کر بری طرح چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ وہ شیطان اعظم عمران اپنی ٹیم کے ساتھ ایک بار پھر اسرائیل آ رہا ہے۔ غلطی اس احمق آرک لینڈی جم مار کر کی ہے۔ عذاب ہم پر نازل ہو رہا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کیوں آ رہی ہے یہاں"۔ میجر ہیری نے اور زیادہ چونک کر پوچھا۔

"اس آرک لینڈی کی وجہ سے اور کیا"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ذہنی طور پر جم مار کر سے انتہائی الرجک تھا۔ اس لئے اس کی تحقیر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔

"کچھ تفصیل تو بتایئے"۔ میجر ہیری نے اس بار قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اسے پرائم منسٹر کی میٹنگ اور اس میں ہونے والی ساری بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ہر وہ راستہ جس سے ان کی آمد کی توقع ہو سکتی تھی وہ سیکرٹ سروس نے کور کر لیا ہے۔ اس طرح سیکرٹ سروس چاہتی ہے کہ عمران اور اس کے گروپ کو گرفتار کر کے جی۔ پی فائیو سے کریڈٹ لے جائے"....... میجر ہیری نے کہا اور کرنل ڈیوڈ

بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"کیا۔ کیا میں نے غلط کہا ہے"۔ میجر ہیری نے کرنل ڈیوڈ کو اس طرح خلاف توقع ہنستے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم انتہائی احمق ہو میجر ہیری۔ ازلی احمق۔ اس آرک لینڈی نے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ اس نانسنس کو یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ شیطان اعظم کبھی سیدھے راستے سے داخل نہیں ہو گا۔ اس نے ایسا طریقہ استعمال کرنا ہے کہ یہ منہ دیکھتا رہ جائے گا اور اس عمران کی گرفتاری کا سہرا کرنل ڈیوڈ کے ہی سر ہو گا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس کے لئے کیا پلاننگ کی ہے۔ مجھ سے بہتر پلاننگ دنیا میں اور کوئی نہیں کر سکتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"بالکل کرنل۔ آپ واقعی دنیا کے بہترین پلانر ہیں"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"تو سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی کسی ایسے راستے سے اس بار اسرائیل میں داخل ہوں گے جس کا ہم لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے بطور چیف آف جی۔ پی۔ فائیو۔ سرحدوں پر موجود تمام خفیہ فضائی چیکنگ اڈوں کو الرٹ کر دیا ہے کہ اگر کوئی گروپ چاہے وہ کسی بھی لباس یا چہرے میں ہو۔ کسی بھی حیثیت میں ہو۔ اسے خفیہ طور پر چیک کیا جائے اور اس کی اطلاع ہر صورت میں نزدیکی جی۔ پی۔ فائیو کے سنٹر کو دی جائے اور اب یہ

تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم ان تمام سرحدی سنٹرز سے مسلسل رابطہ رکھو اور جہاں بھی کسی گروپ کے سرحد میں داخل ہونے کی اطلاع ملے۔ مجھے فوراً اطلاع دو۔ میں خود جاکر چیکنگ کروں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ واقعی بہترین پلاننگ ہے"...... ہیری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سچائی نمایاں تھی۔ کیونکہ اسے واقعی یہ پلاننگ بہترین محسوس ہوئی تھی۔

"جاؤ اور جاکر تمام سنٹرز کو اس بارے میں تفصیلی اور سخت ہدایات دے دو۔ اگر کسی نے ذرا بھی غفلت کا مظاہرہ کیا تو میں اس پورے سنٹر کو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ سمجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا اٹھا اور مڑ کر تیزی سے دروازے سے باہر چلا گیا۔

"ہونہہ۔ آرک لینڈی مجھ سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ مجھ سے۔ کرنل ڈیوڈ سے"...... کرنل ڈیوڈ نے کرسی کی نشست سے سر ٹکاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میز پر موجود انٹرکام کی مترنم گھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ پرائم منسٹر ہاؤس سے ایک ٹیپ آیا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا سنو۔ فرنیک کو کہو کہ یہ ٹیپ سنے اور پھر میرے پاس آئے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

فرنیک جی۔ پی۔ فائیو کے اس شعبے سے متعلق تھا جو فلسطینی گروپ کا کھوج لگاتا رہتا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ فرنیک ہی عمران سے بات کرنے والی آواز کو پہچان سکے گا۔ تقریباً دس منٹ بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

"آؤ فرنیک۔ تم نے وہ ٹیپ سن لیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"یس کرنل"۔ فرنیک نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے آواز پہچانی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ایک آواز تو پہچان لی ہے کرنل۔ جب کہ دوسری نہیں پہچانی جا سکی"۔ فرنیک نے جواب دیا۔

"کون سی"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ابو سلام کی۔ کرنل"...... فرنیک نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ آواز ابو سلام کی تھی۔ کیا تم نے صحیح طور پر پہچانا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس کرنل۔ مجھ سے زیادہ بھلا ابو سلام کی آواز کو اور کون پہچان

سکتا ہے لیکن دوسری آواز میں نہیں پہچان سکتا"...... فرنیک نے جواب دیا۔

"اسے چھوڑو۔ ہونہہ۔ تو اسرائیل کے خلاف یہ اہم ترین خفیہ اطلاع اس بار ابو سلام نے دی ہے عمران کو۔ میں اس ابو سلام کا خون پی جاؤں گا۔ میں اس کی ہڈیاں چبا جاؤں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بری طرح مٹھیاں بھینچ لیں۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"مگر کرنل۔ باوجود ہماری کوششوں کے آج تک ابو سلام کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ وہ فلسطینیوں کے سب سے خطرناک گروپ کا چیف ہے"۔ فرنیک نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ اس طرح واپس کرسی پر گرا۔ جیسے اچانک غبارے میں سے ہوا نکل جاتی ہے۔

"اوہ اوہ واقعی۔ تو اب کیا کیا جائے۔ کچھ کرو فرنیک۔ کچھ کرو۔ اس کا کوئی سراغ بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"ہم کوشش کر رہے ہیں جناب۔ جیسے ہی کوئی سراغ ملے گا۔ ظاہر ہے۔ اس کی اطلاع فوراً آپ کو دے دی جائے گی"...... فرنیک نے جواب دیا۔

"خاک کوشش کر رہے ہو احمق آدمی۔ کیا کوشش کی ہے تم نے بولو۔ بتاؤ۔ آخر اب تک کیا کیا ہے تم نے۔ بتاؤ مجھے کوئی سراغ بتاؤ۔ اس کا کوئی آدمی بتاؤ۔ کوئی نہ کوئی۔ ابھی اور اسی وقت بتاؤ۔ ورنہ میں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ غصے کی شدت سے فرنیک

پر ہی الٹ گیا۔

"سر۔ صرف ایک آدمی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ابو سلام کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ لیکن"...... فرنیک فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر تذبذب اور ہچکچاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"لیکن۔ رک کیوں گئے۔ آگے بکو اور اس کا نام بتاؤ۔ جلدی بولو"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"گرین وڈ کلب کا مالک جارج شمیر۔ جو پریذیڈنٹ صاحب کا بھتیجا ہے"۔ فرنیک نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یک لخت حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کیسے معلوم ہوا کہ وہ جانتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایک بار اس کی فون کال چیک ہوئی تھی۔ اس نے ابو سلام کا نام لیا تھا۔ فرنیک نے جواب دیا۔

"کب کی بات ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"چھ ماہ پہلے کی"...... فرنیک نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے مجھے رپورٹ کیوں نہ دی"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو تحریری رپورٹ بھجوائی تھی۔ لیکن آپ نے اس پر

لکھ دیا تھا کہ یہ رپورٹ غلط ہے "....... فرنیک نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں ۔ مجھے یاد آگیا "....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"میں نے پھر بھی اس کی نگرانی کرائی تھی جناب ۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ اس کا ایک عرب ملازم ہے ۔ احمد خالد ۔ اگر اسے ٹٹولا جائے تو شاید کچھ معلوم ہو سکے ۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جناب جارج شمیر کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں "۔ فرنیک نے کہا۔

"کتنے بھی لمبے ہوں ۔ کرنل ڈیوڈ سے لمبے نہیں ہو سکتے ۔ تم اس احمد خالد کو فوراً اس طرح اغوا کرا کر ہیڈ کوارٹر لے آؤ کہ کسی کو پتہ بھی نہ چل سکے کہ اسے کون اٹھا کر لے گیا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس طرح زبان نہیں کھولتا "۔ کرنل ڈیوڈ نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی "....... فرنیک نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فوری تعمیل ہونی چاہیے ۔ فوری "۔ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور فرنیک خاموشی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیاہ رنگ کی کار جنوبی سرحدی پٹی کی طرف جانے والی سڑک پر پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ یہ رابرٹ تھا ۔ جم مارکر کا نمبر ٹو ۔ جب کہ عقبی سیٹ پر جم مارکر خود تھا۔

"تمہیں یقین ہے رابرٹ کہ تمہیں درست اطلاع ملی ہے "۔ جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔ قصبے کے سردار زید کے ڈیرے میں آٹھ اجنبی مردوں اور ایک عورت کو دیکھا گیا ہے ۔ یہ لوگ کمانڈوز یونیفارم میں تھے ۔ پھر سردار زید کا لڑکا حارث ان سے آکر ملا۔ پھر رات کو وہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر صحرا میں کہیں چلے گئے "....... رابرٹ نے جواب دیا۔

"وہ تو میں نے سن لیا ہے ۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ کمانڈوز کا ہی کوئی گروپ ہو "....... جم مارکر نے کہا۔

"مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ اس لئے میں نے اطلاع ملتے ہی فوراً کمانڈوز ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا۔ وہاں سے واضح طور پر بتا دیا گیا کہ کوئی کمانڈوز گروپ اس علاقے میں نہیں بھیجا گیا۔ جس سے یہ بات طے ہو گئی کہ یہی ہمارا مطلوبہ گروپ ہے"...... رابرٹ نے کہا اور جم مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک کار مسلسل چلتی رہی۔ پھر ایک موڑ کاٹ کر وہ جیسے ہی آگے بڑھی دور سے ایک چھوٹے سے گاؤں کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ سڑک کے کنارے دو پولیس جیپیں موجود تھیں۔ دس بارہ مسلح سپاہی جیپوں سے باہر نکل کر سڑک کے کنارے کھڑے تھے۔ رابرٹ نے کار ان کے قریب جا کر روک دی۔

"کمانڈر جیروف کہاں ہے"۔ رابرٹ نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے سپاہیوں سے پوچھا۔

"کمانڈر صاحب جیپ میں ہیں جناب"۔ سپاہی نے یک لخت مؤدبانہ آواز میں جواب دیا۔ کیونکہ کار نزدیک آنے پر انہوں نے کار پر موجود سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان دیکھ لیا تھا۔ اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے پولیس یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور کاندھوں پر بہت سے سٹار بھی موجود تھے۔ اپنی پی کیپ ٹھیک کرتا ہوا جیپ سے اتر کر تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"پولیس کمانڈر آپ ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"یس سر"...... کمانڈر نے جواب دیا۔

"آپ ہیں چیف آف سیکرٹ سروس جم مارکر"۔ رابرٹ نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جم مارکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پولیس کمانڈر نے فوراً ہی عقبی کھڑکی کے سامنے جا کر باقاعدہ زور دار سیلوٹ کر دیا۔ دوسرے لمحے تمام سپاہیوں کے زور دار سیلوٹوں سے فضا گونج اٹھی۔

"آگے بیٹھ جائیے کمانڈر"...... جم مارکر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر اس طرح بیٹھ گیا کہ اس کا منہ عقبی طرف ہی رہا۔

"اس قصبے طاغہ کے سردار زید کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں"۔ جم مارکر نے پوچھا۔

"بہت اچھا آدمی ہے جناب۔ حکومت سے مکمل اور بھرپور تعاون کرتا ہے"۔ پولیس کمانڈر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اس کا بیٹا حارث"۔ جم مارکر نے سر سراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حارث اس کا بڑا بیٹا ہے جناب اور تل ادیب میں ملازم ہے جناب بہت اچھا لڑکا ہے۔ حکومت کا خدمت گزار ہے"۔ پولیس کمانڈر پوری طرح ان باپ بیٹے کے حق میں بول رہا تھا۔

"سنو۔ ہم اس وقت انتہائی اہم معاملے پر کام کر رہے ہیں اور اس معاملے کے لئے پرائم منسٹر صاحب نے مجھے ڈبل ریڈ اتھارٹی کارڈ جاری کیا ہے۔ اس سے تمہیں اس کام کی اہمیت سمجھ میں آ جائے گی"۔ جم

مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہمیں پہلے اطلاع مل چکی ہے جناب۔ اس لئے تو ہم یہاں آپ کے منتظر تھے جناب"۔ پولیس کمانڈر نے دانت نکالتے ہوئے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دشمن ایجنٹوں کا ایک گروپ جس کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور وہ ایک عورت اور آٹھ مردوں پر مشتمل ہے۔ قصبہ طاغہ کے سردار زید کے ڈیرے میں دیکھا گیا ہے اور پھر اس کا بیٹا حارث انہیں اونٹوں پر بٹھا کر رات کو کہیں لے گیا ہے۔ ہم نے اس گروپ کو ہر صورت میں ٹریس کرنا ہے۔ ہر صورت میں۔ چاہے ہمیں اس قصبے کے ایک ایک آدمی کے سینے میں گولیوں کا برسٹ کیوں نہ اتارنا پڑے۔ پورے گاؤں کو بموں سے کیوں نہ اڑانا پڑے۔ سمجھ گئے ہو"۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ قصبہ عربوں کا ہے۔ اگر ہم نے وہاں کھلے عام تشدد کیا تو صورتحال بگڑ بھی سکتی ہے۔ یہاں سے قریب ہی ہماری چوکی ہے۔ آپ وہاں چلیں۔ میں سردار زید کو وہاں بلوا لیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ بے شک اس سے پوچھ گچھ کر لیں"۔ پولیس کمانڈر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کہاں ہے چوکی"۔ جم مارکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں جیپ میں بیٹھ کر آپ کی رہنمائی کرتا ہوں سر"۔ پولیس کمانڈر نے کہا اور جم مارکر کے سر ہلانے پر وہ نیچے اترا اور اس نے چیخ چیخ

کر سپاہیوں کو جیپوں میں بیٹھنے کے احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک جیپ کار کے آگے اور دوسری کار کے پیچھے ہو گئی اور رابرٹ نے کار آگے بڑھا دی۔ مشرق کی طرف جانے والی ایک بائی روڈ پر چلتے ہوئے تھوڑی دور بنی ہوئی ایک خاکستری رنگ کی چھوٹی سی عمارت میں پہنچ گئے۔

"سنو۔ سردار زید کے ساتھ ساتھ اگر اس کا لڑکا حارث ہو تو اسے بھی ضرور لے آنا"۔ پولیس کمانڈر کی رہنمائی میں ان کے کمرے میں پہنچتے ہی جم مارکر نے کہا اور پولیس کمانڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا عرب اور ایک نوجوان لڑکا اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے پولیس کمانڈر اور دو مسلح سپاہی تھے۔

"یہ جناب قصبے کا سردار زید ہے اور یہ اس کا بیٹا حارث ہے۔ میں نے آپ کے متعلق انہیں بتا دیا ہے جناب۔ یہ ہم سے پورا پورا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں جناب"...... پولیس کمانڈر نے کہا۔

"سردار زید۔ کمانڈوز کا وہ گروپ کہاں ہے جو تمہارے ڈیرے میں دیکھا گیا تھا"۔ جم مارکر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ رات کو ہی چلے گئے تھے جناب"۔ سردار نے جواب دیا۔

"کہاں"۔ جم مارکر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جناب وہ اسرائیلی کمانڈوز تھے۔ وہ مجھے کیسے بتا سکتے تھے کہ وہ

کہاں جا رہے ہیں ۔ ہم تو خدمت گزار ہیں ۔ خدمت کرتے ہیں "۔ سردار زید نے بڑے مہذب لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" حارث انہیں اونٹوں پر بٹھا کر صحرا میں لے گیا تھا ۔ کہاں چھوڑا تھا تم نے انہیں " ۔ جم مار کر نے اٹھ کر حارث کے سامنے آ کر کھڑے ہوتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

" جناب میں تل ابیب سے چھٹی پر آیا تھا کہ مجھے سردار نے ان کے متعلق بتایا ۔ میں انہیں سلام کرنے گیا ۔ تو انہوں نے کہا کہ اونٹوں کا بندوبست کیا جائے اور انہیں سیکات کی سرحد تک پہنچایا جائے ۔ جناب ہم تو حکومت کے خدمت گزار ہیں ۔ ہم نے حکم کی تعمیل کی اور میں ان کے ساتھ گیا اور سیکات کی سرحد تک انہیں پہنچا کر واپس آ گیا "۔ حارث نے بڑے سیدھے سادھے لہجے میں کہا۔

" سنو حارث ۔ تم ابھی نوجوان ہو ۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بتا دو کہ تم نے انہیں کہاں چھوڑا ہے ۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی خطرناک گروپ تھا ۔ اس لئے تمہیں سچ بتانا ہو گا " ۔ جم مار کر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب میں سچ کہہ رہا ہوں " ۔ حارث نے جواب دیا ہی تھا کہ دوسرے لمحے وہ جم مار کر کا زور دار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا ایک طرف جا گرا سردار زید کے چہرے پر یک لخت جیسے غصے کا لاوا سا جل اٹھا۔

" آپ زیادتی کر رہے ہیں جناب "...... سردار زید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا

" آپ جی ۔ پی ۔ فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ ہیں جناب مگر "۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ لیکن لفظ مگر جیسے ہی اس کے منہ سے نکلا کمرہ نوجوان کے چہرے پر پڑنے والے زور دار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا ۔ تھپڑ کھا کر نوجوان کی گردن گھوم گئی تھی ۔ تھپڑ اس قدر زور دار تھا کہ نہ صرف اس نوجوان کے گال پر پانچوں انگلیوں کے نشانات نظر آنے لگ گئے تھے بلکہ اس کے منہ کے کونے سے خون کی چند بوندیں بھی باہر کو نکل آئی تھیں ۔

" الو کے پٹھے ۔ بدنسل آدمی ۔ جواب دیتے ہوئے مگر کہتے ہو ۔ اب اگر تمہاری زبان سے ایسے الفاظ نکلے تو زبان کھینچ لوں گا ۔ صرف میرے سوالوں کا جواب دو بس "...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور نوجوان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے رک کر پوچھا ۔

" احمد خالد "...... نوجوان نے جواب دیا ۔

" کس قبیلے کے ہو "...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا ۔

" بربری ہوں "...... احمد خالد نے جواب دیا ۔

" ہونہہ ۔ اب بتاؤ کہ ابو سلام گروپ سے تمہارا کیا تعلق ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا اور نوجوان ابو سلام کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا ۔ شاید یہ نام اس کے لئے انتہائی غیر متوقع تھا ۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو چونکنے سے باز نہ رکھ سکا تھا اور اس کے اس طرح چونکنے پر کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی ۔

"سچ بولنا۔ ورنہ ہڈیوں سے روح کھینچ لوں گا"....... کرنل ڈیوڈ نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"باس کے کاروباری دوست ہیں" ۔ احمد خالد نے جواب دیا۔

"باس ۔ کون باس" ۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"گرین وڈ کلب کے مالک جارج شمیر صاحب ۔ میں ان کا ملازم ہوں"۔ احمد خالد نے جواب دیا۔

"کاروباری دوست کا کیا مطلب ہوا"۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"باس نوادرات کا بزنس بھی کرتے ہیں اور ابو سلام بھی یہی بزنس کرتا ہے"۔ احمد خالد نے جواب دیا۔

"اس وقت ابو سلام کہاں ہوگا"۔ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"وہ مستقل طور پر ایکریمیا میں رہتا ہے ۔ کبھی کبھار یہاں آتا ہے"۔ احمد خالد نے جواب دیا۔

"میں کسی کاروباری آدمی کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ اس ابو سلام کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو فلسطینی گوریلا گروپ کا لیڈر ہے بجھے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز اور چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو اسی کو جانتا ہوں جناب اور کسی کو نہیں جانتا۔ آپ بے شک باس سے بات کر لیں ۔ وہ بھی آپ کو یہی بتائیں گے"۔ احمد خالد نے جواب دیا۔

"خاردار کوڑا لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں یہ کس طرح نہیں جانتا"۔

کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور گھٹے ہوئے جسم کے ایک آدمی نے تیزی سے ایک طرف دیوار سے لٹکا ہوا ایک خاردار کوڑا اٹھا کر کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"ہاں اب بولو ۔ آخری مہلت دے رہا ہوں ۔ فلسطینی لیڈر ابو سلام کہاں ہے ۔ اس وقت"...... کرنل ڈیوڈ نے کوڑے کو فضا میں پٹخاتے ہوئے کہا۔

"میں جو جانتا تھا جناب ۔ میں نے بتا دیا۔ آپ بے شک باس سے پوچھ لیں ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"....... احمد خالد نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ساتھ کمرہ احمد خالد کی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ خاردار کوڑے نے اس کے جسم پر ایک لمبا زخم ڈال دیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"بتاؤ بتاؤ"........ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی شڑاپ کی آواز کے ساتھ دوسرا کوڑا احمد خالد کے جسم پر پڑا پھر تو جیسے کرنل ڈیوڈ پر وحشت کا دورہ سا پڑ گیا۔ اس کا ہاتھ کسی مشین کی طرح چل پڑا۔ تیسرے کوڑے پر احمد خالد تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا۔ مگر چوتھے کوڑے پر وہ خود ہی ہوش میں آ گیا۔

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ بتاتا ہوں بتاتا ہوں"۔ احمد خالد نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ کا ہاتھ رک گیا اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی ۔ مگر احمد خالد کی گردن

ڈھلک گئی تھی۔وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اس کتے کو ہوش میں لاؤ"۔کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کمرے میں موجود آدمیوں سے کہا اور ایک آدمی نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے بے ہوش احمد خالد کے چہرے پر زور دار تھپڑوں کی بارش کر دی۔تیسرے یا چوتھے بھرپور تھپڑ پر احمد خالد ہوش میں آگیا۔

"پانی۔پانی دو مجھے۔میں مر رہا ہوں۔پانی دو"۔احمد خالد نے بری طرح سر دائیں بائیں مارتے ہوئے کہا۔

"اسے پانی پلاؤ"۔کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ایک آدمی تیزی سے کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا جگ تھا۔اس نے احمد خالد کے جبڑے کھول کر اس میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا اور احمد خالد پیاسے اونٹ کی طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا۔جب اس نے سر ہٹایا تو اس آدمی نے باقی پانی اس کے جسم پر ڈال دیا اور احمد خالد کے چہرے پر ہلکی سی طمانیت کے آثار ابھر آئے۔حالانکہ اس کا پورا جسم اس وقت زخموں سے چور ہو رہا تھا۔

"بولو اب ورنہ......." کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر خون آلود خاردار کوڑے کو فضا میں چٹخاتے ہوئے کہا۔

"ابو سلام ہمارا لیڈر ہے۔اس کا فون میں سنا کرتا ہوں اور ہدایات ایک اور فون پر دے دیا کرتا ہوں"۔احمد خالد نے جواب دیا۔

"ابو سلام نے پاکیشیا کے علی عمران سے بات تمہارے فون سے

کی تھی"۔کرنل ڈیوڈ نے پوچھا تو احمد خالد ایک بار پھر چونک پڑا۔

"ہاں۔اس علی عمران کا فون آیا تھا۔میں نے ابو سلام کے خصوصی فون سے رابطہ کر دیا۔ابو سلام اسرائیل سے باہر کسی خفیہ مقام پر رہتا ہے۔سپیشل ایکسو تھری فون استعمال ہوتا ہے۔جس کو چیک نہیں کیا جا سکتا"....... احمد خالد نے جواب دیا۔

"آخری بار علی عمران نے کب رابطہ کیا تھا"۔کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"چار روز پہلے اس نے ابو سلام کو بتایا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر کے ذریعے جنوبی سرحدی قصبے طاغہ پہنچ رہا ہے۔وہاں کا سردار زید ابو سلام کا خاص آدمی ہے۔چنانچہ ابو سلام نے زید کو ان کے استقبال کے لئے خفیہ پیغام بھجوا دیا"۔احمد خالد نے جواب دیا۔

"طاغہ۔ہوں۔ٹھیک ہے۔کیا ابو سلام یہاں بھی آتا ہے"۔کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔کبھی کبھی۔ویسے زیادہ تر اس کے فون ہی آتے ہیں"۔احمد خالد اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔اس لئے بلا کسی رکاوٹ کے جواب دیئے چلا جا رہا تھا۔

"سنو۔اگر تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو تو تمہارا فوری علاج بھی کیا جا سکتا ہے اور تمہیں بھاری معاوضہ بھی ماہانہ طور پر دیا جا سکتا ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔میں تیار ہوں۔لیکن کسی کو پتہ نہ چلے۔ورنہ وہ لوگ مجھے عبرت ناک سزا دیں گے"....... احمد خالد نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمہارے متعلق یہی کہا جائے گا کہ تم ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوئے ہو۔ پھر تمہارا بہترین علاج کیا جائے گا۔ لیکن تمہیں ہر فون کال کی تفصیل ہمیں بتانی ہوگی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہاں موجود آدمیوں کو احمد خالد کے متعلق ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"یس کرنل"...... ان دونوں آدمیوں نے کہا۔ ان میں سے ایک نے جلدی سے آگے بڑھ کر کرسی کے عقبی پائے پر پیر مارا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ احمد خالد کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور ان دونوں نے سہارا دے کر احمد خالد کو اٹھا کر کھڑا کیا اور پھر اسی طرح سہارا دیتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف اسے لے کر بڑھ گئے کرنل ڈیوڈ اس کے باہر جانے تک وہیں کھڑا رہا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

"میجر ہیری کو بھیجو فوراً۔ ابھی اسی وقت"...... اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دباتے ہوئے چیخ کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ بے چینی اور اضطراب کے تاثرات نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور میجر ہیری اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل ڈیوڈ کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ہیری مؤدبانہ انداز میں

کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو۔ علی عمران اپنے گروپ کے ساتھ اسرائیل کی جنوبی سرحدی پٹی پر واقع قصبہ طاغہ پہنچ چکا ہے یا پہنچ رہا ہے۔ وہاں ہمارا چیکنگ سنٹر یقیناً ہوگا۔ اس نے کوئی اطلاع اب تک کیوں نہیں دی"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"طاغہ۔ ایک منٹ میں معلوم کرتا ہوں"۔ میجر ہیری نے کہا اور اس نے میز پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"میجر ہیری بول رہا ہوں۔ طاغہ کے قریب ہمارا سنٹر نمبر بارہ ہے۔ اس کے انچارج سے میری فوراً ٹرانسمیٹر پر بات کراؤ"...... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لمبا لیکن پتلا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس کا ایریل کھینچ کر اوپر کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا ایک بلب سپارک کرنے لگا اور اس میں سے مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ میجر ہیری نے جلدی سے اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ فرانک انچارج سنٹر نمبر بارہ کالنگ اوور"...... ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"میجر ہیری اٹنڈنگ یو۔ سنو۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ طاغہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ پہنچا ہے۔ تم نے اس کے متعلق ابھی تک اطلاع کیوں نہیں دی۔ جب کہ تمہیں پہلے ہی ریڈ الرٹ کیا گیا تھا اوور"...... میجر ہیری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" باس ۔ طاغہ میں اسرائیلی کمانڈوز کا ایک گروپ سردار زید کے
پاس پہنچا تھا۔ جو بعد میں اونٹوں پر سوار ہو کر سردار زید کے لڑکے
حارث کی رہنمائی میں سیکات کی طرف چلا گیا ۔ وہ واقعی اسرائیلی
کمانڈوز کا گروپ تھا۔ اس لیئے میں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن
جناب گذشتہ روز مجھے اطلاع ملی کہ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر
اپنے اسسٹنٹ رابرٹ کے ساتھ وہاں کی پولیس چوکی میں پہنچے ۔
پولیس چوکی میں سردار زید اور اس کے بیٹے حارث کو بلایا گیا۔ اس کے
بعد جناب عجیب واقعہ ہوا کہ سردار زید نے جم مارکر کے پیٹ میں خنجر
اتار دیا اور رابرٹ نے سردار زید اور اس کے بیٹے حارث کو گولیوں سے
چھلنی کر دیا ۔ پھر ہیلی کاپٹر پر زخمی جم مارکر کو تل ابیب لے جایا گیا۔
یہاں قصبے میں سردار زید اور اس کے بیٹے حارث کی موت کی وجہ سے
عربوں میں شدید غم وغصہ پایا جا رہا ہے اوور "...... فرانک نے پوری
تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ جم مارکر کے زخمی ہونے کی بات
سن کر کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھا کر
ہیری کو بولنے سے منع کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ۔ جنہیں تم اسرائیلی کمانڈوز کا
دستہ کہہ رہے ہو ۔ وہی تو پاکیشیا کے ایجنٹ تھے ۔ وہ سیکرٹ سروس
والے وہاں پہنچ گئے اور تم حرامزادے خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہے ۔
کہاں گئے ہیں وہ تمہارے باپ فوراً جواب دو اوور "...... کرنل ڈیوڈ
نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" ج ۔ ج ۔ جناب ۔ وہ اسرائیلی کمانڈوز ہی تھے جناب اوور "۔
فرانک نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ ہیں کہاں ۔ بولو کہاں ہیں وہ ۔ جلدی بولو اوور "۔ کرنل ڈیوڈ
نے اور زیادہ چیختے ہوئے کہا۔

" م ۔ م ۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں جناب اور رپورٹ دیتا ہوں
جناب اوور "...... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جلدی رپورٹ دو فوراً ۔ ابھی اسی وقت اور صحیح صحیح رپورٹ دو ۔
اوور اینڈ آل "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے میجر ہیری کو ٹرانسمیٹر آف کرنے کا اشارہ کر دیا اور میجر ہیری
نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" وہ ۔ وہ حرامزادہ تماشا دیکھتا رہا اور جم مارکر وہاں پہنچ بھی گیا۔ اگر
ہماری یہی کارکردگی رہی تو وہ بازی لے جائے گا اور ہم بیٹھے مکھیاں
مارتے رہیں گے "...... کرنل ڈیوڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" وہ اسرائیلی کمانڈوز کی وجہ سے انہیں پہچان نہیں سکا۔ جناب ۔
بہر حال وہ بے حد تیز آدمی ہے ۔ جلد ہی ان کا پتہ کر لے گا "۔ میجر ہیری
نے فرانک کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل
ڈیوڈ کوئی جواب دیتا اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی
آوازیں نکلنے لگیں ۔ میجر ہیری نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔ ایئر چیکنگ پوسٹ ۔ کرانڈیب سے کیپٹن رچمنڈ بول
رہا ہوں اوور "...... ایک اجنبی سی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ میجر ہیری آف جی ۔ پی ۔ فائیو اوور"...... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر ۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ سرحدوں کی ایئر چیکنگ کی جائے ۔ ہم نے چیکنگ جاری رکھی ہوئی ہے ۔ لیکن ابھی تک کوئی گروپ ایسا نظر نہیں آیا جس نے سرحد مشکوک انداز میں پار کی ہو اوور"...... کیپٹن رچمنڈ نے کہا۔

"پھر کال کرنے کی وجہ اوور"...... میجر ہیری نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سر ۔ ایکریمین مہم جوؤں کی ایک ٹیم نے گذشتہ رات کو ربڑ کی کشتی میں کراندیب کے دریا کو پار کرنے کی کوشش کی ۔ مگر ان کی کشتی الٹ گئی اور وہ سب شدید زخمی ہو گئے ۔ ہم نے انہیں بچالیا اور ابھی ہم نے نزدیکی ایئر فورس سے بڑا ہیلی کاپٹر منگوا کر انہیں علاج کے لئے تل ابیب بھجوا دیا ہے ۔ وہ سب شدید زخمی ہیں ۔ ویسے میں نے ان کے کاغذات چیک کر لئے ہیں ۔ وہ اصلی ہیں ۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع دے دوں اوور"...... کیپٹن رچمنڈ نے کہا۔

"ختم کرو اس احمق کی کال ۔ خواہ مخواہ ایکریمی مہم جوؤں کو لے بیٹھا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں نے سن لیا ہے اوور اینڈ آل"...... میجر ہیری نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کون سی جگہ بتا رہا تھا وہ فرانک"...... کرنل ڈیوڈ نے اچانک

چونک کر میجر ہیری سے پوچھا۔

"سیکات بتا رہا تھا"...... میجر ہیری نے جواب دیا۔

"وہاں ہمارا کوئی سنٹر نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"وہاں تو نہیں ہے ۔ البتہ ابو جارح ایک قصبہ ہے ۔ وہاں سے اندر سرحد میں ہے ۔ اب یہ تو معلوم نہیں کہ سیکات اور ابو جارح میں کتنا فاصلہ ہے"...... میجر ہیری نے کہا۔

"اس سے بات کرو ۔ وہ خود بتائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے جلدی سے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور میجر ہیری نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔ فرانک کالنگ اوور"...... فرانک کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ میجر ہیری اٹنڈنگ یو ۔ کیا رپورٹ ہے اوور"...... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر ۔ میں نے سنٹر نمبر اٹھارہ ابو جارح کے انچارج آرتھر سے معلوم کیا ہے جناب ۔ اس نے بتایا ہے کہ اسرائیلی کمانڈوز کا گروپ ابو جارح پہنچا تھا ۔ سردار زید کا لڑکا حارث ان کے ساتھ تھا وہ ابو جارح کے سردار عتبہ کے ڈیرے پر ٹھہرا تھا ۔ اس کے بعد جناب اچانک وہ غائب ہو گئے ۔ آرتھر کے بقول جب اس نے ابو جارح کے سردار عتبہ کے ملازم سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ اسرائیلی کمانڈوز

آئے تھے ۔ وہ عتبہ کے ڈیرے پر ٹھہرے رہے ۔ اسی دوران سردار عتبہ
نے تل ابیب خصوصی آدمی بھجوا کر غوطہ خوری جیسے لباس اور ایک ربڑ
کی کشتی منگوائی تھی ۔ پھر اچانک کمانڈوز کا دستہ کہیں چلا گیا ۔ وہ سر
یقیناً کسی خفیہ مشن پر گئے ہوں گے اوور "...... فرانک نے کہا ۔

" اوہ اوہ ۔ غوطہ خوری کا لباس ۔ ربڑ کی کشتی ۔ اوہ اوہ ۔ یہ وہی
ایکریمین ہوں گے ۔ جس کے متعلق وہ کیپٹن رچمنڈ اطلاع دے رہا تھا
اوہ میں سمجھ گیا ۔ انہوں نے ایکریمین مہم جوؤں کے میک اپ میں
دریا کراس کر کے تل ابیب میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا ہو گا پھر
زخمی ہو گئے ہوں گے ۔ فوراً اس کیپٹن رچمنڈ کو کال کرو اور اس سے
پوچھو کہ اس نے انہیں کہاں بھیجا ہے ۔ جلدی پوچھو ۔ بند کرو یہ کال
" ۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور میجر ہیری نے جلدی سے اوور اینڈ
آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے اس پر نئی فریکونسی
ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس
نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا ۔

" ہیلو ہیلو ۔ میجر ہیری آف جی ۔ پی ۔ فائیو کالنگ کیپٹن رچمنڈ اوور "۔
میجر ہیری نے بار بار کال دینی شروع کر دی ۔

" یس ۔ کیپٹن رچمنڈ اٹنڈنگ یو اوور "...... چند لمحوں بعد کیپٹن
رچمنڈ کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ اٹھا کر میجر ہیری کو بات
کرنے سے روک دیا ۔

" ہیلو ۔ کرنل ڈیوڈ چیف آف جی ۔ پی ۔ فائیو سپیکنگ اوور "......

کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز اور اضطراب بھرے لہجے میں چیخ کر بات
کرتے ہوئے کہا اور میجر ہیری نے اس کے اوور کہنے پر جلدی سے بٹن
دبا دیا ۔

" یس سر ۔ اوور "...... دوسری طرف سے کیپٹن رچمنڈ کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی ۔

" کیپٹن رچمنڈ ۔ تم نے ان ایکریمی مہم جوؤں کو کس ہیلی کاپٹر پر
بھیجا ہے ۔ کہاں بھیجا ہے اور کب بھیجا ہے اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔

" جناب ۔ ایئر فورس کے ہیلی کاپٹر پر تل ابیب کے جنرل ہسپتال
بھجوایا ہے جناب اور انہیں پرواز کئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے ہیں وہ تو
اب ہسپتال پہنچ بھی چکے ہوں گے اوور "۔ کیپٹن رچمنڈ نے جواب
دیتے ہوئے کہا ۔

" کتنے آدمی تھے ۔ پوری تفصیل بتاؤ اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ
کر پوچھا ۔

" ایک عورت اور آٹھ مرد تھے جناب اوور "...... کیپٹن رچمنڈ نے
جواب دیا ۔

" کیا وہ شدید زخمی تھے یا عام زخمی تھے اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے
پوچھا ۔

" فریکچر تو نہ تھا ۔ لیکن تھے وہ شدید زخمی ۔ ہم نے ان کی ابتدائی
بینڈیج تو کر دی تھی ۔ لیکن ان کا مکمل علاج چونکہ ہسپتال میں ہی ہو

سکتا تھا اس لئے میں نے انہیں ہسپتال بھجوا دیا۔ چونکہ وہ ایکریمین تھے اس لئے مجھے مجبوراً ہیلی کاپٹر پر انہیں پہنچوانا پڑا اوور"...... کیپٹن رچمنڈ نے کہا۔

"بند کرو۔ جلدی بند کرواسے"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور خود اس نے ٹیلی فون کا رسیور جھپٹ کر اٹھایا۔ کریڈل کو ٹیپ کرنے لگا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"جنرل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے بات کراؤ میری۔ جلدی کرو"۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور رسیور واپس کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس دوران میجر ہیری اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر چکا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر بیک وقت امید اور بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے اس طرح رسیور جھپٹ کر اٹھایا جیسے اس کال سے اسے ہفت اقلیم کا خزانہ ملنے کی خوشخبری سنائی جانے والی ہو۔

"ڈاکٹر جیکب سے بات کیجئے سر"۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر جیکب بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ ایئر فورس کے ہیلی کاپٹر پر آٹھ شدید

زخمی ایکریمین آپ کے ہسپتال پہنچے ہیں۔ وہ اس وقت کس پوزیشن میں ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"آٹھ شدید زخمی ایکریمین اور ایئر فورس کے ہیلی کاپٹر کے ذریعے نہیں جناب۔ میرے ہسپتال میں تو نہیں پہنچے ابھی تک"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے جھٹکے سے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہ ابھی پہنچنے والے ہی ہوں گے۔ آؤ۔ ہمیں فوراً انہیں گرفتار کرنا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر میجر ہیری کا انتظار کئے بغیر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اڑ کر ہسپتال پہنچ جانا چاہتا تھا۔

جم مارکر کو جیسے ہی ہوش آیا۔ اس کے ذہن میں یکلخت بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔ وہ پولیس چوکی کے کمرے میں قصبہ طاغہ کے سردار زید اور اس کے بیٹے حارث سے پوچھ گچھ کر رہا تھا اور پھر اس نے حارث کو تھپڑ مارا۔ اس کے بعد اس نے یک لخت سردار زید کا ہاتھ حرکت میں آتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی کوئی گرم سلاخ سی اس کے پیٹ کو چیرتی ہوئی دور تک چلی گئی اور جم مارکر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیٹ میں موجود ہر چیز یک لخت اس طرح اپنی جگہ پر گھومنے لگی ہو۔ جیسے موت کے کنویں میں موٹر سائیکل چلانے کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ ذہن پر رنگ برنگے دھبوں کا رقص چند لمحے جاری رہا اور پھر اندھیرا چھا گیا اور اب اس کے ذہن میں روشنی پھیلی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔

کیونکہ وہ پہچان گیا تھا کہ وہ کسی ہسپتال کے کمرے میں بیڈ پر پڑا ہوا ہے اور اس کے جسم کو سٹریچر نما بیڈ کے ساتھ باقاعدہ کلپ کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی گردن اور سر ہی حرکت کر سکتے تھے۔ باقی جسم ویسے ہی ساکت تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل موجود تھا اور سائیڈ سٹینڈ سے گلوکوز کی بوتل بھی لگی ہوئی تھی۔ لیکن کمرہ خالی تھا چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اور نرس اندر داخل ہوئے جم مارکر کو ہوش میں دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر یک لخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ آپ کو ہوش آ گیا سر۔ تھینک گاڈ"...... ڈاکٹر نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور جم مارکر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا مجھے بے ہوش ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے"...... جم مارکر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے پیٹ میں جو خنجر مارا گیا تھا وہ زہریلا تھا اور زہر آپ کے جسم میں پھیل چکا تھا۔ ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں سے آپ کی حالت خطرے سے باہر تو ہو گئی تھی لیکن خطرہ تھا کہ زہر نے آپ کے ذہن کو متاثر نہ کیا ہو۔ بہرحال آپ کے ہوش میں آنے کے بعد اب ہر قسم کا خطرہ ختم ہو چکا ہے"...... ڈاکٹر نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ مجھے کتنے روز بعد ہوش آیا ہے"۔ جم مارکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ زہر کا سن کر اس کا ذہن بھی

ایک بار تو بری طرح سنسنا اٹھا تھا۔

"آج تیسرا روز ہے جناب۔ پرائم منسٹر صاحب۔ پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر اعلیٰ حکام بھی آپ کی عیادت کے لئے تشریف لا چکے ہیں "۔ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اب میری پوزیشن کیا ہے۔ آپ لوگوں نے مجھے بیڈ سے کلپ کیوں کر رکھا ہے"۔ جم مارکر نے کہا۔

"ابھی آپ کا زخم بھرنے میں چند روز لگ جائیں گے اور آپ کا حرکت کرنا زخم کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا اس لئے آپ کو کلپ کر دیا گیا تھا"۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"میرے اسسٹنٹ رابرٹ کو کال کیجئے یا پھر مجھے فون دیجئے اور میرے بازو آزاد کر دیجئے"۔ جم مارکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... ڈاکٹر نے کہا اور جلدی سے اس نے بازوؤں کے گرد موجود کلپنگ کھولنی شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد اسے ایک وائرلیس فون بھی مہیا کر دیا گیا۔ جم مارکر نے ہیڈ کوارٹر کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"....... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جم مارکر بول رہا ہوں۔ رابرٹ سے بات کراؤ"۔ جم مارکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آپ کو ہوش آگیا سر....... مبارک باد سر۔ ہم سب آپ کے لئے انتہائی پریشان تھے سر"....... آپریٹر نے انتہائی خلوص بھرے لہجے

میں کہا۔

"شکریہ۔ رابرٹ سے بات کراؤ"....... جم مارکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ مبارک ہو۔ آپ کو ہوش آگیا"....... رابرٹ نے بھی بات مبارک باد سے ہی شروع کی تھی۔

"شکریہ....... فوراً میرے پاس آؤ....... اور مجھے اب تک ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیلات بتاؤ"....... جم مارکر نے سخت لہجے میں کہا اور رابطہ آف کر کے اس نے وائرلیس فون پیس ساتھ موجود میز پر رکھ دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔ اس نے جم مارکر کو سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ میرے بے ہوش ہو جانے کے بعد اب تک کیا ہوا ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں"....... جم مارکر نے بے چین لہجے میں کہا اور رابرٹ نے پہلے تو جم مارکر کو خنجر لگنے کے بعد سردار زید اور اس کے بیٹے حارث کو گولی مارنے اور پھر اسے خصوصی ہیلی کاپٹر پر ہسپتال لے آنے کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ تم نے بڑا ظلم کیا رابرٹ۔ حارث کو گولی مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے مرنے کے بعد تو اس گروپ کا سراغ ہی ختم ہو گیا ہو گا"....... جم مارکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ جس طرح سردار زید نے اچانک آپ کے پیٹ میں خنجر مارا تھا اسی طرح حارث نے بھی اچانک ریوالور نکال لیا تھا ۔ اگر میں فوری فائر نہ کھول دیتا تو وہ ہم سب کو ختم کر ڈالتا" ...... رابرٹ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو واقعی تمہاری کارروائی درست تھی ۔ بہرحال پھر اس گروپ کا کیا ہوا" ...... جم مارکر نے کہا۔

"آپ کو ہسپتال پہنچا کر میں نے ایک ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور طاغد سیکات اور اردگرد کے سارے قصبوں کی اچھی طرح چیکنگ کی ۔ لیکن وہ گروپ تو اس طرح غائب ہو چکا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ باوجود بے پناہ تلاش کے وہ گروپ کہیں ٹریس نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس گروپ نے سرحد پار کی ہے ۔ ویسے ہوائی اڈوں اور دوسرے اہم سپاٹس کی نگرانی بدستور جاری ہے" ...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم انہیں تلاش کرنے میں یکسر ناکام رہے ۔ وہ لازماً اب تک اسرائیل میں داخل ہو چکے ہوں گے ۔ جی ۔ پی ۔ فائیو کیا کر رہی ہے" ...... جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی ہماری طرح نگرانی ہی کر رہی ہے" ...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم نے جی ۔ پی ۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے آدمی سے بات کی ہے ۔ میں اس کرنل ڈیوڈ کی ہر حرکت سے آگاہ رہنا چاہتا ہوں ۔ وہ پرانا آدمی ہے اور بظاہر احمق اور جذباتی ہے ۔ لیکن کارکردگی کے لحاظ سے وہ

خاصا تیز اور فعال ہے" ...... جم مارکر نے کہا۔

"اس کا تو مجھے خیال نہیں آیا اور اسے ہم نے منع کر رکھا ہے کہ جب تک ہم اسے کال نہ کریں وہ از خود ہمیں کال نہ کرے ۔ تاکہ اس کی وہاں موجودگی لیک آؤٹ نہ ہو جائے" ...... رابرٹ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"فون پر اسے کال کرو فوراً ۔ ابھی میرے سامنے ۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ جی ۔ پی ۔ فائیو نے لازماً کام دکھایا ہوگا ۔ کرنل ڈیوڈ نچلا بیٹھنے والا نہیں ہے" ...... جم مارکر نے کہا تو رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے سائیڈ میز پر رکھا ہوا فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"راجر کو کہو کہ سپیشل کال کرے" ...... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا اور ٹیلی فون آف کر کے اس نے اسے میز پر رکھا اور جیب سے ایک وائرلیس ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ایریل اونچا کر دیا ۔ تقریباً دس منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور اس میں سے مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ رابرٹ نے جلدی سے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ...... راجر کالنگ اوور" ...... ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ بول رہا ہوں ۔ جی ۔ پی ۔ فائیو کے بارے میں رپورٹ دو کہ وہاں پاکیشیائی گروپ کے بارے میں کیا ہو رہا ہے اوور"

رابرٹ نے کھلی بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ یہ سپیشل ٹرانسمیٹر کال
تھی۔جس کے کچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"یس سر۔میں آپ کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔یہاں ایک کلب
ہے۔جسے گرین وڈ کلب کہتے ہیں۔اس کا مالک جارج شمیر پرائم منسٹر
صاحب کا رشتہ دار ہے۔اس کا ملازم احمد خالد ہے۔اس کے متعلق
کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی کہ اس کا رابطہ مشہور فلسطینی گوریلا گروپ
کے لیڈر ابو سلام سے ہے۔چنانچہ اس احمد خالد کو خفیہ طور پر اغوا کرا
کر ہیڈ کوارٹر لایا گیا۔یہاں بلیک روم میں کرنل ڈیوڈ نے خود اس پر
تشدد کیا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔اس نے اعتراف کیا کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے علی عمران کا رابطہ ابو سلام سے وہ خود کراتا رہا ہے
اور اس نے بتایا کہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لے کر
اسرائیلی کمانڈوز کے روپ میں جنوبی سرحدی قصبے طافہ پہنچا ہے۔
جہاں سے طافہ کے سردار زید کا بڑا بیٹا حارث انہیں لے کر سیکات کی
طرف گیا ہے اور انہیں یہ بھی اطلاع مل گئی کہ آپ اور چیف نے بھی
جا کر وہاں تحقیقات کی ہے۔جس کے نتیجے میں چیف زخمی ہو گئے اور
آپ نے اس سردار زید اور اس کے بیٹے حارث کو گولیوں سے اڑا دیا۔
اس کے بعد ایک اور عجیب اور اہم اطلاع ملی۔یہ اطلاع کہ کراندیب
کے پہاڑی سلسلے پر واقع ایئر فورس کی ایک حفاظتی چوکی کے انچارج
کیپٹن رچمنڈ کی طرف سے تھی۔اس نے چیف کو بتایا تھا کہ ایکریمین
مہم جوؤں کے ایک گروپ نے ربڑ کی کشتی میں بیٹھ کر اندیب کا

انتہائی خطرناک دریا رات کو عبور کرنے کی کوشش کی اور شدید زخمی
ہو گئے۔جنہیں کیپٹن رچمنڈ کے آدمیوں نے بچایا۔ان کی بینڈیج کی
اور پھر ایئر فورس کے خصوصی ہیلی کاپٹر پر یہاں تل ابیب کے جنرل
ہسپتال علاج کے لئے بھجوا دیا۔اس دوران ابو جارح نامی قصبے سے
کرنل ڈیوڈ کو اطلاع مل گئی کہ یہ ایکریمین گروپ ہی دراصل پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا گروپ تھا۔جو مہم جوؤں کے روپ میں اس خوف
ناک دریا کو رات کو کراس کرتے ہوئے تل ابیب پہنچنا چاہتا تھا۔
چنانچہ کرنل صاحب نے ہسپتال فون کر کے ڈاکٹر سے بات کی۔لیکن
ڈاکٹر نے کسی بھی مریض کے اس طرح آنے سے لاعلمی ظاہر کر دی۔
جس پر کرنل صاحب فوری طور پر ہسپتال پہنچے۔لیکن وہاں واقعی یہ
گروپ نہ پہنچا تھا۔ایئر فورس کے ہیڈ کوارٹر سے بات ہوئی تو اتنا پتہ
چل سکا کہ ایئر فورس کے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کو تل ابیب کے
شمالی علاقے میں اترتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔چنانچہ جی۔پی۔فائیو نے
فوری طور پر وہاں سارے علاقے کو گھیرے میں لے لیا......ہیلی کاپٹر
ایک درختوں کے ذخیرے کے درمیان کھڑا مل گیا۔پائلٹ کو ہلاک
کر دیا گیا تھا۔لیکن جی۔پی۔فائیو نے پورے علاقے کے ایک ایک
چپے کو چھان مارا ہے......لیکن ان شدید زخمی لوگوں کا ابھی تک پتہ
نہیں چل سکا اور"......راجر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے
ہوئے کہا۔

"لیکن تم کہہ رہے ہو کہ وہ شدید زخمی تھے۔پھر کہاں چلے گئے وہ

اوور"۔ رابرٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے باس وہ کسی خفیہ فلسطینی اڈے میں منتقل ہو گئے ہوں گے اوور"۔ راجر نے جواب دیا

" ہیلو راجر۔ میں جم مارکر بول رہا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ اس احمد خالد کا کیا ہوا اوور"...... جم مارکر نے رابرٹ کو بولنے سے منع کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کا فوری علاج کرایا اور پھر اسے زندہ واپس بھیج دیا کہ جی۔ پی۔ فائیو کا ایجنٹ بن کر کام کرے گا۔ لیکن وہ گرین وڈ کلب ہی نہ پہنچا اور غائب ہو گیا اور اب تک باوجود کوشش کے اس کا پتہ نہیں چل سکا اوور"۔ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ اوور اینڈ آل"...... جم مارکر نے کہا اور رابرٹ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" دیکھا تم نے۔ آخر کار وہ لوگ تل ابیب پہنچ گئے۔ لیکن کوئی انہیں نہ روک سکا۔ کاش میں زخمی نہ ہوتا تو میں انہیں ٹریس کر لیتا۔ بلاؤ بڑے ڈاکٹر کو بلاؤ۔ جلدی کرو"...... جم مارکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ تو رابرٹ اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ایئر فورس کے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر میں عمران سمیت سارے ساتھی فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔ لیکن عمران نے مخصوص اشارہ کر کے انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔ ان کے جسم بدستور پٹیوں سے لپٹے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ اندر داخل ہوا اور اس نے سیٹ سنبھال لی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر ایک مخصوص بلندی پر پہنچ کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ عمران کی ٹانگیں اب حرکت کرنے لگی تھیں۔ کیونکہ سن کر دینے والی دوا کے اثرات ختم ہو گئے تھے۔ لیکن عمران زخموں کی وجہ سے پوری طرح چل نہ سکتا تھا۔ عمران آہستہ سے اٹھا اور پھر آہستہ آہستہ رینگتا ہوا پائلٹ کی طرف بڑھتا گیا۔

" کیا بات ہے"...... پائلٹ نے اس کے رینگنے کی آواز سن کر مڑ کر پیچھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہارے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہوں ۔ میں لیٹے لیٹے تنگ آگیا ہوں "...... عمران نے خالصتاً ایکریمین لہجے میں مسکرا کر کہا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"تم ایکریمین واقعی حیرت انگیز لوگ ہو ۔ اس طرح رات کو یہ دریا پار کرنے کی آخر تمہیں سوجھی کیا تھی "...... پائلٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس کیا بتاؤں ۔ یہ کانوں پر چڑھا ہوا سیٹ اتارو اور کان میرے قریب لے آؤ ۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں "...... عمران نے مسکرا کر بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا اور پائلٹ چند لمحے تو اسے حیرت سے دیکھتا رہا پھر اس نے سر پر چڑھا ہیڈ فون سیٹ اتار کر سامنے ہک میں لٹکایا اور کان عمران کی طرف جھکایا ہی تھا کہ عمران کے دونوں بازو آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے پائلٹ کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹی اور عمران نے یک لخت اسے ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر سائیڈ پر کیا اور تیزی سے اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر جدید انداز کا تھا اور پائلٹ نے اسے فکسڈ کنٹرول پر کیا ہوا تھا۔ اس لئے ہیلی کاپٹر اسی رفتار سے برابر چلتا رہا تھا۔ عمران نے کنٹرول سنبھالا اور پھر جلدی سے اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"عمران صاحب ۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال تو کیچ ہو جائے گی "...... اسی لمحے صفدر نے رینگ کر اس کے عقب میں آتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ۔ لیکن یہ خصوصی قسم کا جدید ٹرانسمیٹر ہے ۔ اس میں جنرل اور سپیشل کالوں کے لئے علیحدہ علیحدہ بٹن موجود ہیں اور جنرل والا بٹن میں نے آف کر دیا ہے "...... عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا پھر اس نے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر پائلٹ کی سائیڈ سیٹ پر پڑی آڑی ترچھی لاش کو گھسیٹ کر عقب کے خالی حصے میں ڈالا اور گھسٹ کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوران عمران ٹرانسمیٹر آن کر چکا تھا۔

"ہیلو ہیلو ۔ پی ۔ ڈی ۔ کالنگ ۔ ٹی ۔ ٹی اوور "...... عمران نے لہجہ بدل کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ۔ ٹی ۔ ٹی ۔ اٹنڈنگ یو اوور "...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی ۔ بولنے والے کا لہجہ ایسا تھا جیسے اس کے منہ میں سیٹی لگی ہوئی ہو۔

"ہم سب شدید زخمی ہیں ۔ ٹی ۔ ٹی ۔ اے فورس کا ایک ہیلی کاپٹر ہمیں تل ابیب کی طرف لے جا رہا ہے ۔ تاکہ وہاں کے ہسپتال میں داخل کرایا جا سکے ہم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کی اطلاع لازماً سیکنڈ گروپ تک پہنچ جائے گی ۔ اس لئے کوئی ایسا سپاٹ بتاؤ جہاں ہم حفاظت سے کچھ دن رہ سکیں اور ہمارا علاج بھی ہو سکے اوور "...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ۔ آپ اس وقت کہاں ہیں اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی پریشانی کے عالم میں پوچھا گیا۔

"کرانڈیب پہاڑی سلسلے سے تل ابیب کی طرف پرواز کر رہے ہیں اور ہمیں پرواز کرتے ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ فوراً اپنا رخ شمال مغرب کی طرف موڑ لیں اور چالیس منٹ کی پرواز کے بعد آپ تل ابیب کے شمالی علاقے میں پہنچ جائیں گے۔ وہاں آپ کو درختوں کے ایک ذخیرے سے کاشن لائٹ دی جائے گی۔ آپ ہیلی کاپٹر وہاں اتار دیں۔ ہمارے آدمی وہاں موجود ہوں گے۔ جو فوری طور پر آپ کو ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیں گے اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ تبدیل کیا اور پھر واقعی چالیس منٹ کی نارمل پرواز کے بعد وہ جب کھیتوں بھرے علاقے میں پہنچے تو عمران کو درختوں کے ایک ذخیرے سے مخصوص کاشن لائٹ چمکتی ہوئی دکھائی دے گئی اور عمران نے ایک چکر لگایا اور پھر ہیلی کاپٹر کو درختوں کے ذخیرے کے درمیان ایک کھلی جگہ پر اتار دیا۔ دوسرے لمحے اردگرد سے بیس بائیس آدمی تیزی سے درختوں کی اوٹ سے نکلے اور ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔

"عمران صاحب۔ میں ٹی۔ ٹی ہوں"...... ایک آواز سنائی دی۔

یہ وہی آواز تھی جو ٹرانسمیٹر سے سنائی دی تھی۔ وہی مخصوص سیٹی بجاتی ہوئی آواز۔

"میں اور میرے ساتھی زخمی ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو خود ہمیں نیچے اتارنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے دس بارہ آدمی ہیلی کاپٹر پر چڑھ آئے اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر سے نیچے اتار لیا گیا۔ عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں نو سٹریچر موجود تھے۔ انہیں ان سٹریچروں پر لٹا دیا گیا اور دوسرے لمحے سٹریچر اٹھا کر وہ لوگ پیدل ہی چل پڑے۔ درختوں کے ذخیرے میں تیزی سے چلتے ہوئے وہ کھیتوں میں نکل آئے کھیتوں میں اس وقت دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"یہاں ہمیں لازماً کوئی دیکھ لے گا"...... عمران نے ساتھ چلتے ہوئے اس نوجوان سے کہا جس نے اپنا نام ٹی۔ ٹی بتایا تھا۔

"میں نے پہلے ہی انتظامات کر لئے ہیں۔ یہاں دور دور تک اس وقت کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہاں تک گاڑیاں اس لئے نہیں لے آئے کہ ان کے ذریعے جی۔ پی۔ فائیو کلیو تلاش کر سکتی تھی"...... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل وہ اسی طرح سٹریچروں پر لدے کھیتوں کے درمیان سفر کرتے رہے۔ پھر وہ ایک چھوٹے سے ریلوے اسٹیشن تک پہنچ گئے ریلوے اسٹیشن ویران پڑا ہوا تھا۔ وہاں ایک مال گاڑی البتہ موجود

تھی۔ مال گاڑی کے ساتھ دو عرب کھڑے ہوئے تھے۔ مال گاڑی کے ایک ڈبے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے سٹریچروں کو اس ڈبے میں چڑھایا گیا اور پھر صرف ٹی۔ٹی وہیں اندر رک گیا اور اس نے ڈبے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد مال گاڑی حرکت میں آگئی اور آہستہ آہستہ اس نے خاصی رفتار پکڑلی۔

"واہ۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی ٹی۔ٹی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔ تو نوجوان جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بے اختیار چونک پڑا۔

"جی کیا کہا آپ نے"۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاں ٹی۔ٹی ریلوے کا ایک عہدہ ہوتا ہے اور میں سوچ رہا تھا کہ آپ تو پیدل چل رہے ہیں پھر ٹی۔ٹی کیسے ہو گئے۔ لیکن اب ٹرین میں سوار ہوتے پر پتہ چلا کہ آپ واقعی ٹی۔ٹی ہیں"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ٹی۔ٹی تو صرف آپ کے لئے کوڈ تھا۔ ویسے میرا نام صالح ہے اور میرا گروپ حماد گروپ کہلاتا ہے۔ جناب ابو سلام نے آپ کے متعلق مجھے بریف کر دیا تھا۔ چونکہ وہ خود سامنے نہیں آسکتے تھے۔ اس لئے ہمارے گروپ کو آپ کی مدد کی ذمہ داری سونپی گئی ہے"...... صالح نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرین کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہو گئی۔ تو صالح اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند

لمحوں بعد ٹرین رک گئی اور صالح نے اندر سے دروازہ کھولا اور باہر اتر گیا۔ تھوڑی دیر بعد کچھ نئے لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سٹریچر ڈبے سے نیچے اتارے اور اسی طرح اٹھائے ہوئے سامنے موجود درختوں کے ذخیروں میں گھستے چلے گئے۔ وہاں ایک بڑی سٹیشن ویگن اور دو جیپیں موجود تھیں۔ نو سٹریچر اس ویگن کے اندر رکھ دیئے گئے اور دوسرے لمحے ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ پھر یہ سفر بھی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کے بعد ویگن رک گئی۔ عقبی دروازہ کھلا اور ایک بار پھر ان کے سٹریچر نیچے اتارے گئے۔ عمران نے دیکھا کہ اب وہ ایک بند عمارت کے اندر موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا۔ یہ کمرہ واقعی ہسپتال کے انداز کا تھا۔ چند لمحوں بعد تقریباً چار ڈاکٹر اور چھ نرسیں اندر آئیں۔ جن کے ساتھ صالح بھی تھا۔ تیزی سے گلوکوز اور دوسرا سامان لایا گیا۔

"ڈاکٹر یعقوب۔ میں ان کا آپ سے تعارف کرا دوں۔ یہ ہیں پاکیشیا کے جناب علی عمران صاحب اور یہ ہیں ان کے ساتھی ہیں"...... صالح نے مسکراتے ہوئے ایک بوڑھے ڈاکٹر سے کہا۔ تو ڈاکٹر اس طرح اچھل پڑا۔ جیسے اسے صالح کی بات سن کر حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا ہو۔

"ارے۔ اوہ واقعی۔ اوہ۔ کیا واقعی میری حسرت آج پوری ہو جائے گی کہ میں دنیا کے عظیم ترین انسان سے اپنی زندگی میں مل

سکوں ...." ڈاکٹر یعقوب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا
وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اسے اپنی
آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو کہ وہ واقعی عمران کو دیکھ رہا ہے۔

" ظاہر ہے ایک ڈاکٹر کی حسرت اس طرح ہی پوری ہو سکتی ہے کہ جو
بھی اس سے ملے مریض کی صورت میں ہی ملے "....... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر یعقوب بے اختیار مسکرا دیا۔

" عمران صاحب .... خدا گواہ ہے کہ آپ کے کارنامے سن کر
میں آپ کا اس قدر گرویدہ ہو چکا ہوں کہ میں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا
نام بدل کر علی عمران رکھ دیا ہے۔ ویسے میری واقعی بڑی حسرت تھی
کہ آپ سے زندگی میں ایک بار ملاقات ہو جائے۔ آج خدا نے میری
سن لی ہے ڈاکٹر یعقوب نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر انتہائی عقیدت بھرے
لہجے میں کہا۔

" میں اپنی قسمت پر واقعی نازاں ہوں کہ آپ جیسے شفیق بزرگ کی
نظروں میں میری بھی کچھ اہمیت ہے۔ اب آپ ایک مہربانی کیجئے کہ
مجھے اور میرے ساتھیوں کے لئے مسیحا بن جایئے۔ کیونکہ اس حالت
میں ہمیں ایک ایک لمحہ گزارنا عذاب محسوس ہو رہا ہے "....... عمران
نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنی زندگی بھر کا تجربہ آپ کے اور آپ کے
ساتھیوں پر استعمال کروں گا "....... ڈاکٹر یعقوب نے کہا اور پھر اس
نے باقی ڈاکٹروں کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور چند لمحوں میں ہی

ان کے زخموں پر موجود بینڈیج اتاری جانے لگی۔ جولیا کا بیڈ ایک طرف
کر کے اس کے سامنے پردہ لگا دیا گیا تھا اور اس کے زخموں کی چیکنگ
نرسیں کر رہی تھیں۔

ڈاکٹر یعقوب نے سب سے پہلے علی عمران کے زخموں کو چیک کیا
اور پھر باری باری اس نے جولیا سمیت اس کے سب ساتھیوں کو
چیک کیا۔

"آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ صرف دو روز بعد آپ سب مکمل
طور پر صحت مند ہو جائیں گے۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں کوئی فریکچر نہ ہو۔
لیکن ایسا نہیں ہے اور زخموں کا علاج تو انتہائی جلد ہو جائے گا "۔ ڈاکٹر
یعقوب نے کہا اور عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اسے واقعی
ڈاکٹر یعقوب کے منہ سے یہ الفاظ سن کر بے حد طمانیت کا احساس ہوا
تھا۔ ورنہ جس طرح وہ سٹریچروں پر لدے پھر رہے تھے اس سے عمران
ذہنی طور پر خاصا پریشان ہو رہا تھا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ اس جارج شمیر پر براہ راست ہاتھ ڈالا جائے ۔ وہ یقیناً ان فلسطینی گوریلوں کا حمایتی ہے" ۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں سامنے بیٹھے ہوئے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"سوچ لیجئے کرنل ۔ وہ پرائم منسٹر صاحب کا بھتیجا ہے" ۔ میجر ہیری نے آہستہ سے کہا ۔

"مجھے معلوم ہے ۔ سمجھے ۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں احمق ہوں ۔ الو کا پٹھا ہوں کہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتا" ۔ کرنل ڈیوڈ الٹا اس پر چڑھ دوڑا ۔

"یہ بات نہیں کرنل ۔ آپ جیسا عقلمند اور ذہین آدمی تو پورے اسرائیل میں نہیں ہے ۔ آپ کی عقلمندی کی تعریف تو صدر صاحب کرتے ہیں" ۔ میجر ہیری نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا ۔

"اوہ اوہ ۔ ویری گڈ میجر ہیری ۔ تم نے بہت اچھی ٹپ دی ہے ۔ صدر مملکت سے اس بارے میں بات کی جا سکتی ہے ۔ ویری گڈ ۔ تم واقعی اچھے اسسٹنٹ ہو" ...... کرنل ڈیوڈ کی دماغی رو یک لخت بدل گئی اور میجر ہیری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔

کرنل ڈیوڈ نے میز پر رکھے ہوئے ڈائریکٹ ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"یس ۔ پریذیڈنٹ ہاؤس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں سر چیف آف جی ۔ پی ۔ فائیو ۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرنی ہے ۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

"ہولڈ آن کریں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"ہیلو ۔ کیا آپ لائن پر ہیں" ...... بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا ۔

"یس" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد صدر مملکت کی باوقار آواز سنائی دی ۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ ۔ کیا بات ہے ۔ کیا ایمرجنسی ہے" ...... صدر مملکت نے باوقار لہجے میں پوچھا ۔

"سر ۔ آپ کے نوٹس میں تو یہ بات ہو گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم سپیشل سیل کے خلاف کام کرنے اسرائیل آ رہی ہے ۔ پرائم

منسٹر صاحب نے اس بارے میں ہنگامی میٹنگ کال کی تھی "۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ مجھے رپورٹ دی گئی تھی ۔ کیا ہوا ان کا"...... صدر صاحب نے پوچھا۔

"جناب ۔ میں نے ان کا سراغ لگا لیا تھا ۔ انہوں نے کرانڈیب کے پہاڑی سلسلے سے ایکریمین مہم جوؤں کے روپ میں کرانڈیب دریا پار کر کے تل ابیب میں داخل ہونے کی کوشش کی ۔ مگر وہ سب شدید زخمی ہو گئے ۔ ان کا رابطہ یہاں کے ایک مشہور فلسطینی لیڈر ابو سلام سے تھا ۔ ابو سلام کے بارے میں میں نے کام کیا تو جناب ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ گرین وڈ کلب کے مالک جارج شمیر صاحب جو کہ پرائم منسٹر صاحب کے بھتیجے ہیں ۔ ان کے کلب کے ذریعے اس عمران اور ابو سلام کا رابطہ ہوا کرتا ہے ۔ جارج شمیر صاحب کے ذاتی ملازم احمد خالد کو میں نے ہیڈ کوارٹر بلوایا اور اس نے جناب سب کچھ بتا دیا میں نے اسے لالچ دیا کہ وہ ہمارے ساتھ کام کرے اس نے وعدہ کر لیا لیکن پھر وہ غائب ہو گیا ۔ اس دوران ہمیں معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی شدید زخمی حالت میں ایئر فورس کے ہیلی کاپٹر میں تل ابیب کے جنرل ہسپتال بھیجے گئے ہیں ۔ ہم نے وہاں ریڈ کیا تو یہ لوگ وہاں نہ پہنچے تھے اور پھر مزید انکوائری پر جناب وہ ہیلی کاپٹر تل ابیب کے شمالی علاقے حماس میں درختوں کے ذخیرے کے اندر کھڑا پایا گیا ۔ پائلٹ کی لاش بھی اس کے اندر تھی ۔ لیکن وہ سب لوگ غائب تھے ۔

ہم نے پورے علاقے کی ناکہ بندی کی ۔ ایک ایک چپہ چھان مارا ۔ لیکن آج دو روز گزر گئے ہیں ان کا کوئی سراغ نہیں ملا ۔ جب کہ مجھے یقین ہے کہ ان کے غائب کرنے میں لازماً ابو سلام کا ہاتھ ہے اور ابو سلام کا خفیہ رابطہ جارج شمیر صاحب سے یقیناً ہے ۔ اگر جارج شمیر صاحب زبان کھول دیں تو ان لوگوں کا سراغ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے ۔ لیکن جناب وہ پرائم منسٹر صاحب کے بھتیجے ہیں ۔ اب آپ جیسے حکم کریں "...... کرنل ڈیوڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ تم جارج شمیر پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو اور مجھ سے اجازت چاہتے ہو "...... صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔

" جیسے آپ حکم کریں جناب ۔ ہم تو حکم کے غلام ہیں ۔ بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگانا بھی تو اسرائیل کے لئے انتہائی اہم مسئلہ ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے جان بوجھ کر مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" سنو ۔ تم اس سے پوچھ گچھ کرو ۔ لیکن تم نے اس پر تشدد نہیں کرنا ۔ میں اسے ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں ۔ وہ اچھا نوجوان ہے ۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے ملازموں کی حرکات سے لاعلم ہو "...... صدر مملکت نے کہا۔

" یس سر ۔ ظاہر ہے ۔ میں نے صرف پوچھ گچھ ہی کرنی ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" او کے ۔ مجھے رپورٹ دینا کہ اس پوچھ گچھ کا کیا نتیجہ نکلا ہے باقی

میں سنبھال لوں گا"...... دوسری طرف سے صدر مملکت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے کریڈل پر ہاتھ مار کر رابطہ ختم کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"۔ فوراً ہی ہیڈ کوارٹر ایکس چینج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"گرین ووڈ کلب کے مالک جارج شمیر سے میری بات کراؤ۔ وہ جہاں بھی ہو اسے ٹریس کرو۔ میں اس سے فوری بات کرنا چاہتا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ بے حد چالاک اور شاطر آدمی ہے۔ خالی پوچھ گچھ سے وہ کہاں قابو آئے گا"...... میجر ہیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم دیکھو تو سہی۔ میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔ میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے کرنل ڈیوڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ہیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جارج شمیر صاحب سے بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ جارج شمیر بول رہا ہوں گرین ووڈ کلب سے"...... چند لمحوں

بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم شخصیت ہو۔

"کرنل ڈیوڈ۔ چیف جی۔ پی۔ فائیو"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ تھی۔

"فرمایئے"...... دوسری طرف سے اسی فاخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جارج شمیر صاحب۔ آپ سے چند اہم ملکی باتوں پر مشورہ کرنا ہے صدر مملکت صاحب نے حکم دیا ہے کہ جارج شمیر صاحب سے ان اہم باتوں پر مشورہ کیا جائے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر تشریف لائیں۔ گیٹ پر میں خود آپ کا استقبال کروں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

"اہم ملکی باتوں پر مشورہ اور مجھ سے اور صدر مملکت نے کہا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ ذرا وضاحت سے بات کریں"۔ اس بار جارج شمیر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"یہ باتیں فون پر نہیں کی جا سکتیں جناب۔ آپ کا یہاں تشریف لانا اس لئے ضروری ہے کہ یہاں یہ باتیں لیک آؤٹ نہ ہو سکیں گی"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ جاتا ہوں دس منٹ بعد آپ مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر ملیں"۔ جارج شمیر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے مکارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"میجر ہیری ۔ بلیک روم کی مخصوص کرسی پر جارج شمیر کو بٹھاؤ اور گفتگو کے دوران تم میرے ساتھ ہو گے ۔ اپنے اور میرے لئے دو علیحدہ کرسیاں رکھوا دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بلیک روم میں مگر"...... میجر ہیری نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔ اس جارج شمیر سے پوچھ گچھ بھی کرنی ہے اور اس پر تشدد بھی نہیں کرنا ۔ اس لئے بلیک روم ہی اس سے پوچھ گچھ کے لئے مناسب جگہ ہے اور سنو ۔ تم نے خود گیٹ پر جانا ہے اور اسے لے کر سیدھا بلیک روم میں بیٹھا کر مجھے اطلاع کرنی ہے ۔ اگر وہ میرے متعلق پوچھے تو اسے کہہ دینا کہ میں صدر مملکت سے اہم گفتگو میں مصروف ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ ویسے اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے حیرت ہو رہی ہو کہ کرنل ڈیوڈ بھی ایسے نفسیاتی کھیل کھیل سکتا ہے ۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی کہ جارج شمیر بلیک روم میں پہنچ چکا ہے تو کرنل ڈیوڈ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے نکل کر بلیک روم کی طرف بڑھ گیا ۔ جب وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو اس کا سینہ پھولا ہوا اور گردن اکڑی ہوئی تھی ۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی میجر ہیری یک لخت اٹھ کھڑا ہوا اور مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان بھی اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نوجوان کے جسم پر سفید رنگ کا سوٹ تھا اور اس نے انتہائی قیمتی پرفیوم لگائی ہوئی

تھی ۔ لیکن اس کے چہرے پر اس وقت حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات نمایاں تھے ۔

"آپ جارج شمیر ہیں ۔ میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے اور میں جی ۔ پی ۔ فائیو کا سربراہ ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے اس انداز میں ہاتھ بڑھایا جیسے جارج شمیر کے ساتھ مصافحہ کر کے وہ اس کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو ۔

"جی ہاں ۔ میرا نام جارج شمیر ہے اور یقیناً آپ کو معلوم ہو گا کہ میں پرائم منسٹر کا حقیقی بھتیجا ہوں اور ان کا ہونے والا داماد بھی" ۔ جارج شمیر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ۔ تشریف رکھیے"...... کرنل ڈیوڈ نے حقارت بھرے لہجے میں کہا ۔ انداز ایسا تھا جیسے جارج شمیر نے پرائم منسٹر کی بجائے کسی عام شخص کا نام لیا ہو ۔

"یہ کمرہ آپ نے خاص طور پر گفتگو کے لئے کیوں منتخب کیا ہے ۔ کیا ہیڈ کوارٹر میں اور کوئی مناسب جگہ نہیں ہے"...... جارج شمیر کے لہجے میں یک لخت تلخی عود کر آئی ۔

"اس کمرے میں بیٹھ کر لوگوں کے دماغ ٹھکانے پر رہتے ہیں مسٹر جارج شمیر اور یہ بتا دوں کہ آپ اس وقت جی ۔ پی ۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں ۔ یہاں سے اگر میں چاہوں تو آپ کی روح بھی باہر نہیں جا سکتی اور آپ کی لاش بھی برقی بھٹی کی نذر ہو سکتی ہے ۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنا دماغ ٹھکانے پر رکھ کر مجھ سے بات کیجئے ۔ ورنہ

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں تشدد کے قدیم اور جدید سب آلات موجود ہیں اور یہ سب آلات آپ پر آزمائے بھی جا سکتے ہیں "...... کرنل ڈیوڈ نے یک لخت اپنے اصل انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" آپ مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں ۔ مجھے ۔ میں ابھی پرائم منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں "...... جارج شمیر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" بلیکی ۔ جارج شمیر صاحب کو کرسی پر بٹھاؤ "...... کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر ایک سائیڈ پر موجود ایک گھٹے ہوئے جسم کے نوجوان سے کہا۔ جس کے چہرے پر پتھریلی سرد مہری تھی اور وہ آدمی کرنل ڈیوڈ کا حکم ملتے ہی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ دوسرے لمحے جارج شمیر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے کرسی پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد راڈز پھیل گئے۔ اب جارج شمیر اپنے جسم کو حرکت بھی نہ دے سکتا۔

" کیا۔ کیا مطلب ۔ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو "۔ اس بار جارج شمیر کے لہجے میں خوف کا عنصر مکمل طور پر نمایاں ہو گیا تھا۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اسے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ٹریپ کیا گیا ہے۔

" میں تمہارا اب بھی احترام کر رہا ہوں جارج شمیر ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ تعاون کرو "...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس

پر بیٹھ گیا۔

" تم آخر چاہتے کیا ہو "...... جارج شمیر بھی آپ سے تم پر اتر آیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر کرنل ڈیوڈ کا بھرپور تھپڑ پڑا اور جارج شمیر کا منہ گھوم گیا۔

" مجھے تم کہتے ہو۔ مجھے ۔ کرنل ڈیوڈ کو جی ۔ پی ۔ فائیو کے چیف کو۔ تم پرائم منسٹر کے بھتیجے ہو۔ پرائم منسٹر نہیں ہو۔ سمجھے ۔ اب تم کہہ کر دیکھو۔ اگر تمہارے جسم کی کھال نہ اتار دوں تو کرنل ڈیوڈ نہ کہنا "۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ آہستہ آہستہ وہ اپنے اصل روپ میں آتا جا رہا تھا اور جارج شمیر نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے کچھ نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔

" بولو ۔ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم نے کہاں چھپا رکھا ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا ۔ تو جارج شمیر بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کون علی عمران ۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ "...... جارج شمیر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تھپڑ یقیناً اسے یاد تھا ۔ اس لئے اس بار باوجود شدید حیرت کے اس نے تم کی بجائے آپ ہی کہا تھا۔

" ابو سلام نے جنہیں پناہ دے رکھی ہے ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ ۔ جو اسرائیل کو تباہ کرنے آیا ہے اور تم ابو سلام کی سازشوں میں برابر کے شریک ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے ملازم احمد خالد

نے اس کمرے میں زبان کھول دی تھی ۔اس نے ہمیں بتایا تھا کہ گرین وڈ کلب رابطے کا ذریعہ ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ابو سلام ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے "۔ جارج شمیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بلیکی "...... کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر اس گھٹے ہوئے جسم کے آدمی سے کہا۔

" یس سر "۔ بلیکی نے تیزی سے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جارج شمیر صاحب وزیر اعظم صاحب کے بھتیجے ہیں ۔اس لیے ان پر تشدد تو نہیں کیا جا سکتا۔ صرف اتنا کرو کہ ان کی دونوں آنکھیں خنجر سے نکال دو "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر "...... بلیکی نے کہا اور تیزی سے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے جارج شمیر کی گردن ایک ہاتھ سے اس طرح پکڑی جیسے قصائی ذبح ہونے والی بکری کی گردن پکڑتا ہے۔

" رک جاؤ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں ۔ رک جاؤ "...... جارج شمیر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اشارے سے بلیکی کو روک دیا۔ بلیکی ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کے ہاتھ میں خنجر بدستور موجود تھا۔

" ابو سلام کے ساتھ میری دوستی ہے بزنس کی وجہ سے .. اسکے علاوہ

میں کچھ نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے احمد خالد کا بھائی احمد غیاث جانتا ہو۔ وہ میرا بزنس سیکرٹری ہے ۔اس کا دفتر علیحدہ ہے "...... جارج شمیر نے کہا۔

" میجر ہیری ۔ فوراً اس احمد غیاث کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ ابھی اور اسی وقت "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

" جب تک تمہارا بزنس سیکرٹری نہیں آتا تم اسی حالت میں رہو گے سمجھے "...... کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنے دفتر میں پہنچ چکا تھا۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس ۔ میں الیگزینڈر بول رہا ہوں ۔ ایکس تھری ون "۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہاں کیا بات ہے ۔ کیوں براہ راست کال کی ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" باس ...... میں نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے "۔ دوسری طرف سے الیگزینڈر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں

حیرت سے اس قدر تیزی سے پھیلیں کہ ان کے کونے تقریباً کانوں سے
جا لگے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... کرنل ڈیوڈ نے
شدید حیرت بھرے لہجے میں اٹک اٹک کر کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ وہ اس وقت طریش قصبے کے ایک
خفیہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں"...... الیگزینڈر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"طریش قصبہ۔ مگر وہ تو تل ابیب سے بہت دور ہے۔ کیا تم نشے
میں تو نہیں ہو"۔ کرنل ڈیوڈ کا غصہ ایک بار پھر اس کی حیرت پر غلبہ
پانے لگا۔

"باس۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ ابو سلام نے اس بار ایک
نئے گروپ جس کا لیڈر ایک نوجوان صالح ہے۔ اس کے ذمے ان
لوگوں کی حفاظت لگائی تھی۔ اس گروپ کے ایک آدمی کی میری بہن
کے ساتھ گہری دوستی ہے اور میں نے بھی اس دوستی پر اس لئے
اعتراض نہیں کیا کہ اس سے مجھے اکثر کام کی باتوں کا پتہ چل جاتا ہے
یہ شخص کافی دنوں بعد میری بہن کے پاس آیا جو ایک ہوٹل میں ویٹرس
ہے۔ تو مجھے شک پڑا کہ یہ ضروری کسی خاص کام کے لئے گیا ہوا تھا
چنانچہ میں نے اپنی بہن سے کہا کہ وہ اسے شراب میں ٹی۔ ایس۔ ڈی
کر پلا دے۔ تاکہ میں اس کے ذہن کو قابو میں کر کے اس سے پوچھ
کر سکوں۔ یہ میرا مخصوص حربہ ہے اور مجھے اب اس حربے میں کافی

تجربہ ہو چکا ہے۔ میری بہن نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب وہ پوری طرح
کنٹرول میں آ گیا تو میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ وہ
اپنے گروپ کے ساتھ عظیم پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے
ساتھیوں کی حفاظت میں لگا رہا تھا۔ اس نے جو تفصیل بتائی ہے۔ اس
کے مطابق علی عمران نے ہیلی کاپٹر پائلٹ کو ہلاک کر کے راستے میں
ہی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر اس نے صالح سے ٹرانسمیٹر پر بات کی
تو صالح نے اسے تل ابیب کے شمالی حصے میں درختوں کے ایک
ذخیرے میں پہنچنے کے لئے کہا اور صالح نے انہیں طریش پہنچانے کا سارا
بندوبست کر لیا۔ ذخیرے سے ان لوگوں کو سٹریچروں پر ڈال کر یہ
لوگ ہاشم نامی قصباتی سٹیشن پر پہنچے اور وہاں سے مال گاڑی کے ڈبے
میں انہیں بند کر کے طریش لے آئے۔ جہاں اب وہ خفیہ ہسپتال میں
ہیں اور ڈاکٹر ان کا علاج کر رہے ہیں"...... الیگزینڈر نے پوری
تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر حیرت
اور مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ الیگزینڈر۔ تم نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے
وہ ہسپتال کہاں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"وہ جناب طریش قصبے کے جنوب میں ایک سیڈ فارم ہے۔ جسے
نیشنل سیڈ فارم کہا جاتا ہے۔ یہ سیڈ فارم اس گروپ کی ملکیت میں ہے
اس کے نیچے تہہ خانوں میں وہ ہسپتال ہے۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہو

سکا ہے"...... الیگزینڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ آدمی اب کہاں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"ہوٹل میں میری بہن کے ساتھ موجود ہے"...... الیگزینڈر نے جواب دیا۔

"اس کا خیال رکھنا کہ وہ کہیں ہمارے متعلق گروپ کو اطلاع نہ کر دے۔ اگر وہ ایسا کرنے لگے تو اسے گولی سے اڑا دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے اطلاع دے سکتا ہے باس۔ وہ تو کل ہوٹل سے واپس جائے گا۔ آج رات تو وہ وہیں رہے گا اور اسے تو معلوم ہی نہیں کہ اس نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں"...... الیگزینڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے...... میں سمجھ گیا ہوں۔ تو تم نے ہپناٹزم ٹائپ کا کوئی کام کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم تو انتہائی کام کے آدمی ہو۔ او کے۔ میں اس مشن سے فارغ ہو کر تمہیں ہیڈ کوارٹر میں کوئی بڑا عہدہ دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور میجر ہیری اندر داخل ہوا۔

"کرنل۔ وہ احمد غیاث تو نہیں مل سکا۔ وہ تو کئی روز سے غائب ہے"...... میجر ہیری نے کہا۔

"لعنت بھیجو اس پر۔ جلدی کرو۔ سپیشل گروپ کو تیار کراؤ۔ ہم دو ہیلی کاپٹروں پر جائیں گے۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا

کھوج نکال لیا ہے۔ وہ طریش قصبے کے جنوب میں واقع نیشنل سیڈ فارم کے نیچے تہہ خانوں میں موجود ہیں۔ وہاں ان کا علاج کیا جا رہا ہے۔ جلدی کرو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور سنو۔ تھری بم کافی تعداد میں ساتھ لے لینا۔ ہم اس سیڈ فارم پر ٹی۔ تھری بموں کی بارش کر کے ان سب کا وہیں خاتمہ کر دیں گے۔ ورنہ یہ لوگ بے حد شاطر ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ مسلسل بولتا چلا گیا۔

"مگر کیسے معلوم ہوا کرنل"...... میجر ہیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اسے الیگزینڈر کی کال کے متعلق مختصر طور پر بتا دیا۔

"اوہ ویری گڈ یہ بمباری والا آئیڈیا واقعی درست ہے اس طرح ہر قسم کا رسک بھی ختم ہو جائے گا اور یہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے۔ مگر کرنل اس جارج شمیر کا کیا کرنا ہے"۔ میجر ہیری نے پوچھا۔

"لعنت بھیجو اس پر۔ ابھی بندھا رہنے دو۔ جب ہم مشن مکمل کر کے واپس آئیں گے تو سارا ملبہ اس پر ڈال دیں گے کہ اس نے ہمیں طریش قصبے کی جگہ بتائی تھی۔ اس طرح پرائم منسٹر بھی اسے موت کی سزا سے نہ بچا سکے گا۔ فوراً جاؤ اور ریڈ کی تیاری کر کے مجھے اطلاع دو"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

جم مارکر کے چہرے پر شدید بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے بڑے ڈاکٹر کو اس لیے بلوایا تھا کہ اس سے فوری چھٹی حاصل کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر سکے۔ اس کی چھٹی حس بار بار کہہ رہی تھی کہ یہ لوگ تل ابیب پہنچ کر سپیشل سیل کے خلاف فوری حرکت میں آجائیں گے اور اگر وہ یہیں ہسپتال میں ہی پڑا رہ گیا تو پھر سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے رابرٹ تھا۔

"فرمایئے....... میں سپیشل ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر رالف ہوں"....... اس بوڑھے نے مسکراتے ہوئے جم مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر۔ اسرائیل اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک انتہائی خطرناک گروپ میری اس

بیماری سے فائدہ اٹھا کر تل ابیب میں داخل ہو چکا ہے اور اگر میں یہاں پڑا رہا تو وہ اسرائیل کو تباہ کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پلیز ڈاکٹر۔ آپ کوئی ایسا کام کیجئے کہ مجھے یہاں سے فوری چھٹی بھی مل جائے اور میں فوری طور پر فیلڈ میں کام بھی کر سکوں"....... جم مارکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کے زخم کے گرد سپیشل پلاسٹر لگوا دیتا ہوں۔ اس طرح آپ آسانی سے کام کر سکیں گے"....... ڈاکٹر رالف نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ ڈاکٹر۔ آپ فوری طور پر یہ کام کریں"....... جم مارکر نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو ڈاکٹر اور ایک نرس اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر کے ہاتھ میں نیلے رنگ کی پٹی کا ایک بڑا سا پیکٹ تھا....... پھر انہوں نے جم مارکر کے جسم پر پڑا ہوا کمبل ہٹایا اور اس کے زخم پر پہلے سے موجود بینڈیج کھولنی شروع کر دی۔

"ان کا جسم فری کر دو نرس۔ تاکہ یہ بیٹھ سکیں۔ ورنہ سپیشل پلاسٹر نہ ہو سکے گا"....... ایک ڈاکٹر نے نرس سے کہا اور نرس نے جسم کی سٹریچر کے ساتھ کلپنگ کھولنی شروع کر دی۔ پھر جم مارکر کو اٹھا کر بٹھا دیا گیا اور دونوں ڈاکٹروں نے مل کر وہ پٹی کھولی اور اس کے پیٹ اور کمر کے گرد اسے مخصوص انداز میں لپیٹنا شروع کر دیا۔ ساری پٹی

لپیٹنے کے بعد ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا اور نرس نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک ٹیوب نکال کر اس میں موجود بے رنگ سی کریم اس پٹی پر چاروں طرف لگانا شروع کر دی۔ جب ٹیوب ختم ہو گئی تو نرس پیچھے ہٹ گئی۔

"جاؤ۔ اب جم مارکر صاحب کا لباس لے آؤ سٹور سے"...... ڈاکٹر نے نرس سے کہا اور نرس سر ہلاتی ہوئی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں وہ لباس موجود تھا جو جم مارکر نے ہسپتال پہنچتے وقت پہن رکھا تھا۔ لیکن اسے شاید ڈرائی کلین کرا دیا گیا تھا اور شاید رفو بھی کیونکہ نہ اب اس پر خون کے داغ نظر آ رہے تھے اور نہ خنجر لگنے والی جگہ کٹی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"آپ لباس تبدیل کر کے جا سکتے ہیں جناب۔ لیکن آپ نے پھر بھی احتیاطاً اپنے جسم کو زوردار جھٹکوں سے بچانا ہے ایک ماہ بعد پلاسٹر اتار دیا جائے گا"...... ڈاکٹر نے جم مارکر سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی نرس دوسرا ڈاکٹر اور رابرٹ بھی باہر نکل گئے۔ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی جم مارکر بیڈ سے نیچے اترا اور کھڑا ہو گیا۔ مسلسل بندھے رہنے کی وجہ سے اسے کھڑے ہونے میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنی اس کیفیت پر قابو پا لیا۔ اس نے ہسپتال والا لباس اتار کر اپنا لباس پہنا اور پھر اپنے جسم کو حرکت دے کر اس نے اچھی طرح احساس کر لیا کہ وہ واقعی اب کافی حد تک چل پھر سکتا تھا اور کام کر

سکتا تھا۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ رابرٹ باہر موجود تھا۔

"مبارک ہو باس۔ اب تو آپ ٹھیک ٹھاک انداز میں چل رہے ہیں"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ اب جلدی مجھے ہیڈ کوارٹر لے چلو"۔ جم مارکر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈ کوارٹر میں اپنے دفتر میں موجود تھا اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سپر لانڈری"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"راجر کو کہو کہ سپیشل کال کرے"...... جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور جم مارکر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو...... راجر کالنگ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"جم مارکر بول رہا ہوں کیا رپورٹ ہے جی۔ پی۔ فائیو کی اوور"۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کوئی کامیابی نہیں ہوئی جناب۔ تلاش جاری ہے اوور"۔ دوسری طرف سے راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کیا کر رہا ہے اوور"...... جم مارکر نے پوچھا۔

"رپوٹیں سن رہے ہیں اور غصہ کھا رہے ہیں اوور"۔ دوسری طرف

سے راجر نے جواب دیا اور جم مارکر مسکرا دیا۔

" او۔ کے۔ سنو۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو میری طرف سے کال کا انتظار مت کرنا۔ فوراً رپورٹ دے دینا اوور اینڈ آل "........ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک نئی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ جم مارکر کالنگ اوور "........ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ انتھونی اٹنڈنگ یو اوور "۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" انتھونی۔ جی۔ پی۔ فائیو نے گرین وڈ کلب کے مالک جارج شمیر کے ملازم احمد خالد کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا ہے۔ جس سے انہیں یہ معلومات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ ایکریمین مہم جوؤں کے روپ میں کرانڈیب پہاڑیوں والے دریا کو عبور کرتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے اور وہاں کی ایئر فورس کی حفاظتی چوکی کے انچارج کیپٹن رچمنڈ نے انہیں ایئر فورس کے خصوصی ہیلی کاپٹر پر تل ابیب کے جنرل ہسپتال بھجوایا۔ لیکن ان لوگوں نے راستے میں ہی ہیلی کاپٹر کو اغوا کر کے پائلٹ کو ہلاک کر دیا اور پھر یہ ہیلی کاپٹر تل ابیب کے شمالی علاقے میں درختوں کے ذخیرے سے مل گیا۔ لیکن ان لوگوں کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔ تم اس سلسلے میں خصوصی طور

پر اپنے گروپ کو ساتھ لے کر وہاں چیکنگ کرواور ان کا کلیو نکالنے کی کوشش کرو اوور "۔ جم مارکر نے کہا۔

" باس۔ اگر احمد خالد نے یہ سب کچھ بتایا ہے تو پھر یقیناً اس کا بھائی احمد غیاث بھی اس بارے میں سب کچھ جانتا ہوگا وہ جارج شمیر کا بزنس سیکرٹری ہے اور اس کے نوادرات کے بزنس کا سارا چارج اس کے پاس رہتا ہے۔ اس کا دفتر بھی گرین وڈ کلب سے علیحدہ ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے پوچھ گچھ کروں اوور "...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" احمد خالد ...... جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کے بعد غائب ہو چکا ہے۔ حالانکہ اس نے کرنل ڈیوڈ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کرے گا۔ اگر احمد غیاث اس کا بھائی ہے۔ تو پھر یقیناً وہ بھی غائب ہو چکا ہو گا۔ اوور "...... جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اس کی فکر آپ نہ کریں باس۔ میں اس کے ایک ایسے دوست کو جانتا ہوں جو اس کے تمام خفیہ ٹھکانوں سے بھی واقف ہے اور اس کی دوست لڑکیوں سے بھی۔ میں اسے بہر حال ڈھونڈ نکالوں گا اوور "۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اسے تلاش کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ تاکہ میں خود اس سے پوچھ گچھ کر سکوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جی۔ پی۔ فائیو سے پہلے ہم ان لوگوں پر ہاتھ ڈال دیں اوور "...... جم مارکر نے کہا۔

"یس باس اوور"...... انتھونی نے کہا اور جم مارکر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ لوگ اس شدید زخمی حالت میں آخر کہاں جا سکتے ہیں۔جی۔پی فائیو بے حد وسیع۔ منظم اور باوسائل تنظیم ہے اور یہ لوگ فلسطینی گروپوں کے بارے میں بہرحال بہت کچھ جانتے ہیں۔اس کے باوجود یہ لوگ انہیں تلاش نہیں کر سکے۔تو اس کا مطلب ہے کہ اس بار کوئی ایسا گروپ ان لوگوں کی مدد کر رہا ہے۔جو اس سے پہلے حرکت میں نہیں آیا"...... جم مارکر نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر بڑبڑانے کے انداز میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔اس کی آنکھیں بند تھیں۔ پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔سوچتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح چمکا تھا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔جان مور کارپوریشن"۔دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جان مور سے بات کراؤ۔میں جم مارکر بول رہا ہوں"۔جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کیجئے"۔دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز رسیور پر گونجی۔

"ہیلو۔جان مور بول رہا ہوں۔خیریت ہے جم مارکر آج اچانک

کیسے کال کی ہے"۔دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"جان مور۔ایک بار تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم ایک فلسطینی گوریلا لیڈر ابو سلام کی قید میں رہے تھے"۔جم مارکر نے کہا۔

"ہاں۔لیکن وہ تو خاصی پرانی بات ہے۔یہ تمہیں بیٹھے بیٹھے اچانک یہ پرانی بات کیوں یاد آ گئی ہے"۔جان مور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے بتایا تھا کہ ابو سلام ان دنوں بیمار تھا اور کسی ہسپتال میں زیر علاج تھا اور تمہیں وہاں اس کے پاس لے جایا گیا تھا"۔جم مارکر نے کہا۔

"ہاں اور بڑی بھاری رقم کا چیک کاٹ کر دینے کے بعد ہی میری خلاصی ہوئی تھی۔ویسے وہ لوگ تو مجھ سے بہت بڑی رقم چاہتے تھے۔ لیکن جب میں نے اس ابو سلام کو اپنے اصل معاشی حالات بتائے تو اس نے مہربانی کرتے ہوئے رقم نصف کر دی تھی۔لیکن مسئلہ کیا ہے"۔جان مور کے لہجے میں حیرت بدستور موجود تھی۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ ہسپتال کہاں تھا"۔جم مارکر نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔وہ مجھے آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے گئے تھے اور اسی طرح واپس لے آئے تھے اور جب انہوں نے میری پٹی کھولی تو اس وقت میں طریش قصبے کے مین بازار میں موجود تھا۔وہاں انہوں نے مجھے

وارننگ دے کر چھوڑ دیا تھا کہ اگر میں نے کسی کو کچھ بتایا تو مجھے اور میرے پورے خاندان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ تمہارے ساتھ بھی بس باتوں ہی باتوں میں یہ ذکر آگیا تھا"۔ جان مور نے جواب دیا۔

"طریش قصبہ۔ یہ تو تل ابیب سے بہت دور ہے"۔ جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ کافی دور ہے۔ مجھے وہاں سے ایک ٹیکسی کرایے پر لے کر واپس تل ابیب آنا پڑا تھا"۔ جان مور نے جواب دیا۔

"سنو جان مور۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ اسرائیل کے ایک اہم ترین مشن کو تباہ کرنے یہاں آیا ہوا ہے۔ وہ ایک مہم جوئی کے دوران شدید زخمی ہو گئے ہیں اور انہیں ابو سلام گروپ کی حمایت ملی ہوئی ہے۔ لازماً انہیں کسی ہسپتال میں رکھا گیا ہو گا۔ باوجود شدید تلاش کے ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ میں اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک مجھے تمہاری بتائی ہوئی بات یاد آگئی۔ اب اگر تم تعاون کرو تو ہم اس ہسپتال کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ اگر کہو تو میں تمہارے دفتر آجاؤں۔ اگر تم کسی طرح کوئی کلیو دے سکو تو نہ صرف تمہارا انتقام پورا ہو سکے گا بلکہ یہ اسرائیل کے لئے بہت بڑا کارنامہ بھی ہو گا"۔ جم مارکر نے کہا۔

"خالی کارنامے کو میں نے چاٹنا ہے جم مارکر۔۔۔۔۔۔ ہاں اگر تم وعدہ کرو کہ حکومت سے مجھے اتنی رقم انعام میں دلوا سکو گے جو میں نے

انہیں تاوان کے طور پر ادا کی تھی۔ تو میں تمہارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔۔۔ جان مور نے کہا اور جم مارکر کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جان مور نہ صرف پکا یہودی ہے بلکہ کاروباری آدمی ہے۔۔۔۔۔۔ اس لئے اس کا مسئلہ رقم ہے۔

"وعدہ رہا۔ بلکہ اگر تم کوئی کامیاب کلیو دے سکو تو میں تمہیں ایڈوانس سرکاری چیک دے سکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جم مارکر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تو بڑی خوشخبری ہے۔ آجاؤ۔ میں اس دوران اس بارے میں سوچتا ہوں"۔ جان مور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آرہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جان مور کے انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے کاروباری دفتر میں داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ بیٹھو۔ کیا پیو گے"۔۔۔۔۔۔ جان مور نے جو ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے پلانے کی بات چھوڑو۔ کوئی اچھی خبر سناؤ"۔ جم مارکر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ یہ تم کس طرح بیٹھ رہے ہو۔ کیا زخمی ہو"۔ جان مور نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔ میرے پیٹ میں زہریلا خنجر مارا گیا تھا۔ اسی چکر میں۔

لیکن دیکھ لو اسرائیل کے مفاد کی خاطر میں اس حالت میں بھی کام کر رہا ہوں "........... جم مارکر نے کہا اور جان مور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں نے تمہارے فون کے بعد کافی غور کیا ہے ۔ لیکن سوائے ایک بات کے اور مجھے کوئی بات یاد نہیں آرہی "۔ جان مور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کون سی بات "۔ جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

" جن لوگوں نے مجھے طریش کے بازار میں پہنچایا تھا ۔ وہ چار آدمی تھے اور آج سے تقریباً دو ماہ پہلے میں نے ان میں سے ایک آدمی کو یہاں تل ابیب میں دیکھا تھا "۔ جان مور نے کہا۔

" اوہ اوہ .... یہ تو انتہائی اہم بات ہے ۔ کہاں دیکھا تھا تم نے اسے "....... جم مارکر نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

" حماد مارکیٹ میں ایک دکان ہے ۔ الخالد کلاتھ سٹور ۔ چھوٹی سی دکان ہے ۔ وہ اس دکان پر بیٹھا ہوا تھا ۔ بطور مالک کے ۔ وہ گاہکوں سے باتیں کر رہا تھا ۔ میں اس کی اصل میں آواز سن کر چونکا تھا ۔ کیونکہ اس کی آواز میں ایک مخصوص کھنک سی تھی جو میں نے اس کے علاوہ کسی کے لہجے میں نہیں سنی تھی اور یہ کھنک مجھے اس لئے یاد رہ گئی تھی کہ اس نے مجھے رہا کرتے وقت دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے کسی کو کچھ بتایا تو مجھے اور میرے خاندان سب کو ہلاک کر دیا جائے گا ۔ میں آواز سن کر چونکا تھا اور پھر میں نے اسے پہچان لیا تھا ۔ لیکن میں کان دبائے

آگے نکل گیا ۔ کیونکہ میں پھر کسی بکھیڑے میں نہ پڑنا چاہتا تھا "....... جان مور نے کہا۔

" اوہ اوہ ۔ اس آدمی کا حلیہ بتاؤ ۔ جلدی کرو ۔ پوری تفصیل سے بتانا "۔ جم مارکر نے کہا اور جان مور نے حلیہ بتانا شروع کر دیا اور پھر جم مارکر نے اس سے ایک بار پھر اس دکان کے بارے میں تفصیلات پوچھیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

" ہیلو ہیلو ۔ جم مارکر کالنگ اوور "....... جم مارکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ رابرٹ اٹنڈنگ یو اوور "۔ ٹرانسمیٹر سے رابرٹ کی آواز سنائی دی اور جم مارکر نے اسے مارکیٹ اور دکان کی تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ اس آدمی کا حلیہ بھی تفصیل سے بتا دیا۔

" اس آدمی کو فوری طور پر زندہ گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ ۔ خیال رکھنا یہ اہم فلسطینی گوریلا ہے اور اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کلیو مل سکتا ہے ۔ پوری احتیاط سے کام ہونا چاہئے اوور "....... جم مارکر نے کہا۔

" یس باس اوور "....... دوسری طرف سے رابرٹ نے جواب دیا اور جم مارکر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے وہ میری رقم ۔ تم تو ایڈوانس دے رہے تھے "۔ جان مور نے چونک کر کہا۔

"وہ بھی مل جائے گی ۔ پہلے اس آدمی سے پوچھ گچھ تو کر لیں ۔ ہو سکتا ہے یہ آدمی بے کار ثابت ہو "....... جم مار کر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ یہ اصل آدمی ہے ۔ میں نے تو صرف رقم کی وجہ سے تمہیں بتایا ہے ۔ دیکھو یہ غلط بات ہے ۔ اب تم آئیں بائیں شائیں مت کرو" جان مور نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ۔ پھر پہلے شراب منگواؤ۔ میں ابھی بیٹھا ہوں ۔ فکر نہ کرو رقم دے کر جاؤں گا "....... جم مار کر نے ہنستے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ رقم ملنے کا سن کر جان مور کے چہرے پر ایک بار پھر رونق آ گئی ۔ اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور سیکرٹری کو شراب کا ایک جام لانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا اور جم مار کر ایک بار پھر مسکرا دیا ۔ جان مور واقعی یہودی پن کا ثبوت دے رہا تھا ۔ اس نے بوتل منگوانے کی بجائے صرف جام منگوایا تھا اور وہ بھی صرف جم مار کر کے لئے ۔

تھوڑی دیر بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی نے ٹرے میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا جام جم مار کر کے سامنے رکھ دیا۔

"واہ ۔ مہمانوں کے لئے اتنے بڑے بڑے جام شاید خصوصی طور پر بنوا رکھے ہیں تم نے "....... جم مار کر نے انتہائی مختصر سے جام کو دیکھ

کر طنزیہ انداز میں کہا تو جان مور ہنس پڑا۔

"شکر کرو ۔ تمہیں یہ جام پیش کیا جا رہا ہے ۔ آج کل پتہ ہے شراب کتنی مہنگی ہو گئی ہے "....... جان مور نے ڈھٹائی سے کہا اور جم مار کر قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔ جام میں صرف دو گھونٹ شراب کے تھے ۔ جو ایک ہی بار جم مار کر نے حلق میں اتار لئے ۔

"تمہارا بزنس کیسے جا رہا ہے "....... جم مار کر نے ٹشو سے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"بے حد مندا ہے ۔ خسارہ ہی خسارہ "۔ جان مور نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا کتنی رقم دی تھی تم نے فلسطینی کو "۔ جم مار کر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دس لاکھ ڈالر "....... جان مور نے جلدی سے کہا۔

"ارے ۔ مجھے یاد ہے کہ تم نے ایک لاکھ ڈالر بتائے تھے مجھے ۔ یہ دس لاکھ کیسے ہو گئے "....... جم مار کر نے چونک کر کہا۔

"لیکن یہ بھی تو سوچو کہ اس رقم کے دیئے ہوئے عرصہ کتنا ہو گیا ہے ۔ اگر میں یہ رقم ادا نہ کرتا تو اب تک اس سے پچاس لاکھ کما چکا ہوتا ۔ میں نے تو تمہیں بے حد کم بتائے ہیں "۔ جان مور نے جواب دیا اور جم مار کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔ پھر کافی دیر تک وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا ۔ اس کے بعد اچانک اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر باہر

نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو .... رابرٹ کالنگ اوور"........ رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ جم مارکر بول رہا ہوں اوور"۔ جم مارکر نے کہا۔

"وہ آدمی ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا ہے باس ۔ اب کیا حکم ہے اوور"۔ رابرٹ نے کہا۔

"میں آرہا ہوں اوور اینڈ آل"...... جم مارکر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے ۔ پھر جا رہے ہو ۔ وہ رقم چلو کچھ کم دے دو ۔ دو چار ڈالر کم دے دو"........ جان مور نے کہا۔

"میرے پاس ذاتی رقم نہیں ہوتی جان مور ۔ سرکاری فنڈ ہوتا ہے اس لئے اعلیٰ حکام کی منظوری کے بغیر تو میں تمہیں ایک ڈالر بھی نہیں دے سکتا ۔ بہرحال میں اوپر سفارش کر دوں گا ۔ اگر انہوں نے منظوری دے دی تو رقم تمہیں پہنچ جائے گی ۔ ویسے تعاون کا بے حد شکریہ"۔ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"پھر بیٹھ کیوں گئے تھے ۔ اسی وقت چلے جاتے ۔ خواہ مخواہ میرا شراب کا خرچہ کرا دیا"۔ جان مور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے بیٹھ گیا تھا کہ کہیں تم غصے میں آکر اس آدمی کو اطلاع نہ کر دیتے اور مجھے تمہیں اسرائیل سے غداری کی وجہ سے گولی مارنا پڑ جاتی"

.... جم مارکر نے دروازے میں رک کر کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر دفتر سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا تھا۔

"کہاں ہے وہ آدمی ۔ اس کی تلاشی تو لے لی ہے ۔ کہیں سردار زید کی طرح اس کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو"۔ جم مارکر نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے تلاشی لے لی ہے ۔ جناب ۔ اس کے پاس ایک آٹو میٹک ریوالور تھا"...... رابرٹ نے جواب دیا اور جم مارکر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں ایسے افراد کو رکھا جاتا تھا۔

کمرے میں موجود لوہے کی مخصوص کرسی پر ایک عرب نوجوان بیٹھا ہوا تھا اور کرسی کے بازوؤں سے نکلنے والے راڈز نے اس کے جسم کو جکڑ رکھا تھا ۔ نوجوان چہرے مہرے سے واقعی کوئی سادہ لوح دکاندار ہی لگتا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ جم مارکر نے اس کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام عاطف ہے"....... نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں رکھا گیا ہے"۔ جم مارکر نے اچانک پوچھا تو عاطف بے اختیار چونک پڑا۔

لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

" کون پاکیشیائی ایجنٹ ۔میں تو ایک عام سادکاندار ہوں ۔ میرا کسی ایجنٹ وغیرہ سے کیا تعلق ہے ۔آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے "..... عاطف نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" رابرٹ ۔عاطف کی زبان کھلوانے کا بندوبست کرو۔جیکی کو بلا لو "...... جم مارکر نے مڑکر عقب میں کھڑے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر "۔رابرٹ نے کہا اور مڑکر دروازے سے باہر نکل گیا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں .... میں کسی ایجنٹ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا "....... عاطف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا اور جم مارکر مسکرا دیا۔

" گھبراؤ نہیں ۔اب تم سب کچھ جان جاؤ گے ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں نے انہیں طریش قصبے کے قریب کسی خفیہ ہسپتال میں رکھا ہوا ہے اور تم وہ آدمی ہو۔جس نے کچھ عرصہ پہلے ایک یہودی کو اغوا کر کے اس سے بھاری تاوان وصول کیا تھا اور تم اس یہودی کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس ہسپتال میں لے گئے تھے ۔ کیونکہ تمہارا لیڈر ابو سلام وہاں زیر علاج تھا۔ تمہاری آواز کی مخصوص کھنک نے تمہاری شناخت کرانے میں بے حد مدد دی ہے ۔ابھی تمہیں یہ سب کچھ یاد آجائے گا "۔جم مارکر نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم ۔ تم کون ہو "...... اس بار عاطف نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

" میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں ۔ سنو میں جی ۔ پی ۔ فائیو کا کرنل ڈیوڈ نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ لوگوں پر تشدد کرتا پھروں یا انہیں ہلاک کر دوں ۔ سیکرٹ سروس کے لوگ جو وعدہ کرتے ہیں وہ ہر حالت میں پورا کرتے ہیں ۔ اس لئے میرا وعدہ ہے کہ اگر تم مجھے ہسپتال کی درست لوکیشن اور اس کی اندرونی ساخت کے بارے میں تفصیلات بتا دو تو میں تمہیں خاموشی سے رہا کر دوں گا اور پھر ساری بات بھول جاؤں گا "....... جم مارکر نے کہا۔

" جناب آپ کو یقیناً شدید قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے ۔میرا فلسطینی گوریلوں سے کوئی تعلق نہیں ۔میں تو سیدھا سادھاپیا دکاندار ہوں "۔

عاطف اب بھی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جم مارکر اسے کوئی جواب دیتا۔دروازہ کھلا اور رابرٹ ایک پہلوان نما آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔جس کا سر گنجا تھا اور چھوٹی آنکھوں میں سفاکی اور خباثت جھلک رہی تھی۔

" جیکی ۔یہ نوجوان زبان نہیں کھول رہا۔اس کو مرنا بھی نہیں چاہیئے اور کم سے کم وقت میں زبان بھی کھول دینی چاہیئے "۔جم مارکر نے اس پہلوان نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "....... اس پہلوان نما آدمی نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار میں بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر سے اس نے ایک بیٹری سے چلنے والا تیز دھار آلہ

نکالا۔ جس کے دندانے انتہائی باریک اور تیز تھے پھر وہ مڑ کر تیزی سے عاطف کی طرف آیا۔ اس کے چہرے پر خباثت کے آثار جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"اب بھی وقت ہے عاطف۔ بتا دو"...... جم مارکر نے کہا۔

"مجھے کچھ معلوم ہو تو بتاؤں۔ تم خواہ مخواہ ایک غریب اور بے گناہ پر ظلم کر رہے ہو"...... عاطف نے بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور جم مارکر نے ہاتھ اٹھا کر عاطف کی طرف بڑھتے ہوئے جیکی کو روک دیا۔

"عاطف۔ تمہارا یہ سنبھلا ہوا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم تربیت یافتہ آدمی ہو۔ ورنہ کوئی عام نوجوان ہوتا تو ان حالات میں چیختا اور رونا شروع کر دیتا"۔ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ظالم درندوں کے سامنے رونے پیٹنے اور چیخنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں"...... عاطف نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے۔ جیکی۔ کارروائی شروع کر دو"...... جم مارکر نے جیکی سے کہا اور جیکی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آرے کے دستے کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو سر کی تیز آواز کے ساتھ وہ آرا چلنے لگا۔ جیکی نے بڑے اطمینان سے بجلی کی طرح چلتے ہوئے آرے کو کرسی کے بازو پر رکھا اور لوہے کے کڑے سے جکڑے ہوئے ہاتھ کی ایک انگلی پر رکھ دیا۔ دوسرے لمحے عاطف کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور جکڑے

ہونے کے باوجود اس کا جسم بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کا چہرہ اور جسم ایک لمحے میں پسینے میں ڈوب گیا تھا اور تکلیف کی شدت سے چہرہ مسخ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی انگلی درمیان سے کٹ کر نیچے فرش پر گر گئی تھی اور اس کٹے ہوئے حصے میں سے خون نکلنے لگا تھا۔ عاطف کے جسم نے چند جھٹکے کھائے۔ اس نے چیختے ہوئے تکلیف کی شدت کی وجہ سے سر ادھر ادھر مارا اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ جیکی نے آرے کا بٹن آف کیا اور جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اس کے اندر موجود بھورے رنگ کا محلول کٹی ہوئی انگلی کے زخم پر ڈال دیا اور دوسرے لمحے ایک بار پھر کمرہ عاطف کی کربناک چیخوں سے گونجنے لگا۔ جس جگہ وہ محلول گرا تھا وہاں سے دھواں اٹھنے گوشت اور کھال جلنے کی سڑاند آنی شروع ہو گئی تھی اور جم مارکر سمجھ گیا کہ جیکی نے انگلی کے زخم پر تیزاب ڈال کر زخم جلا دیا ہے اور اس تیزاب کی وجہ سے ہی بے ہوش عاطف ہوش میں آ کر دوبارہ چیخنے لگا تھا۔ عاطف کی حالت بے حد خستہ ہوتی جا رہی تھی۔ مگر جیکی نے بڑے اطمینان سے تیزاب کی بوتل پر ڈھکن لگایا اور پھر اسے جیب میں رکھ کر اس نے ایک بار پھر آرے کا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے عاطف کی اکٹھی دو انگلیاں کٹ کر نیچے فرش پر جا گریں۔ کمرہ عاطف کی دردناک اور کربناک چیخوں سے گونجنے لگا۔ وہ اب بری طرح تڑپ رہا تھا۔ جیکی نے بٹن آف کیا۔ اور ایک بار پھر جیب سے تیزاب کی بوتل نکال کر پہلے والا عمل دوہرا دیا۔ عاطف کی حالت انتہائی خستہ ہو گئی تھی۔ اس کی

آنکھیں پھٹ گئی تھیں ۔ منہ اور ناک سے خون نکلنے لگ گیا تھا ۔ جیکی نے اسی طرح سرد مہرانہ انداز میں تیزاب کی بوتل بند کر کے واپس جیب میں ڈالی اور ایک بار پھر آرے کا بٹن دبا دیا ۔

"رک جاؤ ۔ بتاتا ہوں ۔ رک جاؤ ۔ تم ظالم ہو ۔ تم درندے ہو ۔ رک جاؤ ۔ خدا کے لئے رک جاؤ"...... یک لخت عاطف نے بری طرح چیختے ہوئے کہا ۔

"بتاؤ ۔ ورنہ"...... جم مارکر نے جیکی کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا ۔

"پپ ۔ پپ ۔ پانی ۔ مجھے پانی دو ۔ میں مر رہا ہوں"...... عاطف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"پہلے بتاؤ ۔ وہ ہسپتال کہاں ہے ۔ پھر پانی بھی مل جائے گا" ۔ جم مارکر نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"نن ۔ نن ۔ نیشنل سیڈ فارم کے نیچے ۔ نیشنل سس"...... عاطف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی ۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔

"چلو ۔ اس کے ساتھ رعایت کر دیتے ہیں"...... جم مارکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے کرسی سے اٹھا اور جیب سے ریوالور نکال کر اس نے اس کی نال کا رخ بے ہوش پڑے عاطف کے سر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا ۔ ایک دھماکہ ہوا اور عاطف کا سر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھر گیا ۔

"آؤ رابرٹ ۔ ہم نے وہاں فوری ریڈ کرنا ہے ۔ جیکی اس لاش کو سنبھال لے گا"...... جم مارکر نے ریوالور کی نال سے نکلنے والے دھوئیں کو پھونک مار کر اڑایا اور ریوالور جیب میں رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا ۔

ڈاکٹر یعقوب کی مسیحائی سے عمران اور اس کے ساتھی واقعی انتہائی حیرت انگیز طور پر تندرست ہونا شروع ہو گئے۔ آج انہیں یہاں آئے ہوئے تیسرا روز تھا۔ لیکن آج وہ سب نہ صرف چل پھر سکتے تھے۔ بلکہ اب ان کے زخم بھی تقریباً مندمل ہو گئے تھے۔

"آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک روز اور یہاں رہنا ہو گا اس کے بعد آپ پہلے کی طرح سپر فٹ ہو جائیں گے"۔ ڈاکٹر یعقوب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی مسیحا ہیں ڈاکٹر یعقوب۔ میں آپ کی مسیحائی پر ایمان لے آیا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر یعقوب ہنس پڑا۔

"میں تو صرف زخموں کی حد تک مسیحا ہو سکتا ہوں علی عمران۔ مگر تم قوموں اور ملکوں کے مسیحا ہو۔ تمہارا وجود دنیا بھر کے مسلمانوں

کے لئے امید اور اعتماد کا مینارہ ہے"...... ڈاکٹر یعقوب نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"خالی مینارہ تو بے چارہ کسی کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر لائٹ ہاؤس آپ کہتے تو میں سوچتا چلو شاید واٹر پر چلنے والی خوب صورت سی جولیانا کشتی شاید کنارے پر لگ ہی جاتی"۔ عمران نے مسکرا کر کن انکھیوں سے ساتھ کے بیڈ پر لیٹی ہوئی جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر یعقوب جو اس دوران عمران اور جولیا کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ان کے درمیان جذباتی کشمکش کو کافی حد تک سمجھ چکا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ آرام کیجئے...... اب میں کل حاضر ہوں گا"...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"یہ تمہاری بکواس آخر کبھی ختم بھی ہو گی۔ ہر جگہ ہر آدمی کے سامنے تم بکواس شروع کر دیتے ہو"۔ ڈاکٹر یعقوب کے باہر جاتے ہی جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جب کشتی کو کنارہ مل جائے گا تو ظاہر ہے موجوں کا سر پٹکنا بھی بند ہو جائے گا"۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"مس جولیا۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کو خود کنارے پر لگا دوں"۔ یک لخت سب سے آخری بیڈ پر لیٹے ہوئے تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں ملاح کہ اگر کشتی بھنور میں پھنس جائے تو

ملاح صاحب اسے خود کھینچ کر کنارے پر لگا دیتے ہیں "۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" عمران صاحب۔ ہم یہاں اطمینان سے پڑے ہیں۔ جب کہ یقیناً جی۔ پی۔ فائیو اور سیکرٹ سروس پاگل کتوں کی طرح ہمیں تلاش کرتی پھر رہی ہو گی۔ اگر وہ لوگ اچانک ہم تک پہنچ گئے۔ تو ہم کسی طرح بھی اپنا بچاؤ نہ کر سکیں گے "...... صفدر نے اچانک کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی۔

" اگر واقعی ایسی کوئی بات ہو گئی تو سوائے خدا کے اور کوئی ہمیں بچانے والا بھی نہیں ہو گا۔ میرا خیال ہے۔ ہم اب چل پھر تو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اب یہاں سے کسی اور جگہ شفٹ ہو جانا چاہئے "۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ صالح نے اسے ایک نمبر دے دیا تھا کہ ایمرجنسی کی صورت میں اس نمبر پر اس سے بات کی جا سکتی ہے اور عمران نے وہی نمبر ڈائل کیا تھا۔

" یس "۔ دوسری طرف سے صالح کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس نے صرف ایک لفظ کہا تھا۔

" علی عمران بول رہا ہوں صالح۔ کیا تم فوری طور پر ہمارے پاس ہسپتال پہنچ سکتے ہو "۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ مگر خیریت ہے "۔ دوسری طرف سے صالح نے بری طرح

چونکتے ہوئے کہا۔

" ابھی تک تو خیریت ہے۔ تم فوراً آجاؤ۔ میں تم سے ایک انتہائی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں "۔ عمران نے کہا۔

" میں پندرہ منٹ کے اندر پہنچ رہا ہوں "...... دوسری طرف سے صالح نے کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا پھر تقریباً پندرہ منٹ سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور صالح اندر داخل ہوا۔

" خیریت ہے عمران صاحب۔ آپ کی کال نے مجھے پریشان کر دیا ہے "۔ صالح نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" فی الحال تو خیریت ہے۔ البتہ آئندہ کی خیریت کے لئے میں نے تمہیں بلوایا ہے۔ ڈاکٹر یعقوب نے کہہ دیا ہے کہ کل ہم سرفٹ ہوں گے۔ گو ہم ابھی سے اپنے آپ کو سرفٹ سمجھ رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو اور سیکرٹ سروس دونوں ہی ہماری تلاش میں انتہائی سرگرم ہوں گی اور فرض کیا انہیں اس ہسپتال کا سراغ مل جاتا ہے اور وہ یہاں حملہ کر دیتے ہیں تو ہمارے پاس تو بھاگنے کے لئے کوئی سواری ہے اور نہ مقابلے کے لئے کوئی اسلحہ۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ ہمیں فوری طور پر یہاں سے کسی ایسی جگہ شفٹ کر دو۔ جس کا علم سوائے تمہارے اور کسی کو نہ ہو۔ ہمیں دو گاڑیاں فکسڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر اور ضروری اسلحہ بھی چاہئے "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ کا خیال درست ہے۔ آپ کی کال آنے سے پہلے میں نے خود

ڈاکٹر یعقوب سے فون پر یہی بات پوچھی تھی کہ آپ کو اگر یہاں سے فوری طور پر شفٹ کیا جائے تو آپ حضرات کو کوئی تکلیف تو نہ ہوگی کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے ابو سلام گروپ کے ایک اہم آدمی کو اغوا کر کے اس پر ہیڈ کوارٹر میں تشدد کر کے اس سے آپ کے متعلق پوچھ گچھ کی ہے۔ گو بقول اس آدمی کے اس نے آپ لوگوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے اسے گراؤنڈ کر دیا ہے اور میری چھٹی حس اس وقت سے یہ کہہ رہی ہے کہ کرنل ڈیوڈ اتنی آسانی سے پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس لئے میں نے پہلے ہی آپ کی یہاں سے فوری شفٹنگ کا پروگرام بنا لیا ہے۔ البتہ اب آپ کا یہ کہنا کہ آپ کو کسی ایسی جگہ پہنچایا جائے جس کا علم سوائے میرے اور کسی کو نہ ہو۔ تو اس کے لئے آپ کو ایک اور قصبے میں لے جانا ہوگا۔ وہ میری پرائیویٹ رہائش گاہ ہے۔ وہاں میری بیوہ بھابھی عاصمہ رہتی ہے اور وہاں آپ کی مطلوبہ ہر سہولت بھی آپ کو میسر آسکے گی"۔ صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر یہ منتقلی فوری اور انتہائی خفیہ طور پر ہونی چاہئے"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی انتظامات کرتا ہوں"۔ صالح نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا ہم اسی طرح سے چھپتے ہی پھریں گے یا ہم نے کوئی کام بھی کرنا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"سب سے اہم کام اسرائیل میں محفوظ داخلہ تھا۔ یہ کام ہو گیا ہے۔ گو ہمارے اندازے کے مطابق تو نہیں ہوا اور ہو بھی نہ سکتا تھا۔ کیونکہ اس دریا کی صورت حال میری توقع سے کہیں زیادہ خراب تھی۔ میں اسے عام پہاڑی دریا سمجھا تھا۔ لیکن یہ انتہائی خطرناک دریا ہے۔ بہرحال قدرت نے ہمیں بچا لیا۔ اب کسی محفوظ جگہ پہنچ کر اطمینان سے پلاننگ بھی بنائیں گے"....... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ آدھے گھنٹے بعد صالح واپس آیا اور اس نے انہیں چلنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سبزی لے جانے والے ٹرک کے اندر لیٹے ہوئے تھے۔ ان سے کچھ اوپر لوہے کا ایک مضبوط تختہ تھا۔ جس نے پورے ٹرک کو گھیر رکھا تھا اور اس تختے کے اوپر ٹرک کے باہر تک تازہ سبزی لدی ہوئی ہوگی۔ اس طرح نیچے ٹرک کی پوری لمبائی چوڑائی جتنا ایک خفیہ خانہ سا بن گیا تھا۔ ٹرک کی سائیڈوں پر باریک باریک سوراخ پہلے سے موجود تھے۔ جن سے تازہ ہوا اندر آتی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ یہ ٹرک گروپ کے لوگوں کی خفیہ نقل و حرکت کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرک روانہ ہو گیا۔ صالح نے ٹرک کے فرش پر فوم کے موٹے موٹے گدے بچھا رکھے تھے اور یہ سب لوگ ان گدوں پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس لئے ٹرک کے جھٹکے انہیں کوئی تکلیف نہ دے رہے تھے۔ ورنہ اگر یہ ٹرک کے فرش پر لیٹے ہوتے تو شاید ڈاکٹر یعقوب کی اب تک کی ساری محنت ضائع ہو جاتی۔ ٹرک مسلسل دو

گھنٹوں تک چلتا رہا۔ راستے میں تین چار بار وہ کافی دیر تک کے لئے رکتا بھی رہا اور ٹرک کے گرد انہیں بھاری بوٹوں کی چاپ بھی سنائی دیتی رہی۔ یقیناً ٹرک کی چیکنگ کی گئی ہو گی۔ لیکن اس خفیہ خانے تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ پھر ایک جگہ ٹرک کافی دیر تک رکا رہا۔ تقریباً بیس پچیس منٹ اور انہیں محسوس ہوا کہ ٹرک خالی کیا جا رہا ہے۔ کافی دیر بعد ٹرک ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اس بار اس کی رفتار پہلے سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ کافی دیر بعد ٹرک ایک بار پھر رکا اور اس کے ساتھ ہی اوپر موجود تختہ ہٹایا جانے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ سب ایک ایک کر کے باہر اتر آئے۔ عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ کھیتوں کے ایک طویل سلسلے کے درمیان خالی جگہ پر کھڑے تھے۔

"یہاں سے ہم پیدل جائیں گے۔ کیونکہ یہ ٹرک بھی چیک ہو سکتا ہے"۔ صالح نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس احتیاط پر بے اختیار مسکرا دیا۔

مختلف کھیتوں سے گزر کر وہ ایک کچی سڑک پر آ گئے اور پھر سڑک پر چلتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد ایک بستی کے قریب پہنچ گئے۔ وہ بستی کے عقبی حصے کی طرف سے اس کے اندر داخل ہوئے اور چند لمحے بعد وہ ایک وسیع مگر پختہ مکان میں داخل ہو رہے تھے۔

"عاصمہ بھابھی کہیں گئی ہوئی ہے شاید"۔ صالح نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ صالح نے

تھوڑی دیر بعد انہیں نئے لباس بھی لا کر دیئے۔ جولیا کے لئے بھی وہ لباس لے آیا تھا۔

"یہ سب لباس کیا تم نے ہمارے سائز کے مطابق پہلے سے بنوا رکھے تھے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ البتہ مجھے آپ سب لوگوں کے جسمانی سائز کے مطابق لباس الماریوں سے منتخب کرنے پڑے ہیں۔ اسے آپ ایک گروپ کا ہیڈ کوارٹر سمجھیں۔ یہاں ہر چیز موجود ہے"۔ صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گروپ ہیڈ کوارٹر۔ کیا مطلب ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ یہ تمہاری پرائیویٹ رہائش گاہ ہے اور تمہاری بھابھی یہاں رہتی ہے"۔ عمران نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے درست کہا ہے۔ یہ ہمارا آبائی مکان ہے اور یہاں میری بھابھی عاصمہ ہی رہتی ہے۔ وہ بیوہ ہے۔ اس کا خاوند طالع میرا بڑا بھائی تھا۔ وہ ایک مشن کے دوران آج سے چھ سال پہلے شہید ہو گیا تھا۔ طالع اس گروپ کا سربراہ تھا اور اس مکان کو اس نے اپنے گروپ کا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ یہ لباس وغیرہ سب طالع نے اکٹھے کر رکھے تھے لیکن طالع کی موت کے بعد اس کا ہیڈ کوارٹر والا درجہ ختم ہو گیا۔ البتہ سب کچھ یہیں پڑا رہ گیا"...... صالح نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب نہا دھو کر اور لباس بدل کر ایک بار پھر اس کمرے میں آ بیٹھے۔

"میں بھابھی کا انتظار کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ کا ان سے تعارف کرا کر یہاں سے روانہ ہو جاؤں"...... صالح نے جو اسی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی بھابھی کو تو اس بڑھاپے میں یہاں اکیلے رہتے ہوئے بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہو گی"۔ جولیا نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"عاصمہ بھابھی بوڑھی نہیں ہیں۔ نوجوان ہیں۔ طالع بھائی نے اپنی پسند سے شادی کی تھی اور شادی کے صرف ایک ماہ بعد ہی طالع بھائی شہید ہو گئے تھے"۔ صالح نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے یہ یہاں کیسی گہما گہمی ہے۔ کون لوگ ہیں"...... اچانک باہر سے ایک نوجوان عورت کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور صالح بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صالح ایک نوجوان مگر انتہائی خوب صورت اور سمارٹ لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ جس کے چہرے پر معصومیت کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صالح نے عاصمہ اور عمران کا تعارف کرایا اور پھر عمران نے اپنے باقی ساتھیوں کا تعارف عاصمہ سے کرا دیا۔

"یہ تو میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے عظیم مجاہدوں سے میری نہ صرف ملاقات ہو رہی ہے۔ بلکہ آپ سب لوگ میرے مہمان بھی ہیں۔ میں صالح کی بے حد مشکور ہوں کہ اس نے مجھے یہ عظیم

موقعہ بخشا ہے"...... عاصمہ نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"صالح نے بھی آپ کی بے حد تعریف کی تھی۔ لیکن سچ پوچھئے تو آپ اس تعریف سے کہیں زیادہ اچھی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عاصمہ کا چہرہ یک لخت گلنار ہو گیا۔

"عاصمہ انہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ اب میں چلتا ہوں۔ مجھے بہت سے کام نمٹانے ہیں"...... صالح نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو خدا حافظ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کے لئے کھانا تیار کرتی ہوں"۔ عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے...... میں آپ کی مدد کرتی ہوں"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ مہمان ہیں۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی"...... عاصمہ نے کہا۔ لیکن جولیا اصرار کر کے اس کے ساتھ چلی گئی۔

"اب عمران صاحب۔ ہمیں کوئی پلاننگ بنا لینی چاہیئے"۔ عاصمہ اور جولیا کے باہر جاتے ہی صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں سب سے پہلے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا چاہیئے"...... تنویر نے کہا۔

"ان لوگوں نے یقیناً اس کی حفاظت کے انتظامات کر رکھے ہوں

نے۔ اس لئے اندھا دھند حملہ مناسب نہ رہے گا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ان لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے کوئی ایسا اقدام کرنا چاہیے جس سے ان کی توجہ ہیڈ کوارٹر سے ہٹ جائے"۔ اس بار نعمانی نے کہا۔

"ہمارا اصل ٹارگٹ تو وہ سپیشل سیل ہے اور یہ سپیشل سیل شہر کے اندر نہیں ہو سکتا۔ یہ شہر سے دور کہیں کوئی ایسا کیمپ ہو گا جہاں جدید انداز میں دہشت گردی کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہو گی۔ ہمیں دراصل سب سے پہلے اس سپیشل سیل کا سراغ لگانا ہے۔ ورنہ ہم ایسے ہی ادھر ادھر بھٹکتے رہے تو ٹارگٹ تک نہ پہنچ سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کس طرح سراغ لگایا جائے۔ جب فلسطینی اس کا سراغ نہیں لگا سکے تو ہم کیسے لگا سکیں گے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا آسان طریقہ ہے۔ سیکرٹ سروس کے کسی ایسے آدمی کو اغوا کیا جائے جو اس سیل کے بارے میں تفصیلات جانتا ہو"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"پھر تو اس جم مارکر کو ہی کیوں نہ اغوا کر لیا جائے"...... تنویر نے کہا۔

"تمہارا خیال ہے جم مارکر سڑک کے کنارے اغوا ہونے کے لئے

کھڑا ہوا ملے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آج تک تمہاری ایک کوشش تو کامیاب ہو نہیں سکی اور کیسے کامیاب ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کوشش کی بات کر رہے ہو"۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"وہی دردِ دل والی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"فکر نہ کرو۔ کسی روز میں اس کوشش کی راہ میں موجود دیوار ڈھا ہی دوں گا"۔ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز ہم یہاں صرف مذاق کرنے کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے"...... صفدر نے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس نے فوراً مداخلت نہ کی تو عمران نے باز نہیں آنا اور تنویر نے ابھی بگڑ جانا ہے۔ اس طرح اچھا خاصا ماحول کشیدہ ہو کر رہ جائے گا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سیل کے بارے میں جم مارکر یا زیادہ سے زیادہ اس کا کوئی اسسٹنٹ ہی واقف ہو گا۔ اس لئے واقعی جب تک ہم جم مارکر کو اغوا نہ کریں گے۔ اس سپیشل سیل کا پتہ نہ چل سکے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن .... جم مارکر کو اغوا کرنا آسان بھی تو نہیں" .... صفدر نے کہا۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ اگر ہم اس جم مارکر کی ذاتی رہائش گاہ کا پتہ چلا لیں تو پھر اسے آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے" .... صدیقی نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن کس طرح" .... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ان سب کے دوران مختلف تجویزوں پر زور وشور سے بحث چھڑ گئی ۔ جب کہ عمران خاموش بیٹھا صرف ان کی باتیں سن رہا تھا۔

ابھی یہ بحث جاری تھی کہ عاصمہ اور جولیا نے کھانا میزوں پر لگانا شروع کر دیا۔

"واہ ۔ اسے کہتے ہیں سگھڑاپا" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عاصمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

"مس جولیا تو کھانا پکانے کے فن میں طاق ہیں ۔ میں تو ان کی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئی ہوں" .... عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو تم نے اس کے جوہر دیکھے ہی نہیں ۔ تم کیا بڑے بڑے تیس مار خان اس کے جوہروں کے معترف ہیں" .... عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس بس ۔ بکواس کی ضرورت نہیں ۔ چلو کھانا کھاؤ" .... جولیا

نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا ۔ وہ شاید اس بات سے ڈر رہی تھی کہ عاصمہ کے سامنے کہیں عمران کی زبان رواں ہو گئی تو اسے خاصی شرمندگی اٹھانی پڑے گی ۔ پھر عاصمہ کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا۔

"عاصمہ ۔ تمہارا شہید شوہر کس گروپ سے وابستہ تھا" ۔ عمران نے کھانے کے دوران عاصمہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اسے کوڈ میں ریڈ برڈ کہا جاتا تھا ۔ یہ گروپ اسرائیل کی اہم شخصیات کو قتل کرنے کے فرائض سرانجام دیتا تھا ۔ ایک بار انہوں نے جب ایک اہم سیاسی شخصیت پر حملہ کیا تو وہ لوگ پہلے سے تیار تھے نتیجہ یہ کہ طالع گرفتار ہو گیا ۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی شہید ہو گئے اس کے بعد اس شخصیت نے طالع پر بے پناہ تشدد کر کے آخر کار اسے شہید کر دیا ۔ اس کی مسخ شدہ لاش ہی ہمیں ملی تھی" ۔ عاصمہ نے گلوگیر سے لہجے میں کہا۔

"کس اہم شخصیت کی آپ بات کر رہی ہیں" ۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اسرائیل کا سیکرٹری آف سٹیٹ پامیر .... وہ انتہائی اہم ترین شخصیت ہے ۔ اس نے فلسطینی گروپوں کا باقاعدہ ریکارڈ تیار کرایا تھا ۔ بہر حال کہا جاتا ہے کہ وہ اسرائیل میں بننے والے تمام اہم منصوبوں کا خالق ہے" ۔ عاصمہ نے جواب دیا۔

"کیا دوبارہ اسے قتل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی" .... عمران

نے پوچھا۔

"بے شمار بار کی گئی ہے۔ لیکن وہ ہر بار بچ جاتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کو ابھی اس کی زندگی مقصود ہے۔ حالانکہ وہ بے حد سفاک اور ظالم ترین آدمی ہے۔ ایک بار تو میں نے اکیلے اسے قتل کر کے اپنے شہید شوہر کی روح کا انتقام لینا چاہا۔ لیکن میں الٹا پھنس گئی۔ پامیر بھی وہاں موجود نہ تھا۔ اس لیئے مجھے کسی سنٹر میں لے جایا گیا اور مجھ پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کیا گیا۔ لیکن میری شاید زندگی باقی تھی کہ اس دوران صالح کو میری گرفتاری کا علم ہو گیا۔ اس نے اس سنٹر پر ریڈ کیا اور مجھے وہاں سے نیم مردہ حالت میں اٹھا لایا۔ میں تین ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہی۔ پھر ٹھیک ہو سکی۔ صالح نے مجھے سختی سے کسی بھی ایسے کام سے منع کر رکھا ہے"...... عاصمہ نے جواب دیا۔

"آپ نے کہاں اس پر حملہ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ پر۔ میں ایک گٹر کے ذریعے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی لیکن پھر پکڑی گئی"...... عاصمہ نے جواب دیا۔

"کیا وہ اب بھی وہیں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کی رہائش گاہ قلعہ نما ہے اور اس کی حفاظت بالکل اسی طرح کی جاتی ہے جیسے صدر کی رہائش گاہ کی کی جاتی ہے۔ ویسے وہ خود بھی بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اب تو وہ آرمڈ کارمیں باہر جاتا ہے۔ اس کا دفتر ایک فوجی چھاؤنی کے اندر ہے"...... عاصمہ نے جواب دیا۔

"کیا آپ ہمیں اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا سکتی ہیں"...... عمران

نے پوچھا۔

"کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عاصمہ نے چونک کر پوچھا۔

"آپ بتائیں تو سہی......" عمران نے پوچھا۔

"ٹاپ کالونی جہاں ختم ہوتی ہے۔ وہاں سے ہٹ کر سرخ رنگ کی قلعہ نما عمارت ہے۔ وہاں باقاعدہ ملٹری کا پہرہ رہتا ہے اور اندر بھی سائنسی حفاظتی آلات لگے ہوئے ہیں"...... عاصمہ نے جواب دیا۔

"چلو بھئی۔ تم لوگ مشن کی بات کر رہے تھے۔ اب سب سے پہلے ہم نے یہ مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ پامیر ہی یقیناً سپیشل سیل کے منصوبے کا خالق ہوگا"...... عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ پامیر پر حملہ کریں گے۔ نہیں۔ آج تک کوئی بھی فلسطینی گروپ اس پر حملے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ آپ پلیز یہ ارادہ ترک کر دیں"...... عاصمہ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ اس بار انشاء اللہ یہ حملہ کامیاب رہے گا۔ اس درندے نے میری بہن کے شوہر کو شہید کیا ہے۔ تو اس درندے کا انجام بھی میری بہن کے ہاتھوں ہی ہوگا"...... عمران نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"آپ کی بہن کے شوہر کو۔ کیا مطلب۔ آپ تو پاکیشیا۔ میرا

مطلب ہے.......“ عاصمہ نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

” فاصلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے عاصمہ بہن “...... عمران نے کہا۔

تو عاصمہ کے چہرے پر یکلخت مسرت کی تیز چمک ابھر آئی۔

” اوہ اوہ ۔ تو آپ میرے متعلق بات کر رہے ہیں ۔ اوہ ۔ مجھے آپ جیسے بھائیوں پر فخر ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی “..... عاصمہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

” بس ۔ آپ بھائیوں کو ایسے لذیذ کھانے کھلاتی رہیں ۔ یہی بہت ہے ۔ باقی کام ہم کر لیں گے “...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر سمیت باقی ساتھی بھی عمران کی بات سن کر ہنس پڑے۔

جم مارکر پنجرے میں قید کئے جانے والے جنگلی شیر کی طرح ادھر ادھر ٹہل رہا تھا ۔ اس کے سامنے پانچ آدمی بندھے ہوئے بیٹھے تھے ۔ جن کے جسموں پر ڈاکٹروں جیسے اوورآل موجود تھے اور بارہ کے قریب عورتیں تھیں ۔ جو نرسوں کے لباس میں تھیں ۔ وہ اس وقت نیشنل سیڈ فارم کے نیچے تہہ خانوں میں اپنے گروپ کے ساتھ موجود تھا ۔ اس نے انتہائی مہارت کے ساتھ یہاں اس طرح اچانک ریڈ کیا تھا کہ کسی کو بچ نکلنے کا موقع نہ مل سکا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کا یہاں سایہ تک موجود نہ تھا اور یہ ڈاکٹر اور نرسیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہاں آنے سے بھی یکسر انکاری تھیں ۔

” اس بوڑھے کو اس ستون کے ساتھ کھڑا کر کے باندھ دو ۔ میں ابھی اس کی ہڈیوں سے اصل بات اگلواتا ہوں “...... جم مارکر نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور اس کے آدمی بجلی کی سی تیزی سے ایک ادھیڑ

عمر آدمی کی طرف لپکے ۔ جسے اس ہسپتال کا انچارج بتایا گیا تھا اور چند لمحوں بعد اسے رسیوں کی مدد سے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا ۔ ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی اور گہرے سمندر جیسا اعتماد تھا ۔

" ہونہہ ۔ تو تم اس خفیہ ہسپتال کے انچارج ہے ۔ کیا نام ہے تمہارا " ...... جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا ۔

" میرا نام ڈاکٹر یعقوب ہے " ...... اس ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ڈاکٹر یعقوب تم مسلمان ہو اور یہ تمہارے ساتھی بھی سب مسلمان ہیں ۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں " ...... جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔ الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے " ...... ڈاکٹر یعقوب نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تو مسلمان صاحب ۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے ایمان اور غیرت کو آزمائش میں نہ ڈالو اور مجھے بتادو کہ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں سے کہاں شفٹ کیا ہے " ...... جم مارکر نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔

" جو کچھ ہم جانتے تھے وہ ہم نے پہلے ہی تمہیں بتادیا ہے " ...... ڈاکٹر یعقوب نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" دیکھو ۔ یہ بارہ نرسیں مسلمان عورتیں ہیں ۔ اگر تم نے اس بار

سچ نہ بتایا تو میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں گا کہ یہیں تم سب کے سامنے ان کی عزتیں لوٹ لیں ۔ بولو تیار ہو " ...... جم مارکر نے کہا اور نہ صرف ڈاکٹر یعقوب بلکہ وہاں موجود سارے مردوں اور عورتوں کے چہرے فق ہو گئے ۔ کیونکہ انہیں ان یہودی لوگوں سے کبھی بھی کسی خیر کی امید نہ ہو سکتی تھی ۔

" مجھے تم پڑھے لکھے آدمی لگتے ہو ...... کیا تم نے علم اس لئے حاصل کیا ہے کہ تم اس طرح کے جاہلانہ ۔ کمینے اور گھٹیا حربے اختیار کرو ۔ کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی بھی فلسطینی نے کسی یہودی عورت کی عزت خراب کی ہے ۔ اگر تم نے یہ گھٹیا کام کر ڈالا تو یقین کرو کہ پھر پورے اسرائیل میں کسی یہودی عورت کی عزت نہ بچ سکے گی " ...... ڈاکٹر یعقوب نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور جم مارکر بے اختیار ہنس پڑا ۔

" یہ تو بعد کا مسئلہ ہے ۔ اس وقت تو وہی ہو گا جو میں چاہوں گا ۔ تم چاہے اسے گھٹیا حربہ کہو یا بڑھیا ۔ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے سچ سچ بتادو کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں " ...... جم مارکر نے اسی طرح شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔

" جب ہمیں معلوم ہی نہیں تو ہم بتائیں کیا " ...... ڈاکٹر یعقوب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

" اس عورت کو کھول کر اس کے ہاتھ اور پیر باندھو اور پھر اس کا

پورا لباس پھاڑ دو اور اسے یہیں ان لوگوں کے سامنے بے عزت کرو۔ چلو شروع ہو جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں یہ کتنی مسلمان عورتوں کی عزتیں لٹوا کر بتاتے ہیں"...... جم مارکر نے انتہائی تیز لہجے میں اپنے ساتھ موجود دس مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور ان میں سے دو تیزی سے ایک نرس کی طرف لپکے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میری بہن کو بے عزت نہ کرو۔ میں بتاتا ہوں تمہیں۔ رک جاؤ"...... اچانک ایک ڈاکٹر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور جم مارکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ نرس تمہاری بہن ہے۔ بہت خوب۔ پھر تو تم لازماً بتاؤ گے۔ سنو میں تمہیں صرف ایک منٹ دے سکتا ہوں۔ اگر تم نے ایک منٹ کے اندر مجھے سب کچھ نہ بتا دیا تو پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور میرے حکم کی تعمیل شروع ہو جائے گی"...... جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہاں نہیں۔ تم مجھے یہاں سے کہیں اور لے جاؤ"...... اس ڈاکٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کسی عام تنظیم کا سربراہ نہیں ہوں نہ سمجھے۔ سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ اس لئے تمہارے ذہن میں جو خیال آ رہا ہے کہ تم آزاد ہوتے ہی جدوجہد شروع کر دو گے۔ اسے ذہن سے نکال دو اور جو کچھ کہنا ہے یہیں بتا دو اور یہ بھی سن لو کہ آدھا منٹ گزر گیا ہے"۔ جم

مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں علاج کے لئے لایا گیا تھا لیکن اب سے دو گھنٹے پہلے وہ یہاں سے چلے گئے ہیں اور ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں"...... اس ڈاکٹر نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خالد"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"تو ڈاکٹر خالد صاحب۔ اب تم یہ بتاؤ کہ انہیں یہاں سے کون لے گیا ہے"...... جم مارکر نے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم۔ انہوں نے کسی کو فون کیا اور پھر وہ سب خاموشی سے یہاں سے باہر چلے گئے"...... ڈاکٹر خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ڈاکٹر خالد کی بہن کو کھولو اور میرے حکم کی تعمیل کرو"۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور اس بار واقعی دو مسلح افراد اس نرس پر جھپٹ پڑے۔ نرس نے بری طرح چیخنا شروع کر دیا۔ لیکن ظاہر ہے وہ بے چاری ایک عام سی عورت تھی۔ وہ ان مسلح اور تربیت یافتہ افراد کے چنگل سے کیسے بچ سکتی تھی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ ڈاکٹر خالد نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تم اگر سچ بتا دو۔ تو اب بھی تمہاری بہن کی عزت بچ سکتی ہے"۔ جم مارکر نے کہا اور ڈاکٹر خالد نے منہ کھولا ہی تھا کہ یک لخت ڈاکٹر

یعقوب چیخ پڑا۔

" ڈاکٹر خالد ۔ عظیم مقصد کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں "......
ڈاکٹر یعقوب نے چیخ کر کہا ۔ مگر دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور اس
کے ساتھ ہی ڈاکٹر یعقوب چیخ مار کر ستون کے ساتھ بندھا ہوا تڑپنے لگا
یہ فائرنگ جم مار کرنے مشین پسٹل سے کی تھی ۔جو اس نے جیب سے
نکالا تھا۔

" بوڑھے گدھ ۔ تم ڈاکٹر خالد کو سچ بولنے سے روک رہے تھے "۔
جم مار کرنے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس دوران نرس کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھ دیئے گئے اور
اسے زبردستی وہیں فرش پر لٹا دیا گیا۔ دو آدمیوں نے اس کے پیر پکڑ لئے
جب کہ دو آدمی اس کے کاندھوں پر پیر رکھے کھڑے ہوئے تھے۔

" پھاڑ دو اس کا لباس ۔ کر دو اسے بے آبرو "...... جم مار کرنے چیخ کر
کہا اور پھر جیسے ہی ایک آدمی کا ہاتھ نرس کے لباس کی طرف بڑھا۔ ڈاکٹر
خالد ہذیانی انداز میں چیخ پڑا۔

" رک جاؤ ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں ۔ رک جاؤ "...... ڈاکٹر خالد
کی حالت واقعی پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔

" رک جاؤ "...... جم مار کرنے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ آدمی
تیزی سے پیچھے ہٹے ہی تھے کہ یک لخت وہ نرس کسی زخمی پرندے کی
طرح پھڑک کر اچھلی اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے پکڑتا اس نے
اچھل کر پوری قوت سے ساتھ موجود سنگی ستون سے پوری قوت سے

سر مارا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے نیچے گر پڑی ۔اس کے سر
سے خون فوارے کی طرح نکلنے لگا تھا۔

" میں نے اپنی عزت پر اپنی زندگی قربان کر دی ہے بھائی "......
نرس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہچکی لے
کر وہ ختم ہو گئی۔

" تم درندے ہو...... تم وحشی ہو ۔ جنگلی ہو ۔ میری بہن عظیم
تھی ۔ وہ عظیم تھی ۔اس نے میری اور میرے خاندان کی لاج رکھ لی "۔
ڈاکٹر خالد نے پاگلوں کے سے انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ۔ اگر تمہاری ایک بہن مر گئی ہے ۔ ابھی گیارہ دوسری
بہنیں تو موجود ہیں "...... جم مار کرنے شیطانی انداز میں کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے دوسری نرس کو کھولنے کا اشارہ کیا۔

" خیال رکھنا ۔ یہ اب خود کشی نہ کر سکے "...... جم مار کرنے کہا۔

" میں خود کشی نہ کروں گی ۔ بے فکر رہو ۔ میرا نام صالحہ ہے ۔ میں
کلثوم کی طرح احمق نہیں ہوں کہ اپنی زندگی ایک معمولی سی بات پر
ختم کر دوں ۔ سنو ۔ میں تمہیں ساری بات بتانے کے لئے تیار ہوں اور
یہ بھی سن لو کہ ڈاکٹر خالد بھی وہ کچھ نہیں جانتا جو میں جانتی ہوں ۔
کیونکہ میں یہاں سٹاف نرس ہوں "...... اس عورت نے انتہائی باوقار
لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ گڈ شو صالحہ ۔ تم واقعی سمجھ دار عورت ہو ۔ اسے پکڑ کر کھڑا
رکھو ۔ اگر یہ سچ بولے تو ٹھیک ۔ ورنہ ایک لمحے میں نیچے گرا دینا "۔جم

مار کر نے کہا۔

" جب میں کہہ رہی ہوں کہ میں سب کچھ سچ بتا دیتی ہوں تو پھر میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہے ہو۔ ہٹ جاؤ "...... صالحہ نے یک لخت چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح صالحہ نے یک لخت الٹی قلا بازی کھائی اور پکڑنے والوں کے ہاتھ سے نکل کر وہ دوسرے لمحے توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح قلا بازی کھاتی ہوئی سیدھی جم مار کر سے آٹکرائی اور جم مار کر چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ صالحہ نے یک لخت جھک کر وہ مشین پسٹل اٹھا لیا۔ جو جم مار کر کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرا تھا۔ مگر دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا اور وہ عورت چیخ کر وہیں فرش پر تڑپتی ہوئی ساکت ہو گئی۔ اس کے جسم میں نجانے کتنے سوراخ بن گئے تھے یہ فائرنگ جم مار کر کے ایک ساتھی نے کی تھی۔

" گڈ شو پار کر "........ جم مار کر نے تیزی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

اب تیسری کو کھولو۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیا کرتی ہے "....... جم مار کر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی زور دار تڑتڑاہٹ ہوئی اور اکٹھے بندھی بیٹھی باقی نو نرسیں چیختی ہوئی نیچے گریں اور بری طرح پھڑکنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی صالحہ کا وہ ہاتھ بھی نیچے گر گیا۔ جس میں وہ مشین پسٹل موجود تھا۔ جو اس نے گولیاں

کھاتے ہوئے اٹھایا تھا۔ اس میں شاید زندگی کی کوئی رمق باقی رہ گئی تھی۔ جم مار کر بال بال بچا تھا۔ ورنہ وہ جس انداز میں صالحہ کی طرف بڑھ رہا تھا وہ براہ راست فائرنگ کی رینج میں آجاتا تھا۔

" اب۔ اب تم ہم مسلمان عورتوں کو بے عزت نہ کر سکو گے۔ یہودی درندو "...... صالحہ کی عجیب سی خرخراہٹ بھری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے مسلسل دو تین جھٹکے کھائے اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

باقی نو عورتیں بھی اس دوران ساکت ہو چکی تھیں۔ گولیوں کی ایک ہی باڑ نے انہیں شہید کر دیا تھا۔

" دیکھا تم نے یہودی درندو۔ دیکھا تم نے۔ مسلمان عورتیں کتنی عظیم ہوتی ہیں "........ اس بار ڈاکٹر خالد نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

" میں تم سب کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔ میں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گا "........ جم مار کر نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی غیض و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہ تھی کہ اس طرح بھی یہ عورتیں ختم ہو سکتی ہیں۔

" یہودی کتے۔ مار ڈالو ہمیں گولیوں سے۔ جو تمہارا جی چاہے کر ڈالو مگر "...... ڈاکٹر خالد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا جم مار کر نے اپنے ایک ساتھی سے مشین گن

جھپٹی اور دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں ڈاکٹر خالد کی آواز دب گئی۔ جم مارکر نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی تھی جب تک کہ ڈاکٹر خالد کا جسم مکمل طور پر چھلنی نہ ہو گیا۔

"اب تمہیں بتانا ہو گا۔ تمہیں بتانا ہو گا۔ یا کتے کی موت مرنا ہو گا بولو کہاں گئے ہیں۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں گئے ہیں"۔ جم مارکر نے انتہائی غضب ناک انداز میں دوسرے ڈاکٹروں کی طرف مشین گن کا رخ پھیرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"وہ چلے گئے ہیں۔ تنظیم کا کوئی آدمی انہیں لے گیا ہو گا۔ ہمیں نہیں معلوم۔ ہم تو ڈیوٹی پر تھے۔ ہم تو"۔ ایک اور ڈاکٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ہی تھی کہ جم مارکر نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا تو گولیوں کے برسٹ اس بولنے والے ڈاکٹر کے جسم کو چھلنی کرنے لگے گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ جم مارکر واقعی پاگل ہو گیا تھا

"باس باس۔ اگر یہ سب مر گئے تو پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا"...... یک لخت رابرٹ نے آگے بڑھ کر جھٹکے سے مشین گن کا رخ اوپر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ میں ان سب کو چھلنی کر دوں گا۔ میں انہیں کتے کی موت ماروں گا۔ میں ان کی ناپاک روحوں کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ میں ان مسلمانوں کی روحوں کو بھی چھلنی کر دوں گا"......... جم مارکر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس

نے مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے گھمایا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی باقی ڈاکٹروں کے جسم بھی گولیوں سے چھلنی ہونے لگ گئے۔

"یا اللہ۔ تو ظالم سے بدلہ لینے والا ہے"...... اچانک ایک مرتے ہوئے ڈاکٹر نے درد بھری مگر ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور جم مارکر اور اس کے سارے ساتھی اچھل کر فرش پر گرے ہی تھے کہ پے در پے دو دھماکوں سے عمارت کی چھت ان پر آ گری اور اس کے ساتھ ہی جم مارکر اور اس کے ساتھیوں کی کربناک چیخوں سے گرد آلود ماحول ایک لمحے کے لئے گونجا اور دوسرے لمحے وہاں سوائے خوف ناک دھماکوں کے اور کوئی آواز باقی نہ رہی تھی۔ دھماکے اس طرح مسلسل ہوتے چلے جا رہے تھے جیسے بے شمار آتش فشانوں کے دہانے کھل گئے ہوں۔

دو تیز رفتار ہیلی کاپٹر جن پر جی۔پی۔فائیو کے بڑے بڑے نشانات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔انتہائی تیز رفتاری سے تل ایبب سے طریش قصبے کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔آگے والے ہیلی کاپٹر میں کرنل ڈیوڈا اور میجر ہیری کے ساتھ ایکشن گروپ کے چار افراد موجود تھے۔جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر میں تمام ایکشن گروپ کے افراد تھے۔

"کرنل۔ہمیں ٹی۔تھری بموں کی وجہ سے کافی دیر لگ گئی ہے اس لئے کیوں نہ ہم پہلے چیک کر لیں کہ کیا اب بھی علی عمران اور اس کے ساتھی ہسپتال کے اندر موجود ہیں یا نہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر ہیری نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"نہیں۔وہ شیطان زخمی ہونے کے وجہ سے وہیں ہوں گے۔وہ شدید زخمی ہیں۔اس لئے تو ہسپتال میں ہیں۔ورنہ عام زخموں کی تو پرواہ ہی نہیں کرتے۔انہیں اگر وہم بھی پڑ گیا کہ ان کو گھیرا جا رہا ہے

تو وہ زخمی ہونے کے باوجود بھوتوں کی طرح غائب ہو جائیں گے۔اس لئے ہم نے ان پر جاتے ہی ٹی۔تھری بموں کی بارش کر دینی ہے۔میں انہیں ایک لمحہ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے جو پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔انتہائی فیصلہ کن لہجے میں کہا اور میجر ہیری ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔کیونکہ وہ کرنل ڈیوڈ کا مزاج جانتا تھا۔اگر میجر ہیری ذرا سی مزید کوئی بات کرتا تو کرنل ڈیوڈ اسے یہیں ہیلی کاپٹر میں ہی گولی مارنے سے دریغ نہ کرتا۔

"سب افراد کو سمجھا دیا ہے کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے مسلسل ٹی۔تھری بموں کی بارش کرنی ہے اس سیڈ فارم پر"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس باس اور سب کی بم گنیں پوری طرح لوڈ ہیں"...... میجر ہیری نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے ناں کہ نیشنل سیڈ فارم کہاں ہے۔کہیں غلط جگہ پر بمباری نہ کرا دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے یک لخت ہیلی کاپٹر پائلٹ سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔میں نے اس سیڈ فارم میں چار سال سروس کی ہے۔اس لئے میں کیسے غلطی کر سکتا ہوں۔میں تو اسے آنکھیں بند کر کے بھی شناخت کر سکتا ہوں"...... پائلٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"ایک گھنٹے کی مسلسل اور تیز پرواز کے بعد وہ طریش قصبے کے

نواح میں پہنچ گئے اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کر دی۔

"جناب۔ ہم ٹارگٹ پر پہنچنے والے ہیں"...... پائلٹ نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر گیا۔

"میجر ہیری۔ ٹرانسمیٹر پر دوسرے ہیلی کاپٹر میں سوار ایکشن گروپ کو الرٹ کر دو۔ پہلے ہمارا ہیلی کاپٹر فائر کھولے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ہیری نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اس نے ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"وہ جناب وہ نیلے رنگ کی عمارت نیشنل سیڈ فارم ہے"۔ اچانک پائلٹ نے نیچے گہرائی میں موجود ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں کے درمیان کسی وسیع وعریض زرعی فارم کے انداز میں بنی ہوئی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو اکیلی عمارت ہے۔ یہ تو اور زیادہ اچھا ہو گیا ہے۔ اس طرح کوئی رسک ہی نہیں رہا"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل۔ یہ سیڈ فارم سرکاری ہو گا"...... اچانک میجر ہیری نے کہا۔

"نہیں۔ ان فلسطینیوں کا پرائیویٹ ہے۔ سرکاری عمارت کے نیچے وہ اپنا مرکز کیسے بنا سکتے ہیں۔ کیا بات ہے۔ تم بلندی پر آ کر احمق ہو جاتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور میجر

ہیری شرمندگی کے انداز میں بے اختیار سمٹ سا گیا۔ کیونکہ واقعی اس کا یہ سوال سراسر احمقانہ ہی تھا۔ ہیلی کاپٹر اب عمارت کی طرف تیزی سے جھک رہا تھا۔

"فائرنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور عقبی حصے میں موجود افراد تیزی سے سائیڈوں کی کھلی کھڑکیوں سے آدھے سے زیادہ نیچے لٹک گئے۔ ہیلی کاپٹر غوطہ مارتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف جھکتے ہوئے کافی گہرائی میں پہنچا۔ جیسے جیسے ہیلی کاپٹر نیچے ہوتا جا رہا تھا عمارت اسی تیزی سے بڑی اور واضح ہوتی جا رہی تھی۔ عمارت کے باہر چار بڑی بڑی جیپیں کھڑی تھیں اور کئی مسلح افراد بھی کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"فائر کرو۔ ورنہ کہیں یہ لوگ ہیلی کاپٹر کو ہی برسٹ نہ کر دیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے مسلح افراد کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اس کا خیال درست تھا کہ یہ مسلح افراد جو عام لباسوں میں ہیں۔ ان کا تعلق فلسطینیوں سے ہی ہو گا اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے ٹی۔ تھری بم تیزی سے اڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھے اور پھر جب پہلا دھماکہ ہوا۔ تو پائلٹ نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور تیزی سے اسے اوپر اٹھاتا ہوا آگے لے جاتا گیا۔ اس کے پیچھے دوسرے ہیلی کاپٹر نے غوطہ مارا اور نیچے ہونے والے خوف ناک دھماکوں میں دوسرے ہیلی کاپٹر کی دونوں اطراف سے بارش کی طرح برسنے والے ٹی۔ تھری جیسے خوف ناک بموں کی بارش نے مزید اضافہ

کر دیا اور نیلے رنگ کی یہ عمارت تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتی چلی گئی
کرنل ڈیوڈ کے ہیلی کاپٹر نے چکر کاٹ کر دوسرا حملہ کیا اور پھر آگے بڑھتا
گیا۔ جیپیں اور اس کے ساتھ موجود مسلح افراد پہلے ہی حملے کی زد میں آکر
ختم ہو گئے تھے۔ کیونکہ ددٹی۔ تھری بموں نے خاص طور پر ان جیپوں
اور ان کے ساتھ موجود آدمیوں کو ہی ٹارگٹ بنایا تھا۔ دوسرے راؤنڈ
کے بعد عمارت مکمل طور پر ختم ہو گئی۔ آگ، دھویں اور گرد کے بادل
آسمان کی طرف اٹھنے لگے اور کرنل ڈیوڈ نے فائرنگ روک دینے کا حکم
دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ فاتحانہ چمک تھی۔

" اب ہیلی کاپٹر سائیڈ پر اتار دو۔ اب ہم نے عمران اور اس کے
ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشوں کے ٹکڑے اکٹھے کرنے ہیں۔ گیس
سلنڈر اٹھالو۔ جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور چند لمحوں بعد
دونوں ہیلی کاپٹر سائیڈ پر اتر گئے اور اس میں موجود ایکشن گروپ کے
افراد بڑے بڑے سلنڈر اٹھائے تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے
پھیل کر ان سلنڈروں کا رخ جلتی ہوئی اور تباہ شدہ عمارت کی طرف
کیا اور دوسرے لمحے دودھیا رنگ کی تیز گیس کی پھواریں چاروں طرف
سے عمارت پر پڑنے لگیں۔ جہاں جہاں یہ گیس پڑتی وہاں آگ یکلخت
بجھ جاتی۔

کرنل ڈیوڈ ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ بڑے فاتحانہ انداز میں کھڑا تھا
اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے اکٹھی سات سلطنتوں کو فتح کر لیا ہو۔
آگ اب مکمل طور پر بجھ چکی تھی اور ہر طرف جلے ہوئے ملبے کے ڈھیر

نظر آرہے تھے۔ جن میں سے اب بھی ہلکا ہلکا دھواں اٹھتا صاف دکھائی
دے رہا تھا۔ گیس کی دھاریں اب ان جگہوں پر ماری جا رہی تھیں۔
جہاں جہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا اور جب آگ مکمل طور پر بجھ گئی اور
گیس کی وجہ سے حدت بھی ختم ہو گئی تو ایکشن گروپ کے تمام افراد
واپس ہیلی کاپٹروں کی طرف پلٹ آئے۔ انہوں نے گیس سلنڈر واپس
ہیلی کاپٹروں میں رکھے اور اندر سے چھوٹے چھوٹے بیلچے اتار کر وہ ایک
بار پھر ملبے کی طرف دوڑ پڑے۔ چونکہ انہیں مکمل ہدایات دی جا چکی
تھیں۔ اس لئے وہ کسی روبوٹ کے سے انداز میں کام کر رہے تھے۔
میجر ہیری ملبے کے پاس کھڑا انہیں مزید ہدایات دینے میں مصروف تھا
کرنل ڈیوڈ بھی اب فاتحانہ انداز میں قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور
میجر ہیری کے قریب جا کر رک گیا۔ ملبہ تیزی سے ہٹایا جا رہا تھا اور پھر
کٹی پھٹی جلی ہوئی اور مسخ شدہ لاشیں نکال نکال کر باہر رکھی جانے لگیں
لیکن یہ سب عام فلسطینی تھے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ
ان کے جسموں میں گولیوں کے سوراخ صاف نظر آرہے تھے۔

" یہ کیا ہوا۔ یہ ان لوگوں کو گولیاں کیسے لگ گئیں۔ ڈی۔ تھری
بموں سے تو گولیاں نہیں نکلتیں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

میجر ہیری صرف کندھے اچکا کر رہ گیا اور تھوڑی دیر بعد سفید اوور
آل جواب صرف کہیں کہیں سے سفید نظر آرہے تھے میں ملبوس لاشیں
باہر آنے لگیں۔ ان سب کو گولیوں سے چھلنی کیا گیا تھا۔ ایک عورت

کی لاش باہر لائی گئی تو اس کے جسم میں گولیاں نہ تھیں۔ بلکہ اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

"یہ پہلی لاش ہے۔ جس میں گولیوں کے سوراخ نظر نہیں آئے"۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جم مارکر۔ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر"۔ اچانک گہرائی سے کسی کے بے اختیار چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"کہاں۔ کہاں ہے جم مارکر۔ کب آیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے جم مارکر کسی کار میں آ رہا ہو۔

"جناب۔ جناب یہ زندہ ہے۔ یہ زندہ ہے"...... اچانک گہرائی سے کسی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد چار آدمی ایک آدمی کو اٹھائے اوپر آ گئے۔ اس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے تھے۔ ٹانگوں کے چیتھڑے اڑے ہوئے تھے۔ جسم پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ چہرہ آگ سے بری طرح جھلس گیا تھا۔ لیکن اس کا سانس آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ لیکن وہ صاف پہچانا جا سکتا تھا۔ وہ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر تھا اور کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیری دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے اس طرح دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔

"پانی...... اسے پانی پلاؤ۔ یہ زندہ ہے...... یہ بول رہا ہے۔ پانی پلاؤ"...... یک لخت میجر ہیری نے چیختے ہوئے کہا اور ایک آدمی ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جم مارکر کے حلق میں پانی ٹپکایا

جانے لگا۔

"یہ۔ یہ۔ اندر۔ اندر۔ کیسے پہنچ گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے اٹک اٹک کر کہا۔ اس کے ذہن میں ٹی۔ تھری بموں سے بھی زیادہ خوفناک دھماکے ہو رہے تھے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ملبے میں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی بجائے گولیاں لگے فلسطینیوں اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی لاشیں اور اس کا چیف اس حالت میں برآمد ہو گا۔

پانی پینے سے جم مارکر کے چہرے پر موجود زردی قدرے کم ہوئی۔ اس کا سانس کھل کر آنے لگا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔

"دھماکے۔ دھماکے۔ کس نے کئے۔ وہ۔ وہ۔ آہ...... آہ میں مر رہا ہوں۔ میرے جسم میں آگ لگی ہوئی ہے۔ میں مر رہا ہوں"...... جم مارکر نے بری طرح سرپٹختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے جسم کو واقعی کسی نے جلتے ہوئے تنور میں دھکیل دیا ہو۔

"جم مارکر۔ میں کرنل ڈیوڈ ہوں۔ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کی بجائے اس عمارت میں کیسے پہنچ گئے"۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کے قریب جھک کر چیختے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ کرنل ڈیوڈ۔ آہ تم نے یہ دھماکے کئے تھے۔ آہ میں مر رہا ہوں۔ مجھے بچا لو۔ میں مر رہا ہوں۔ یہ آگ۔ یہ آگ۔ مجھے بچا لو کرنل"...... جم مارکر نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"تم اندر کیسے پہنچے۔ کیا تم نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو

مار دیا تھا "...... کرنل ڈیوڈ کو اس وقت بھی فکر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تھی۔

" وہ ہمارے ریڈ سے پہلے نکل گئے تھے ۔ میں نے ہسپتال کی عورتوں کی عزت لوٹنے کی دھمکی دے کر ڈاکٹروں سے پوچھ گچھ کرنی چاہی ۔آہ ۔آہ مگر یہ مسلمان عورتیں ۔وہ سب مر گئیں ۔مگر انہوں نے عزت نہ لٹنے دی ۔وہ ڈاکٹر بھی مر گئے ۔آہ ۔آہ ۔یہ لوگ مر جاتے ہیں ۔ مگر کچھ نہیں بتاتے ۔آہ ۔اسی وقت دھماکے ہوئے ۔خوفناک دھماکے آہ مجھے بچالو ۔میں مر رہا ہوں ۔میں مر رہا ہوں "....... جم مارکر نے اسی طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔

" اسے اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالو اور ہیلی کاپٹر پوری رفتار سے اڑاتے ہوئے سپیشل ہسپتال لے جاؤ "...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر میجر ہیری سے کہا اور میجر ہیری نے چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد شدید ترین زخمی حالت میں جم مارکر کو ایک ہیلی کاپٹر میں لٹایا گیا اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر انتہائی تیز رفتاری سے تل ابیب کی طرف بڑھ کر چند لمحوں میں ہی نظروں سے غائب ہو گیا ۔میجر ہیری بھی ساتھ گیا تھا ۔کرنل ڈیوڈ کو اب اس ملبے سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی ۔اس کا فاتحانہ انداز میں پھولا ہوا سینہ اس طرح پچک گیا تھا جیسے وہ ٹی ۔بی کی آخری سٹیج پر ہو ۔شدید ترین مایوسی کی وجہ سے بری طرح لٹک گیا تھا ۔آنکھوں میں گہری مایوسی تھی اور وہ جو اس طرح چل کر ملبے کی طرف گیا تھا کہ جیسے سات سلطنتوں کو فتح

کرنے والا عظیم بادشاہ اپنے مفتوحہ علاقوں میں جاتا ہے ۔اب اس طرح انتہائی ڈھیلے انداز میں چلتا ہوا سر جھکائے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہا تھا ۔جیسے کوئی جواری جوئے کی آخری بازی میں اپنی زندگی بھی ہار گیا ہو ۔اسے اب سمجھ میں آیا تھا کہ کیا ہوا تھا ۔جم مارکر کو اس سے پہلے اس ہسپتال کا پتہ چل گیا تھا اور اس نے سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں ریڈ کیا ۔مگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے پہلے ہی جا چکے تھے اور ابھی یہ لوگ اندر ہی تھے کہ کرنل ڈیوڈ نے عمارت پر بمباری کرا دی ۔اسے اب وزیر اعظم اور صدر مملکت کی غصے سے بھری ہوئی آنکھیں اور بگڑے ہوئے چہرے صاف دکھائی دے رہے تھے ۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وزیر اعظم اور صدر مملکت دونوں اسے تل ابیب کے بڑے چوک پر پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے رہے ہوں گے اور ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر اس نے بے اختیار اپنا سر پائیدان کے ساتھ ٹکا دیا ۔اس کی حالت واقعی بے پناہ دگرگوں ہو رہی تھی ۔

مار دیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ کو اس وقت بھی فکر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تھی۔

" وہ ہمارے ریڈ سے پہلے نکل گئے تھے ۔ میں نے ہسپتال کی عورتوں کی عزت لوٹنے کی دھمکی دے کر ڈاکٹروں سے پوچھ گچھ کرنی چاہی ۔آہ ۔آہ مگر یہ مسلمان عورتیں ۔وہ سب مر گئیں ۔مگر انہوں نے عزت نہ لٹنے دی ۔وہ ڈاکٹر بھی مر گئے ۔آہ ۔آہ ۔یہ لوگ مر جاتے ہیں ۔ مگر کچھ نہیں بتاتے ۔آہ ۔اسی وقت دھماکے ہوئے ۔خوفناک دھماکے آہ مجھے بچالو ۔میں مر رہا ہوں ۔میں مر رہا ہوں"........ جم مارکر نے اسی طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔

" اسے اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالو اور ہیلی کاپٹر پوری رفتار سے اڑاتے ہوئے سپیشل ہسپتال لے جاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر میجر ہیری سے کہا اور میجر ہیری نے چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد شدید ترین زخمی حالت میں جم مارکر کو ایک ہیلی کاپٹر میں لٹایا گیا اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر انتہائی تیز رفتاری سے تل ابیب کی طرف بڑھ کر چند لمحوں میں ہی نظروں سے غائب ہو گیا ۔میجر ہیری بھی ساتھ گیا تھا ۔کرنل ڈیوڈ کو اب اس ملبے سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی ۔اس کا فاتحانہ انداز میں پھولا ہوا سینہ اس طرح پچک گیا تھا جیسے وہ ٹی ۔بی کی آخری سٹیج پر ہو ۔ شدید ترین مایوسی کی وجہ سے بری طرح لٹک گیا تھا ۔آنکھوں میں گہری مایوسی تھی اور وہ جو اس طرح چل کر ملبے کی طرف گیا تھا کہ جیسے سات سلطنتوں کو فتح

کرنے والا عظیم بادشاہ اپنے مفتوحہ علاقوں میں جاتا ہے ۔اب اس طرح انتہائی ڈھیلے انداز میں چلتا ہوا سر جھکائے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہا تھا ۔جیسے کوئی جواری جوئے کی آخری بازی میں اپنی زندگی بھی ہار گیا ہو ۔اسے اب سمجھ میں آیا تھا کہ کیا ہوا تھا ۔جم مارکر کو اس سے پہلے اس ہسپتال کا پتہ چل گیا تھا اور اس نے سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں ریڈ کیا ۔مگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے پہلے ہی جا چکے تھے اور ابھی یہ لوگ اندر ہی تھے کہ کرنل ڈیوڈ نے عمارت پر بمباری کرا دی ۔اسے اب وزیراعظم اور صدر مملکت کی غصے سے بھری ہوئی آنکھیں اور بگڑے ہوئے چہرے صاف دکھائی دے رہے تھے ۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وزیراعظم اور صدر مملکت دونوں اسے تل ابیب کے بڑے چوک پر پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے رہے ہوں گے اور ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر اس نے بے اختیار اپنا سر پائیدان کے ساتھ ٹکا دیا ۔اس کی حالت واقعی بے پناہ دگرگوں ہو رہی تھی ۔

دو بڑی کاریں ٹاپ کالونی کی پہلی چیک پوسٹ پر جا کر رکیں اور
چیک پوسٹ پر موجود سپاہی تیزی سے آگے والی کار کی طرف بڑھا۔
"سیکرٹ سروس"...... سائیڈ کھڑکی سے عمران نے سر باہر نکال کر
تیز لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت جم مار کر کا میک اپ تھا۔
"اوہ۔ یس سر"...... سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے
ہٹ کر باقاعدہ سیلوٹ مارا اور پھر تیزی سے بھاگ کر اس نے سڑک پر
لگا ہوا راڈ ہٹا لیا۔ دوسرے لمحے دونوں کاریں تیزی سے اسے کراس
کرتی ہوئیں آگے بڑھ گئیں۔ ٹاپ کالونی میں چونکہ بڑے بڑے
افسران کی رہائش گاہیں تھیں۔ اس لئے ایک چیک پوسٹ موجود تھی
لیکن ظاہر ہے۔ یہ رہائشی کالونی تھی۔ یہاں بڑے بڑے افسران اور ان
کے ملنے جلنے والے مسلسل آتے جاتے رہتے تھے۔ اس لئے یہ چیک
پوسٹ بس نام کی ہی چیک پوسٹ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ سپاہی نے

سیکرٹ سروس کا نام سنتے ہی راڈ لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں
پامیر کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر درختوں کے نیچے رک گئیں اور عمران
نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دوسرے ساتھی بھی کاروں سے
نیچے اتر آئے۔ ان سب کی جیبوں میں سائیلنسر لگے مشین پسٹل موجود
تھے۔ وہ پوری منصوبہ بندی کر کے آئے تھے۔ جولیا البتہ ان کے ساتھ
نہ تھی۔ وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ پہلی کار تنویر چلا رہا تھا۔
عمران نے تنویر کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے کوٹھی کے بڑے
پھاٹک کی طرف بڑھنے لگے۔ جب کہ باقی ساتھی ادھر ادھر بکھر گئے۔
کوٹھی کے پھاٹک کے بیرونی طرف ایک باقاعدہ کیبن بنا ہوا تھا۔ جس
میں ایک مشین گن سمیت فوجی کھڑا تھا...... وہ ان دونوں کو کوٹھی
کی طرف بڑھتے دیکھ کر تیزی سے باہر نکل آیا اور اس نے گن سیدھی کر
لی۔

"کون ہیں آپ"...... اس فوجی نے سخت لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس"...... عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور
سیکرٹ سروس کا نام سن کر سپاہی کا تنا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"سیکرٹری آف سٹیٹ پامیر صاحب کوٹھی میں ہیں"...... عمران
نے قریب پہنچ کر جیب سے ایک کارڈ نکال کر سپاہی کی آنکھوں کے
سامنے لہرایا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا۔

"جی ہاں۔ موجود ہیں جناب۔ مگر وہ رہائش گاہ پر کسی سے بھی نہیں
ملتے۔ چاہے صدر مملکت ہی کیوں نہ ہوں"...... سپاہی نے منہ بناتے

ہوئے جواب دیا۔

" تمہارے کیبن میں فون ہے "...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" یس سر۔ مگر میں ان سے براہ راست بات نہیں کر سکتا۔ میں تو سیکورٹی آفیسر کیپٹن رالف سے بات کر سکتا ہوں "...... سپاہی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کراؤ بات سیکورٹی آفیسر سے "...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور سپاہی مڑ کر کیبن میں داخل ہوا تو عمران بھی اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ جب کہ تنویر باہر ہی رک گیا۔ اندر ایک چھوٹی سی میز کے ساتھ ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز پر ایک فون پیس موجود تھا۔ مگر اس میں ڈائل نہ تھا۔ اس سپاہی نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود ایک چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔

" راجر بول رہا ہوں جناب۔ گیٹ سے "...... سپاہی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے "...... دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

" سیکرٹ سروس کے دو آدمی آئے ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں "...... سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" سیکرٹ سروس کے افراد اور یہاں۔ کیا مطلب "...... دوسری

طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" ہیلو۔ جم مارکر چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ "...... عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔ اسے لہجہ تبدیل کرنے کی ضرورت اس لئے پیش نہ آئی تھی کہ وہ شروع سے ہی جم مارکر کے لہجے میں سپاہی سے بات کر رہا تھا۔

" اوہ اوہ جناب آپ۔ آپ یہاں گیٹ پر۔ میں سیکورٹی انچارج کیپٹن رالف بول رہا ہوں جناب "...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔ لیکن لہجے میں شدید ترین حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

" کیپٹن رالف۔ سیکرٹری آف سٹیٹ سے مجھے فوری ملاقات کرنی ہے۔ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ کام کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے میں فون پر بھی بات نہیں کر سکتا اور اس لئے مجھے یہاں خود چل کر آنا پڑا ہے۔ اٹ از وری ایمرجنسی۔ گریٹ اسرائیل کے مفاد کی خاطر "...... عمران نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس سر۔ میں ان سے بات کرتا ہوں سر۔ وہ ابھی اپنے ذاتی دفتر میں ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک حیرت بھری لیکن بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ میں پامیر بول رہا ہوں سیکرٹری آف سٹیٹ "۔ بولنے والے کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

" جم مارکر چیف آف سیکرٹ سروس۔ آپ کو تو یقیناً معلوم ہو گا کہ

سپیشل سیل کے خاتمے کے لیئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ تل ابیب آیا ہوا ہے۔اس لیئے مجھے خود چل کر یہاں آنا پڑا ہے اور احتیاط کے تقاضے کے تحت میں فون پر بھی بات نہیں کر سکتا۔ سپیشل سیل کے سلسلے میں ایک اہم اور فوری بات کرنی ہے "...... عمران نے جم مارکر کے لہجے میں کہا۔

"آپ بیرونی سیکورٹی کیبن سے بات کر رہے ہیں ناں "...... پامیر نے کہا۔

"ہاں۔میرے ساتھ میرا اسسٹنٹ بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد یک لخت کیبن کے اندر چھت پر لگے ہوئے عام سے بلب سے تیز روشنی نکلنے لگی۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یوں لگ رہا تھا جیسے کیبن کے اندر سورج اتر آیا ہو۔عمران نے جان بوجھ کر اپنا منہ اوپر کی طرف کر دیا۔جیسے حیرت سے اس بلب کو دیکھ رہا ہو۔دوسرے لمحے جھماکے سے تیز روشنی دوبارہ نارمل ہو گئی۔

"ہیلو۔مسٹر جم مارکر"...... رسیور سے پامیر کی آواز سنائی دی۔

"میں نے آپ کو چیک کر لیا ہے۔اب آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے میں سیکورٹی آفیسر کو گیٹ پر بھیج رہا ہوں۔وہ آپ کو میرے دفتر لے آئے گا۔پامیر کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"تھینک یو"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور کیبن سے باہر آگیا۔چند لمحوں بعد سائیڈ

پھاٹک کھلا اور ایک باوردی کیپٹن باہر آگیا۔

"میرا نام کیپٹن رالف ہے۔آیئے تشریف لایئے "...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ ٹونی "...... عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا اور وہ دونوں کیپٹن رالف کے پیچھے چلتے ہوئے گیٹ کراس کر کے اندر داخل ہوئے۔ سامنے ایک وسیع وعریض لان تھا۔جس کے بعد پورچ اور برآمدہ تھا۔ برآمدے کے باہر دس مسلح افراد کھڑے تھے۔

"آپ نے تو یہاں باقاعدہ سائنسی آلات نصب کر رکھے ہیں "۔ عمران نے پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے کیپٹن رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔سیکرٹری آف سٹیٹ انتہائی اہم شخصیت ہیں اور فلسطینی گروپ کی ہٹ لسٹ پر پہلے نمبر پر ہیں"۔ کیپٹن رالف نے کہا۔

"اوہ آئی۔سی۔کون سا سسٹم آپ نے یہاں نصب کیا ہوا ہے "۔ عمران نے کہا۔

"او۔جی۔تھری چیک سسٹم "۔ کیپٹن رالف نے کہا۔

"اوہ۔یہ تو بہت پرانا سسٹم ہے۔اب تو انتہائی جدید سسٹم آگئے ہیں۔او۔کے۔میں حکومت سے بات کر کے سپر اگاٹا تھری۔ون چیک سسٹم یہاں نصب کرادوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔یس سر۔وہ تو واقعی انتہائی جدید ترین سسٹم ہے "...... کیپٹن رالف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمارت میں داخل ہو

گئے۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن رالف انہیں لے کر ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"کیپٹن رالف جناب"۔ کیپٹن رالف نے اونچی آواز میں کہا۔

"او۔کے" ...... بلب کے نیچے لگی ہوئی ایک جالی میں سے پامیر کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"ٹونی ...... تم یہیں رکو گے۔ اگر ضرورت پڑی تو تمہیں اندر بلا لیا جائے گا" ...... عمران نے مڑ کر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر کھلے دروازے کے اندر داخل ہو گیا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جسے کسی دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا اور ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر انڈے کے چھلکے کی طرح تھا۔ لیکن عقبی طرف سفید بالوں کی ایک چھوٹی سی جھالر تھی۔ اس کی پیشانی البتہ فراخ تھی۔ مگر آنکھیں چھوٹی اور جبڑے بھاری تھے۔ ٹھوڑی نوکیلی تھی۔ یہ سیکرٹری آف سٹیٹ پامیر تھا۔ جو استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

عمران نے رسمی سا مصافحہ کیا اور پھر رسمی فقروں کے تبادلے کے بعد عمران میز کی دوسری سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں فرمائیے۔ کس مقصد کے لئے آپ نے یہاں آنے کی تکلیف کی ہے" ...... پامیر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو بتایا تو ہے سپیشل سیل کے سلسلے میں آنا پڑا ہے"۔ عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے اسے۔ اس کی مکمل پلاننگ تو میں نے حکومت کے حوالے کر دی تھی"۔ پامیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائل نامکمل ہے" ...... عمران نے کہا۔

"نامکمل۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"۔ پامیر نے چونک کر کہا۔

"نامکمل کا مطلب نامکمل ہی ہوتا ہے جناب۔ مجھے مکمل فائل چاہئے" ...... عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب میں نے فائل مکمل بھیجی ہے تو وہ کیسے نامکمل ہو سکتی ہے" ...... پامیر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاس اس فائل کی کاپی تو یقیناً ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ میں جو پلاننگ کرتا ہوں اس کی کاپی تو اپنے پاس رکھتا ہی ہوں" ...... پامیر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ کاپی نکالیے۔ میں سرکاری فائل لے آیا ہوں۔ اس سے ملا لیجئے۔ آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ سرکاری فائل مکمل ہے یا نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ فائل آپ لے آئے ہیں۔ دکھائیے مجھے" ...... پامیر نے چونک کر کہا اور عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور

دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیسے ہی جیب سے باہر آیا پامیر بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ عمران کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا چھوٹا سا پستول تھا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب"...... پامیر کا ہاتھ تیزی سے میز کی سائیڈ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور اس چھوٹے سے پستول کی نال سے سفید رنگ کے مادے کی پھوار نکلی اور سیدھی پامیر کی ناک سے جا ٹکرائی اور دوسرے لمحے پامیر کرسی پر ہی ڈھلک گیا۔ عمران نے سانس روک لیا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر طویل سانس لے کر اس نے پستول واپس جیب میں ڈالا اور میز کی دوسری سائیڈ پر جا کر اس نے کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے سیکرٹری آف سٹیٹ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر ایک طرف فرش پر ڈال دیا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے اندرونی طرف بھی اوپر ایک بلب موجود تھا۔ لیکن وہ بھی اس وقت بجھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرے کا حفاظتی سسٹم آف ہے۔ عمران نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ اسی لمحے ایک سائیڈ سے تنویر نکل کر عمران کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے جم مار کر کے لہجے میں کہا۔

"فنش۔ بارہ آدمی تھے۔ ایک باہر تھا۔ سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں"...... تنویر نے اس طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ انسانوں کی بجائے کیڑے مکوڑوں کی بات کر رہا ہو۔

"تمہیں تو انسانی قصاب کہنا چاہئے۔ بارہ تیرہ آدمی مار دیئے اور اس طرح اطمینان سے کھڑے ہو۔ جیسے انہیں کھانا کھلا کر آئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ان یہودیوں کو انسان سمجھتا ہی نہیں۔ تم بتاؤ۔ کیا ہوا"۔ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے کیا کرنا ہے۔ جتنا میرا حوصلہ ہے اتنا ہی کام کیا ہے۔ ایک دبلے پتلے آدمی کو بس بے ہوش کر دیا ہے۔ تم باہر جاؤ اور پھاٹک کھول کر کار اندر لے آؤ اور پامیر کو اس کے اندر منتقل کر دو۔ سسٹم آف ہے۔ اس لئے کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں۔ میں اس دوران یہاں سپیشل سیل کی فائل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔

عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران دوبارہ اسی کمرے میں آیا اور پھر اس نے جیب سے ایک سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور میز کی کھلی دراز کے اندر نظر آنے والے سوئچ پینل پر اس نے گولیوں کی بارش کر دی۔ دراز اور سوئچ پینل دونوں کے پرخچے اڑ گئے اور عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اس نے اب اطمینان سے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن وہاں فوجی مشنز کی فائلوں کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل کمرے میں داخل ہوئے۔ تنویر ان کے پیچھے تھا۔

"بڑے آپریشن کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ ویسے ہی قابو میں آ گیا ہے یہ"...... صفدر نے فرش پر پڑے ہوئے پامیر کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ جم مار کر آخر سیکرٹ سروس کا چیف ہے ۔ اتنا تو رعب ہونا ہی چاہیے اس کا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اسے ہوش میں لا کر پوچھ لو...... خواہ مخواہ کی دردسری کا کیا فائدہ "...... تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" یہاں ایک مکمل حفاظتی سسٹم کے ساتھ ساتھ ہر کمرے میں علیحدہ علیحدہ حفاظتی سسٹم نصب ہے ۔ میں نے اسے اس لئے اچانک بے ہوش کیا تھا کہ یہ کوئی ایسا سسٹم آن نہ کر سکے جس سے ہم پھنس جائیں ۔ اس لئے اسے یہاں ہوش میں لانے کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔ فائل یقیناً اسی کمرے میں ہو گی ۔ تم اسے لے جاؤ"۔ عمران نے مڑ کر باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے پامیر کو اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور کیپٹن شکیل بھی باہر چلے گئے ۔ عمران نے اب دیواروں کے ساتھ موجود الماریاں کھول کر ان میں فائل کی تلاش شروع کر دی اور پھر ایک الماری کے سب سے نچلے خانے میں سے وہ اسے تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کھول کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر موڑ کر اسے جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ باہر برآمدے میں واقعی گیارہ لاشیں موجود تھیں اور ایک لاش چھوٹے پھاٹک کے اندرونی حصے میں پڑی ہوئی تھی ۔ تنویر برآمدے میں موجود

تھا اور عمران کی کار بھی وہیں پورچ میں کھڑی تھی ۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل باہر جا چکے تھے ۔

" مل گئی فائل "...... تنویر نے عمران کو باہر آتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"ہاں ۔ اب نکل چلو"...... عمران نے کہا اور تقریباً دوڑتا ہوا وہ خود پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے کار اندر لے آنے کے بعد دوبارہ بند کر دیا گیا تھا۔ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس نے کار موڑ کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھائی ۔ جب کار پھاٹک کے قریب پہنچی تو عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر سائیڈ پھاٹک کو کھول کر باہر نکلا اور باہر سے سائیڈ پھاٹک بند کر کے وہ تیزی سے پھاٹک کے باہر رکی ہوئی کار میں بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور دوسرے ساتھیوں کی کار بھی ان کے پیچھے آ گئی اور دونوں کاریں تیزی سے چلتی ہوئی چیک پوسٹ پر پہنچیں تو وہاں موجود سپاہی نے کاروں کو واپس آتے دیکھ کر دور سے ہی راڈ ہٹا دیا۔ دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھ گئیں ۔ ٹاپ کالونی سے کچھ دور آنے کے بعد پروگرام کے مطابق تنویر نے کار سڑک کی سائیڈ پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دی ۔ دوسری کار بھی ان کے پیچھے آ کر رک گئی اور ان سب نے انتہائی پھرتی سے نہ صرف ریڈی میڈ میک اپ تبدیل کر دیئے ۔ بلکہ کاروں میں موجود دوسرے لباس نکال کر لباس بھی تبدیل کر لئے گئے ۔ کاروں پر ایک خاص قسم کا نیا

پینٹ کیا گیا تھا۔ کاروں کی ڈگی میں موجود ایک بڑا سا سپرے پمپ نکال کر دونوں کاروں پر سفید رنگ کی مخصوص گیس کا سپرے کیا گیا تو کاروں پر کیا گیا مخصوص رنگ پانی بن کر بہہ گیا اور چند لمحوں بعد دونوں کاروں کا رنگ یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ ان کا اصل رنگ نکل آیا تھا۔ کاروں پر لگی ہوئی نمبر پلیٹیں بھی تبدیل کر دی گئیں اور یہ سارا کام انتہائی پھرتی، تیزی اور خاموشی سے صرف دس منٹ کے اندر ہی مکمل کر لیا گیا۔ دس منٹ بعد جب کاریں درختوں کے اس جھنڈ سے نکل کر سڑک پر پہنچیں تو نہ صرف ان کے رجسٹریشن نمبر اور رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ بلکہ اس میں سوار افراد کے چہرے اور لباس تک بدل چکے تھے۔ اب وہ انتہائی اطمینان سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے پامیر کو عمران والی کار کی دونوں سیٹوں کے عقبی درمیانی حصے میں ڈال کر اس کے اوپر کپڑا اس طرح ڈال دیا گیا تھا کہ پہلی نظر میں محسوس ہی نہ ہوتا تھا کہ اس کپڑے کے نیچے کوئی انسان موجود ہے عمران کو معلوم تھا کہ عاصمہ کے گھر تک پہنچنے کے لئے انہیں کم از کم دو گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کرنی ہے۔ اس کے باوجود اسے پامیر کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔ کیونکہ جس گیس سے اسے بے ہوش کیا گیا تھا اس کے اثرات کی وجہ سے وہ دو ہفتے تک بھی خود بخود ہوش میں نہ آسکتا تھا۔

"یہ مشن جسے عاصمہ اس قدر مشکل بتا رہی تھی انتہائی آسان ثابت ہوا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اتنا آسان نہ ہوتا اگر اس سیکرٹری آف سٹیٹ نے جم مارکر کو بغور دیکھا ہوا ہوتا۔ اس نے شاید اس کے قد و قامت اور جسامت پر کبھی غور نہ کیا ہوگا۔ ورنہ وہ صرف میرا چہرہ دیکھ کر ہی مجھے جم مارکر نہ تسلیم کر لیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی تمہارا جسم بہرحال جم مارکر جیسا نہیں ہے"۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات یہ کہ اس نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر فون کر کے یہ کنفرم نہیں کیا کہ کیا واقعی جم مارکر وہاں سے یہاں آنے کے لئے روانہ بھی ہوا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اگر وہ ایسا کر لیتا تو پھر......" تنویر نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جو کام تم اکیلے نے سرانجام دیا ہے...... وہ ہم سب مل کر سرانجام دیتے"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

دو گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد آخر کار وہ عاصمہ کے گھر بخیر وعافیت اور بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئے اور جب پامیر کو کار سے باہر نکال کر اندر کمرے میں پہنچایا گیا تو عاصمہ اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پامیر کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ اصل پامیر ہے۔ کسی اور پر اس کا میک اپ نہیں کیا گیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ مم ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہو گیا ہے ۔ تم سب بھی صحیح سلامت ہو اور یہ خوف ناک آدمی بھی یہاں پہنچ گیا ہے" .... عاصمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب اس تنویر کا کمال ہے ۔ جس نے ایک لمحے میں اس کے بارہ مسلح اور تربیت یافتہ آدمیوں کو لاشوں میں تبدیل کر دیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عاصمہ اب حیرت بھری نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگی۔

"کیا ۔ کیا تنویر بھائی جادو جانتے ہیں" ۔ عاصمہ نے حیران ہو کر کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ہاں .... یہ سامری جادوگر کا بھی استاد ہے ۔ اس نے ایک خوب صورت پری کو بھی قابو میں کر رکھا ہے اور بے چارہ شہزادہ ڈھمپ آج تک پری کو اس کے جادو سے آزاد نہیں کرا سکا" .... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا اور عاصمہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے حیرت سے ان سب کے چہرے دیکھتی رہ گئی۔

"یہ کس پری کا ذکر ہو رہا ہے" .... اسی لمحے جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس خوب صورت پری کا جو تنویر جادوگر کے قبضے میں ہے اور بے چارہ شہزادہ ڈھمپ .... اب باقی تم خود سمجھ دار ہو" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھیوں کے ہنسنے پر جولیا کے چہرے پر بے

اختیار شرم کے آثار چھا گئے ۔ اس نے منہ دوسری طرف کر لیا تو اس بار عاصمہ بھی ہنس پڑی .... وہ شاید اب عمران کی بات کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔

"بس تمہیں تو بکواس کرنے کا اللہ موقع دے" .... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بکواس ہے تو پھر تم بے چارے شہزادے کی مدد خود کیوں نہیں کر دیتے" .... عمران نے فوراً ہی کہا۔

"میں اس شہزادے کو کسی دن گولی نہ مار دوں تاکہ سارا جھنجھٹ ختم ہو جائے" .... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عاصمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"عمران صاحب ۔ یہ پامیر کیا اسی طرح بے ہوش پڑا رہے گا"۔ نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"یہ عاصمہ بہن کا مجرم ہے ۔ ہوش میں اسے میں لے آتا ہوں ۔ اس کے بعد عاصمہ جو سلوک چاہے اس سے کرے ۔ میری طرف سے کھلی اجازت ہے" .... عمران نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے پامیر کی ناک سے بوتل لگا دی ۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال دیا۔

"یہ صرف میرا نہیں بلکہ تمام فلسطینیوں کا مجرم ہے ۔ اس لئے اسے [illegible] کے حوالے کر دیں ۔ وہ اس سے ہو سکتا ہے اہم معلومات

حاصل کر لیں۔ وہ لوگ کافی [illegible] کی تاک میں ہیں"۔ عاصمہ نے کہا اور اسی لمحے پامیر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور چند لمحوں بعد اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے کچھ دیر تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں ویسے ہی پڑا رہا۔ پھر یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے" اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے پہچانتے ہو پامیر۔ یہ عاصمہ ہے۔ طالع شہید کی بیوہ اور طالع کو تم نے خوف ناک اور غیر انسانی تشدد کے ذریعے شہید کیا تھا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں تو کسی طالع کو جانتا تک نہیں۔ تم کون ہو"...... پامیر نے انتہائی خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس طرح خوفزدہ اور بے چین نظر آ رہا تھا جس طرح کوئی ہرن شکاریوں کے نرغے میں نظر آتا ہے۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو پامیر...... تم فلسطینیوں کے سب سے بڑے دشمن ہو۔ تم نے بے شمار فلسطینیوں کو ہلاک کرایا ہے۔ تم نے ہزاروں ایسے منصوبے بنائے ہیں جن سے اسرائیل کی طاقت میں اضافہ اور فلسطینیوں کی تحریک آزادی کمزور ہوئی ہے۔ تم نے طالع پر خود اس قدر شدید بے رحمانہ اور غیر انسانی تشدد کیا کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ تم ظالم ہو..... جابر ہو..... سفاک ہو..... درندے ہو..... وحشی ہو"......

عاصمہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی اور پامیر کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ میں تو صرف ایک معمولی سا سرکاری ملازم ہوں۔ میرا کسی پلاننگ سے کوئی تعلق نہیں ہے" پامیر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ دیکھو سپیشل سیل کی فائل۔ یہ تمہارے دفتر سے ملی ہے۔ یہ وہ منصوبہ ہے۔ جو تم نے پاکیشیا کو ختم کرنے کے لئے بنایا ہے۔ تم نہ صرف فلسطینیوں کے مجرم ہو بلکہ پاکیشیا کے بھی مجرم ہو پامیر"۔ عمران نے جیب سے وہ فائل نکال کر پامیر کو دکھاتے ہوئے کہا۔ جو وہ اس کے دفتر سے اٹھا لایا تھا اور دوسرے لمحے پامیر یک لخت اچھلا اور اس نے یک لخت دروازے کی طرف چھلانگ ماری۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا واپس فرش پر آ گرا۔ ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے صرف بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ ہلا کر اسے واپس فرش پر دھکیل دیا تھا۔

"عاصمہ۔ صالح کو بلانے کا کوئی طریقہ ہے"۔ عمران نے عاصمہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں ابھی آدمی بھیجتی ہوں۔ وہ دو تین گھنٹوں تک آ جائے گا"۔ عاصمہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

پامیر اب فرش پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیل چکی تھی۔ شاید وہ ذہنی طور پر سمجھ گیا تھا کہ اب اس کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔

"صفدر۔ تم اس پامیر کے ہاتھ پیر بندھوا دو اور عاصمہ تم صالح کو بلاؤ۔ میں تب تک اس فائل کا مطالعہ کر لوں۔ شاید مجھے پامیر سے کچھ پوچھ گچھ کرنی پڑے۔ میں چاہتا ہوں صالح کے آنے سے پہلے پہلے اس سے اپنی پوچھ گچھ مکمل کر لوں"........ عمران نے کہا اور عاصمہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ صفدر اور دوسرے ساتھی پامیر پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

وسیع و عریض کمرے پر گہری خاموشی طاری تھی۔ یہ صدر مملکت کا خصوصی میٹنگ ہال تھا۔ کمرے میں اس وقت کرنل ڈیوڈ۔ میجر ہیری کے علاوہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شیفرڈ۔ قومی سلامتی کے ادارے کا سربراہ ڈاکٹر ہڈسن اور چار دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔ سامنے دو بڑی کرسیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ ہر شخص خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے کوئی قتل کا مجرم عدالت سے اپنی موت یا زندگی کا فیصلہ سننے کے لئے آیا بیٹھا ہو۔ اب وہ سر جھکائے اپنے خیالوں میں گم تھا۔ جم مار کر والے حادثے کے بعد صدر مملکت نے ہنگامی طور پر یہ میٹنگ کال کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہال کا عقبی دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ہال میں پہلے صدر مملکت اور اس کے بعد وزیر اعظم داخل ہوئے

اور وہ باوقار انداز میں چلتے ہوئے سامنے رکھی ہوئی دونوں کرسیوں تک پہنچے اور پھر صدر مملکت نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے ۔ان کے بعد وزیر اعظم بیٹھے اور ان کے بعد استقبال کے لئے کھڑے ہوئے سارے افراد بھی واپس اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

" آپ حضرات کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ سیکرٹ سروس کے چیف جم مارکر ایک حادثے کے نتیجے میں اس وقت ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔ لیکن ان کی حالت درست نہیں ہے ۔نہ صرف وہ جسمانی طور پر ختم ہو چکے ہیں بلکہ ذہنی طور پر بھی وہ عدم توازن کا شکار ہیں ۔یہ حادثہ جی ۔پی فائیو کی طرف سے فلسطینیوں کی ایک عمارت پر بمباری کے نتیجے میں پیش آیا ہے ۔سیکرٹ سروس کے فیلڈ میں کام کرنے والے تقریباً سب افراد اس حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں ۔اس لئے ایک لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسرائیلی سیکرٹ سروس مکمل طور پر اس حادثے کے نتیجے میں ختم ہو چکی ہے "...... صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

" جناب ۔ میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ یہ حادثہ نہیں ہے ۔ یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا گیا ہے "...... صدر کے خاموش ہوتے ہی وزیر اعظم نے چمک کر کہا۔

" آپ کے اس خیال کی وجہ سے تو میں نے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی ہے ۔تاکہ سب کے سامنے کرنل ڈیوڈ سے پوچھا جا سکے کہ وہ اپنے اس

اقدام کی کیا صفائی پیش کرتے ہیں "...... صدر مملکت نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ میں نے جو تحقیقات کرائی ہیں ۔اس کے مطابق میجر ہیری نے کرنل ڈیوڈ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ پہلے چیکنگ کر لی جائے ۔ اس کے بعد بمباری کی جائے ۔اس کے بعد انہیں عمارت سے باہر سیکرٹ سروس کی جیپیں اور مسلح افراد بھی نظر آ گئے تھے ۔لیکن کرنل ڈیوڈ نے ضد کر کے بمباری کرا ڈالی ۔اس لئے یہ واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے یہ سب کچھ دانستہ طور پر کیا ہے ۔ میجر ہیری یہاں موجود ہیں ۔وہ وضاحت کریں گے "...... وزیر اعظم نے کہا اور اسی لمحے کرنل ڈیوڈ کی عقبی صف میں بیٹھا ہوا میجر ہیری اٹھ کھڑا ہوا۔

" جناب ۔چیف نے وزیر اعظم صاحب کے بھتیجے جارج شمیر صاحب کو اغوا کرایا اور پھر ان پر تشدد کر کے ان سے ابو سلام گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ۔لیکن وہ ایسے کسی تعلق سے یکسر انکار کرتے رہے ۔ پھر چیف نے مجھے حکم دیا کہ جارج شمیر کے بزنس سیکرٹری احمد غیاث کو اغوا کر کے لایا جائے ۔میں وہاں چلا گیا ۔لیکن احمد غیاث نہ مل سکا ۔جب میں واپس آیا تو مجھے چیف نے بتایا کہ طریش قصبے میں ایک عمارت ہے ۔ نیشنل سیڈ کارپوریشن اس کے نیچے تہہ خانوں میں فلسطینیوں نے خفیہ ہسپتال قائم کر رکھا ہے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا وہاں علاج ہو رہا ہے ۔اس لئے ہم نے فوری ریڈ کرنا ہے اور اس پوری عمارت کو ہیلی کاپٹروں سے

انتہائی خوف ناک ٹی ۔ تھری بموں کی بارش کر کے تباہ کر دینا ہے ۔
لیکن ٹی ۔ تھری بم ہمارے پاس نہ تھے ۔ انہیں ملٹری ڈپو سے حاصل
کرنے میں کافی وقت لگ گیا ۔ بہرحال جب ہم نے انہیں حاصل کر لیا
تو میں نے راستے میں چیف سے کہا کہ ہمیں بمباری سے پہلے چیکنگ کر
لینی چاہیئے ۔ لیکن انہوں نے بمباری پر اصرار کیا اور پھر خوف ناک
بمباری کرادی گئی ۔ جس کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے
ساتھی تو اس ہسپتال سے پہلے ہی جا چکے ہیں ۔ البتہ جم مارکر صاحب
اور ان کا پورا گروپ بھی وہاں ہسپتال میں انکوائری میں مصروف تھا ۔
وہ اس بمباری کے نتیجے میں مارا گیا ۔ جم مارکر صاحب زندہ حالت میں
تھے ۔ اس لئے انہیں ہسپتال منتقل کر دیا گیا "...... میجر ہیری نے
تفصیل سے بیان دیتے ہوئے کہا ۔

"جارج شمیر کا کیا ہوا میجر ہیری "...... وزیراعظم نے پوچھا ۔

" جناب ۔ ریڈ پر جانے سے پہلے میں نے جارج شمیر صاحب کے
بارے میں کرنل ڈیوڈ سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ ابھی اسے قید
رہنے دو ۔ واپسی کے وقت ہم اس پر یہ الزام عائد کر دیں گے کہ اس
نے ہمیں بتایا ہے کہ علی عمران اور اس کے ساتھی اس ہسپتال میں
ہیں ۔ اس طرح جارج شمیر کو غداری کے الزام میں موت کی سزا ہو
جائے گی "...... میجر ہیری نے جواب دیا ۔

" آپ کیا کہتے ہیں کرنل ڈیوڈ "...... صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ
سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری واپس کرسی پر بیٹھ گیا ۔

" جناب ۔ میجر ہیری نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے "...... کرنل
ڈیوڈ نے کھڑے ہو کر انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا اور سب کے چہروں پر
حیرت ابھر آئی ۔

" کیا مطلب ۔ کیا آپ یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ حادثہ
نہیں ہے ۔ بلکہ آپ نے دانستہ ایسا کیا ہے "...... صدر مملکت نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" نہیں جناب ۔ یہ سو فیصد حادثہ تھا ۔ میں نے میجر ہیری کی بات
کی تصدیق اس لئے کی ہے کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے ۔
لیکن اس نے بیان میں وہ کچھ نہیں کہا جو اسے مزید کہنا چاہیئے تھا ۔
جارج شمیر صاحب کے ملازم احمد خالد کو اغوا کیا گیا ۔ اس نے تشدد
کے بعد اعتراف کر لیا کہ وہ ابو سلام کا ایجنٹ ہے اور جارج شمیر کا ملکیتی
ہوٹل گرین وڈ ابو سلام گروپ کی سرگرمیوں کا مرکز اور رابطہ سنٹر ہے
اس نے جارج شمیر اور ابو سلام کے درمیان گہری دوستی کا بھی اعتراف
کیا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں ابو
سلام گروپ کی حمایت حاصل ہے ۔ میں نے اسے پیشکش کی کہ وہ
اسرائیل کے لئے مخبری کرے ۔ وہ مان گیا تو میں نے اسے رہا کر دیا ۔
لیکن وہ غائب ہو گیا ۔ ادھر جم مارکر صاحب کے بارے میں اطلاع ملی
کہ وہ زخمی ہو کر ہسپتال میں ہیں ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو
بھرپور انداز میں تلاش کیا گیا ۔ لیکن وہ کہیں نہ مل سکے چنانچہ مجبوراً مجھے
جارج شمیر صاحب سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا ۔ لیکن چونکہ مجھے

معلوم تھا کہ جارج شمیر صاحب وزیراعظم صاحب کے بھتیجے ہیں ۔ اس لئے میں نے صدر مملکت کو کال کی اور حالات بتائے ۔ جس پر صدر صاحب نے جارج شمیر سے بغیر تشدد کے پوچھ گچھ کی اجازت دے دی ۔ میں نے جارج شمیر صاحب کو فون کیا اور انہیں ہیڈ کوارٹر آنے کی دعوت دی وہ خود وہاں آئے ۔ انہیں اغوا نہیں کرایا گیا ۔ پھر جارج شمیر صاحب سے پوچھ گچھ ہوئی ۔ ان پر کوئی جسمانی تشدد نہیں کیا گیا ۔ لیکن ظاہر ہے پوچھ گچھ کے لئے ذہنی طور پر انہیں دھمکایا جانا ضروری تھا کیونکہ اگر وہ واقعی ابو سلام گروپ سے منسلک تھے تو وہ آسانی سے تو سب کچھ نہ بتا سکتے تھے ۔ انہوں نے اپنے بزنس سیکرٹری احمد غیاث کا نام لیا۔ جو احمد خالد کا بھائی تھا ۔ میں نے میجر ہیری کو اسے اغوا کرانے کے لئے بھیج دیا ۔ پھر میں دفتر میں آیا تو یہاں میرے ایک مخبر نے اطلاع دی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو طریش قصبے کے قریب نیشنل سیڈ کارپوریشن کے نیچے بنے ہوئے ہسپتال میں رکھا گیا ہے ۔ مخبر بااعتماد تھا ۔ چنانچہ میں نے فوری ریڈ کا فیصلہ کر لیا اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی اس سے پہلے بھی یہاں آکر باوجود ہماری کوششوں کے گرفتار نہیں ہو سکے تھے ۔ اس لئے میں نے کوئی رسک نہ لینے کا فیصلہ کر لیا اور براہ راست اس عمارت پر بمباری کرنے کا فیصلہ کیا ۔ میجر ہیری نے مجھے ضرور کہا تھا کہ ہم چیکنگ کر لیں ۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ اگر ان لوگوں کے کانوں میں ہمارے متعلق ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو یہ لوگ بھوتوں کی طرح

غائب ہو جائیں گے ۔ چنانچہ میں نے اچانک بمباری کا ہی فیصلہ کیا ۔ لیکن بمباری کے بعد معلوم ہوا کہ عمارت کے اندر سیکرٹ سروس اور اس کا چیف موجود تھا ۔ جم مارکر نے بتایا کہ اس نے سیکرٹ سروس کے ساتھ عمارت پر ریڈ کیا تھا ۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی پہلے ہی غائب ہو چکے تھے اور وہ اب وہاں موجود ڈاکٹروں اور نرسوں سے انکوائری کر رہے تھے کہ بمباری ہو گئی ۔ یہ تو ہیں اصل واقعات ۔ جم مارکر کی وہاں موجودگی کا ہمیں تصور تک نہ تھا ۔ کیونکہ وہ تو ہسپتال میں زخمی ہوئے پڑے تھے ۔ پھر وہاں ہسپتال بھی موجود تھا ۔ ڈاکٹر اور نرسیں بھی موجود تھیں ۔ اس لئے میرے مخبر کی اطلاع درست تھی ۔ اگر سیکرٹ سروس وہاں عام انداز میں ریڈ نہ کرتی تو یقیناً یہ لوگ بمباری کے نتیجے میں مارے جاتے ۔ اس طرح اسرائیل ایک بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ۔ لیکن سیکرٹ سروس نے وہاں ریڈ کر کے میرے بدترین خدشے کو درست ثابت کر دیا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس ریڈ کی بھنک ملتے ہی وہاں سے غائب ہو گئے ۔ سیکرٹ سروس کو چاہئے تھا کہ اگر اس نے انکوائری کرنی ہی تھی ۔ تو ان ڈاکٹروں اور نرسوں کو وہاں سے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاتے اور اطمینان سے پوچھ گچھ کرتے ۔ لیکن ایک زخمی کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ جم مارکر کو جب عمران اور اس کے ساتھی وہاں نہ ملے تو جم مارکر صاحب غصے سے پاگل ہو گئے ۔ انہوں نے مسلمان مرد ڈاکٹروں کے سامنے مسلمان نرسوں کی اپنے ساتھیوں کے ذریعے باقاعدہ عزت

لوٹنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عورتوں نے خودکشی کر لی اور تمام مردوں نے یکسر کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔ جس پر جم مارکر صاحب نے پاگلوں کے سے انداز میں ان پر مشین گنوں کی فائرنگ کر کے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اس قسم کی احمقانہ انکوائری کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اندر کافی دیر تک موجود رہے اور بمباری کے نشانہ بن گئے۔ باقی رہی جیپیں اور افراد۔ تو یقیناً باہر دو جیپیں اور چند مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن وہ عام لباس میں تھے اور جیپوں پر بھی سیکرٹ سروس کا نشان موجود نہ تھا۔ اس لئے میں انہیں قدرتی طور پر فلسطینی ہی سمجھا ان سب باتوں کے باوجود اگر آپ مجھے مجرم سمجھتے ہیں تو میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے پوری طرح تیار ہوں "...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور خاموش ہو گیا۔

" کرنل ڈیوڈ کے بیان سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ واقعی اتفاقی حادثہ تھا۔ جہاں تک جارج شمیر کا تعلق ہے۔ میں نے اس سے اپنے طور پر پوچھ گچھ کی ہے۔ اس کے مطابق ابو سلام سے اس کے بزنس تعلقات ہیں۔ لیکن اسے یہ علم نہ تھا کہ یہ ابو سلام بزنس مین کی بجائے فلسطینی گوریلا لیڈر ہے۔ باقی اس بات کا اسے بھی پہلی بار علم ہوا ہے کہ اس کے ملازم ابو سلام کے ایجنٹ تھے "...... وزیراعظم نے فوراً ہی کرنل ڈیوڈ کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ شاید یہ سب کچھ انہوں نے جارج شمیر کے ملوث ہو جانے کی وجہ سے مجبوراً کیا تھا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ صدر مملکت نے جارج شمیر کے خلاف مکمل

انکوائری کا فیصلہ کر رکھا ہے اور ظاہر ہے اگر جارج شمیر فلسطینی ایجنٹ ثابت ہو گیا تو پھر انہیں بھی وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دینا پڑ جائے گا۔

" گڈ۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔ میں کرنل ڈیوڈ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ جذباتی آدمی ضرور ہیں۔ لیکن بہرحال اسرائیل کے خلاف کسی اقدام کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دو مختلف ایجنسیوں کے درمیان اگر باہمی رابطہ نہ ہو تو ایسے حادثات پیش آ سکتے ہیں "۔ صدر مملکت نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر اطمینان بھرے مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

" اب رہ گیا سیکرٹ سروس کا مسئلہ۔ تو اس کے لئے ہمیں ایکریمیا سے کوئی اور یہودی سیکرٹ ایجنٹ منگوانا پڑے گا۔ جو دوبارہ اس سروس کو قائم کرے اور اس کی تربیت کرے "...... صدر مملکت نے کہا۔

" جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں "۔ کرنل کلارک نے کھڑے ہو کر کہا۔

" فرمایئے "...... صدر مملکت نے کہا۔

" جناب۔ اس گروپ کے خلاف ملٹری انٹیلی جنس کو کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ ہم اپنی کارکردگی ثابت کر دیں گے "...... کرنل کلارک نے کہا۔

" نہیں کرنل کلارک۔ یہ گروپ آپ کے بس کا نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا آدمی ہو۔ جو فوری

طور پر سیکرٹ سروس کا انتظام سنبھال سکتا ہو اور چند ایجنٹوں کو تربیت بھی دے سکتا ہو تو آپ اس کے متعلق بتائیں"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب۔ میں عرض کروں"۔ اچانک قومی سلامتی کے ادارے کے سربراہ ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔

"جی آپ فرمائیں۔ ڈاکٹر ہڈسن"...... صدر مملکت نے چونک کر پوچھا۔

"جناب آپ کو معلوم ہے کہ میرے ادارے میں بھی سیکرٹ سروس ٹائپ کی ایک باقاعدہ تنظیم موجود ہے۔ گو اس کا دائرہ کار محدود ہے۔ لیکن وہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ میرے پاس ایک سپیشل ایجنٹ ہے۔ جس کا نام ٹام ہے۔ یہ ایکریمین سیکرٹ سروس میں بھی طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اس میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ اگر اسے سیکرٹ سروس کا سربراہ مقرر کر دیا جائے اور میجر ہیری کو اس کا اسسٹنٹ بنا دیا جائے اور سیکرٹ سروس کے لئے مخصوص تربیت یافتہ افراد جی۔ پی۔ فائیو، ملٹری انٹیلی جنس اور میرے ادارے سے لے لئے جائیں۔ تو یہ مسئلہ فوری طور پر حل ہو سکتا ہے"۔ ڈاکٹر ھڈسن نے کہا۔

"مجھے ڈاکٹر ھڈسن کی مردم شناسی پر مکمل اعتماد ہے جناب اور ٹام کے کارناموں کی فائلیں بھی میری نظروں سے گزری ہیں۔ وہ کسی طرح بھی جم مارکر سے کم نہیں ہے اور پھر میجر ہیری کی وجہ سے اس

کارکردگی لازماً بے حد تیز ہو جائے گی۔ اس لئے میں ڈاکٹر
تجویز سے اتفاق کرتا ہوں"۔ وزیر اعظم نے فوراً ہی ڈاکٹر
تجویز کی مکمل اور واضح تائید کرتے ہوئے کہا۔
ے۔ میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں۔ خصوصی نوٹیفکیشن
اری کر دیا جائے گا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف
ہوئے ٹام کو کرنل ڈیوڈ سے مسلسل اور مربوط رابطہ رکھنا
..... صدر مملکت نے کہا۔
اقعی انتہائی ضروری ہے"۔ وزیر اعظم نے بھی تائید کر دی۔
آیئے دوسرے مسئلے کی طرف۔ سیکرٹری آف سٹیٹ۔ پامیر
و ان کی رہائش گاہ سے اچانک اغوا کر لیا گیا ہے۔ ان کی
یں نصب حفاظتی سسٹم آف تھا اور وہاں موجود سیکورٹی کے
ہلاک کر دیئے گئے۔ چیک پوسٹ سے صرف اتنا معلوم ہوا
دو کاروں میں افراد آئے۔ جنہوں نے اپنا تعارف بطور سیکرٹ
کرایا اور پھر واپس چلے گئے۔ پولیس اب تک ان کو تلاش نہیں
جب کہ پامیر کا اغوا اسرائیل کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔
لئے ہنگامی طور پر کام کرنا ہو گا۔ میں ہر صورت میں پامیر کو
طور پر برآمد کرانا چاہتا ہوں"۔ صدر مملکت نے کہا۔
جناب۔ میرا خیال ہے کہ پامیر کی برآمدگی سیکرٹ سروس کی نئی
ذمہ لگا دی جائے۔ اس طرح یہ ان کے لئے ٹیسٹ کیس بھی
گا اور یقیناً یہ لوگ فوری طور پر پامیر کو برآمد بھی کر لیں گے"۔

وزیراعظم نے کہا۔
"لیکن میرا خیال ہے۔ اس کے لئے جی۔ پی۔ فائیو زیادہ بہتر رہے
گی۔ کیونکہ یہ کام یقیناً فلسطینیوں کے کسی گروپ کا ہوگا۔ وہ کافی
عرصے سے اس کی تاک میں تھے اور کئی بار انہوں نے کوششیں بھی کی
ہیں"۔ صدر نے کہا۔
"جناب۔ میرا خیال ہے۔ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے"
اچانک کرنل ڈیوڈ نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔
"وہ کیسے"...... صدر مملکت نے حیران ہو کر پوچھا۔
"جناب۔ سپیشل سیل کا منصوبہ بھی پامیر صاحب نے ہی بنایا
تھا اور عمران اور اس کے ساتھی بہرحال سپیشل سیل کے خلاف
کرنے ہی آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے لازمی بات ہے کہ انہوں نے
صاحب کو اس لئے اغوا کیا ہوگا۔ تاکہ ان سے سپیشل سیل
منصوبے کے بارے میں حتمی تفصیلات معلوم کر سکیں اور جس
میں یہ واردات ہوئی ہے یہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں
مخصوص طریقہ واردات ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
"ویری گڈ آئیڈیا۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ ویری گڈ۔ اس کا تو مط
ہے کہ ہمیں سپیشل سیل کی حفاظت کے لئے انتہائی خصوصی انتظ
پہلے کرنے چاہئیں"...... صدر مملکت نے کہا۔
"مگر جناب آپ نے سپیشل سیل تو ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل
دینے کا حکم دیا تھا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب میں اپنا یہ حکم واپس لیتا ہوں۔ اب سپیشل سیل
کی حفاظت اور اس پر عمل درآمد کا کام سیکرٹ سروس کرے گی۔ وہ
صرف اس سیل تک ہی محدود رہے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خلاف کام جی۔ پی۔ فائیو کرے گی۔ پامیر کو بھی وہی برآمد کرے گی۔
ہاں اگر کسی طرح یہ لوگ سپیشل سیل تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر
سیکرٹ سروس ان کے خلاف حرکت میں آجائے گی اور جی۔ پی۔ فائیو
اور سیکرٹ سروس کا بہرحال آپس میں رابطہ رہے گا۔ اٹ از فائنل"۔
صدر مملکت نے حتمی لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے
ساتھ ہی باقی سب افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر مملکت واپس
مڑے اور ان کے پیچھے وزیراعظم صاحب بھی واپس مڑ گئے۔ جب وہ
میٹنگ ہال سے باہر چلے گئے۔ تو کرنل ڈیوڈ اور دوسرے لوگ خاموشی
سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔
"تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں ابھی ٹام سے ملوا دیتا ہوں۔ تاکہ
تم لوگ فوری طور پر کام شروع کر سکو"...... ڈاکٹر ہڈسن نے میجر
ہیری سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے ق
نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے کئی نشانات
سر کے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ جو سیدھے کھڑے تھے۔ اس
آنکھوں میں ہلکی سی سرخی اور چہرے پر سفاکی اور سختی کے تاثرات نما
تھے .... لیکن بحیثیت مجموعی وہ ایک وجیہہ اور خوب صورت نو
تھا۔

"آؤ ٹام۔ ان سے ملو۔ یہ جی۔ پی۔ فائیو کے میجر ہیری ہیں۔
تمہارے نمبر ٹو ہوں گے"....... میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے
ہڈسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ٹام بے اختیار چونک کر
سائیڈ پر بیٹھے ہوئے میجر ہیری کی طرف دیکھنے لگا۔ جو اب اپنی
سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"آپ کو مبارک ہو جناب کہ آپ سیکرٹ سروس کے نئے

مقرر ہوئے ہیں۔ مجھے آپ کے تحت کام کر کے دلی مسرت ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کی صلاحیتوں کی اس قدر تعریفیں کی ہے کہ مجھے آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا"....... میجر ہیری نے کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"آپ کا شکریہ میجر ہیری۔ آپ پہلے جی۔ پی۔ فائیو میں تھے۔ میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے"۔ ٹام نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ سیکرٹ سروس کا چیف بننے کا سن کر اس کے چہرے پر بے پناہ چمک اور مسرت نظر آنے لگ گئی تھی۔

"بیٹھو ٹام۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ مجھے تمہاری بے پناہ صلاحیتوں کا اعتراف تھا اور میں یہ بھی دیکھتا تھا کہ ادارے کا دائرہ کار چونکہ بے حد محدود ہے۔ اس لئے یہاں تمہاری صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ لیکن میں نے تمہیں پہلے اس لئے سیکرٹ سروس میں نہ بھجوایا تھا کہ میرے نقطہ نظر سے تم لیڈر بن کر اپنی صلاحیتوں کو زیادہ استعمال کر سکتے ہو۔ آج ایک موقعہ مل گیا اور میں نے صدر صاحب سے تمہاری سفارش کر دی اور صدر صاحب نے میری سفارش مان لی اور تمہیں سیکرٹ سروس کا سربراہ بنا دیا۔ سرکاری نوٹیفکیشن بھی آج ہی جاری ہو جائے گا"....... ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔

"مگر سیکرٹ سروس کے سربراہ تو جم مارکر صاحب تھے"....... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ہڈسن نے اسے اس حادثے کی تفصیلات بتائیں۔ جس کی وجہ سے جم مارکر موت کے دہانے میں اور

باقی ساری سیکرٹ سروس ختم ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ہڈسن نے اسے میٹنگ میں ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

"اس کا مطلب ہے مجھے سیکرٹ سروس بھی نئے سرے سے بنانی ہوگی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی فوری طور پر نمٹنا پڑے گا"۔ ٹام نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کا حکم جی پی فائیو کو دیا گیا ہے۔ تم نے سپیشل سیل کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اسے درست طور پر چلانا بھی ہے اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس سپیشل سیل تک پہنچ جائے تو پھر اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے"...... ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔

"جناب کرنل ڈیوڈ کے بس میں قطعی نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہمارے ہاتھوں ہی ہوگا۔ کیونکہ اس بار ان کا ٹارگٹ سپیشل سیل ہے اور لامحالہ انہوں نے وہاں پہنچنا ہی ہے۔ سیکرٹری آف سٹیٹ پامیر صاحب کے اغوا کے بعد ہمارے پاس وقت بے حد کم رہ گیا ہے۔ اس لئے ہمیں فوری حرکت میں آجانا چاہئے"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"لیکن یہ سپیشل سیل ہے کیا۔ کہاں ہے۔ اس کی تفصیلات"۔ ٹام نے کہا۔

"اس کی تفصیلات تمہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے ہی مل سکتی ہیں۔ تم ایسا کرو۔ میجر ہیری کے ساتھ فوری طور پر وہاں پہنچ کر چارج سنبھال لو۔ جی۔ پی۔ فائیو سے۔ ملٹری انٹیلی جنس سے اور میرے ادارے سے مخصوص لوگ منتخب کر کے ان پر مشتمل سیکرٹ سروس بناؤ اور فوری طور پر کام شروع کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں ہی ہو۔ اس طرح تم اسرائیل کے ہیرو بن جاؤ گے اور ویسے بھی یہ تمہاری صلاحیتوں کا ٹیسٹ کیس ہے۔ البتہ صدر مملکت نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ تم کرنل ڈیوڈ سے مسلسل رابطہ رکھو گے"...... ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج سے بلکہ ابھی سے کام شروع کر دیتا ہوں۔ چلیں میجر ہیری"...... ٹام نے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر ہیری بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاکٹر ہڈسن سے اجازت لے کر وہ اس عمارت سے باہر آئے اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہی کار میں بیٹھے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں ٹام اور میجر ہیری کا بھرپور انداز میں استقبال کیا گیا اور ہیڈ کوارٹر انچارج نائف نے ان دونوں کا تعارف ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والے ہر آدمی سے کرایا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پورے ہیڈ کوارٹر کو اچھی طرح گھوم کر دیکھا۔ وہاں نصب مشینری چیک کی اور اس کے بعد وہ آکر دفتر میں بیٹھ گئے۔

"نائف۔ اب تم سپیشل سیل کے بارے میں مجھے بریف کر دو اور

اس کی تفصیلی فائل ہو تو وہ بھی مجھے دے دو تاکہ میں اس کا مطالعہ کر لوں "۔ ٹام نے نائف سے کہا اور نائف نے مختصر طور پر اسے سپیشل سیل کے متعلق بتایا اور پھر لائبریری لے جا کر اس نے فائل نکالی اور اسے لا کر ٹام کے سامنے رکھ دیا۔

" میجر ہیری ۔ جب تک میں اس فائل کا مطالعہ کروں ۔ تم جی ۔پی فائیو سے دو آدمیوں کے نام کسی چٹ پر لکھ دو ۔ جنہیں تم اس قابل سمجھتے ہو کہ وہ سیکرٹ سروس میں کام کر سکتے ہیں ۔ میں زیادہ بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتا ۔ اس لئے فی الحال صرف دو آدمی جی ۔پی ۔فائیو سے ۔ دو ملٹری انٹیلی جنس سے اور دو اپنے سابقہ ادارے سے لے لوں گا ۔ ملٹری انٹیلی جنس اور اپنے ادارے کے آدمیوں کے متعلق میں نے سوچ لیا ہے ۔ تم جی ۔پی ۔فائیو کے بارے میں خود دو آدمیوں کی سفارش کر دو" ٹام نے کہا اور فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ میجر ہیری نے دو آدمیوں کے نام چٹ پر لکھے اور جب ٹام نے فائل بند کی تو اس نے وہ چٹ اس کے سامنے رکھ دی ۔

" کیپٹن رچمنڈ اور کیپٹن جیک " ۔ ٹام نے چٹ پر لکھے ہوئے نام پڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاغذ پر تیزی سے چند اور نام لکھنے شروع کر دیئے ۔ اس کے بعد اس نے انٹر کام پر نائف کو دفتر میں بلایا۔

" یہ کاغذ لو ۔ اس پر دو نام جی ۔پی ۔فائیو کے ۔ دو ملٹری انٹیلی جنس کے اور دو قومی سلامتی کے ادارے کے افراد کے ہیں ۔ سرکاری طور پر ان کی سیکرٹ سروس میں منتقلی کا لیٹر بنا کر صدر مملکت صاحب کے

دفتر بھجوا دو تاکہ وہاں سے ان کی منتقلی کے آرڈرز ہو جائیں ۔ آج شام کو آٹھ بجے میں ان سب سے ملنا چاہتا ہوں ۔ میں اور میجر ہیری اس دوران سپیشل سیل کا دورہ کر لیں "...... ٹام نے کاغذ نائف کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں ایک آدمی آپ کے ساتھ بھجوا دیتا ہوں تاکہ وہ آپ کو سپیشل سیل تک لے جائے "...... نائف نے کہا اور ٹام نے اثبات میں سرہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا۔ صدر مملکت کی حمایت کی وجہ سے وہ کسی سزا سے تو بچ گیا تھا۔ لیکن اسے سب سے زیادہ افسوس میجر ہیری کے سیکرٹ سروس میں تبادلے سے ہوا تھا۔ میجر ہیری نے جس طرح اس کے خلاف بیان دیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی وقت دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میجر ہیری کو اس کی ایسی عبرتناک سزا دے گا کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی ویرانوں میں بھٹکتی اور سسکیاں بھرتی پھریں گی۔ لیکن میجر ہیری چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکل چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کا فیصلہ بہرحال اپنی جگہ قائم تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے نمٹنے کے بعد اس نے میجر ہیری سے بھی نمٹنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پامیر کی رہائش گاہ کا وہ تفصیلی معائنہ کرا آیا تھا۔ چیک پوسٹ کے اس سپاہی سے بھی اس نے ان کاروں اور ان میں موجود افراد کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں اور اس کی ہدایت پر پوری جی۔ پی۔ فائیو کاروں کی تلاش میں مصروف تھی۔ لیکن ابھی تک اسے کوئی ایسا کلیو نہ ملا تھا۔ جس سے وہ آگے بڑھ سکتا۔

" عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چلانے کے لئے مجھے ابو سلام گروپ کو تلاش کرنا ہوگا "...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس نے کرسی کی اونچی نشست سے سر ٹکا دیا۔ وہ کوئی ایسا لائحہ عمل سوچ رہا تھا جس سے اس گروپ کے بارے میں معلومات اسے حاصل ہو سکیں کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک نام گونجا اور دوسرے لمحے اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے تذبذب کے آثار نمودار ہوئے۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھایا اور ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سپر ہاؤسز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ہاؤس نمبر تھری ٹی ٹو میں مس جینکی رہائش پذیر ہیں۔ کیا وہ اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں "...... کرنل ڈیوڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ وہ ابھی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آئی ہیں اور ابھی تک ہاؤس میں ہی ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جینکی ایک پرائیویٹ ادارے میں اسسٹنٹ منیجر تھی۔ انتہائی خوب صورت اور جسمانی لحاظ سے دلکش لڑکی تھی۔ کرنل ڈیوڈ سے اس کے تعلقات کافی گہرے رہے

تھے۔ لیکن جیکی میں ایک بری عادت تھی کہ اسے اپنے حسن پر بے حد
غرور تھا اور کرنل ڈیوڈ جانتا تھا کہ تل ابیب کے اعلیٰ حکام اور بڑے
بڑے رئیس زادے اس سے بات کرنے کے لئے ترستے رہتے تھے۔
لیکن جیکی کسی کو گھاس تک نہ ڈالتی تھی۔ جیکی کو سیکرٹ ایجنٹ بننے
کا دیوانگی کی حد تک شوق تھا۔ اس لئے شاید اس نے کرنل ڈیوڈ سے
تعلقات بڑھائے تھے اور کرنل ڈیوڈ نے اسے فلسطینی گروپوں کا کھوج
لگانے والے خصوصی شعبے ٹریسر کا انچارج بنا دیا تھا اور جیکی نے واقعی
تھوڑے ہی دنوں میں خاصی کارکردگی دکھا دی تھی کیونکہ اس کا والد
عرب اور ماں یہودن تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عام طور پر عرب لڑکی ہی
لگتی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا باپ اس کے بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا۔
اس لئے ماں نے اس کی پرورش کی تھی۔ اس لئے وہ ماں کے مذہب پر
تھی۔ اس کی ماں نے اس کے باپ سے چھپ کر شادی کی تھی۔ جیکی
کی عمر اس وقت صرف چند ماہ کی تھی۔ جب اس کا باپ کسی حادثے کا
شکار ہو کر مر گیا اور ماں نے جیکی کی پرورش کرتے ہوئے عربوں سے
نفرت کو اس کی گھٹی میں ڈال دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسے فلسطینیوں
سے شدید نفرت تھی۔ لیکن ٹریسر شعبے کی انچارج بننے کے بعد اس نے
عرب لڑکی بن کر فلسطینیوں سے تعلقات بڑھائے اور اس طرح وہ ان
کے درمیان کافی اہمیت اختیار کر گئی۔ فلسطینیوں کے ایک گروپ
میں وہ باقاعدہ شامل ہو گئی تھی اور اس کے ذمے جی۔ پی۔ فائیو کی
مخبری کا کام لگایا گیا تھا اور اس نے کرنل ڈیوڈ سے مل کر چند ایسی
معلومات اس گروپ تک پہنچائی تھیں۔ جس سے کئی جگہوں پر جی۔ پی
فائیو کو بظاہر پسپائی اختیار کرنی پڑی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا اعتماد
فلسطینیوں میں بے حد بڑھ گیا تھا۔ لیکن پھر اس سے ایک ایسی غلطی
ہو گئی جس کے نتیجے میں جی۔ پی۔ فائیو کا اپنا وجود خطرے میں پڑ گیا تھا
اس نے ایک ایسی اطلاع کرنل ڈیوڈ کے مشورے کے بغیر فلسطینیوں
تک پہنچا دی تھی کہ جس کے نتیجے میں جی۔ پی۔ فائیو کو زبردست
نقصان سے دوچار ہونا پڑ گیا۔ اس پر کرنل ڈیوڈ بری طرح بگڑ گیا۔
جیکی کو بھی چونکہ اپنے حسن پر ناز تھا۔ اس لئے وہ بھی اکڑ گئی اور چونکہ
اس کے تعلقات اس دوران اسرائیل کے اعلیٰ ترین حکام سے بھی ہو
گئے تھے۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ اسے گولی تو نہ مار سکا البتہ اس نے اسے
جی۔ پی۔ فائیو سے ہٹا دیا تھا اور اس کے ساتھ تعلقات ختم کر دیئے تھے
لیکن جیکی نے کرنل ڈیوڈ سے تعلقات ختم ہوتے ہی سیکرٹ سروس
کے چیف جم مارکر سے تعلقات قائم کر لئے تھے اور جم مارکر نے اسے
باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن صرف مخبری کی حد
تک اور جیکی کی وجہ سے ہی جم مارکر نے فلسطینیوں کے خلاف کئی اہم
کامیابیاں حاصل کر لی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے منانے کی اور واپس
جی۔ پی۔ فائیو میں لے آنے کی کئی بار کوششیں کی تھیں لیکن جیکی نے
نہ صرف صاف انکار کر دیا تھا۔ بلکہ اس نے کرنل ڈیوڈ کو بے عزت
کرنے سے بھی دریغ نہ کیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ چاہتا تو کسی بھی فلسطینی کو
اس کے اصل روپ سے آگاہ کرا کر اسے موت کے گھاٹ اتروا سکتا تھا۔

لیکن چونکہ یہ اسرائیل کے خلاف غداری ہوتی ۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ باوجود شدید خواہش کے ایسا نہ کر سکتا تھا ۔ لیکن اب جب کہ جم مار کر ایک لحاظ سے ختم ہو چکا تھا ۔ کرنل ڈیوڈ کو جیکی کا خیال آگیا اور اس نے سوچا کہ اب جیکی کو منانے کا یہ اچھا موقع ہے اور جیکی اگر مان جائے تو وہ اس سے ابو سلام گروپ کے بارے میں خاصی قیمتی معلومات حاصل کر سکتا ہے چنانچہ اس نے فوری طور پر جا کر جیکی سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سرپا ہاؤسز کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی ۔ چونکہ اس کی کار پر جی ۔ پی ۔ فائیو کا مخصوص نشان موجود تھا ۔ اس لئے اسے کسی نے نہ روکا اور وہ سیدھا جیکی کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ پھاٹک پر کار روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا ۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک خوب صورت سی نوجوان لڑکی باہر آگئی ۔ یہ جیکی کی خاص ملازمہ تھی اور چونکہ کافی عرصے سے اس کے ساتھ تھی ۔ اس لئے وہ کرنل ڈیوڈ سے اچھی طرح واقف تھی ۔

" پھاٹک کھولو "...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور واپس کار میں بیٹھ گیا ۔ ملازمہ سر ہلاتی ہوئی واپس اندر غائب ہو گئی اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور کرنل ڈیوڈ کار اندر لے گیا ۔ پورچ میں جیکی کی کار موجود تھی ۔ کرنل ڈیوڈ نے کار اس کے ساتھ روکی اور پھر نیچے اتر آیا ۔

" جیکی کو کہو کہ کرنل ڈیوڈ آیا ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے پھاٹک بند کر کے واپس آتی ہوئی ملازمہ سے کہا اور ملازمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ کرنل ڈیوڈ چونکہ اس گھر سے اچھی طرح واقف تھا ۔ اس لئے وہ خود ہی خوب صورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا ۔ ڈرائنگ روم میں جیکی کی انتہائی عریاں لباس میں ایک خوب صورت سی تصویر لگی ہوئی تھی اور کرنل ڈیوڈ اٹھ کر اس تصویر کو دیکھنے لگا ۔

" تصویر تو بے جان ہوتی ہے کرنل ڈیوڈ " ۔ اچانک اسے عقب سے جیکی کی طنزیہ آواز سنائی دی ۔ تو وہ تیزی سے مڑا ۔ جیکی اس وقت منی اسکرٹ میں اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی ۔ اس کے چہرے پر انتہائی طنزیہ مسکراہٹ تھی ۔

" ہیلو جیکی ۔ کیسی ہو " ۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

" تمہاری خواہش کے باوجود زندہ ہوں ۔ کیسے آئے ہو اور وہ بھی بغیر اطلاع کے " ۔ جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" میں نے تم سے چند باتیں کرنی ہیں ۔ تمہیں جم مار کر اور سیکرٹ سروس کے بارے میں تو اطلاع مل گئی ہو گی " ۔ کرنل ڈیوڈ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" ہاں اور یہ بھی اطلاع مل گئی ہے کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے " ۔ جیکی نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا ۔

" یہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جیکی ۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم نے پوری انکوائری کرانے کے بعد اسے اتفاقی حادثہ ہی قرار دیا ۔ لیکن تم یہ

جانتی ہو کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ دشمن ایجنٹوں کی وجہ سے ایسا ہوا ہے"۔ جیکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کا نام سنا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" اوہ ۔ تو کیا یہ دشمن ایجنٹ وہی ہیں"۔ جیکی نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں اور یہ بھی سن لو کہ صدر مملکت نئی سیکرٹ سروس بنانے کے بارے میں سوچ رہے ہیں ۔ اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو ۔ تو یقین رکھو میں صدر مملکت سے کہہ کر تمہیں نئی سیکرٹ سروس کا چیف بنوا سکتا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے شاطرانہ انداز میں کہا۔ کیونکہ اسے جیکی کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا کہ وہ اعلیٰ ترین سرکاری عہدوں کی شدید طلب گار رہتی ہے۔

" سیکرٹ سروس چیف اور میں کیوں مذاق کر رہے ہو"۔ جیکی نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" مقدس یروشلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم سیکرٹ سروس کی چیف بن سکتی ہو ۔ لیکن شرط وہی کہ تم مجھ سے تعاون کرو ۔ کیونکہ صدر مملکت کی ایک ایسی کمزوری میرے پاس ہے کہ صدر مملکت کسی صورت میں بھی میری بات نہیں ٹال سکتے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" کس قسم کا تعاون"۔ جیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" پہلے وعدہ کرو ۔ یہ انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" وعدہ"...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یوں نہیں ۔ مقدس یروشلم کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس بار جیکی نے مقدس یروشلم کی قسم کھا کر وعدہ کر لیا۔

" سنو جیکی ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ابو سلام کا گروپ ہے اور عمران اور اس کے ساتھی ابو سلام کی کسی پناہ گاہ میں چھپے ہوئے ہیں ۔ مجھے ان کا پتہ چاہئے ۔ مجھے یقین ہے کہ تم ابو سلام اور اس کے گروپ کے بارے میں ان سے بھی زیادہ جانتی ہو گی"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" تم صرف معلومات چاہتے ہو یا کچھ اور بھی"۔ جیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اور تم کیا کر سکتی ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

" میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تمہارے حوالے بھی کر سکتی ہوں"...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا مطلب ۔ کیا وہ لوگ تمہارے پاس ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں ان کے متعلق تو میں سن بھی تمہارے منہ سے رہی ہوں۔ کیونکہ گزشتہ ایک ماہ سے میرا فلسطینیوں سے رابطہ نہیں رہا۔ میں اپنی ڈیوٹی کی وجہ سے اسرائیل سے باہر رہی ہوں اور واپس آئے مجھے آج صرف دوسرا روز ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں یہیں بیٹھے بیٹھے ان کے متعلق پوری تفصیل حاصل کر سکتی ہوں"....... جیکی نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے جیکی .... تو یقین کرو کہ تم سیکرٹ سروس کی چیف یقیناً بن جاؤ گی"....... کرنل ڈیوڈ نے بے قرار سے لہجے میں کہا۔

"ایک بار پھر مقدس یروشلم کی قسم کھاؤ۔ مجھے تم پر اعتماد نہیں ہے۔ تم بے حد کمینہ فطرت کے آدمی ہو"....... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اس نے کرنل ڈیوڈ کی واضح طور پر توہین کی تھی۔ لیکن کرنل ڈیوڈ اب اتنا احمق بھی نہ تھا کہ اس موقع پر غصہ کھا کر سارا کھیل بگاڑ لیتا۔ اس نے ایک بار تو کیا تین بار مقدس یروشلم کی قسم کھا کر وعدہ کر لیا۔

"او۔کے۔ اب مجھے یقین ہے"....... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یروشلم کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرے طرف سے آواز سنائی دی۔

"جیکی بول رہی ہوں۔ عبید سے بات کراؤ"....... جیکی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ عبید بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیکی بول رہی ہوں ڈیئر کیسے ہو"....... جیکی نے انتہائی میٹھے لہجے میں کہا۔

"اوہ جیکی۔ تم کہاں چلی گئی تھیں۔ یقین کرو تمہاری عدم موجودگی میں ایک ایک لمحہ قیامت بن کر گزرا ہے"....... دوسری طرف سے عبید کی آواز سنائی دی۔ کرنل ڈیوڈ چونکہ قریب ہی بیٹھا تھا۔ اس لئے رسیور سے نکلنے والی ہلکی سی آواز اس کے کانوں تک بھی بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"قبرص گئی ہوئی تھی۔ سرکاری دورے پر۔ کل ہی واپس آئی ہوں میں نے تو سنا ہے کہ تم آج کل بے حد مصروف ہو۔ بیرونی مہمان آئے ہوئے ہیں آج کل"....... جیکی نے کہا۔

"اوہ نہیں ڈیئر۔ میں تو فارغ ہوں۔ مہمانوں کو ڈیل کرنے کا کام تو صالح کے سپرد ہے۔ پھر میں آجاؤں۔ کہاں سے بول رہی ہو۔ اپنے ہاؤس سے ناں"....... عبید نے بے قرار سے لہجے میں کہا۔

"دفتر سے بول رہی ہوں۔ آج رات تو دفتر میں مصروفیت رہے گی کل میں تمہیں فون کروں گی۔ کل تک تو انتظار کرنا پڑے گا۔ مجبوری ہے"....... جیکی نے کہا۔

"اوہ ڈیئر۔ ہزار بار کہا ہے یہ نوکری وغیرہ چھوڑ دو اور میرے کلب کی مالکہ بن جاؤ۔ لیکن تم مانتی ہی نہیں"....... عبید نے کہا۔

"ارے ارے۔ ایک دن کی ہی تو بات ہے۔ فکر نہ کرو۔ سارے مہینے کی کسر اکٹھی نکال دوں گی۔ او۔ کے۔ خدا حافظ"۔ جیکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ صالح کون ہے۔ کیا اسے جانتی ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یہ پوچھو کہ کسے نہیں جانتی۔ تم نے میری قدر نہیں کی کرنل ڈیوڈ ورنہ اب تک تم پورے اسرائیل سے فلسطینیوں کا خاتمہ کر چکے ہوتے"۔ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک دوسری طرف گھنٹی جاتی رہی۔ لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ پھر جیکی کریڈل دبانے ہی لگی تھی کہ رابطہ قائم ہو گیا۔

"جی صاحب"....... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ماریا بول رہی ہوں۔ اکبر صالح کہاں ہے"۔ جیکی نے کہا۔

"اوہ مس ماریا آپ۔ صاحب تو اپنی بھابھی سے ملنے گاؤں گئے ہوئے ہیں۔ کل گئے ہیں"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اچھا۔ جب بھی وہ آئے تو اسے کہہ دینا کہ ماریا کا فون آیا تھا۔ وہ مجھے خود ہی رنگ کر لے گا"....... جیکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مس۔ آپ کا پیغام پہنچ جائے گا"۔ دوسری طرف سے

جواب دیا گیا اور جیکی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"لو میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا"....... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"....... کرنل ڈیوڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"صالح اپنی بھابھی کے گھر بغیر کسی کام کے نہیں جاتا۔ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس نے اپنی بھابھی کے گھر میں چھپایا ہوا ہو گا۔ وہ جگہ ان کے لئے بہترین پناہ گاہ ہو سکتی ہے"....... جیکی نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ کہاں ہے اس کی بھابھی کا گھر"....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"قصبہ ابو نجم۔ وہی صالح کا آبائی گاؤں ہے۔ میں اس کی بھابھی سے وہاں جا کر مل چکی ہوں۔ کیونکہ صالح مجھ سے شادی کا خواہشمند ہے۔ اس کی بھابھی عاصمہ بیوہ ہے۔ اس کا خاوند طالع جو صالح کا بھائی تھا۔ فلسطینی گوریلا گروپ کا لیڈر تھا۔ ایک بار اس نے اپنے گروپ کے ساتھ سیکرٹری آف سٹیٹ پامیر پر حملہ کیا۔ لیکن وہاں وہ پکڑا گیا اور پھر پامیر نے اس پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کر کے اسے ہلاک کر دیا تھا"۔ جیکی نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یک لخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا اندازہ سو فیصد درست ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے دو روز پہلے پامیر کی رہائش گاہ پر حملہ کر

کے اسے اغوا کر لیا تھا۔ وہ بھی یقیناً وہیں ہو گا۔ تم نے واقعی اپنا وعدہ پورا کر دیا اور یقین کرو۔ میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ تم مجھے اس گھر کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ میں تمہاری فطرت کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ تم نے احمقانہ انداز میں اس گاؤں پر چڑھائی کر دینی ہے۔ وہ عربوں کا گاؤں ہے اور ابھی تمہاری جیپیں اس گاؤں سے کئی میل دور ہوں گی کہ انہیں اطلاع مل جائے گی اور اس کے بعد جو نتیجہ نکلے گا تم بہتر سمجھ سکتے ہو"۔ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس بات کی فکر نہ کرو۔ میں ایسی حرکت نہ کروں گا۔ پہلے بھی اندھا دھند بمباری سے بے چارہ جم مار کر ختم ہو گیا ہے۔ تم مجھے اس کے گھر کا تفصیلی پتہ بتا دو"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میں تمہیں ترکیب بتاتی ہوں۔ میں صالح سے ملنے کا بہانہ کر کے اکیلی وہاں جاتی ہوں۔ مجھے کوئی چھوٹا سا ٹرانسمیٹر دے دو۔ تم لوگ گاؤں سے کچھ دور چھپے رہنا۔ میں وہاں جا کر تمام صورت حال کو چیک کروں گی اور پھر تمہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع کر دوں گی۔ تم وہاں چھاپہ مار دینا اور مجھے بھی ان کے ساتھ ہی پکڑ لینا۔ اس طرح اگر وہ بھاگنے لگیں گے یا فرار ہوں گے تو میں ساتھ ساتھ رہوں گی۔ اس طرح تمہارا مشن کسی صورت میں بھی ناکام نہ ہو سکے گا"...... جیکی

نے کہا۔

"ویری گڈ جیکی۔ ویری گڈ۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ لیکن اس میں صرف ایک مسئلہ ہے کہ تم اس شاطر عمران کو نہیں جانتیں۔ اگر اسے تم پر ذرا بھی شک پڑ گیا۔ تو پھر مجھے تم سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے اور ان سے بھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تم میری صلاحیتوں کو چیلنج کر رہے ہو"...... جیکی نے یک لخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیلنج۔ کیا مطلب"...... کرنل ڈیوڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی کہ وہ علی عمران مجھ پر قابو پا لے گا۔ تم مجھے جانتے ہی نہیں ہو۔ میں چاہوں تو انتہائی سرد مزاج انسان کو بھی اپنے پیچھے دم ہلانے پر مجبور کر سکتی ہوں"...... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل کر سکتی ہو۔ مجھے تمہاری بات پر مکمل یقین ہے۔ لیکن یہ عمران سرے سے انسان ہی نہیں ہے۔ یہ تو کوئی اور مخلوق ہے۔ اس لئے تم اس چیلنج کے چکر میں نہ پڑو اور سیدھا سادھا کام کرو۔ ان کا خاتمہ تمہیں سیکرٹ سروس کا چیف بنا سکتا ہے۔ بس تم اپنی توجہ اس نقطے پر ہی مرکوز رکھو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"او۔ کے۔ جیسے تم کہو۔ لیکن اب میری ایک اور شرط ہو گی"۔ جیکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کو تمہیں چھوڑنا پڑے گا۔ باقی ٹیم کو بے شک گولیوں سے

اڑا دینا ۔ اس عمران کو میں اپنا دیوانہ بنا کر تمہارے سامنے خود پیش کروں گی"...... جیکی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ جیسے تم کہو ۔ مجھے تو بہرحال ایک بار ان کی گرفتاری چاہیئے"۔ کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کو چھوڑ دینے کا مطلب سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ جیکی کی ضدی فطرت سے بھی واقف تھا کہ اگر اس نے انکار کیا یا لیت ولعل سے کام لیا تو جیکی بگڑ بھی سکتی تھی ۔ اس لئے اس نے فوراً ہی حامی بھر لی تھی ۔ پھر وہ دونوں وہاں پہنچنے کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

" صالح ابھی یہاں پہنچنے والا ہے ۔ اس کا پیغام آ گیا ہے "...... عاصمہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ کمرے میں اس وقت صفدر ۔ کیپٹن شکیل اور عمران موجود تھے ۔ باقی افراد کھانا کھانے کے بعد دوسرے کمروں میں آرام کر رہے تھے ۔ پامیر کو ایک خفیہ تہہ خانے میں رکھا گیا تھا اور عمران نے اسے طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا تھا۔ عاصمہ اطلاع دے کر واپس چلی گئی ۔ عمران فائل کا تفصیلی مطالعہ کر چکا تھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اس سپیشل سیل کے بارے میں ہی گفتگو ہو رہی تھی جب عاصمہ نے آ کر صالح کی آمد کی اطلاع دی تھی ۔

" عمران صاحب اگر اس فائل سے سپیشل سیل کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا تو پھر تو اس فائل کو حاصل کرنے کا سارا مشن ہی بیکار چلا جاتا ہے "...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"[illegible] میں [illegible] ی منصوبہ بندی تو موجود ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ صرف منصوبہ بندی سے ہم کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے"۔ عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس پامیر کو اس کا علم ہو۔ اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے اسے بے ہوش کرنے سے پہلے مختصر طور پر پوچھ گچھ کی ہے۔ اسے واقعی محل وقوع کا کچھ علم نہیں ہے۔ اس نے تو منصوبہ بنا کر حکومت کے حوالے کر دیا اور بس"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے۔ اس کے لئے ہمیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہیے۔ وہاں سے ہمیں اس بارے میں تفصیلی معلومات مل جائیں گی"...... صفدر نے کہا۔

"میں بھی اسی انداز میں سوچ رہا ہوں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں صالح سے امداد حاصل کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ ہم اب ایک لحاظ سے بالکل کٹ کر رہ گئے ہیں۔ ہمیں علم ہی نہیں کہ کرنل ڈیوڈ اور جم مار کر کیا کر رہے ہیں۔ صالح البتہ اس سے لازماً واقف ہو گا"۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سرہلا دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب صالح کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ عاصمہ اس کے ساتھ تھی۔

"مبارک باد جناب۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ جو کام ہم سب مل کر اتنے طویل عرصے سے نہیں کر سکے وہ آپ نے اس قدر تیزی اور کامیابی سے مکمل کر لیا۔ یہ پامیر تو ہمارے لئے ایک بہت بڑے خزانے کا درجہ رکھتا ہے"...... صالح نے اندر آکر سلام دعا کے بعد انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے کہ اندھے کے پیر تلے اچانک بٹیر آگیا۔ تو اس نے اپنے شکاری ہونے کا اعلان کر دیا۔ کچھ ایسی ہی پوزیشن ہماری ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالح بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ویسے میرے پاس بھی آپ کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ میں خود آنے کے لئے تیار تھا کہ عاصمہ بھابھی کا پیغام مل گیا"۔ صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کون سی خوشخبری"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اسرائیلی سیکرٹ سروس کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔ صرف جم مار کر زندہ بچا ہے۔ لیکن وہ مردوں سے بھی بدتر حالت میں ہے"۔ صالح نے جواب دیا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا ہوا۔ کیا فلسطینیوں نے انہیں ختم کیا ہے۔ کیسے اور کب"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہم سے کہاں یہ لوگ اتنی آسانی سے ختم ہو سکتے تھے۔ انہیں جی۔

پی ۔فائیو نے مارا ہے"...... صالح نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔تو
عمران اور اس کے ساتھی اور زیادہ حیران ہو گئے۔

"کیا مطلب ۔کیا یہ آپس میں لڑ پڑے ہیں"........ عمران نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں ۔آپ کو مارنے کے چکر میں یہ سب کچھ ہوا ہے ۔میں
آپ کو تفصیل بتاتا ہوں ۔ابو سلام صاحب نے اس کی مکمل انکوائری
میرے ذمے لگائی تھی ۔اس لئے میں نے اس سلسلے میں جاننے کے لئے
بے حد محنت کی ہے ۔آپ کے ہسپتال سے نکلنے کے چند گھنٹوں بعد
اچانک جم مارکر اور سیکرٹ سروس نے نیشنل سیڈ کارپوریشن اور اس
کے نیچے موجود ہسپتال پر انتہائی تیز رفتار ریڈ کیا۔اسے آپ کی تلاش
تھی ۔لیکن ظاہر ہے آپ وہاں سے پہلے ہی جا چکے تھے ۔چنانچہ انہوں نے
نیشنل سیڈ کارپوریشن کی عمارت میں موجود تمام افراد کو تو فوری طور پر
گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ہسپتال کے کئی افراد بھی اس ریڈ کے دوران
ہلاک ہو گئے ۔لیکن چار پانچ ڈاکٹر اور بارہ نرسیں زندہ بچ گئیں جنہیں
اس جم مارکر نے باندھ لیا ۔مجھے چونکہ اس ہسپتال کے بارے میں
پوری تفصیلات کا علم ہے ۔ہم نے وہاں ایک خاص تہہ خانہ بھی بنوایا
ہوا ہے ۔جس پر ایٹم بم بھی مارا جائے تو وہ تباہ نہیں ہو سکتا اس تہہ
خانے میں ایسی مشینری نصب ہے جو خفیہ طور پر ہسپتال اور اوپر سیڈ
فارم پر ہونے والی تمام گفتگو بھی ریکارڈ کرتی ہے اور وہاں موجود خفیہ
اور انتہائی حساس کیمروں سے تصویریں بھی اس مشینری کے ذریعے

تیار ہوتی رہتی ہیں ۔اس لئے وہاں سے اصل میں مجھے ساری تفصیلات
کا علم ہوا ہے"....... صالح نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جم مارکر
کے ڈاکٹروں اور نرسوں پر تشدد اور خاص طور پر مسلمان نرسوں کی ان
ڈاکٹروں کے سامنے اپنے ساتھیوں سے عزت لوٹنے کی کوشش اور پھر
ڈاکٹروں اور نرسوں کی عزت بچانے کے خلاف کی جانے والی تمام
کارروائی پوری تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ ۔اس قدر کمینگی پر اتر آیا تھا یہ جم مارکر ۔کاش میں وہاں ہوتا"۔
عمران کا چہرہ صالح کے منہ سے تفصیلات سن کر غصے کی شدت سے
قندھاری انار سے بھی زیادہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"بہرحال اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور مسلمان نرسوں کی عزتیں لٹنے
سے بچ گئیں ۔اس پر جم مارکر پاگل ہو گیا اور اس نے بندھے ہوئے
ڈاکٹروں پر گولیوں کی بارش کر دی ۔آخری انسانی آواز جو مشین نے
ریکارڈ کی ہے ۔وہ ایک ڈاکٹر کی درد میں ڈوبی ہوئی آواز تھی اس کے منہ
سے یہ فقرہ نکلا تھا ۔یا اللہ تو ہی ظالم سے بدلہ لینے والا ہے"....... صالح
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران اور صفدر کے چہرے یہ سب
تفصیلات سن کر واقعی غصے سے بگڑ گئے تھے ۔کیپٹن شکیل کی آنکھوں
میں غصہ کی سرخی چھا گئی تھی ۔جب کہ ساتھ بیٹھی ہوئی عاصمہ کے
ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرے پر الاؤ سا جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"پھر"........ عمران نے پوچھا۔

"پھر واقعی اللہ تعالیٰ کا قہر جم مارکر اور اس کے ساتھیوں پر کرنل

ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی صورت میں ٹوٹ پڑا۔ ادھر جم مارکر کو
اس ہسپتال کا پتہ چلا تو ادھر کرنل ڈیوڈ نے بھی اس ہسپتال میں وہاں
آپ کی موجودگی کا پتہ چلا لیا تھا۔ جم مارکر نے تو یہاں ریڈ کیا تھا۔ لیکن
کرنل ڈیوڈ نے دوسرا فیصلہ کیا کہ اس عمارت پر خوفناک بمباری کر
کے آپ سب لوگوں کو عمارت سمیت ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ جس
وقت جی۔ پی۔ فائیو کے ہیلی کاپٹر عمارت کے اوپر پہنچے۔ تو یہ عین وہی
وقت تھا۔ جب ڈاکٹر نے بدلہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔ کرنل
ڈیوڈ کو یہ علم ہی نہ تھا کہ عمارت کے اندر آپ کی بجائے جم مارکر اور
اسرائیلی سیکرٹ سروس موجود ہے۔ اس نے آتے ہی انتہائی خوف
ناک بموں کی عمارت پر بارش کر دی۔ پوری عمارت تنکوں کی طرح
بکھر گئی۔ وہاں خوف ناک آگ بھڑک اٹھی اور وہاں موجود جم مارکر اور
سیکرٹ سروس کے تمام لوگ ان بموں کی زد میں آکر ختم ہو گئے۔ وہ
تہہ خانہ البتہ محفوظ رہا۔ لیکن شدید زخمی حالت میں جم مارکر اور اس
کے ساتھیوں کی لاشیں ملبے سے نکالنے کے بعد ان لوگوں نے مزید
کھدائی ہی ترک کر دی۔ اس مشینری نے آخری آوازیں خوف ناک
دھماکوں کی ریکارڈ کی ہیں۔ اس کے بعد چونکہ عمارت میں موجود خفیہ
ڈکٹا فون اور خفیہ حساس کیمرے تباہی کی زد میں آگئے تھے۔ اس لئے
اس کے بعد خاموشی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے کرنل ڈیوڈ کے
ہاتھوں اسرائیلی سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمہ کرا دیا ہے"۔ صالح نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ جم مارکر زخمی حالت میں ملا ہے۔ وہ اس وقت
کس پوزیشن میں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ زندہ تو ہے۔ لیکن مردوں سے بدتر۔ اس کے دونوں بازو اڑ
گئے ہیں۔ دونوں ٹانگوں کے چیتھڑے اڑ گئے ہیں۔ سینے پر زخم ہیں۔
چہرہ بری طرح بگڑ چکا ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ انتہائی حد تک مسخ ہو چکا
ہے۔ اس کی حالت مردوں سے بھی بدتر ہے۔ لیکن بہرحال وہ زندہ ہے
وہ ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ اس کا جسم خوف ناک آگ میں جل رہا
ہے۔ وہ چیخ چیخ کر مرنے کی دعائیں مانگتا ہے۔ وہ ڈاکٹروں کی منتیں کرتا
ہے کہ اسے گولی مار دی جائے۔ یا اسے زہر کا ٹیکہ لگا دیا جائے۔ لیکن
ظاہر ہے ڈاکٹر اسے کیسے مار سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے
عذاب کی گرفت میں ہے۔ اس کی حالت کتے سے بھی بدتر ہو چکی ہے۔
وہ نہ جی سکتا ہے نہ مر سکتا ہے"...... صالح نے کہا۔

"واقعی وہ خدائی عذاب کا شکار ہو چکا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا
میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس حد تک گھٹیا پن اور کمینگی پر اتر
آئے گا۔ وہ اس وقت کس ہسپتال میں ہے"...... عمران نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"سنٹرل سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ کے روم نمبر تھری میں
ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... صالح نے پوچھا۔

"میں اس جم مارکر کو اس عذاب سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔ آخر
ہماری اس سے پرانی دوستی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے آپ اسے مارنا چاہتے ہیں اگر ایسی بات ہے تو آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ زیادہ دن ویسے ہی زندہ نہیں رہ سکتا"...... صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سے ضروری معلومات حاصل کرنی ہے ۔ اگر وہ مر گیا تو پھر یہ ضروری معلومات اس کے ساتھ ہی دفن ہو جائیں گی ۔ اس لئے تم اس سپیشل ہسپتال کی تفصیلات بتاؤ ۔ میں یہ مشن اپنے ساتھیوں کے ذمہ لگا دیتا ہوں ۔ وہ اسے اغوا کر کے لے آئیں گے "...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن وہاں تو انتہائی سخت پہرہ ہوتا ہے ۔ سپیشل ہسپتال ہے اور اس کی حالت ایسی نہیں کہ اسے زندہ یہاں تک لایا جا سکے "۔ صالح نے کہا۔

" تو پھر اٹھو میرے ساتھ ۔ ہم ابھی وہاں چلتے ہیں ۔ بہرحال میں نے معلومات اس سے حاصل کرنی ہیں ۔ اس کے بعد واپس آکر تم سے مزید بات چیت ہو گی "۔ عمران نے کہا اور صالح اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر تقریباً دو گھنٹوں کی ڈرائیونگ کے بعد ان کی کار تل ابیب میں داخل ہو چکی تھی ۔ راستے میں ایک اڈے پر عمران نے اپنے اور صالح پر نہ صرف ایکریمن میک اپ کیا بلکہ لباس بھی تبدیل کئے اور ڈاکٹروں والے مخصوص کوٹ بھی پہن لئے تھے۔

" عمران صاحب ۔ ڈاکٹروں کے میک اپ میں ہونے کے باوجود وہ ہمیں اندر نہ جانے دیں گے ۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت ہیں"

...... صالح نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تم فکر نہ کرو ڈاکٹر ہنری ۔ ڈاکٹر اور ہسپتال دونوں لازم وملزوم ہوتے ہیں ۔ بے چارے مریضوں کو تو ہسپتال میں داخل ہونے سے روکا جا سکتا ہے ۔ لیکن ڈاکٹروں کو نہیں ۔ تم کار کو کسی پبلک فون بوتھ کے قریب روک دینا ۔ میں فون کر کے داخلے کا بندوبست کر لوں گا "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالح نے سر ہلاتے ہوئے کار تھوڑی دور آگے ایک پبلک فون بوتھ کے قریب روک دی اور عمران نیچے اتر آیا ۔ جب کہ دوسری طرف سے صالح بھی نیچے آگیا۔

" اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں بھی یہ ترکیب چیک کر لوں "۔ صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ آ جاؤ ۔ لیکن فیس دینی پڑے گی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالح بے اختیار ہنس دیا ۔ عمران نے پبلک فون بوتھ میں داخل ہو کر بغیر سکے والے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

" یس ۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف جی ۔ پی ۔ فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں "...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یس سر ۔ حکم سر "۔ دوسری طرف سے بولنے والی انکوائری آپریٹر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنٹرل سپیشل ہسپتال کے انچارج کا نمبر بتاؤ اور نام بھی "۔

عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نام ہے جناب ڈاکٹر رونالڈ"...... انکوائری آپریٹر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بتایا اور ساتھ ہی نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر جیب سے سکے نکال کر اس نے فون پیس میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ صالح فون بوتھ کے کھلے دروازے میں کھڑا انتہائی دلچسپی سے یہ ساری کارروائی ہوتی دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ہیلو"۔ چند لمحوں بعد رسیور سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر رونالڈ سے بات کرائیں۔ میں نیو جرسی ہسپتال کا چیف ڈاکٹر جیرم بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار خالصتاً ایکریمین لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر رونالڈ بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر رونالڈ کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"ڈاکٹر جیرم چیف آف نیو جرسی ہسپتال ایکریمیا سے بول رہا ہوں۔ میں یہاں اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر ہنری کے ساتھ ایک نجی کام سے آیا ہوا ہوں۔ آج صدر مملکت سے میری ملاقات طے تھی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بتایا ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف کسی حادثے میں شدید زخمی ہو کر سنٹرل سپیشل ہسپتال میں داخل ہے انہوں نے

مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر مجھے وقت ملے تو میں ان چیف صاحب کو چیک کر لوں۔ آپ تو جانتے ہوں گے کہ نیو جرسی ہسپتال حادثوں میں زخمی ہونے والے لوگوں کے علاج کا دنیا میں سب سے مشہور ہسپتال ہے"...... عمران نے خالصتاً ایکریمین لہجے میں کہا۔

"جی ہاں..... میں نے بھی اس ہسپتال کی بے حد شہرت سنی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میری ملاقات آپ جیسے مشہور زمانہ ڈاکٹر سے ہو رہی ہے۔ آپ کا نام تو ہمارے لئے مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں تاکہ میں آپ کو لینے کے لئے سٹاف کار بھجوا دوں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر رونالڈ نے اس بار انتہائی نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔

"اتفاق سے میں آپ کے ہسپتال سے قریب سے گزر رہا تھا کہ مجھے خیال آگیا اس لئے میں پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔ ہمارے پاس کار ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ آپ تشریف لے آئیں۔ گیٹ پر صرف اپنا نام بتا دیں۔ آپ کو فوراً مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ میں آپ جیسے مشہور ڈاکٹر کے استقبال کے لئے چشم براہ ہوں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

"تھینک یو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے واقعی کمال کیا۔ لیکن کیا واقعی ڈاکٹر جیرم اس ہسپتال کا انچارج ہے۔ اگر ایسا ہے تو کہیں یہ ڈاکٹر رونالڈ اسے شکل سے نہ

پہچانتا ہو "...... دوبارہ کار میں بیٹھتے ہوئے صالح نے پوچھا اور عمران ہنس دیا۔

" تم نے سب سے پہلے یہ پوچھا تھا کہ کیا نیوجری ہسپتال کا بھی کوئی وجود ہے یا نہیں۔ تم ڈاکٹر جیرم کی بات لے بیٹھے ہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا اس نام کا ہسپتال نہیں ہے "۔ صالح کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" نہیں ایسا کوئی ہسپتال نہیں ہے "۔ عمران نے جواب دیا تو صالح کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

" مگر۔ مگر وہ ڈاکٹر تو کہہ رہا تھا کہ وہ جانتا ہے اور وہ ڈاکٹر جیرم کی شہرت سے بھی واقف ہے "...... صالح نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران بے اختیار ہنس دیا۔

" انسانی نفسیات کو اگر سمجھ لیا جائے تو بے شمار مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ جو پوائنٹ تمہارے ذہن میں آیا تھا کہ کہیں ڈاکٹر رونالڈ ڈاکٹر جیرم کو جانتا نہ ہو۔ اس پوائنٹ کو مدنظر رکھ کر میں نے یہ گیم کھیلی ہے۔ انسانوں کی نفسیات ہے کہ وہ اپنی کم علمی کا اعتراف عام طور پر نہیں کیا کرتے اور خاص طور پر سنٹرل سپیشل ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر بھلا اس بات کا کیسے اعتراف کر لیتا کہ وہ اس قدر مشہور ہسپتال کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور اس کے انچارج ڈاکٹر کے نام سے بھی واقف نہیں ہے۔ جب کہ اسرائیل کا صدر اس انچارج ڈاکٹر سے

ملاقات کرتا ہو اور اس سے درخواست کرتا ہو کہ اگر اسے وقت ملے تو سیکرٹ سروس کے چیف کو دیکھ لے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ کمال ہے۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا۔ میں تو کم از کم ایسی بات کرنے کی ہمت ہی کبھی نہ کرتا "۔ صالح نے کہا۔

" تم نے کہا تھا ناں کہ ہم نے اتنی جلدی پامیر کو اغوا کر کے کمال کیا ہے۔ وہ ایسی ہی ہمت کا نتیجہ تھا۔ جس پیشے سے ہمارا تعلق ہے اس میں انسانی نفسیات کو سمجھ کر اگر صحیح اور بروقت اس کا استعمال کیا جائے اور بات انتہائی اعتماد سے کی جائے تو جو کام ناممکن نظر آتے ہیں وہ نہ صرف ممکن بلکہ انتہائی آسان ہو جاتے ہیں۔ اب تم بتاؤ۔ کیا اب بھی ڈاکٹر رونالڈ ڈاکٹر جیرم کو شکل سے پہچانتا ہوگا "...... عمران نے کہا اور صالح بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" واقعی اب تو وہ یقیناً نہیں پہچانتا ہوگا۔ لیکن کیا آپ اس کے سامنے اس جم مار کر سے پوچھ گچھ کریں گے "...... صالح نے کہا۔

" جب اس کا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال اس تک پہنچ تو جائیں "۔ عمران نے کہا اور صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار سنٹرل سپیشل ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ گئی جہاں باقاعدہ ملٹری چیک پوسٹ تھی۔ لیکن عمران نے جیسے ہی ڈاکٹر جیرم کا نام لیا۔ پھاٹک کھول دیا گیا اور صالح کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں کار روک کر وہ جیسے ہی نیچے اترے ایک

ادھیڑ عمر ڈاکٹر [illegible] ساتھ اپنی طرف بڑھتے ہوئے نظر آیا۔

"میں ڈاکٹر رونالڈ ہوں۔ اس ہسپتال کا انچارج"...... آنے والے ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے قریب آکر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جیرم اور یہ میرے اسسٹنٹ ہیں ڈاکٹر ہنری۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ کیونکہ صدر مملکت نے آپ کی قابلیت کی کافی تعریف کی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر رونالڈ کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہو گیا۔

"یہ ان کی مہربانی ہے جناب۔ آیئے تشریف لایئے۔ آپ جیسے بڑے اور مشہور ڈاکٹر سے ملاقات میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے"...... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کے دفتر میں پہنچ چکے تھے۔

"میرا خیال ہے۔ آپ ہسپتال کا ایک راؤنڈ لگا لیں۔ یہ اسرائیل کا خصوصی ہسپتال ہے۔ یہاں ہم نے انتہائی جدید ترین آلات نصب کئے ہوئے ہیں"...... ڈاکٹر رونالڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈاکٹر۔ میرے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اس لئے ایسا پھر کبھی سہی۔ فی الحال آپ ان چیف صاحب سے میری ملاقات کرا دیں"۔ عمران نے کہا۔

"آیئے"...... ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بیڈ پر جم مارکر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پورے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا۔ چہرہ واقعی کافی مسخ ہو چکا تھا۔

آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ سر کے بال جل چکے تھے۔ اس کی حالت بے حد خراب لگ رہی تھی اور عمران جم مارکر کو اس حالت میں دیکھ کر حقیقتاً خود بھی لرز کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب جسے اپنی گرفت میں لے لے۔ اس کی حالت واقعی انتہائی بدتر ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر رونالڈ نے کیس ہسٹری والی فائل اٹھا کر عمران کو دی اور عمران اسے پڑھنے لگا اور ساتھ ساتھ ڈاکٹر رونالڈ اسے ضروری تفصیل بھی بتاتا گیا اور پھر اس نے اس علاج کی تفصیل بھی بتا دی۔ جو وہ جم مارکر کا کر رہے تھے۔

"تو آپ نے انہیں مستقل طور پر بے ہوش رکھا ہوا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں...... یہ ذہنی طور پر انتہائی غیر متوازن ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کا بے ہوش رہنا ہی ان کے لئے بہتر ہے"...... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

"ان کی ذہنی حالت کے مطالعے سے ہی تو ان کی اندرونی صحیح کیفیات کا علم ہو سکے گا۔ آپ ایسا کریں انہیں ہوش میں لے آئیں اور مجھے اکیلے میں ان سے کچھ باتیں کرنے کا وقت دیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان کی ذہنی حالت درست کر لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور ظاہر ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ان کا جسمانی علاج نسبتاً زیادہ آسان ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ساتھ موجود جونیئر ڈاکٹروں کو ہدایات دینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد جم

مارکر کو ہوش آگیا۔ عمران اس کے ساتھ موجود کرسی پر اطمینان سے
بیٹھ گیا۔ جب کہ عمران کی خواہش کے عین مطابق ڈاکٹر رونالڈ اور
دوسرے ڈاکٹر کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران کے اشارے پر صالح
دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

"آگ۔ اوہ۔ اوہ۔ فار گاڈ سیک۔ اس آگ کو بجھا دو۔ یہ آگ مجھے
جلا کر راکھ کر رہی ہے"...... جم مارکر نے ہوش میں آتے ہی بری طرح
ادھر ادھر سر پٹکتے ہوئے کہا۔

"یہ آگ بجھ سکتی ہے جم مارکر...... ابھی اور اسی وقت بجھ سکتی
ہے"...... عمران نے ڈاکٹر جیرم کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
تو جم مارکر نے چونک کر اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے عمران کو دیکھنا
شروع کر دیا۔

"بجھا دو پلیز بجھا دو۔ کسی طرح اس آگ کو بجھا دو۔ تم جو کوئی بھی
ہو۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم یہ آگ بجھا دو۔ یا پھر مجھے گولی
مار دو۔ مجھے زہر کا ٹیکہ لگا دو۔ کچھ نہ کچھ کرو ضرور۔ پلیز ڈاکٹر کچھ کرو"...... جم
مارکر نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ تم نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے۔ ایسا بھیانک گناہ کہ خدا کو
جلال آگیا ہے۔ یہ خدائی آگ ہے۔ یہ دواؤں سے نہیں بجھ سکتی۔ اس
کا ایک ہی حل ہے کہ تم صدق دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔
پھر یہ آگ بجھ جائے گی"...... عمران نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں
کہا۔

"معافی۔ کیسے معافی مانگوں۔ میں تو معافی مانگ مانگ کر تھک
گیا ہوں۔ مجھ سے واقعی ایک انتہائی گھٹیا حرکت ہوئی ہے۔ بہت بڑا
گناہ ہوا ہے۔ میں نے مسلمان عورتوں کی عزت لوٹنے کی کوشش کی
تھی۔ میں نے بھائی کے سامنے اس کی بہن کی عزت خراب کرنی چاہی
تھی۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ مجھ سے واقعی بھیانک گناہ ہوا ہے
لیکن میں اس وقت پاگل ہو رہا تھا۔ میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا"۔ جم
مارکر نے سر پٹختے ہوئے کہا۔

"معافی مانگنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا مسٹر جم مارکر کہ صرف تم اپنے
گناہوں کی معافی مانگو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے
سربراہ تھے اور تمہارے تحت ایک ایسا سپیشل سیل کام کر رہا تھا جو
پاکیشیا کے گیارہ کروڑ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے لئے کام
کر رہا تھا۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ یہ درست ہے۔ لیکن وہ تو سرکاری کام ہے۔ وہ تو میرا
گناہ نہیں ہے۔ وہ میرا تو فیصلہ نہیں ہے"...... جم مارکر نے کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن بہرحال تم اس کے سربراہ تھے۔
اس لئے وہاں بھی یقیناً کوئی ایسی حرکت ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے
یہ وبال تم پر آیا ہے کہ تمہیں اب موت بھی نہیں آتی۔ وہاں بھی
معلومات حاصل کرنی پڑیں گی۔ اگر وہاں ایسی کوئی بات ہوئی ہے۔ تو
وہاں کے انچارج کو بھی تمہارے ساتھ ہی معافی مانگنی ہو گی۔ کہاں
ہے یہ سپیشل سیل"...... عمران نے بات کرتے کرتے اچانک سوال

کر دیا۔

ماسوری چھاؤنی میں۔ ماسوری چھاؤنی میں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس کا انچارج میجر کو برا ہے۔ وہ بے حد سفاک اور ظالم آدمی ہے۔ میں نے خود اسے کئی بار منع کیا تھا۔ اوہ اوہ۔ اس نے ضرور کوئی گناہ کیا ہوگا۔ میں اس کی بھی معافی مانگتا ہوں۔ بلکہ میں اسے معطل کرا دیتا ہوں۔ میری آگ کسی طرح بجھ جائے یا مر جاؤں "...... جم مار کر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اب تم جلد ہی ٹھیک ہو جاؤ گے۔ بس معافی مانگتے رہو۔ جلد ہی تمہاری معافی قبول ہو جائے گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور جم مار کر نے ایک بار پھر ادھر ادھر سر پٹختا شروع کر دیا۔ عمران خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ صالح بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ ڈاکٹر رونالڈ کے دفتر میں آگیا۔

"کچھ پتہ چلا ڈاکٹر کہ وہ آخر کس آگ کی بات کرتا ہے"...... ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے کیس سٹڈی کر لیا ہے۔ ان کے سر پر چوٹ لگی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے ذہن کے ایک مخصوص حصے کے خلیات کام نہیں کر رہے۔ جس کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہے۔ ہم نے ایسے بے شمار کیس ڈیل کئے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے مخصوص دوا ہم لوگ تیار کر کے استعمال کرتے ہیں۔ میں آج ہی ایکریمیا واپس جا رہا ہوں

میں وہاں سے وہ دوا آپ کو براہ راست بھجوا دوں گا۔ اس سے یہ آدمی یقیناً ٹھیک ہو جائے گا۔ تب تک آپ انہیں بے ہوش ہی رکھیں"۔ عمران نے ڈاکٹر رونالڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ کمال ہے۔ اس لئے آپ کی مہارت کی پوری دنیا میں شہرت ہے"۔ ڈاکٹر رونالڈ نے انتہائی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کبھی نیوجرسی تشریف لائیں۔ میں آپ کو خصوصی طور پر دعوت دیتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"شکریہ جناب یہ دعوت میرے لئے اعزاز ہے"۔ ڈاکٹر رونالڈ نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے وقت کی کمی کا بہانہ کر کے ڈاکٹر رونالڈ سے اجازت لی اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہسپتال کے گیٹ سے باہر آگئی۔

"آپ واقعی جادوگر ہیں عمران صاحب۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس انداز میں بھی کام ہو سکتا ہے"۔ صالح نے باہر آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاں ایک مثال ہے کہ جو گرہ ہاتھ سے کھل سکتی ہو۔ اسے دانتوں سے کھولنے کی ضرورت نہیں اور جو آدمی گڑ دینے سے مر سکتا ہو۔ اسے زہر دینے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالح بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا ہم نے واپس جانا ہے"...... صالح نے کہا۔

"یہ ماسوری چھاؤنی کہاں ہے۔ جانتے ہو"۔ عمران نے یک لخت

سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ اسرائیل کی سب سے بڑی چھاؤنی ہے۔ تل ابیب کے مشرق میں ایک علاقہ ہے۔ راسکا۔ بہت وسیع وعریض صحرا ہے۔ اس کے اندر یہ چھاؤنی بنائی گئی ہے اور اس کی بے پناہ حفاظت بھی کی جاتی ہے"۔ صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال واپس گھر چلو۔ اس کے لئے وہاں بیٹھ کر باقاعدہ منصوبہ بندی کرنی پڑے گی"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور صالح نے کار کی رفتار تیز کر دی۔

ٹام اور میجر ہیری دونوں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے عالی شان دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہری فکر مندی کے آثار نمایاں تھے۔

"ہمیں کوئی لائن آف ایکشن چاہئے میجر ہیری۔ فوری لائن آف ایکشن۔ یہ کیس ہمارے لئے ٹیسٹ کیس ہے۔ اگر ہم اس میں ناکام ہو گئے تو ہمارے سارے خواب بکھر کر رہ جائیں گے"...... ٹام نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور میجر ہیری جس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں یک لخت چونک پڑا۔

"اوہ باس۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔ مس جیکی اگر چاہے تو اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتی ہے"۔ میجر ہیری نے چونک کر کہا۔

"مس جیکی۔ وہ کون ہے"...... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں میجر ہیری نے اسے مس جیکی کے بارے میں پوری

تفصیل بتادی۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو اہم کلیو ہے۔ چلو اٹھو۔ ہمیں فوری مس جیکی سے ملنا ہوگا"........ ٹام نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے فون کر لیتے ہیں باس"........ میجر ہیری نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس فون۔ انتظار اور سوچ بچار کا قائل نہیں ہوں۔ چلو جلدی اٹھو۔ تم نے اس کی رہائش دیکھی ہوئی ہے ناں"........ ٹام نے کہا اور میجر ہیری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس"........ میجر ہیری نے کہا۔ وہ اس وقت سادہ لباس میں تھا۔ کیونکہ جی۔ پی۔ فائیو کی بجائے وہ اب سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف بن چکا تھا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار سرپاؤسز کی طرف مڑنے والی سڑک پر پہنچی ہی تھی کہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ کی کار ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور میجر ہیری کار اور ڈرائیونگ سیٹ پر اکیلے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ اوہ کہیں وہ مس جیکی سے مل کر نہ آرہا ہو"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"کہاں ہے کرنل ڈیوڈ"........ ٹام نے چونک کر پوچھا۔ وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ابھی اس کی کار گزری ہے اور وہ سرپاؤسز کی طرف سے ہی آرہی تھی"۔ میجر ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو بتایا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ اس کی ناراضگی چل

رہی ہے"........ ٹام نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہو۔ جم مار کر کے ناکارہ ہو جانے پر وہ اس کے پاس پہنچ گیا ہو۔ وہ جذباتی ضرور ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کا ذہن بڑی کارآمد باتیں سوچ لیتا ہے اور وہ وقتی مصلحت کے تحت وہ کچھ بھی کر گزرتا ہے جو بظاہر اس کی فطرت کے خلاف ہوتا ہے"........ میجر ہیری نے کہا اور ٹام نے اثبات میں سرہلا دیا۔

سرپاؤسز کے گیٹ پر جب میجر ہیری نے وہاں موجود اٹنڈنٹ سے بات چیت کی تو اس کے خدشے کی تصدیق ہو گئی۔ کرنل ڈیوڈ مس جیکی کے گھر ایک گھنٹہ گزار کر ابھی واپس گیا تھا۔

"تم چلو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"........ ٹام نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ جیکی کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ میجر ہیری نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلا اور ملازمہ نما لڑکی باہر آگئی چونکہ میجر ہیری پہلے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لئے وہ میجر ہیری کو پہچانتی تھی۔

"آپ میجر ہیری"........ ملازمہ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مس جیکی سے کہو۔ سیکرٹ سروس کا نیا چیف اس سے ملنے آیا ہے"........ میجر ہیری نے کہا۔

"میں پھاٹک کھولتی ہوں۔ ابھی کرنل ڈیوڈ صاحب گئے ہیں"........

ملازمہ نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے"....... میجر ہیری نے جواب دیا اور واپس آکر ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور میجر ہیری کار اندر لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں پہنچ چکے تھے۔ ٹام کی نظریں ڈرائنگ روم میں لگی ہوئی جیکی کی تقریباً عریاں تصویر پر جم سی گئی تھیں۔ اس کی نظروں میں جیکی کے لئے پسندیدگی کے تاثرات نمایاں تھے اور میجر ہیری یہ تاثرات دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور جیکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ ٹام اور میجر ہیری دونوں اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیکی کی نظریں بھی ٹام پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہ سیکرٹ سروس کے نئے چیف ٹام ہیں اور باس یہ مس جیکی ہیں۔ جن کا غائبانہ تعارف میں نے آپ سے کرایا تھا"....... میجر ہیری نے ان دونوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے مجھے یہ تو نہ بتایا تھا کہ مس جیکی اس قدر خوب صورت اور دلکش شخصیت کی مالک ہیں"....... ٹام نے بے اختیار ہو کر کہا اور جیکی کا چہرہ اپنی تعریف سن کر بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"تعریف کا شکریہ جناب۔ آپ کی شخصیت بھی لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ایک ہے"....... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں

نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

"مجھے ابھی کرنل ڈیوڈ نے بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے اور میجر ہیری آپ تو کرنل ڈیوڈ کے اسسٹنٹ تھے"۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد جب وہ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے تو مس جیکی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا اور میجر ہیری نے اسے تفصیل سے بتا دیا کہ کس طرح صدر مملکت اور وزیر اعظم کی میٹنگ میں ٹام کو سیکرٹ سروس کا نیا چیف اور اسے اس کا اسسٹنٹ بنایا گیا ہے۔

"اوہ۔ مگر یہ بات تو کرنل ڈیوڈ نے مجھے بتائی ہی نہیں۔ حالانکہ تم کہہ رہے ہو کہ وہ بھی اس میٹنگ میں شامل تھا"....... جیکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ اس نے کسی خاص مقصد کے لئے اس بات کو چھپا لیا ہو"....... میجر ہیری نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں سمجھ گئی تو کرنل ڈیوڈ مجھے صرف اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے"....... مس جیکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازمہ اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی۔ جس میں شراب کی ایک بڑی بوتل اور تین جام رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک جام ان تینوں کے سامنے میز پر رکھا اور پھر بوتل کھول کر اس نے تینوں جام بھرے اور بوتل وہیں رکھ کر اور ٹرے اٹھا کر خاموشی سے واپس چلی گئی۔

"لیجئے"۔ مس جیکی نے کہا اور تینوں نے اپنے جام اٹھا لیئے۔

" یہ آپ کیا کہہ رہی تھیں مس جیکی کہ کرنل ڈیوڈ آپ کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں "...... ٹام نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

" چھوڑیں اس بات کو۔ اس سے میں خود نمٹ لوں گی۔ آپ فرمائیں کہ آپ کا آنا کیسے ہوا ہے "...... جیکی نے بات ٹالتے ہوئے کہا اور اس بار میجر ہیری نے وہی بات کر ڈالی جو اس سے پہلے کرنل ڈیوڈ نے کی تھی اور جیکی مسکرا دی۔

" تو آپ بھی اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے چکر میں یہاں آئے ہیں۔ تو پھر چند باتیں صاف صاف ہو جائیں "...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" فرمائیے "...... ٹام نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" کرنل ڈیوڈ بھی اس سلسلے میں یہاں آیا تھا اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو جی۔ پی۔ فائیو کے ہاتھوں گرفتار کرا دوں تو وہ صدر مملکت سے کہہ کر مجھے جم مارکر کی جگہ سیکرٹ سروس کا چیف بنوا دے گا۔ لیکن آپ کی آمد پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ غلط بیانی کر رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کا نیا چیف تو پہلے ہی تعینات ہو چکا ہے اور کرنل ڈیوڈ کو بھی اس کا علم ہے اس لئے تو میں کہہ رہی تھی کہ وہ صرف اپنے مفاد کی خاطر مجھے استعمال کر رہا تھا "...... جیکی نے کہا۔

" مس جیکی۔ ابھی آپ کا مجھ سے تعارف نہیں ہوا۔ لیکن جلد ہی

آپ کو علم ہو جائے گا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر بھی گزرتا ہوں۔ اگر آپ واقعی سیکرٹ سروس کی چیف بننا چاہتی ہیں تو مجھے آپ کو چیف دیکھ کر خوشی ہو گی۔ میں آپ کے تحت کام کرنا فخر سمجھوں گا "۔ ٹام نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو جیکی اور میجر ہیری دونوں چونک کر انتہائی حیرت بھرے انداز میں ٹام کو دیکھنے لگے۔ جس کے چہرے پر واقعی بے پناہ سنجیدگی تھی۔

" کیا مطلب۔ کیا آپ سیکرٹ سروس کے چیف کے عہدے سے ہٹ جائیں گے "...... جیکی نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" مس جیکی۔ میرا تعلق پہلے قومی سلامتی کے ادارے سے تھا اور ڈاکٹر ہڈسن اس ادارے کے چیف ہیں۔ میں یتیم لڑکا ہوں اور ڈاکٹر ہڈسن نے مجھے بچپن سے یتیم خانے سے لے کر میری پرورش اپنے بیٹے کی طرح کی ہے۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے اور میں نے بھی انہیں ہمیشہ اپنا باپ ہی سمجھا ہے۔ یہ ان کی محنت اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ میں آج اس مقام پر پہنچا ہوں۔ ڈاکٹر ہڈسن نے صدر مملکت سے کہہ کر مجھے سیکرٹ سروس کا چیف بنوایا ہے اور یہ کیس میری صلاحیتوں کے لئے ٹیسٹ کیس ہے۔ اگر میں اس میں سرخرو ہو جاتا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ میں اسرائیل اور اپنے باپ کے سامنے سرخرو ہو گیا ہوں میرے لئے یہی بہت ہے۔ اس کے بعد میں ڈاکٹر ہڈسن کو مجبور کر دوں گا کہ وہ مجھے واپس اپنی جگہ بھجوا دیں اور آپ کو سیکرٹ سروس کا چیف بنوا دیں اور مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر ہڈسن میری بات نہیں ٹالتے "۔

.... ٹام نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ۔ اس قدر ایثار اور اس قدر بے غرضی ۔ بہت خوب مسٹر ٹام ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اب آپ ہی سیکرٹ سروس کے چیف رہیں گے اور یہ کیس بھی اب آپ کے کریڈٹ میں جائے گا ۔ باقی رہی میں تو مجھے آپ کے ہوتے ہوئے سیکرٹ سروس کا چیف بننے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ بس آپ مجھ سے مسکرا کر مل لیا کریں ۔ میرے لئے یہی کافی ہے" .... مس جیکی نے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو ٹام کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

"مس جیکی ۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے میجر ہیری کے سامنے یہ اعتراف کرنے میں قطعاً کوئی جھجک محسوس نہیں ہو رہی کہ یہاں ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی میری نظریں جیسے ہی آپ کی تصویر پر پڑیں ۔ میرا دل بے اختیار دھڑک اٹھا ۔ لیکن جب آپ سے براہ راست ملاقات ہوئی تو دل دھڑکنا ہی بھول گیا ۔ آپ بالکل اسی طرح ہیں جس طرح کا خواب میں بچپن سے دیکھتا آ رہا ہوں ۔ اگر آپ ایک یتیم لڑکے کی گستاخی کو معاف کر دیں تو میں آپ کو پروپوز کرتا ہوں" .... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔ بے حد شکریہ ٹام ۔ تم نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے ۔ میں تمہاری بیوی بن کر اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت عورت سمجھوں گی ۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں لاکھوں مرد دیکھے ہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ میں نے لاکھوں

رئیس زادوں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز مردوں کو اپنی انگلیوں پر نچایا ہے لیکن نجانے تم میں ایسی کیا کشش ہے کہ تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا ہے کہ میرے ذہن میں جو مرد بطور آئیڈیل موجود تھا ۔ وہ تم ہو" .... جیکی نے بھی بغیر کسی حیاد شرم اور جھجک کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ دونوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ آپ کی جوڑی واقعی پورے اسرائیل میں سب سے شاندار جوڑی ہو گی" .... میجر ہیری نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ دونوں بھی ہنس پڑے ۔

"اگر ایسی بات ہے جیکی تو پھر میری تجویز ہے کہ ابھی میرے ساتھ چلو اور ہم جا کر میرج رجسٹرار کے پاس میرج رجسٹر کرا لیتے ہیں ۔ ہم لوگوں کی زندگیاں بلبلے کی طرح ہوتی ہیں ۔ پتہ نہیں بعد میں زندگی رہے یا نہ رہے کم از کم میرے دل کو تو زندگی کی سب سے بڑی مسرت حاصل ہو جائے گی" .... ٹام نے کہا۔

"مجھے منظور ہے" .... جیکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ اگر آپ حکم دیں تو میں میرج رجسٹرار کو یہیں طلب کر لیتا ہوں" .... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ تقریب باقاعدہ طور پر بھی منائی جا سکتی ہے ۔ میں اپنے سرکاری دفتر کے افراد اور سرپاوسز کے رہنے والوں کو بھی بلا لیتی ہوں" .... جیکی نے کہا۔

"تقریب بعد میں منائیں گے جیکی۔ جب یہ کیس مکمل ہو جائے گا ورنہ اگر ہم تقریب منانے کے چکر میں پڑ گئے تو ہو سکتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ کام دکھا جائے"...... ٹام نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں صرف سرپا ہاؤسز کی چند خواتین کو بلا لیتی ہوں۔ بعد میں باقاعدہ دھوم دھام سے تقریب منائیں گے"...... جیکی نے کہا اور میجر ہیری نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ تاکہ میرج رجسٹرار کو یہیں بلا سکے۔ اس کے بعد جیکی نے بھی سرپا ہاؤسز میں رہنے والے چند جوڑوں کو بلا لیا اور میجر ہیری نے اس دوران کار میں جا کر فوری طور پر مارکیٹ سے جیکی اور ٹام دونوں کے لئے شادی کے مخصوص لباس خریدے۔ ان کے لئے تحفے خریدے اور ٹام کے کہنے کے مطابق اس نے ایک ڈائمنڈ کی انتہائی خوب صورت انگوٹھی بھی خریدی اور واپس آ گیا۔ ایک گھنٹے بعد میرج رجسٹرار نے باقاعدہ ان دونوں کی شادی رجسٹرڈ کی اور ٹام نے خوب صورت اور قیمتی انگوٹھی جیکی کی انگلی میں پہنائی۔ جیکی اس وقت مخصوص عروسی لباس میں بے حد خوب صورت لگ رہی تھی۔ میجر ہیری نے واقعی انتہائی کم وقت میں اس تقریب کو خاصا شاندار بنا دیا تھا۔ قریبی ہوٹل سے تقریب میں شریک تمام مہمانوں کے لئے پرتکلف کھانا سرو کیا گیا جیکی اور ٹام کی طرف سے تمام مہمانوں کو نقد رقم بطور تحفہ پیش کی گئی۔ فوٹو گرافی بھی ہوئی اور میرج رجسٹرار نے ان دونوں کی میرج کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کر دیا۔ شام کو چھ بجے جا کر ان دونوں کی شادی

کی تقریب اختتام پذیر ہوئی اور جیکی اب مسز ٹام بن چکی تھی۔

"میرا خیال ہے۔ اب مشن کو کل تک ملتوی کر دیا جائے"۔ میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ وہ مشن تو واقعی ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔ تم مجھے تفصیل بتاؤ جیکی کہ تم نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ مل کر کیا کرنا تھا"۔ ٹام نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور جیکی نے اسے تفصیل سے بتا دیا کہ اس نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کیا پروگرام بنایا تھا۔

"تم مجھے اس گھر کا پتہ تفصیل سے بتاؤ۔ میں آج رات ہی وہاں چھاپہ مارنا چاہتا ہوں تاکہ آج رات ہی یہ مشن مکمل ہو جائے"۔ ٹام نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ انتہائی باخبر ہیں۔ انہیں ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو وہ غائب ہو جائیں گے۔ ہمیں اس کے لئے پوری منصوبہ بندی کرنی ہو گی"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"کیسی منصوبہ بندی۔ وہ لوگ اگر اس مکان میں ہوئے تو آسانی سے گرفتار کر لئے جائیں گے"...... ٹام نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ انہیں نہیں جانتے باس۔ وہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف منصوبہ بندی انتہائی سوچ سمجھ کر بنانی چاہئے۔ ورنہ وہ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جائیں گے"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"میں نے تو کرنل ڈیوڈ سے مل کر جو منصوبہ بندی کی تھی وہ میں

تمہیں بتا دیتی ہوں۔ اس کے بعد تم جیسے کہو"۔ جیکی نے کہا اور اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

"ویری گڈ۔ یہ اچھا منصوبہ ہے۔ گو وہ عمران مسز جیکی کے وہاں پہنچتے ہی چونک پڑے گا۔ لیکن بہرحال اس طرح اسے گھیرا جا سکتا ہے لیکن مسز جیکی کو سپیشل کاشز دینا پڑے گا۔ وہ عمران یقیناً اس خصوصی کاشز سے واقف نہ ہوگا"...... میجر ہیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے اس منصوبے پر عمل کرو۔ بس اب فرق یہ ہوگا کہ جی۔پی۔فائیو کی جگہ سیکرٹ سروس لے لے گی اور میجر ہیری کی بات درست ہے۔ تمہیں خصوصی کاشز مہیا کر دیا جائے گا اس طرح تمہارا کام بے حد آسان ہو جائے گا"...... ٹام نے کہا اور جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صالح میری بات سنو"...... کمرے کا دروازہ کھول کر عاصمہ نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس وقت کمرے مین سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ صالح بھی موجود تھا۔ وہ سب ماسوری چھاؤنی پر ریڈ کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف تھے۔

"کیا بات ہے"...... صالح نے چونک کر پوچھا۔

"تم آؤ تو سہی"...... عاصمہ نے کہا اور واپس باہر چلی گئی۔

"میں ابھی حاضر ہوتا ہوں عمران صاحب"...... صالح نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالح اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"ماسوری چھاؤنی کے حفاظتی اقدامات تو واقعی بے داغ ہیں"۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں پھر یہی کہوں گا کہ تم لوگ لمبی چوڑی منصوبہ بندی میں نہ

پڑو۔ایسی جگہوں پر اندھا دھند ریڈ زیادہ کامیاب رہتے ہیں "۔تنویر نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں تنویر ۔ یہ اندھا دھند ریڈ کرنے کی سچوئیشن نہیں ہے ۔
بہت بڑی چھاؤنی ہے ۔ وہاں ہمارا داخلہ بھی مشکل سے ہوگا ۔ پھر
سپیشل سیل تک پہنچنا اور اس کے بعد اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے
واپس زندہ نکل آنا ۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے "...... صفدر نے
جواب دیا۔

" مگر عمران صاحب ۔ میری سمجھ میں ایک بات نہیں آرہی کہ اگر
ہم نے اس سپیشل سیل کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ بھی کر دیا ۔ وہاں موجود
افراد کا خاتمہ بھی کر دیا تو اس سے کیا حاصل ہوگا ۔ کیا یہ سیل دوبارہ
نہیں بنایا جا سکتا ۔ کیا دوسرے لوگ تیار نہیں کئے جا سکتے "۔ اچانک
اب تک خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران سمیت سب
لوگ اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے ۔

" واقعی کیپٹن شکیل کی بات درست ہے "۔ جولیا اور صفدر دونوں
نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" میرے ذہن میں بھی یہ بات موجود ہے ۔ لیکن مجھے اس کا کوئی
ایسا حل سمجھ میں نہیں آرہا کہ جس سے اس ساری کارروائی کو ہمیشہ
کے لئے ختم کیا جا سکے "...... عمران نے فوراً ہی اعتراف کرتے ہوئے
کہا۔

" اس کا یہی حل ہے کہ ہم یہاں اسرائیل میں دہشت گردی کی

کارروائیاں شروع کر دیں ۔ اس طرح انہیں اپنی پڑ جائے گی اور یہ
ہمیں بھول جائیں گے "...... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق کہا۔

" لیکن ہم یہ سب کچھ کب تک کرتے رہیں گے "...... صفدر نے
کہا۔ تو تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" عمران صاحب ۔ کیا آپ میرے ساتھ آئیں گے ۔ صرف ایک
منٹ کے لئے "...... اسی لمحے دروازہ کھول کر صالحہ نے اندر آتے ہوئے
کہا۔

" کیا بات ہے ۔ خیریت ہے ۔ تم اور عاصمہ دونوں کچھ پراسرار نظر
آنے لگ گئے ہو "...... عمران نے چونک کر کہا۔

" اصل بات یہ ہے کہ تل ابیب میں میری ایک دوست ہے ماریا۔
عرب لڑکی ہے اور فلسطینیوں کے لئے اس نے بے پناہ کام کیا ہے ۔
اس کے ساتھ ساتھ وہ سیکرٹ سروس اور جی ۔ پی ۔ فائیو کی مخبری بھی
کرتی رہتی ہے اور اس کی دی ہوئی اطلاعات کی وجہ سے فلسطینیوں کو
بے حد فائدہ پہنچا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ابو سلام صاحب بھی اس کی بے
حد عزت کرتے ہیں ۔ میری اس سے شادی کی بات چیت بھی چل رہی
ہے ۔ وہ تل ابیب کے ایک دفتر میں ملازم ہے ۔ وہ ملک سے باہر گئی
ہوئی تھی ۔ پھر وہ واپس آئی تو اس نے میرے گھر فون کیا ۔ میرے
ملازم نے اسے بتایا کہ میں یہاں عاصمہ کے گھر ہوں تو وہ بے چین ہو
کر مجھ سے ملنے یہاں آگئی ہے ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہاں آپ لوگ
موجود ہیں ۔ میں آپ کو باہر اس لئے لے جانا چاہتا تھا ۔ تاکہ آپ کا

تعارف اس سے کرا دوں ۔اس کے بعد آپ اگر مناسب سمجھیں تو اپنے ساتھیوں کو اس سے ملوا دیں ۔نہ مناسب سمجھیں تو نہ ملوائیں "۔ صالح نے پوری بات تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

" اگر تم کہہ رہے ہو کہ وہ فلسطینی گروپ سے اٹیچ ہے ۔تو پھر ٹھیک ہے ۔ہم اس سے مل لیتے ہیں ۔لیکن آپ نے ہمارا اصل تعارف نہیں کرانا"...... عمران نے کہا۔

" عاصمہ اسے آپ لوگوں کے متعلق پہلے سے بتا چکی ہے اور وہ آپ لوگوں سے ملنے کے لئے بے چین ہے ۔کیونکہ اس نے آپ لوگوں کے کارناموں کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے"...... صالح نے کہا۔

" پھر باقی پردے والی بات کون سی رہ گئی ۔لے آؤ اسے یہاں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالح سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور صالح کے ساتھ ایک خوب صورت اور دلکش شرمیلی سی عرب لڑکی اندر داخل ہوئی ۔اس کا لباس بھی قدیم عرب عورتوں کی طرح تھا ۔حالانکہ اب اسرائیل میں رہنے والی عورتیں اکثر جینز اور شرٹ پہننے لگ گئی تھیں ۔لیکن ماریا کے جسم پر مکمل لباس تھا۔جولیا اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور تیزی سے اس کی طرف بڑھی ۔

" میرا نام جولیانا ہے"...... جولیا نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" آپ ۔آپ غیر مسلم ہیں ۔مگر میں نے تو سنا تھا کہ پاکیشیا میں

مسلمان ہوتے ہیں "...... ماریا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" الحمد اللہ ۔میں بھی مسلمان ہوں ۔لیکن نام وہی ہے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماریا نے ایسے طویل سانس لیا جیسے اسے یہ سن کر بے حد اطمینان ہوا ہو کہ جولیا مسلمان ہے ۔عمران سمیت باقی افراد بھی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور چند لمحوں بعد تعارف مکمل ہو گیا۔

" آپ کے کارناموں کی دھوم تو بہت ہے عمران صاحب ۔لیکن آپ تو میرے تصور سے بالکل مختلف ہیں ۔میرا تو خیال تھا کہ آپ کوئی سفاک اور ظالم قسم کے خشک چہرے والے آدمی ہوں گے ۔لیکن آپ کا چہرہ تو بچوں کی طرح معصوم ہے"...... ماریا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ معلوم نہیں بچہ کسے کہتی ہوں گی ۔لیکن میرے نظریے کے مطابق کم از کم اسی سال کی عمر تک آدمی بچہ ہی ہوتا ہے ۔ہاں اسی سال کی عمر کے بعد آپ اسے نوجوان کہہ سکتی ہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ماریا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" آپ بہت دلچسپ باتیں کرتے ہیں ۔یقین کریں مجھے آپ سب سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے ۔میں تو یہاں صالح سے ملنے آئی تھی ۔مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں آپ جیسے عظیم لوگوں سے بھی ملاقات ہو جائے گی ۔یہ واقعی میری خوش قسمتی ہے "...... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صالح نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کی اس سے شادی متوقع ہے۔ اس طرح سوچا جائے تو آپ اپنے ہونے والے شوہر سے ملنے آئی ہیں۔ لیکن کیا شوہر سے ملنے کے لئے سپیشل کاشز ساتھ رکھنا ضروری ہوتا ہے"...... اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر نہ صرف اس کے سارے ساتھی بلکہ صالح بھی بری طرح چونک پڑا۔

"آپ کی نظریں واقعی بے حد تیز ہیں...... مجھے آپ کے مشاہدے پر واقعی بے پناہ حیرت ہو رہی ہے۔ میں بزنس ٹور پر ایکریمیا گئی تھی۔ وہاں مجھے یہ مخصوص قسم کا کاشز نظر آیا تو میں نے اسے خرید لیا کہ یہ نئی چیز ہے۔ چلو تنظیم کے کام آئے گی۔ اس لئے میں اسے پہن کر بھی آئی تھی۔ تاکہ میں صالح کو اس بارے میں بتا کر حیران کر سکوں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آپ نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا ہے"...... ماریا نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر گلے میں پہنا ہوا ایک خوب صورت لاکٹ اتار کر اس نے ساتھ بیٹھے ہوئے صالح کی طرف بڑھا دیا۔

"ذرا مجھے دکھانا ایک منٹ"...... عمران نے کہا اور صالح کے ہاتھ سے وہ لاکٹ لے لیا۔ لاکٹ کے درمیان ایک خوب صورت سا سرخ رنگ کا پتھر جڑا ہوا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے لاکٹ واپس صالح کی طرف بڑھا دیا۔ صالح حیرت سے اس لاکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"مس ماریا۔ اب آپ شرافت سے بتا دیں کہ آپ کے ساتھی یہاں سے کتنی دور موجود ہیں۔ ویسے تو میں جانتا ہوں کہ اس قسم کے خصوصی کاشز کی رینج خاصی وسیع ہوتی ہے۔ لیکن اتنی بھی نہیں کہ یہ یہاں سے تل ابیب تک کاشن دے سکے"...... عمران نے اچانک جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ ماریا کی طرف کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر، تنویر اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر ماریا کے عقب میں آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور نظر آ رہے تھے۔ جب کہ صالح کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب عمران صاحب"...... صالح نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پلیز خاموش رہیں"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے کلپ ہتھکڑی نکال کر ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف پھینک دی اور دوسرے لمحے جولیا نے بجلی کی سی تیز رفتاری سے ماریا کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے اسے کلپ ہتھکڑی لگا دی۔

"صالح۔ صالح۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... یک لخت ماریا نے روتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

"مم۔ مم۔ میں۔ میں"...... صالح نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بھی ہاتھ اٹھا دو صالح۔ ورنہ میں فائر کھول دوں گا اور صدیقی جا

کر عاصمہ کو بھی یہاں لے آؤ اور باقی لوگ باہر جا کر پوزیشنیں لے لیں"۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور صالح نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔

"میں ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ لوگ اس طرح کی حرکت بھی کریں گے"...... صالح نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اتنے افراد کے سامنے وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔

"میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ تم جیسا نوجوان اس ماریا کے ہاتھوں اس طرح بے وقوف بنتا رہے گا"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد جب عاصمہ صدیقی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ یہ منظر دیکھ کر بے اختیار چیخ سی پڑی۔

"سوری عاصمہ بھابھی ۔ آپ بھی پلیز کوئی غلط حرکت نہ کریں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ماریا سر جھکائے مسلسل رونے میں مصروف تھی۔

"جولیا ماریا کو ساتھ والے کمرے میں لے جاؤ اور اس کی مکمل تلاشی لو"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا نے ماریا کا بازو پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر کے تقریباً گھسیٹتی ہوئی ساتھ والے کمرے میں لے گئی۔

"یہ ۔ یہ تو ماریا ہے ۔ صالح کی منگیتر ۔ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے"...... عاصمہ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یہ یہودی ایجنٹ ہے عاصمہ ۔ چند لمحے صبر کریں ابھی سب کچھ سامنے آجائے گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے پاس اور کوئی چیز نہیں ہے"...... چند لمحوں بعد جولیا نے ماریا کو واپس لے آتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا ۔ یہاں کسی بھی وقت ریڈ ہو سکتا ہے ۔ صفدر اور تنویر تم دونوں باہر جا کر چیکنگ کرو کہ ہم فوری طور پر یہاں سے کہاں شفٹ ہو سکتے ہیں ۔ جلدی کرو ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور نعمانی تہہ خانے میں جا کر اس پامیر کو آف کر دو اسے زندہ سیکرٹ سروس کے ہاتھ نہیں لگنا چاہئے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تنویر، نعمانی اور صفدر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپک گئے۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ۔ میں نے یہ کاشز اکریمیا سے خریدا ہے ۔ تم مجھ پر خواہ مخواہ شک کر رہے ہو"...... ماریا نے روتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو لڑکی ۔ میں نے چیک کر لیا ہے ۔ یہ کاشز اسرائیل میڈ ہے اور اس پر سیکرٹ سروس کی مخصوص نشانی بھی موجود ہے ۔ یہ سیکرٹ سروس کی ملکیت ہے"...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر صالح جس نے غصے اور بے بسی سے اپنے ہی ہونٹ چبا ڈالے تھے بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ۔ کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"...... صالح نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں صالح۔ ورنہ ظاہر ہے مجھے تمہاری ہونے والی بیوی سے کوئی دشمنی تو نہیں ہے اور میں ابھی اسے ثابت بھی کر دوں گا۔ لیکن مجھے فوری ریڈ کا خطرہ ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلے ہم محفوظ ہو جائیں۔ اس کے بعد کوئی کارروائی کی جائے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کو فوری طور پر ایک محفوظ مقام پر پہنچا سکتا ہوں۔ لیکن اگر آپ ماریا کو یہودی ایجنٹ ثابت نہ کر سکے تو"۔ صالح نے کہا۔

"تو میری طرف سے اجازت ہو گی کہ تم جو سلوک چاہے ہم سے کر لینا"۔ عمران نے کہا۔

"او۔ کے۔ آیئے میرے ساتھ۔ عاصمہ تم بھی ساتھ آؤ۔ تمہارا یہاں اکیلے رہنا خطرناک ہو گا"...... صالح نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک خفیہ سرنگ سے چلتے ہوئے کافی دور کھیتوں میں موجود ایک زرعی فارم میں پہنچ گئے۔

"اس سرنگ کا پتہ عاصمہ کو بھی نہیں تھا۔ یہ سرنگ طالع نے بنوائی تھی۔ عاصمہ سے شادی سے بہت پہلے"...... صالح نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سب ساتھیوں کو اسلحہ دے کر بیرونی نگرانی کے لئے بھجوا دیا۔ اب کمرے میں صرف صالح۔ عاصمہ۔ ماریا۔ جولیا تنویر اور عمران رہ گئے تھے۔ ماریا اس دوران مسلسل انکار کئے چلی جا رہی تھی اور نہ صرف انکار کئے چلی جا

رہی تھی بلکہ روئے بھی چلی جارہی تھی۔

"وہ سپیشل کاشز کہاں ہے صالح"...... عمران نے صالح سے مخاطب ہو کر کہا اور صالح نے جیب سے وہ لاکٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا اور عمران زیادہ تفصیل سے اس کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا۔

"یہ صرف کاشز ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اندر فلکس فریکونسی کا ٹرانسمیٹر بھی نصب ہے۔ جولیا ماریا کے منہ میں رومال ڈال دو اور صالح اور عاصمہ تم نے اب خاموش رہنا ہے"...... عمران نے کہا اور جب جولیا نے زبردستی ماریا کا منہ کھول کر اس کے منہ میں رومال ڈال دیا۔ تو عمران نے لاکٹ میں لگے ہوئے پتھر کے عقبی حصے کی سائیڈ پر اپنی انگلی دو بار مخصوص انداز میں ماری تو سرخ رنگ کا پتھر ایک جھٹکے سے روشن ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے نیچے موجود تیز بلب اچانک جل اٹھا ہو۔

"ہیلو ہیلو۔ ماریا کالنگ اوور"...... عمران کے منہ سے ماریا کی آواز نکلی اور صالح اور عاصمہ کے ساتھ ساتھ ماریا بھی چونک کر اس طرح عمران کو دیکھنے لگی۔ جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

"یس۔ ٹام اٹنڈنگ یو۔ جیکی تم نے کاشن دینے کی بجائے کال کیوں کی ہے اوور"...... چند لمحوں بعد پتھر کے نچلے حصے سے ایک مدھم سی مردانہ آواز سنائی دی اور صالح کا چہرہ یہ آواز سنتے ہی ایک بار پھر قندھاری انار کی طرح سرخ پڑ گیا۔ جب کہ عاصمہ کے چہرے پر

شدید حیرت تھی۔ البتہ جولیا کا ستا ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔ وہ فخریہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔ جب کہ ماریا نے منہ نیچے کر لیا تھا۔

"وہ سب کہیں گئے ہوئے ہیں۔ دو گھنٹے بعد ان کی واپسی ہے۔ اس لئے تمہیں دو گھنٹوں تک انتظار کرنا ہوگا اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کر لیتے ہیں انتظار مگر ان کی موجودگی میں صرف کاشن ہی دینا اوور"...... ٹام نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ انگلی کو نچلے کنارے کی سائیڈ پر مخصوص انداز میں پھیرا تو سرخ پتھر کے نیچے جلنے والا بلب بجھ گیا۔

"تم نے سن لیا صالح"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ لوگوں سے سخت شرمندہ ہوں عمران صاحب۔ میرے کبھی تصور میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ یہ ماریا ایسی بھی ہو سکتی ہے"۔ صالح نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اس میں شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اصل میں اس ٹام یا جو کوئی بھی ہے۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ ایجاد گو بالکل جدید ہے لیکن یہاں اسرائیل میں ایک مشن کے دوران میں اسے دیکھ چکا ہوں یہ خالصتاً اسرائیلی ایجاد ہے۔ اگر یہ محترمہ اسے پہنے بغیر آ جاتی تو پھر یقیناً ہم سب مارے جاتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کو اشارہ کیا کہ وہ ماریا کے منہ سے رومال باہر

نکال لے اور جولیا نے ماریا کے منہ سے رومال کھینچ لیا۔ ماریا بے اختیار جلدی جلدی سانس لینے لگی۔

"تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے ماریا۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا"۔ صالح نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں مجبور ہوں صالح۔ یقین کرو۔ یہ سب کچھ مجبوری کی وجہ سے ہوا ہے"...... ماریا نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام وہ ٹام جیکی لے رہا تھا۔ اب تم ہمیں بتاؤ گی کہ یہ ٹام کون ہے اور یہ اس وقت کہاں موجود ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں ماریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صالح جانتا ہے کہ دفتر میں میرا نام جیکی ہے"۔ ماریا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہوگا۔ بہرحال بتاؤ کہ ٹام کون ہے اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے بلیک میل کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ تم جا کر معلوم کرو کہ صالح کے گھر کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر آئے ہوئے ہوں تو ہمیں کاشن دے دو۔ بس۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی"...... ماریا نے ہچکیاں لے کر روتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑا ہوا تھا۔

"سنو ماریا یا جیکی۔ جو بھی تمہارا نام ہے۔ میں تمہیں ایک چانس دیتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی عورت کے خون سے اپنے ہاتھ

رنگوں ۔ لیکن مجبوراً مجھے ایسا کرنا بھی پڑ سکتا ہے ۔ میری طرف غور سے دیکھو "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا چیمبر کھول کر اس نے ساری گولیاں اپنی ہتھیلی پر الٹ دیں ۔

" یہ دیکھو اب چیمبر خالی ہے ...... میں اس میں ایک گولی تمہارے سامنے ڈال رہا ہوں ۔ اس کے بعد میں چیمبر گھما دوں گا ۔ مجھے بھی نہیں معلوم ہو گا کہ گولی کس خانے میں ہے ۔ ہو سکتا ہے پہلی بار فائر ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں دوسرا ۔ تیسرا ۔ چوتھا چانس مل جائے ۔ لیکن بہر حال سات چانس سے زیادہ نہیں مل سکتے ۔ اب آگے تمہاری مرضی "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ہتھیلی میں موجود ایک گولی اس نے چیمبر کے ایک خالی خانے میں ڈالی اور چیمبر بند کر کے اس نے اسے تیزی سے گھما دیا ۔ باقی گولیاں اس نے کوٹ کی جیب میں ڈال دیں اور پھر ریوالور کی نال اس نے ماریا کی کنپٹی سے لگا دی ۔

" صرف تین تک گنوں گا ۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا " ۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ گنتی شروع کر دی ۔ ماریا کا جسم بری طرح لرزنے لگا ۔ اس کے چہرے پر پسینہ آبشار کی طرح بہنے لگا اور پھر تین کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا ۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ماریا کے حلق سے یک لخت چیخ نکلی ۔

" ایک چانس مل گیا ہے تمہیں ۔ دوسرا شاید ہی ملے "...... عمران

نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ایک بار پھر گنتی شروع کر دی ۔

" بتاتی ہوں بتاتی ہوں ۔ خدا کے لئے رک جاؤ ۔ بتاتی ہوں ۔ میں مرنا نہیں چاہتی ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ پلیز تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ ۔ مجھے چھوڑ دو "...... یک لخت ماریا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔ اس کا پورا جسم بری طرح لرزنے لگا تھا ۔

" بولتی جاؤ ۔ ورنہ میں گنتی جاری رکھوں گا " ۔ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا اور ماریا نے اس طرح بولنا شروع کر دیا ۔ جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے ۔ اس نے پوری تفصیل سے کرنل ڈیوڈ کی آمد اس سے ہونے والی بات چیت اور پھر ٹام اور میجر ہیری کی آمد ٹام سے اس کی ہنگامی نوعیت کی شادی اور پھر یہاں آنے تک سب کچھ بتا دیا ۔ اس نے ٹام اور اس کے ساتھ دس دوسرے ساتھیوں کے متعلق بھی بتا دیا کہ وہ گاؤں سے مشرق کی سمت چار کلو میٹر کے فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود ہیں ۔ ابھی اس کا بیان جاری تھا کہ یک لخت دور سے بے پناہ فائرنگ کی تیز آوازیں آنی شروع ہو گئیں ۔ یوں لگتا تھا جیسے دو گروپ آپس میں ہی لڑ پڑے ہوں ۔ عمران اور صالح دونوں اچھل کر دروازے کی طرف دوڑے اور باہر نکل آئے اسی لمحے تنویر دوڑتا ہوا آیا ۔

" یہ فائرنگ صالح کے مکان کے گرد ہو رہی ہے " ۔ تنویر نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" مگر دوسرا گروپ کون ہے ۔ ہم سب تو یہیں ہیں " ۔ صالح نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" پوری طرح ہوشیار رہو۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ ارد گرد کے علاقے کو بھی چیک کریں "۔ عمران نے کہا اور تیزی سے زرعی فارم کی دوسری منزل پر جانے والی سیڑھیوں پر چڑھتا گیا۔ صالح اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک خوف ناک فائرنگ جاری رہی۔ اس کے بعد یک لخت خاموشی طاری ہو گئی۔

" میں جا کر معلوم کرتا ہوں "...... صالح نے جو عمران کے ساتھ چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ اٹھتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ تم یہیں رہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ارد گرد کے علاقے کو چیک کریں "...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اگر انہوں نے اس خفیہ راستے کو تلاش کر لیا تو پھر وہ نیچے پہنچیں گے۔ جب کہ ہم سب چھت پر ہیں "...... اچانک تنویر نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

" اوہ ٹھیک ہے۔ میں اور صالح نیچے جا رہے ہیں۔ تم یہیں رکو "۔ عمران نے کہا اور کھڑا ہو کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آیا۔ صالح اس کے پیچھے تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ اس کمرے میں پہنچے جہاں وہ جولیا۔ عاصمہ اور ماریا کو چھوڑ کر گئے تھے۔ تو وہ دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ عاصمہ اور جولیا دونوں ہی صوفے سے نیچے فرش پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھیں اور ماریا غائب تھی۔ جب کہ اس

خفیہ سرنگ کا راستہ کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ صالح تیزی سے اس کی طرف دوڑنے لگا۔

" رک جاؤ صالح۔ اب اس کے پیچھے جانا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑنی ہو گی۔ چلو تم بھابھی کو اٹھاؤ۔ میں جولیا کو اٹھاتا ہوں اور ہم یہاں سے نکل کر کھیتوں میں کہیں چھپ جائیں گے "

عمران نے چیخ کر کہا اور پھر جولیا کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر لادا اور کمرے سے باہر آ کر اس نے چیختے ہوئے باقی ساتھیوں کو بلایا۔ جب سارے ساتھیوں کو اس نئی واردات کا پتہ چلا تو سب کے دل دھک سے رہ گئے۔ بہر حال وہ سب ایک ایک کر کے زرعی فارم کے عقبی دروازے سے باہر نکلے اور کھیتوں میں دوڑتے ہوئے دور نظر آنے والے درختوں کے جھنڈ کی طرف بے تحاشا انداز میں بھاگنے لگے۔ صالح نے عاصمہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ جب کہ عمران کے کاندھے پر جولیا لدی ہوئی تھی۔ فصل چونکہ خاصی بڑی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے چھپ کر دوڑتے ہوئے اس جھنڈ تک پہنچ گئے۔ عمران نے جولیا کو نیچے لٹایا اور پھر اسے چیک کرنے لگا۔

" اسے کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے "...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" آپ لوگ یہیں رکیں یہاں سے قریب ہی ہماری ایک خفیہ پناہ گاہ ہے۔ میں وہاں جا کر آدمی لے آتا ہوں۔ تا کہ ان لوگوں پر چھاپہ مارا جا سکے "...... صالح نے ہانپتے ہوئے کہا۔ عاصمہ کو اٹھا کر بھاگنے کی

وجہ سے اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

"کتنی دور ہے وہ پناہ گاہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دو تین کلو میٹر ہے۔ کیوں"...... صالح نے جواب دیا۔

"ہم سب وہاں اکٹھے جائیں گے۔ یہ لوگ لازماً زرعی فارم تک پہنچ جائیں گے اور پھر ان کا ٹارگٹ بھی جھنڈ ہی بنے گا اور جولیا اور عاصمہ عام حالات میں ہوش میں نہیں آسکتیں۔ اس لئے ہمارا فوری طور پر کسی پناہ گاہ تک پہنچنا انتہائی ضروری ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آیئے مگر"...... صالح نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"عاصمہ ہماری بہن ہے۔ صفدر تم اسے اٹھالو"...... عمران نے صالح کی ہچکچاہٹ کو سمجھتے ہوئے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر عاصمہ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔ جب کہ نعمانی نے فوراً ہی آگے بڑھ کر جولیا کو اٹھالیا اور ایک بار پھر وہ صالح کی رہنمائی میں کھیتوں کے درمیان تیزی سے بھاگتے ہوئے آگے بڑھے چلے جارہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک لخت میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ بینو آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بینو۔ وہ کون ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ایکس۔ زیڈ۔ ٹو۔ تھری سر"...... پی۔ اے نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ وہ مخبر۔ کراؤ بات"...... کرنل ڈیوڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں ایکس۔ زیڈ۔ ٹو۔ تھری بینو بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

" ہاں ۔ کیا بات ہے ۔ کیوں کال کی ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" سر۔ مس جیکی کے متعلق اطلاع دینی تھی ۔ اس نے ایک آدمی ٹام سے شادی کر لی ہے ۔ میجر ہیری بھی ساتھ ہے "۔ بینو نے کہا۔ تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات تھے ۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا تم پاگل ہو یا نشے میں ہو نانسنس "۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں میرج رجسٹرار کا اسسٹنٹ ہوں ۔ میں خود میرج رجسٹرار کے ساتھ اس شادی میں شریک تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ مس جیکی ہماری سروس کے لئے کام کرتی رہی ہے اور اصل حیرت مجھے آپ کے اسسٹنٹ میجر ہیری کو وہاں دیکھ کر ہوئی ۔ میجر ہیری صاحب اس ٹام کو باس کہہ کر پکار رہے تھے ۔ یہ تو شکر ہے کہ میجر ہیری مجھے پہچان نہ سکے ۔ میجر ہیری کی وجہ سے ہی میں نے آپ کو براہ راست کال کی ہے "۔ بینو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے ۔ قطعی ممکن نہیں ہے ۔ تم بکواس کر رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو "..... کرنل ڈیوڈ نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ بے شک میرج رجسٹرار سے کنفرم کر لیں "...... بینو

نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

" تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو "........ کرنل ڈیوڈ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ ویسے بھی وہ حیرت اور کسی حد تک اعصابی صدمے کے پہلے اور انتہائی زور دار شاک کی کیفیت سے اب باہر آ چکا تھا۔

" میں اپنی رہائش گاہ تھرٹین ایونیو۔ تھری اے سے بول رہا ہوں سر"۔ بینو نے جواب دیا۔

" سنو بینو۔ اگر تمہاری یہ اطلاع درست ثابت ہوئی تو میرا وعدہ کہ تمہیں نہ صرف انعام ملے گا بلکہ جی ۔ پی ۔ فائیو میں تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو گی ۔ تم مجھے اپنا فون نمبر بتا دو۔ میں تمہاری اطلاع کو کنفرم کرنے کے بعد ہو سکتا ہے ۔ اس کی مکمل تفصیلات تم سے معلوم کروں ۔ کیونکہ بقول تمہارے تم خود اس شادی میں شریک تھے "۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... بینو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا ذاتی فون نمبر بتا دیا۔ جو کرنل ڈیوڈ نے سامنے موجود پیڈ پر نوٹ کیا اور پھر کریڈل کو دو بار دبایا۔ تو دوسری طرف سے اس کے پی ۔ اے کی آواز سنائی دی ۔

" یس کرنل ۔ حکم سر"...... پی ۔ اے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

" میرج رجسٹرار سے بات کراؤ۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو ۔ اس سے میری بات کراؤ "۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب آہستہ آہستہ غصے کے تاثرات ابھرتے چلے آرہے تھے۔

"اس جیکی نے اگر واقعی ٹام سے شادی کر لی ہے۔ تو میں اس کو وہ سزا دوں گا کہ دنیا تماشا دیکھے گی اور یہ میجر ہیری یقیناً یہ اس ٹام کو وہاں لے گیا ہوگا۔ اس کا بھی حشر کر دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی اس کی بڑبڑاہٹ جاری تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میرج رجسٹرار صاحب سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے دانت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

"ہیلو۔ میں میرج رجسٹرار لافنگر بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔پی۔فائیو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے میرج رجسٹرار کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا آپ نے آج سرپا ہاؤسز میں رہنے والی مس جیکی کی میرج رجسٹر کی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بولتے ہوئے

پوچھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے میرج رجسٹرار کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے میرج رجسٹرار نے یس سر کہنے کی بجائے اس کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا ہو۔

"پوری تفصیل بتاؤ"۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصے بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اس شادی کا ذمہ دار ہی میرج رجسٹرار ہو۔

"سر مجھے میجر ہیری آف جی۔پی۔فائیو نے فون پر کہا کہ سیکرٹ سروس کے نئے چیف جناب رونالڈ ٹام صاحب کی شادی سرپا ہاؤسز میں فوری طور پر رجسٹر کرانی ہے۔ اس لئے میں فوراً وہاں پہنچ جاؤں۔ چنانچہ سر میں اپنے اسسٹنٹ کے ساتھ وہاں پہنچا تو وہاں ایک مختصر سی تقریب ہو رہی تھی۔ میں نے رونالڈ ٹام صاحب کی شادی مس جیکی سے رجسٹر کی اور پھر دعوت کھا کر واپس آگیا...... اس سے زیادہ کی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے"...... میرج رجسٹرار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور کو اس طرح کریڈل پر پٹخا۔ جیسے سارا غصہ فون پیس پر ہی اتارنا چاہتا ہو۔ چند لمحے وہ کرسی کی نشست سے سر ٹکائے بیٹھا رہا۔ پھر اس نے آگے جھک کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"تھری ۔ ون ۔ سکس ۔ میجر ٹاڈ کو میرے پاس بھیجو"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میجر ہیری کے انتہائی سخت مخالف میجر ٹاڈ کو جو کہ اس وقت ایک مخصوص شعبے کا سربراہ تھا۔ میجر ہیری کی جگہ جی ۔ پی ۔ فائیو کا نمبر ٹو بنا دے ۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی میجر ٹاڈ کو موقع ملا۔ وہ میجر ہیری کا عبرتناک حشر کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ ان دونوں کی یہ مخالفت اور دشمنی ایک عورت کی وجہ سے تھی ۔ جس کے پہلے میجر ٹاڈ سے تعلقات تھے ۔ لیکن پھر میجر ہیری نے اس سے تعلقات پیدا کر لئے اور اسے سختی سے حکم دے دیا کہ وہ میجر ٹاڈ سے تعلقات ختم کر دے ۔ چونکہ میجر ہیری جی ۔ پی ۔ فائیو کا نمبر ٹو تھا اور میجر ٹاڈ صرف ایک مخصوص شعبے کا سربراہ تھا۔ اس لئے میجر ٹاڈ اس کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا۔ لیکن اس نے کرنل ڈیوڈ سے شکایت کر دی ۔ لیکن کرنل ڈیوڈ کی عادت تھی کہ وہ کسی کے ذاتی معاملات میں اس وقت تک مداخلت نہ کیا کرتا تھا جب تک کہ اس سے جی ۔ پی ۔ فائیو کا کوئی مفاد نہ شامل ہو ۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ نے میجر ٹاڈ کو الٹا جھاڑ دیا تھا۔ لیکن اب اسے جیکی اور ٹام کی شادی کا سن کر فوراً میجر ٹاڈ یاد آ گیا تھا۔ کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ ان دونوں کے درمیان ملاقات اور اس شادی کا اصل کردار میجر ہیری ہی ہو سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن پھرتیلے جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ چہرے سے خاصا سہما ہوا لگ رہا تھا۔

اس نے اندر داخل ہو کر باقاعدہ کرنل ڈیوڈ کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر اٹین شن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"یس سر ۔ حکم سر"...... میجر ٹاڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایزی ہو کر بیٹھ جاؤ میجر ٹاڈ"۔ کرنل ڈیوڈ نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ کے چہرے کی کیفیات اتنی تیزی سے تبدیل ہوئیں کہ شاید گرگٹ کو بھی اتنی تیزی سے رنگ بدلنے کی صلاحیت حاصل نہ تھی ۔ اس کے چہرے پر بیک وقت شدید ترین حیرت اور انتہائی الجھن کے ملے جلے تاثرات نمودار ہوئے ۔ ظاہر ہے اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کرنل ڈیوڈ جیسا انتہائی سخت گیر آدمی بھی اس سے اس طرح مسکرا کر بات کر سکتا ہے اور پھر اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا بھی کہہ سکتا ہے ۔ یہ دونوں باتیں چونکہ اس کے خیال کے مطابق ناممکن تھیں اس لئے حیرت کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے بھی تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"سر"...... میجر ٹاڈ نے وضاحت طلب لہجے میں پوچھا۔

"میں کہہ رہا ہوں اطمینان سے بیٹھو۔ احمق آدمی ۔ تم میری بات سن ہی نہیں رہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ یس سر"...... میجر ٹاڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف پڑی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کسی بھی لمحے اٹھ کر بھاگ جائے گا۔

"میں نے کہا ہے کہ اطمینان سے بیٹھو"۔ کرنل ڈیوڈ نے آگے کی

طرف جھکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ تو میجر ٹاڈ نے اس طرح کھسک کر کرسی کی پشت سے جسم لگالیا جیسے حکم کی تعمیل کے لئے ایسا کر رہا ہو۔

" وہ تمہارا میجر ہیری کے ساتھ جھگڑا تھا اس کا کیا بنا "...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" وہ۔ وہ۔ جناب۔ میں نے جولیس کو ذہن سے ہی نکال دیا تھا۔ ویسے اتنا مجھے معلوم ہے کہ میجر ہیری کے اس سے اب تک انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ میجر ہیری نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا ہے اور جولیس کے ساتھ ہی بغیر شادی کے رہتا ہے "...... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ میجر ہیری کو جی۔ پی۔ فائیو سے سیکرٹ سروس میں شفٹ کر دیا گیا ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" یس سر "...... میجر ٹاڈ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم میجر ہیری سے اپنا پرانا انتقام لینا چاہتے ہو "۔ کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو سر میں قبر تک میجر ہیری کا پیچھا نہ چھوڑوں ویسے میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد میں پہلا کام یہی کروں گا کہ میجر ہیری اور جولیس دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں گا "...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا۔

" گڈ۔ جس آدمی میں انتقام لینے کا جذبہ نہ ہو وہ میرے نزدیک آدمی

ہی نہیں ہے۔ اپنے دشمن کو کبھی معاف نہیں کرنا چاہئے اور سنو اب اس کے لئے تمہیں ریٹائرمنٹ تک انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں ابھی اور اسی وقت موقع دے سکتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہو گی کہ یہ انتقام تم نے اندھا دھند انداز میں نہیں لینا۔ پوری طرح سوچ سمجھ کر سب کام ہونا چاہئے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میں تو آپ کے حکم کا پابند ہوں جناب۔ جیسے آپ حکم دیں "۔ میجر ٹاڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو سنو۔ میں تمہیں میجر ہیری کی جگہ جی۔ پی۔ فائیو کا نمبر ٹو بناتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے دو شرطیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ تمہیں مقدس یروشلم کی قسم کھا کر یہ عہد کرنا ہو گا کہ تم میرے فرمانبردار اور میرے حکم کے تابع رہو گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تم جی۔ پی۔ فائیو کی سربلندی اور سرخروئی کے لئے اپنی جان تک دینے سے گریز نہیں کرو گے "۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ انتہائی مسرت بھرے انداز میں ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور اس نے پیچھے ہٹ کر کرنل ڈیوڈ کو زوردار فوجی سیلوٹ مارا۔

" میں مقدس یروشلم کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کے حکم کا پابند اور آپ کا غلام رہوں گا اور میں اپنی تمام ذہنی، جسمانی صلاحیتیں جی۔ پی۔ فائیو کی سربلندی اور سرخروئی کے لئے استعمال کروں گا۔ حتیٰ کہ اگر آپ کی ذات اور جی۔ پی۔ فائیو کے لئے مجھے اپنی جان دینی پڑی تو مقدس یروشلم کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں

کہ میں اپنی جان دینے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچاؤں گا"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"گڈ۔ اب اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اسی لمحے کے بعد تم جی۔پی۔ فائیو کے نمبر ٹو ہو۔ میں تمہاری تقرری کے احکامات جاری کر رہا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اسٹینو کو طلب کیا۔ چند لمحوں بعد جب اسٹینو اندر آیا تو کرنل ڈیوڈ نے میجر ٹاڈ کی بحیثیت نمبر ٹو تقرری کے احکامات ڈکٹیٹ کرائے اور سٹینو کو اسے فوراً ٹائپ کر کے لے آنے کے لئے کہا۔ میجر ٹاڈ کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلاب کے پھول کی طرح کھلا جا رہا تھا۔ جی۔پی۔ فائیو جیسی اسرائیل کی وسیع اور طاقتور تنظیم کا نمبر ٹو بن جانے کا شاید اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اسے اچانک ہفت اقلیم کے خزانے مل جانے کی خوشخبری سنائی گئی ہو کرنل ڈیوڈ اس دوران کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب سٹینو اندر داخل ہوا تو اس کے آنے کی آواز سن کر کرنل ڈیوڈ نے آنکھیں کھولیں۔ سٹینو نے فائل سامنے رکھی۔ یہ میجر ٹاڈ کا بحیثیت نمبر ٹو تقرر نامہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے پڑھا اور پھر اس پر دستخط کر دیئے۔

"جی۔پی۔ فائیو کے تمام سیکشنز میں اس کی کاپیاں بھجوا دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... اسٹینو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فائل اٹھائے باہر

نکل گیا۔

"میجر ٹاڈ۔ اب تم چونکہ میرے نمبر ٹو ہو۔ اس لئے تمہیں موجودہ مکمل حالات کا علم ہونا چاہیئے"۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی ان پر کی جانے والی بمباری اور سیکرٹ سروس کے سابق سربراہ جم مار کر کے زخمی ہونے سے لے کر صدر مملکت کے ساتھ ہونے والی میٹنگ۔ ٹام کے سیکرٹ سروس کے چیف اور میجر ہیری کے اس کے نمبر ٹو بنائے جانے کے ساتھ ساتھ ابھی ابھی ملنے والی ٹام اور جیکی کی شادی والی اطلاع تک سب کچھ بتا دیا۔

"جیکی نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رات مجھے اس قصبے تک لے جائے گی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری میں میری بھرپور مدد کرے گی۔ لیکن سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ ٹام کے ساتھ اس کی اس اچانک شادی کے بعد ظاہر ہے صورت حال قطعی تبدیل ہو چکی ہے۔ اب وہ ٹام اور میجر ہیری کی عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری میں بھرپور مدد کرے گی اور میجر ہیری نے یقیناً یہ شادی ٹام سے کہہ کر کرائی بھی اس لئے ہو گی کہ تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی گرفتاری کا سہرا اس نئی سیکرٹ سروس کے سر بندھ جائے۔ لیکن میں ایسا کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا سہرا بہرحال جی۔پی۔ فائیو کے سر پر ہی بندھنا چاہیئے۔ اب تم بولو کہ تم اس سارے مسئلے میں میری کیا مدد کر سکتے

ہو۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری بہن مارتھا کی جیکی سے بہت گہری دوستی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تفصلات بتاتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ یہ بات اب اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ آخر کرنل ڈیوڈ یک لخت اس پر اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے یہ بات درست تھی کہ میجر ٹاڈ کی بہن مارتھا اور جیکی کے درمیان انتہائی گہری دوستی تھی اور میجر ٹاڈ مارتھا کے ساتھ جیکی کے ہاؤس میں آتا جاتا رہتا تھا۔

"سر۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو سیکرٹ سروس سے ہر صورت میں آگے ہی رہے گی"...... میجر ٹاڈ نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں اس اہم مسئلے کو صرف تمہاری یقین دہانی پر کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ ہمیں فوری طور پر کام کرنا ہو گا۔ ورنہ وہ لوگ واقعی بازی لے جائیں گے۔ مجھے پوری منصوبہ بندی بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر جیکی کے فلسطینی دوست صالح کے متعلق میری بہن مارتھا خاصی تفصیلات جانتی ہے۔ وہ اکثر جیکی کے ساتھ اس صالح سے بھی مل چکی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے آبائی گھر سے بھی واقف ہو گی میں ابھی اس سے فون پر معلوم کر لیتا ہوں"۔ میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ہاں۔ اصل بات اس گھر کا پتہ چلانا ہے۔ جیکی نے مجھے گاؤں کے

بارے میں تو بتا دیا ہے۔ اس گاؤں کا نام ابو نجم ہے اور بقول جیکی یہ سارا گاؤں عربوں کا ہے۔ اس لئے جب تک ہمیں مکمل طور پر اس گھر کا پتہ نہ ہو۔ وہاں چھاپہ مارنا بھی بے سود رہے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں ابھی مارتھا سے معلوم کرتا ہوں وہ اس وقت دفتر میں ہو گی"۔ میجر ٹاڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے سر ہلانے پر اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا۔ تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کر دیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے فون کو اپنی طرف گھمایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ اے۔ اے۔ کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ لاؤڈر آن تھا۔ اس لئے دوسری طرف کی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"سنٹرل مینجر مس مارتھا سے بات کراؤ۔ میں اس کا بھائی میجر ٹاڈ بول رہا ہوں"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجے میں ہلکی سی کرختگی موجود تھی۔

"آج کیسے یاد آ گئی ہے بہن"۔ بولنے والی جو یقیناً میجر ٹاڈ کی بہن مارتھا تھی کا لہجہ شکایت بھرا تھا۔

"مارتھا ڈیئر۔ میں نے کئی بار تمہیں فون کیا۔ لیکن ہر بار یہی بتایا گیا کہ تم میٹنگ میں مصروف ہو"...... میجر ٹاڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آج کل کام زوروں پر ہے۔ اس لئے میٹنگیں اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے یہ میرے لئے واقعی حیرت کی بات ہے کہ تم مجھے فون کرتے رہے ہو۔ تم جیسا خود غرض آدمی شاید دنیا میں دوسرا ہو۔ خیریت ہے۔ کیا کام ہے مجھ سے۔ اگر رقم چاہیئے تو پہلے بتا دوں کہ میرے پاس آج کل رقم نہیں ہے۔ میں نے نیو لارڈ میں فلیٹ خرید لیا ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"ارے نہیں ڈیئر سسٹر۔ رقم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں تو تمہیں خوشخبری سنانا چاہتا تھا کہ اب تم جی۔ پی۔ فائیو کے نمبر ٹو چیف کی بہن ہو"...... میجر ٹاڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جی۔ پی۔ فائیو کے نمبر ٹو چیف۔ کیا واقعی" مارتھا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"بالکل۔ چیف نے میری تقرری کے آرڈر کر دیئے ہیں"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو مبارک ہو۔ یہ تو بہت بڑا عہدہ ہے۔ بہت ہی بڑا۔ اس کا مطلب ہے۔ تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ اس خوشی میں تو دعوت ہونی چاہیئے"۔ مارتھا کی مسرت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"فکر نہ کرو۔ ایسی دعوت کھلاؤں گا کہ ساری عمر یاد کرو گی۔ ارے

ہاں۔ یہ بتاؤ۔ وہ تمہاری سہیلی مس جیکی قصبہ ابو نجم کیا کرنے گئی ہوئی ہے"...... میجر ٹاڈ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ جو اب تک ہونے والی بات چیت کے دوران مسلسل برے برے منہ بنا رہا تھا اس بات کے شروع ہوتے ہی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"قصبہ ابو نجم۔ مگر وہ تو کافی دنوں سے اپنے دفتری کام کے سلسلے میں قبرص گئی ہوئی تھی"...... مارتھا نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔ وہاں سے وہ آ گئی ہے اور پتہ چلا ہے کہ اپنے کسی دوست صالح سے ملنے قصبہ ابو نجم گئی ہوئی ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے ڈیئر کہ جی۔ پی۔ فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ صاحب کام کے متعلق انتہائی بااصول آدمی ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے سیکنڈ چیف بنایا ہے اور ساتھ ہی حکم دے دیا ہے کہ جیکی کو قصبہ ابو نجم میں تلاش کرو تاکہ اس تک ایک ضروری پیغام پہنچایا جا سکے۔ لیکن قبصہ ابو نجم میں نے دیکھا ہی نہیں۔ میں اب اسے کہاں ڈھونڈھوں گا"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"وہ یقیناً صالح کی بھابی عاصمہ کے گھر گئی ہو گی۔ اس کا گھر قصبہ ابو نجم میں ہے۔ میں ایک بار جیکی کے ساتھ وہاں گئی ہوئی ہوں۔ عاصمہ اس کی بڑی اچھی دوست ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"تو پھر مجھے بتاؤ کہ عاصمہ کا گھر کہاں ہے۔ پوری تفصیل بتا دو تاکہ مجھے اس کی تلاش میں دھکے نہ کھانے پڑیں"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"قصبہ چھوٹا سا ہے۔ وہاں طالع مرحوم کا گھر پوچھ لینا۔ عاصمہ صالح کے بھائی طالع کی بیوہ ہے۔ ویسے بھی بتا دیتی ہوں۔ قصبے کے

شمالی کونے میں سرخ اینٹوں کا بنا ہوا سب سے بڑا گھر ہے اور اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس گھر کے اوپر پتھر کا ایک بڑا سا عقاب بنا ہوا ہے ۔ جو دور سے ہی نظر آجاتا ہے ۔ لیکن ٹاڈ خیال رکھنا یہ پورا گاؤں عربوں کا ہے ۔ اس لئے کہیں یونیفارم پہن کر وہاں نہ چلے جانا" ...... مارتھا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں جانتا ہوں ۔ بے حد شکریہ ۔ میں اس سے مل کر واپس آؤں گا تو تمہیں بھرپور دعوت کھلاؤں گا۔ تمہارے پسندیدہ ہوٹل میں ۔ وعدہ رہا" ...... میجر ٹاڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ میجر ٹاڈ۔ تم نے واقعی کام دکھایا ہے ۔ اب ہم آسانی سے وہاں چھاپہ مار سکیں گے" ...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات عرض کروں" ۔ میجر ٹاڈ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"کھل کر بات کرو میجر ٹاڈ۔ اب تم میرے نمبر ٹو ہو" ...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی فراخدلانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ مجھے یقین ہے کہ مس جیکی بالکل اسی منصوبے پر کام کرے گی جو اس نے آپ کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔ صرف فرق یہ پڑے گا کہ وہاں آپ کی بجائے وہ اپنے ساتھ ٹام اور سیکرٹ سروس کو لے کر جائے گی ۔ اگر ہم نے ویسے ہی جا کر چھاپہ مار دیا تو یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ فوراً غائب ہو جائیں گے ۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا

کہ ہم اس جگہ جا کر پہلے ہی چھپ جائیں ۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ حرکت میں آئیں ۔ ہم بیک وقت ان پر بھی فائر کھول دیں اور اس مکان پر بھی ریڈ کر دیں ۔ اس طرح ہمارے دو مقصد پورے ہو جائیں گے ۔ ایک تو ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیں گے اور دوسرا ان لوگوں کا بھی" ...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ہونہہ ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے ۔ لیکن اسرائیلی سیکرٹ سروس کے ہمارے ہاتھوں دوبارہ خاتمے کے بعد تو صدر مملکت نے ہمیں یقیناً گولی مار دینے کا حکم دے دینا ہے ۔ اس بار وہ قطعی اس بات پر یقین نہ کریں گے کہ دوبارہ بھی اتفاقی حادثہ ہوا ہے" ...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس کرنل ۔ اس کا حل بھی میرے پاس موجود ہے ۔ مجھے میجر ہیری کی ایک عادت کا بخوبی علم ہے ۔ وہ جب بھی کسی بڑے مشن پر جاتا ہے تو ہمیشہ دھلے ہوئے کپڑے پہن کر جاتا ہے اور وہ جس دوکان سے کپڑے دھلواتا ہے ۔ وہاں کا چیف کلیز میرا واقف ہے ۔ میں اس کے لباس میں مخصوص ڈکٹا فون چھپا سکتا ہوں ۔ اس طرح ان کی ساری کارروائی کا ہمیں علم ہوتا رہے گا۔ پھر جیسے ہی یہ جیکی انہیں کال کرے گی ہمیں علم ہو جائے گا اور ہم اس مکان کے زیادہ قریب چھپ جائیں گے ۔ اس طرح ہم ان سے پہلے مکان کے اندر داخل ہو کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیں گے اور اسرائیلی سیکرٹ سروس جو بعد میں آئے گی منہ دیکھتی رہ جائے گی" ۔ میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ویری گڈ۔ یہ منصوبہ بے حد اچھا ہے۔ تم میں تو واقعی میجر ہیری سے بہت زیادہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ گڈ۔ ٹھیک ہے۔ بالکل اسی طرح کام کرو۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ ہم نے ان کے پہنچنے سے پہلے جا کر وہاں چھپنا ہے۔ اگر انہیں ہمارے متعلق علم ہو گیا تو معاملہ ہمارے ہاتھوں سے نکل بھی سکتا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیں کرنل۔ پھر دیکھیں کہ ہم کس طرح کامیاب ہوتے ہیں"۔ میجر ٹاڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ یہ مشن تمہارا ہو گا۔ جاؤ فوراً کام شروع کرو اور انتظامات مکمل ہوتے ہی مجھے اطلاع دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ کرسی سے اٹھا۔ اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر اطمینان اور کامیابی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ میجر ٹاڈ کی مدد سے وہ یقیناً اس بار ٹام اور میجر ہیری کو شکست دے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

قصبہ ابو نجم سے کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں اس وقت تین جیپیں موجود تھیں۔ یہ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے افراد تھے ان کی تعداد چھ تھی۔ ٹام اور میجر ہیری بھی وہیں موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر عام سے لباس تھے۔ لیکن انہوں نے انتہائی جدید ترین اسلحہ اٹھایا ہوا تھا۔ ایک آدمی درخت پر چڑھا ہوا دور بین سے اس مکان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس میں جیکی صالح سے ملنے گئی تھی۔ جب کہ ٹام اور میجر ہیری دونوں ایک کھلی چھت والی جیپ کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹام کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس مشن کا سارا دارومدار جیکی کی صلاحیتوں پر منحصر تھا۔ گو ٹام جیکی کی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ لیکن میجر ہیری اسے مسلسل یقین دلا رہا تھا کہ جیکی بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے۔ ٹام نے جیکی کو نہ صرف سپیشل لاکٹ کا شز دیا تھا۔ بلکہ اس نے اسے بے ہوش کر

دینے والی ایک مخصوص گیس کا کیپسول بھی دے دیا تھا ۔ گو اس کیپسول سے نکلنے والی گیس کا دائرہ کار خاصا محدود تھا ۔ لیکن بہر حال کسی بند کمرے میں وہ اگر پھیل جاتی تو کمرے میں موجود تمام افراد کو فوری طور پر بے ہوش کر سکتی تھی ۔ یہ کیپسول جیکی نے اسکرٹ پر بندھی ہوئی اپنی مخصوص بیلٹ میں اس طرح چھپایا ہوا تھا کہ ذرا سا مخصوص انداز میں دباؤ ڈالتے ہی اس میں موجود باریک سوراخوں سے گیس باہر نکل سکتی تھی انہوں نے منصوبہ یہی بنایا تھا کہ جیکی جا کر عاصمہ اور صالح سے ملے گی اور پھر ان کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مل کر وہ کوشش کرے گی کہ انہیں ایک کمرے میں جمع کر کے گیس پھیلا کر انہیں بے ہوش کر دے اور خود سانس روک لے ۔ جب سب بے ہوش ہو جائیں تو وہ سپیشل لاکٹ کاشنر سے مخصوص کاشن دے گی اور یہ لوگ خاموشی سے اس مکان میں پہنچ کر عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیپوں میں لاد کر ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے اور پھر انہیں صدر مملکت اور وزیر اعظم کے سامنے پیش کر دیں گے ۔ جیکی کو گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی اور اب ٹام اس کی طرف سے کاشن کے انتظار میں تھا ۔ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا ۔ جیسے وہ سلگتے ہوئے بارود کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہو ۔ جب کہ میجر ہیری کے چہرے پر اطمینان تھا ۔ پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ اچانک ٹام کے ہاتھ میں موجود سپیشل کاشنر کے رسیور سے ہلکی سی ٹیں ٹیں کی آوازیں نکلنے لگیں اور یہ آوازیں سن کر وہ سب اچھل پڑے ۔ انہیں بالکل ایسے ہی محسوس ہوا تھا جیسے گہری خاموشی میں اچانک کوئی بم پھٹ پڑا ہو ۔

" ہیلو ہیلو ۔ ماریا کالنگ اوور " .... رسیور کا بٹن جیسے ہی ٹام نے دبایا اس میں سے جیکی کی ہلکی سی آواز سنائی دینے لگ گئی ۔

" یس ۔ ٹام اٹنڈنگ یو جیکی تم نے کاشن دینے کی بجائے کال کیوں کی ہے اوور " ...... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا میجر ہیری بھی کاشن کی بجائے ماریا کی طرف سے کال کی وجہ سے چونک پڑا تھا ۔

" وہ سب کہیں گئے ہوئے ہیں ۔ دو گھنٹے بعد ان کی واپسی ہے ۔ اس لئے تمہیں دو گھنٹوں تک انتظار کرنا ہو گا اوور " .... دوسری طرف سے جیکی کی آواز سنائی دی اور یہ بات سنتے ہی ٹام اور میجر ہیری دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے ۔ کیونکہ اب انہیں ٹرانسمیٹر کال کی وجہ سمجھ میں آ گئی تھی ۔ ظاہر ہے ۔ جب وہاں وہ لوگ موجود نہ تھے تو پھر اطلاع کاشن کی بجائے کال سے ہی دی جا سکتی تھی ۔

" ٹھیک ہے ۔ کر لیتے ہیں ۔ مگر ان کی موجودگی میں صرف کاشن ہی دینا اوور " ...... ٹام نے کہا ۔

" مجھے معلوم ہے ۔ اوور اینڈ آل " .... دوسری طرف سے جیکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور سے دوبارہ ٹیں ٹیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ ٹام نے رسیور کا مخصوص بٹن آف کر دیا ۔

" میں تو کال سن کر ہی گھبرا گیا تھا " ...... ٹام نے مسکراتے ہوئے

ساتھ بیٹھے ہوئے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں خود گھبرا گیا تھا باس۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیگم کس قدر ہوشیار ہے"...... میجر ہیری نے کہا اور ٹام نے مسرت بھرے انداز میں سرہلا دیا۔

"یہ لوگ کہاں گئے ہوں گے"...... تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ٹام نے کہا۔

"کسی نہ کسی خاص مشن پر ہی گئے ہوں گے"...... میجر ہیری نے سرہلاتے ہوئے کہا اور ٹام نے ایک بار پھر سرہلا دیا۔

"اب دو گھنٹوں تک یہاں انتظار کرنا پڑے گا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ دو گھنٹے گزر ہی جائیں گے"...... ٹام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس بار میجر ہیری نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر انہیں اس طرح بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزرتی تھی کہ اچانک جیپ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں تو ٹام نے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"باس باس۔ درختوں کے ایک جھنڈ سے جی۔ پی فائیو کی دو جیپیں نکل کر اس مکان کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ وہ مخالف سمت سے آرہے ہیں۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔ وہ جو درخت پر چڑھا ہوا تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو رچرڈ۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی یہاں کہاں سے آگئے اوور"...... میجر ہیری نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے دور بین سے کرنل ڈیوڈ کو بخوبی پہچان لیا ہے باس اوور"۔ رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ اوہ۔ یہ تو ساری گڑبڑ ہو گئی ہے"۔ یک لخت ٹام نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔

"کرنل ڈیوڈ کو یقیناً اس گھر کا پتہ نہیں ہوگا۔ وہ ویسے ہی اندازے سے آرہا ہوگا۔ ورنہ وہ درختوں میں چھپ کر انتظار کرنے والا نہیں ہے"...... میجر ہیری نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات نہیں۔ جلدی کرو۔ ہمیں فوراً ایکشن میں آنا ہوگا۔ جیکی کی زندگی خطرے میں ہے۔ مجھے اب خیال آیا ہے کہ جیکی کو تو اس ٹرانسمیٹر کا علم ہی نہ تھا۔ اسے تو میں نے کاشز کی حد تک سمجھایا تھا"۔ ٹام نے چیختے ہوئے کہا اور میجر ہیری کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"ایکشن۔ چلو اس مکان پر ہم نے ریڈ کرنا ہے اور جی۔ پی۔ فائیو والوں کو ہر صورت میں اندر داخل ہونے سے روکنا ہے اور رچرڈ سنو۔ تم وہیں اوپر ہی رہو گے اور ہمیں ساتھ ساتھ گائیڈ کرتے رہو گے اوور"۔ ٹام نے بات کرتے کرتے چیخ کر ٹرانسمیٹر آن کر کے رچرڈ سے بھی بات کر دی۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ سب جیپوں پر سوار ہو گئے انہوں نے اسلحہ سنبھال لیا اور پھر جیپیں بجلی کی سی تیزی سے اس جھنڈ سے نکلیں اور بکھر کر تیزی

سے اس مکان کی طرف بڑھنے لگیں جو وہاں سے خاصا دور تھا۔

" باس باس ۔ کرنل ڈیوڈ کے آدمی مکان گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ انہوں نے جیپیں دور چھوڑ دیں ہیں اوور "...... تھوڑی دیر بعد جیپ کے ٹرانسمیٹر سے رچرڈ کی آواز گونجی ۔

" تیز چلاؤ اور دیکھتے ہی ان پر فائر کھول دو "...... ٹام نے چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دس بارہ افراد نظر آئے جو جھکے جھکے انداز میں مکان کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ دوسرے لمحے انہوں نے ان پر فائر کھول دیا ۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان پر بھی فائر شروع ہو گیا اور انہیں مجبوراً جیپیں چھوڑنی پڑیں ۔ ورنہ وہ فوری ہٹ ہو جاتے ۔ فائرنگ میں شدت پیدا ہو گئی ۔ وہ دونوں ہی مسلسل ایک دوسرے پر فائر کر رہے تھے ۔

" اس طرح تو وہ عمران وغیرہ بھاگ جائیں گے "...... میجر ہیری نے چیخ کر قریب ہی ایک جھاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے ٹام کی طرف رینگ کر جاتے ہوئے کہا ۔

" پھر کیا کیا جائے "...... ٹام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ہمارا اصل ٹارگٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنا ہے ۔ اس لئے ہمیں فوراً اپنی شناخت کرا دینی چاہئے ۔ اس کے بعد ہم کسی بھی وقت کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول سکتے ہیں "۔ میجر ہیری نے کہا ۔

" او ۔ کے ۔ کراؤ شناخت ۔ مجھے جیکی کی بھی فکر ہے "...... ٹام نے

کہا اور میجر ہیری نے بے اختیار چیخ کر کہا ۔

" فائر بند کرو ۔ یہ جی ۔ پی ۔ فائیو کے آدمی ہیں ۔ دشمن نہیں ہیں اور کرنل ڈیوڈ میں میجر ہیری ہوں ۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف میرے ساتھ باس ٹام ہیں ۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف "۔ میجر ہیری نے پوری طاقت سے چیختے ہوئے کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے جی ۔ پی ۔ فائیو کے آدمیوں کو اب پہچانا ہو ۔

" فائر روک دو ۔ میں نے پہچان لیا ہے ۔ یہ میجر ہیری کی آواز ہے "۔ دور سے کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بھی فائرنگ رک گئی ۔ سیکرٹ سروس کی طرف سے پہلے ہی فائر رک چکا تھا ۔

" ہم بعد میں ملیں گے ۔ پہلے ہم نے دشمنوں کو پکڑنا ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک موٹے درخت کے تنے کی آڑ سے نکل کر مکان کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی مکان کی طرف دوڑ پڑے ۔

" دوڑو ۔ ہم ان سے پیچھے نہ رہ جائیں "...... ٹام نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب اس طرح مختلف سمتوں سے مکان کی طرف دوڑ پڑے جیسے وہ سب ورلڈ ریس میں حصہ لے رہے ہوں ۔ پھر مختلف سمتوں سے وہ انتہائی ماہرانہ انداز میں مکان کی چار دیواری سے کود کر اندر داخل ہوئے ۔ ٹام اور میجر ہیری اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیک وقت ہی مکان میں پہنچے ۔ مگر دوسرے لمحے ان سب کے چہرے بری طرح لٹک گئے ۔ کیونکہ مکان خالی پڑا ہوا تھا ۔

وہاں کوئی آدمی تو ایک طرف چڑیا کا بچہ تک موجود نہ تھا۔

" تلاشی لو۔یہاں ضرور کوئی خفیہ راستہ ہو گا "...... ٹام نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے بھی اپنے ساتھیوں کو یہی حکم دیا اور وہ سب مکان کے مختلف کمروں میں اس طرح گھومنے لگے جیسے ان سب کو کسی چھپے ہوئے خزانے کی تلاش ہو۔چند لمحوں بعد اچانک کھٹاک کی آواز ابھری اور دوسرے لمحے ٹام اور میجر ہیری کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی اچھل پڑا۔کیونکہ کمرے کا فرش اس آواز کے ساتھ ہی ایک سائیڈ پر ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیکی کا سر نمودار ہوا اور دوسرے لمحے جیکی چیختی ہوئی باہر آ گئی۔

" تم۔تم جیکی۔تم کہاں تھیں۔وہ پاکیشیائی کہاں ہیں "...... ٹام نے تیزی سے جیکی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" وہ اس سرنگ سے نکل کر زرعی فارم میں پہنچ گئے ہیں۔میں ان کی عورتوں کو کیپسول سے بے ہوش کر کے یہاں مشکل سے پہنچی ہوں " جیکی نے ہراساں سے لہجے میں کہا۔

" کون۔کون سے زرعی فارم کی بات کر رہی ہو "...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر پوچھا۔

" تم۔تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔میرے ہاتھ کھولو ٹام "...... جیکی نے چیخ کر کہا۔

" کرنل۔ادھر سرنگ میں آ جائیں "...... اچانک میجر ٹاڈ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سرنگ میں داخل ہو کر غائب ہو گئے اور ٹام اور میجر ہیری دونوں جو جیکی کی کلائیوں میں موجود ہتھکڑی کھولنے کے چکر میں پڑ گئے تھے۔ایک دوسرے کا منہ ہی دیکھتے رہ گئے۔کیونکہ اس کمرے میں ان دو کے علاوہ ان کے دوسرے ساتھی نہ تھے۔

" میجر ہیری۔تم ان کے پیچھے جاؤ۔جلدی کرو "...... ٹام نے چیخ کر کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا بجائے سرنگ میں جانے کے باہر دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔

" ارے ارے۔ادھر کیوں جا رہے ہو "...... ٹام نے چیخ کر کہا۔

" میں ساتھیوں کو ساتھ لے لوں۔اکیلے وہ کرنل ڈیوڈ مجھے ہلاک کر دے گا "...... میجر ہیری نے مڑے بغیر کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ٹام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جیکی کی ہتھکڑی پر مشین گن کی نال رکھ کر اسے بازو قدرے اوپر اٹھانے کے لئے کہا تاکہ کہیں جیکی زخمی نہ ہو جائے اور پھر جیسے ہی ٹام نے فائر کھولا۔ہتھکڑی ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ جیکی کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی۔

" کیا ہوا "...... ٹام نے گھبرا کر پوچھا۔

" کچھ نہیں۔کچھ نہیں۔میں سمجھی گولیاں میرے بازوؤں میں گھس گئی ہیں "...... جیکی نے جلدی سے ٹوٹی ہوئی ہتھکڑیوں کے رنگ کلائیوں سے نکال کر کلائیاں ملتے ہوئے کہا۔اسی لمحے میجر ہیری دوسرے ساتھیوں کے ساتھ دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

" میں بھی چلتا ہوں "...... ٹام نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ سرنگ

میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ جیکی بھی ٹام کے ساتھ ہی دوڑ رہی تھی۔ دوڑتے دوڑتے جیکی نے مختصر طور پر عمران کا کاشز کو پہچان لینے اور پھر اس کی آواز میں کال کرنے کی بات کر دی۔

"اوہ۔ اس قدر ہوشیار۔ ویری بیڈ۔ پھر تو وہ لازماً نکل گئے ہوں گے"۔ ٹام نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ اس زرعی فارم میں پہنچے تو وہاں کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی موجود ہی نہ تھے۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھی تیزی سے فارم کے باہر کی طرف لپکے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ سب منہ لٹکائے واپس آگئے۔

"وہ نکل گئے باس۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی بھی خواہ مخواہ کھیتوں میں چکراتے پھر رہے ہیں"....... میجر ہیری نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ مگر وہ اتنی جلدی کہاں جا سکتے ہیں"....... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے میجر ہیری کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے مڑا اور دوبارہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ٹام۔ میرے تصور سے بھی زیادہ خطرناک خاص طور پر وہ عمران۔ وہ تو شیطان ہے مجسم شیطان"....... جیکی نے کہا۔

"تم کیسے ان کے ہاتھ سے نکل آئیں۔ تم نے بتایا نہیں"....... ٹام

نے چونک کر پوچھا۔

"وہ مجھے عاصمہ اور ساتھی لڑکی جولیا کے ساتھ اکیلے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئے اور پھر کہیں فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا اور بیلٹ میں موجود کیپسول توڑ کر خود سانس روک لیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ دونوں ہی بے ہوش ہو گئیں اور میں بھاگ پڑی"....... جیکی نے جواب دیا۔

"مگر تم نے پہلے کیوں نہ کیپسول توڑ دیا۔ جب وہ سب اکٹھے تھے"۔ ٹام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیسے توڑتی وہ میرے عقب میں بھی موجود تھے وہ میری ذرا سی حرکت پر مجھے گولی مار دیتے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کیپسول میں نے بیلٹ کی عقبی سائیڈ پر اس لئے رکھا ہوا تھا تاکہ پیچھے ہاتھ کر کے اچانک اسے توڑ دوں۔ وہ تو جب سب باہر نکل گئے اور وہ دونوں عورتیں میرے سامنے بیٹھی تھیں اور عقب میں کوئی نہ تھا۔ اس وقت مجھے موقع ملا اور میں نے اسے توڑ دیا"....... جیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ٹام نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ واقعی جیکی پہلے مجبور تھی۔

"بہرحال شکر ہے کہ تم مجھے واپس مل گئیں۔ ورنہ میں تمہیں کہاں سے ڈھونڈھتا"....... ٹام نے مسکراتے ہوئے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور جیکی بھی لاڈ بھرے انداز میں مسکرا دی۔

"یہ کرنل ڈیوڈ کیسے یہاں پہنچ گیا ٹام"....... جیکی نے کہا۔

"پتہ نہیں۔ آؤ باہر چلیں"...... ٹام نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے میجر ہیری سیڑھیاں اتر کر نیچے صحن میں پہنچا۔ اس کا چہرہ بھی بری طرح لٹکا ہوا تھا۔

"کچھ پتہ چلا ان کا"...... ٹام نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے چھت پر بھی چڑھ کر دور دور تک دیکھا ہے۔ مگر سوائے جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کے اور کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔" میجر ہیری نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ وہ رچرڈ۔ وہ ابھی تک درخت پر موجود ہوگا۔ شاید اس نے بلندی پر ہونے کی وجہ سے انہیں دیکھا ہو"...... ٹام نے یک لخت چونک کر کہا اور میجر ہیری بھی اچھل پڑا۔

"بالکل باس بالکل۔ اس نے لازماً انہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن ٹرانسمیٹر تو جیپ میں ہے اور جیپ پہلے والے مکان کے قریب موجود ہے"۔ میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"آؤ جلدی کرو۔ ہم اس سرنگ سے واپس جاتے ہیں۔ جی۔ پی۔ فائیو کو یہیں ٹکریں مارنے دو"...... ٹام نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ یہ قصبہ عربوں کا ہے اور فائرنگ کے بعد یقیناً اب تک ان کے مسلح افراد نے مکان کو گھیر لیا ہوگا۔ ہمیں باہر سے جانا چاہئے۔ ورنہ وہ ہم پر اچانک فائر بھی کھول سکتے ہیں۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی خود ہی ان سے نپٹتے رہیں گے۔ ویسے بھی کرنل ڈیوڈ بھی

سمجھے گا کہ ہم ناکام ہو کر واپس جا رہے ہیں"...... میجر ہیری نے کہا اور ٹام نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے زرعی فارم کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

***

"اگر ہم اس طرح چوہوں کی طرف دوڑتے اور بلوں میں چھپتے رہے تو ہم کسی بھی لمحے مارے جائیں گے"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر کی بات درست ہے عمران صاحب۔ ہمیں مشن کے لئے جارحانہ کارروائی کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ لوگ اگر یہاں تک پہنچ سکتے ہیں تو وہ یقیناً اس پناہ گاہ تک بھی پہنچ سکتے ہیں"...... صفدر نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا

وہ سب اس تہہ خانہ نما پناہ گاہ میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ گو بظاہر یہ پناہ گاہ خفیہ بھی تھی اور محفوظ بھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ پوری طرح مطمئن نہ تھے۔ یہاں کا انچارج سالم تھا۔ جسے صالح نے سب کچھ بتا دیا تھا اور سالم ان سے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں پیش آرہا تھا۔ یہاں پہنچ کر عمران نے سب سے پہلے جولیا اور

عاصمہ کی بے ہوشی کو ختم کیا۔ اس کے لئے اسے ان دونوں کی گردن کی پشت پر مخصوص انداز میں خنجر سے معمولی آپریشن کر کے اعصابی مرکز کو تحریک دینی پڑی تھی۔ کیونکہ باوجود کوشش کے وہ یہ معلوم نہ کر سکا تھا کہ انہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ ایک تو وقت خاصا گزر گیا تھا۔ اس لئے گیس کی مخصوص بدبو بھی اب موجود نہ تھی جس کی مدد سے اس کی شناخت کی جا سکتی اور ویسے بھی اس پناہ گاہ میں ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کا توڑ بھی موجود نہ تھا۔ یہ پناہ گاہ صرف چند کمروں پر مشتمل تھی۔ جن میں سے ایک میں عام سا اسلحہ موجود تھا اور دوسرے میں ایمرجنسی حالات سے نمٹنے کے لئے پانی اور خوراک کا ذخیرہ کیا گیا تھا۔ البتہ یہاں انہیں میڈیکل باکس مل گیا تھا اور اس میڈیکل باکس کی مدد سے عمران نے جولیا اور عاصمہ کی گردن کی پشت پر معمولی سا آپریشن کر کے انہیں ہوش دلایا تھا اور پھر ان دونوں کی بینڈیج کر دی تھی۔ لیکن ہوش میں آنے کے باوجود وہ کوئی ایسی بات نہ بتا سکی تھیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا کہ اس ماریا یا جیکی نے انہیں کیسے بے ہوش کیا۔ جولیا نے صرف اتنا بتایا کہ جیسے ہی وہ سب کمرے سے باہر نکلے۔ اچانک ہلکی سی چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یک لخت اندھیرا سا چھا گیا۔ حالانکہ اس جیکی کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑے ہوئے تھے اور اس نے بظاہر کوئی حرکت بھی نہ کی تھی۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کیا سوچا جا سکتا تھا کہ اس کے پاس فوری طور پر بے ہوش کر دینے والا کوئی

مخصوص کیپسول موجود تھا ۔ جب اس نے توڑا تھا ۔ لیکن یہ کیپسول کہاں تھا اور اس نے اسے پہلے ان کی موجودگی میں کیوں نہ توڑا یہ بات کسی کی سمجھ میں بھی نہ آ رہی تھی ۔ کیونکہ جولیا نے جیکی کی باقاعدہ تلاشی لی تھی اور وہ سب جانتے تھے کہ جولیا لاپرواہی سے کام نہیں لے سکتی ۔ صالح عاصمہ کے ہوش میں آنے کے بعد حالات کا جائزہ لینے کے لئے پناہ گاہ سے باہر چلا گیا تھا اور ابھی وہ اس گیس کیپسول کے بارے میں ہی بات چیت کر رہے تھے کہ تنویر نے بات کر دی اور پھر صفدر نے اس کی تائید کر دی ۔

" کس مشن کی بات کر رہے ہو "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے ۔ عمران کی بات سن کر ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" کیا مطلب ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ہم سپیشل سیل والے مشن کی بات کر رہے ہیں "۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" لیکن اس گڑبڑ سے پہلے یہی بات تو ہو رہی تھی کہ مشن کس طرح مکمل ہو گا ۔ اگر ہم نے چھاؤنی میں داخل ہو کر سپیشل سیل کو ختم بھی کر دیا تو وہ لوگ نئے آدمی بھرتی کر لیں گے اور واقعی بات بھی درست ہے ۔ ہم کب تک یہاں رہ کر ان آدمیوں کا خاتمہ کرتے رہیں گے "۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا ۔

" تو پھر "...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر بھی اب الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" میرا خیال ہے ۔ ہمیں اس پوری چھاؤنی کو ہی اڑا دینا چاہئے "۔ عمران کے بولنے سے پہلے تنویر بول پڑا ۔

" تو پھر "...... اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے ۔ جب کہ تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے ۔

" عمران صاحب ۔ ہمیں کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہیئے کہ یہ لوگ سپیشل سیل کو خود ہی ختم کرنے پر مجبور ہو جائیں "...... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے اچانک بولتے ہوئے کہا ۔

" کوئی ایسی کارروائی بتاؤ ۔ میں تیار ہوں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے "...... اچانک خاور نے کہا تو وہ سب چونک کر خاور کی طرف دیکھنے لگے ۔

" اچھا ۔ یعنی تمہارے ذہن میں ابھی اتنی جگہ خالی موجود ہے کہ جس میں تجویز آ سکتی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا ۔

" آپ کے اس مذاق کے خوف سے تو ہم بات نہیں کیا کرتے "۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" مذاق کا خوف ۔ واہ ۔ نئی ترکیب ہے ۔ آج تک بھوت پریت ۔ جنات ۔ اندھیرے ۔ حادثے ۔ موت کا خوف تو سنا کرتے تھے اب یہ نیا خوف بھی ان میں شامل ہو گیا ہے "...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سب ہنسنے لگے ۔

"اس کی بات تو سنو۔ خواہ مخواہ مذاق شروع کر دیا۔ بتاؤ خاور تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت کی خوبی کہ خود پوچھا جا رہا ہے کہ کیا کہنا چاہتے ہو۔ آج تک یہی سننے کی حسرت ہی رہ گئی"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔ اس کے اس فقرے پر جولیا تو بے اختیار جھینپ کر رہ گئی۔ جب کہ باقی سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"مس جولیا تو ہماری بہن ہے"...... خاور نے قدرے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لیے تو ایک شاعر نے کہا تھا کہ دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت"...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور کمرہ بلند اور بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم بکواس کرنے سے باز نہ آؤ گے۔ اچھی بھلی سنجیدہ بات ہو رہی تھی کہ مذاق شروع کر دیا"...... اس بار شاید تنویر سے چپ نہ رہا گیا تھا۔ اس لیے وہ بول پڑا۔

"عمران صاحب۔ میرے ذہن میں یہ تجویز ہے کہ ہم اسرائیل کو کوئی ایسی زک پہنچائیں کہ اس کی بقا خطرے میں پڑ جائے۔ یہ فطری اصول ہے کہ جب اپنی بقا کا خطرہ پیدا ہو جائے تو پھر دوسروں کی طرف خیال بھی نہیں جاتا"...... خاور نے اس بار جلدی سے اپنی تجویز پیش کر دی۔

"تمہارا مطلب ہے۔ ہم یہاں باقاعدہ پارلیمنٹ کا الیکشن کریں"۔ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"الیکشن...... کیا مطلب۔ یہ الیکشن کی بات کہاں سے آ گئی"۔ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور باقی ساتھی بھی حیرت سے عمران کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے ان میں سے کسی کو بھی عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"بھائی۔ سیدھی سی بات ہے۔ جب ہم جیسے لوگ منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں بیٹھیں گے تو ملک کی بقا کو تب ہی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنسنے لگے۔

"آپ واقعی دور کی کوڑی لاتے ہیں عمران صاحب۔ ویسے میرا خیال ہے کہ خاور کا مطلب یہ تھا کہ ہم یہاں کوئی ایسی تخریبی کارروائی کریں جس سے ملک کی معیشت کو یا اس کی عوام کی زندگیوں کو ایسا نقصان پہنچے کہ یہاں کے حکام سب کچھ بھول کر اپنے چکر میں پڑ جائیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی میرے ذہن میں یہی بات تھی"۔ خاور نے فوراً ہی صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ عوام کسی بھی ملک کے ہوں۔ دشمن ہو یا دوست۔ بہرحال عوام ہوتے ہیں اور بے گناہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی ایسی کارروائی کا تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ جس میں بے گناہ عوام مارے

جائیں ۔ جہاں تک معیشت کی تباہی کا تعلق ہے ۔ تو ایسی کارروائی بے حد طویل منصوبہ بندی اور وسائل چاہتی ہے ۔ جس کا انتظام بہرحال ہم نہیں کر سکتے ۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اس سپیشل سیل کے کرتا دھرتا افراد کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اس کی اصل منصوبہ بندی کی دستاویزات حاصل کر کے اسے پوری دنیا کے پریس کے سامنے اوپن کر دیں ۔ اس طرح عالمی رائے عامہ کا دباؤ اسرائیل کو اس طویل المعیاد دہشت گردی کی منصوبہ بندی کو ترک کرنے پر مجبور کر دے گا اس کے ساتھ ساتھ یہ انتظام بھی کیا جا سکتا ہے کہ اس سیل سے متعلق کسی ایسے آدمی کو اغوا کر کے اس کی جگہ فلسطینیوں کا کوئی ایسا آدمی رکھوا دیا جائے جو اس سیل کی آئندہ کارروائی کی اطلاعات فلسطینیوں کو مسلسل پہنچاتا رہے ۔ جہاں سے یہ اطلاعات ہم تک پہنچ جائیں گی اور ہم اس کا پیشگی بندوبست کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور جب اسرائیل کے دہشت گرد مسلسل پاکیشیا میں ناکام ہونے لگ جائیں گے تو یقیناً یہ اپنے منصوبے کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں گے "...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ایسا آدمی مستقل طور پر تو کام نہیں کر سکتا ۔ آخر یہاں کی خفیہ ایجنسیاں بھی تو کام کرتی ہی رہتی ہیں "...... جولیا نے کہا ۔

" میرا خیال ہے یہاں بیٹھ کر سوچنے کی بجائے پہلے ہمیں اس چھاؤنی میں گھس کر اس سپیشل سیل کو تو تباہ کرنا چاہیے ۔ اس کے بعد جو صورت حال ہو گی اس کے مطابق عمل کر لیا جائے گا "...... تنویر نے

کہا ۔

" میرا خیال ہے ۔ تنویر کی بات درست ہے ۔ ہمیں بہرحال کوئی نہ کوئی عملی کارروائی ضرور کرنی چاہیے "...... جولیا نے تنویر کی بات کی فوراً ہی تائید کر دی اور پھر ایک ایک کر کے سیکرٹ سروس کے سارے ارکان نے تنویر کی اس بات کی تائید کر دی ۔

" وہ کیا کہتے ہیں ۔ ساری خدائی اک طرف جورو کا بھائی اک طرف تو جہاں ہونے والی جورو کے اتنے سارے بھائی اک طرف ہوں تو میری مجال ہے کہ میں ناں کر سکوں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ہر وقت کا مذاق بھی اچھا نہیں لگتا ۔ مذاق کا بھی کوئی موقع محل ہوتا ہے " ۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" اس وقت کی تلاش میں تو ساری عمر گزر گئی ہے ۔ کم از کم آج تو وہ وقت بتا دو " ۔ عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ جولیا کوئی اور جواب دیتا ۔ صالح کمرے میں داخل ہوا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔

" عمران صاحب ۔ شاید ہمیں یہاں آتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے باہر دو جیپیں اور دس افراد موجود ہیں جن میں میجر ہیری بھی شامل ہے اور ماریا بھی "...... صالح نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران سمیت سب اس کی بات سن کر چونک پڑے ۔

" کیا وہ اس پناہ گاہ کے باہر ہیں یا دور دور پھیلے ہوئے ہیں " ۔

عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی وہ تلاش کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا انداز بتا رہا ہے کہ انہیں اس علاقے میں ہماری موجودگی پر پورا یقین ہے"...... صالح نے جواب دیا۔

"تم نے کیسے چیکنگ کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہاں قریب ہی ایک درخت پر ہم نے الیکٹرانک آئی فٹ کر رکھی ہے تاکہ بوقت ضرورت باہر کا جائزہ لیا جائے۔ اس کا رسیونگ سیٹ نیچے تہہ خانے میں ہے اور سالم وہاں موجود ہے"۔ صالح نے کہا۔

"آؤ مجھے دکھاؤ۔ میں ان کی پوزیشنیں چیک کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کر کے وہ صالح کے ساتھ چلتا ہوا ایک کمرے کے کونے میں سے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں جدید ترین الیکٹرانک آئی کی رسیونگ مشین کے سامنے سالم موجود تھا۔ مشین کی سکرین روشن تھی اور اس پر بیرونی مناظر نظر آ رہے تھے۔ الیکٹرانک آئی اپنے مرکز میں آہستہ آہستہ گھوم رہی تھی۔ اس لئے مناظر بھی اس کے گھومنے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو رہے تھے۔ عمران کافی دیر تک سکرین میں ان مناظر کو دیکھتا رہا۔ صالح کی بات درست تھی۔ وہ لوگ یہاں کی ایک ایک جھاڑی اور ایک ایک چپہ زمین کو باقاعدہ چیک کر رہے تھے۔

"یہ ٹام ہے شاید۔ جم مارکر کی جگہ سیکرٹ سروس کا نیا چیف"۔

عمران نے ایک آدمی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے ساتھ ساتھ وہ ماریا چمٹی ہوئی نظر آ رہی تھی اور وہ میجر، میری بھی بار بار اس کے پاس جا کر مؤدبانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔ یہ گھٹے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا نوجوان تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے کئی مندمل نشانات نظر آ رہے تھے۔ سر کے بال چھوٹے مگر سیدھے کھڑے ہوئے تھے۔ چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات فطری طور پر نمایاں تھے۔ بہرحال بحیثیت مجموعی وہ ایک وجیہہ اور خوبصورت نوجوان تھا۔ اس کے جسم پر ڈارک بلیو رنگ کا سوٹ تھا۔ بیلٹ کے ساتھ ایک ہولسٹر بھی نظر آ رہا تھا۔ جس میں آٹومیٹک ریوالور کا دستہ بھی نظر آ رہا تھا۔ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں جھاڑیوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ ان کی تعداد جیکی کے علاوہ آٹھ تھی۔ وہ سب پھیل کر جائزہ لینے میں مصروف تھے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید قسم کی میزائل گنیں تھیں۔

"آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور صالح خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

"ہم نے فوری طور پر یہاں سے نکلنا بھی ہے اور سیکرٹ سروس پر کاری وار بھی کرنا ہے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں صورت حال کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کھلی جگہ پر ہیں اور یہاں سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"دوسرا ایک راستہ ہے۔ لیکن وہ بلاک کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ

ایک بار شدید بارشوں میں وہ سرنگ بیٹھ گئی تھی "...... صالح نے جواب دیا۔

" کتنی لمبی سرنگ ہے وہ "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" تقریباً ایک کلو میٹر طویل ہے۔ لیکن وہ راستے میں دو تین جگہوں سے بیٹھی ہوئی ہے "...... صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آؤ دکھاؤ مجھے "...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑنے ہی لگا تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک دھماکے سے وہ بے اختیار لڑکھڑا کر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے مسلسل خوفناک دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اس کمرے کی چھت ان پر آ پڑی۔ یہ سب کچھ تقریباً چشم زدن میں ہی ہو گیا۔ عمران نے اپنے طور پر اچھل کر دروازے سے باہر جانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا جسم بس معمولی سی حرکت ہی کر سکا دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکی کے اتھاہ گڑھے میں اترتا چلا گیا۔

ختم شد

س نمبر
مظہر کلیم ایم اے
عمران سیریز
سنیک سرکل

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ...... "سنیک سرکل" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ پہلا حصہ پڑھنے کے بعد آپ اس کا دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہوں گے لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں تو یقیناً اس دوسرے حصے کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

لاہور ۔ ٹاؤن شپ سے ملک شفیق الرحمن بھٹی صاحب لکھتے ہیں "آپ کے تمام ناول ایک بار نہیں بلکہ بار بار اور نجانے کتنی بار پڑھ چکا ہوں ہر بار نیا لطف ہی ملتا ہے ۔ نجانے آپ کے قلم میں کیا جادو ہے کہ بعض اوقات تو آپ کا ناول ختم کرنے کے بعد اسی وقت دوبارہ پڑھنا شروع کر دیتا ہوں ۔ جی ہی نہیں چاہتا کہ ناول ہاتھ سے رکھ دوں ایک بات البتہ وضاحت طلب ہے کہ عورتوں کو ایک خاص جذباتی کیفیت میں محسوس کر کے عمران کا ہاتھ اپنے سر پر کیوں پہنچ جاتا ہے امید ہے آپ وضاحت فرمائیں گے"۔

محترم ملک شفیق الرحمن بھٹی صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ ۔ میرے قلم میں کوئی جادو نہیں ہے یہ جادو دراصل آپ کی پسندیدگی کا ہے ۔ جہاں تک عمران کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچ جانے کا تعلق ہے تو یہ بھی دراصل ایک ذہنی کیفیت کا اظہار ہی ہے اور اس کا

مطلب الفاظ میں کچھ اس طرح ہو سکتا ہے کہ "ارے یہ تو سنجیدہ ہو گئی اب کیا کیا جائے" امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی۔

اسلام آباد سے محترمہ نورین شامی صاحبہ لکھتی ہیں۔ "بلیک ہلز" جیسا شاندار ناول لکھنے پر مبارک باد قبول کیجئے۔ عام طور پر ہمیں یہ شکوہ رہتا ہے کہ جس ناول کا ٹمپو تیز ہوتا ہے اس ناول میں مزاح اسی رفتار سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پھر کلائمیکس پر پہنچ کر صرف ایکشن اور سسپنس رہ جاتے ہیں لیکن "بلیک ہلز" لکھ کر آپ نے یہ سب شکوے دور کر دیئے ہیں۔ اس ناول میں ایکشن، سپنس اور مزاح شروع سے آخر تک اس طرح اکٹھے چلتے رہے ہیں کہ کہانی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے ویسے واقعی "بلیک ہلز" کے مجرم باون گزے ہی ثابت ہوئے ہیں۔ البتہ ایک بات خاص طور پر آپ سے پوچھنی ہے کہ کیا آپ کو عورتوں سے کوئی خاص دشمنی ہے کہ آپ ہر ناول میں عورتوں کو مجرم کرداروں میں ہی سامنے لاتے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں صرف بطور مثال کوئی مثبت کردار بھی سامنے آجاتا ہے۔ لیکن زیادہ تر نسوانی کردار مجرموں کی صف میں ہی شامل ہوتے ہیں۔ جب کہ مثبت کرداروں میں آپ نے کیپٹن شکیل۔ ناٹران۔ فیصل۔ آغا۔ توصیف ٹائیگر اور جوانا جیسے جاندار کرداروں کا مستقل اضافہ تو کیا ہے لیکن جولیا بیچاری ویسے ہی اکیلی کی اکیلی نظر آتی ہے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک اور لڑکی کو ہی سیکرٹ سروس میں شامل کر دیں۔"

محترمہ نورین شامی صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک عورتوں کے مجرم کرداروں میں زیادہ آنے کا تعلق ہے تو شاید ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ مجرم تنظیمیں جرائم کی دنیا میں رنگینی اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے زیادہ خواتین کو اس دنیا میں لے آتی ہوں گی۔ کیونکہ عام طور پر جرائم کی دنیا کو انتہائی بھیانک اور بدصورت سمجھا جاتا ہے۔ جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اکیلی جولیا کی موجودگی کا تعلق ہے تو ایک نیام میں دو تلواروں والی مشہور مثال آپ نے بھی ضرور سنی ہوئی ہو گی اور جب ایک تلوار ہی نیام میں نہ آنے پا رہی ہو تو پھر دوسری یا زیادہ تلواروں کا خطرہ کون مول لے سکتا ہے۔ امید ہے آپ زیادہ اچھی طرح مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔

سلطان پور۔ ضلع اٹک سے سید انعام الحق شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں ایک وضاحت کے لئے خط لکھ رہا ہوں کہ ایکسٹو ممبرز کو سزا کی دھمکیاں تو دیتا رہتا ہے اور ممبرز اس کی سزا سے ڈرتے بھی بہت ہیں۔ لیکن آج تک کوئی ایسا ناول نظر سے نہیں گزرا جس میں واقعی ایکسٹو نے کسی ممبر کو کوئی سزا دی ہو۔"

محترم سید انعام الحق شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی طلب کردہ وضاحت کا تعلق ہے تو محترم انسانی نفسیات ہے کہ سزا کا خوف اسے سزا سے زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ تلوار اگر سر پر لٹک رہی ہو اور ہر لمحے یہ خدشہ ہو کہ ابھی تلوار گردن پر پڑے گی تو اس انتہائی کیفیت اور تلوار کا وار ہو جانے کے بعد کی کیفیت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ امید ہے اب بات واضح ہو گئی ہو گی۔

کراچی سے محترمہ سیدہ ساجدہ صاحبہ لکھتی ہیں ۔ "آپ میرے پسندیدہ ناول نگار ہیں ۔ امتحان میں ایک بار اپنے پسندیدہ ناول نگار پر مضمون لکھنے کا سوال آیا تھا تو میں نے آپ پر ہی مضمون لکھا تھا ۔ اس سے آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے ناول مجھے کتنے پسند ہیں ۔ ایک بات کی وضاحت البتہ ضرور چاہوں گی کہ آپ پاکیشیا میں وزیراعظم کی بجائے تمام اہم معاملات صدر کے ذریعے ہی طے کراتے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام ہے اور اس نظام میں صدر کی بجائے وزیراعظم بااختیار ہوتا ہے ۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترمہ سیدہ ساجدہ صاحبہ ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے واقعی دلچسپ سوال کیا ہے ۔ واقعی جہاں پارلیمانی نظام ہوتا ہے وہاں زیادہ اختیارات وزیراعظم کے پاس ہوتے ہیں ۔ لیکن جہاں صدارتی نظام ہو تو ظاہر ہے وہاں سرے سے وزیراعظم ہوتا ہی نہیں ہے ۔ پاکیشیا میں پارلیمانی نظام کی بجائے صدارتی نظام ہے اس لیے وہاں صدر ہی چیف ایگزیکٹو ہوگا ۔ یہی وجہ ہے کہ پاکیشیا کے وزیراعظم کا تذکرہ کبھی نہیں آیا ۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

"باس باس ۔ سیکرٹ سروس کا ایک آدمی اونچے درخت پر دوربین لئے موجود ہے ۔ اس نے یقیناً ان پاکیشیائیوں کو زرعی فارم سے نکل کر کہیں جاتے اور چھپتے ہوئے دیکھا ہو گا"...... میجر ٹاڈ نے دوڑ کر کرنل ڈیوڈ کے قریب پہنچتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا ۔

"کہاں ۔ کہاں موجود ہے ۔ کیسے دیکھ لیا تم نے اسے" ۔ کرنل ڈیوڈ نے جو ایک جیپ کے ساتھ کھڑا تھا ۔ چونک کر پوچھا ۔

"میں نے دیکھا نہیں باس ۔ بلکہ میجر ہیری اور ٹام کے درمیان ہونے والی گفتگو سے اس کا پتہ چلا ہے ۔ میجر ہیری کے لباس میں موجود مخصوص ڈکٹافون کے ذریعے"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا ۔

"اوہ ۔ کیا باتیں ہوئی ہیں ۔ جلدی بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا ۔

"ٹام نے میجر ہیری سے کہا کہ رچرڈ دوربین لئے اونچے درخت پر

موجود ہے۔اس نے ضرور پاکیشیائیوں کو دیکھا ہوگا۔جس پر ہیری نے
بھی اس کی بات کی تائید کی اور ساتھ ہی اس نے ٹام سے کہا ہے کہ
مسلح عرب یقیناً صالح کے مکان کے گرد پہنچ گئے ہوں گے۔اس لئے ہم
فارم سے نکل کر کھلے علاقے میں سے گزر کر ان درختوں کے جھنڈ تک
جائیں گے اور کرنل ڈیوڈ پر یہی ظاہر کریں گے کہ ہم ناکام واپس جا
رہے ہیں"۔میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔پھر یقیناً اس دوربین والے نے ہی ہمارے متعلق ٹام کو
اطلاع دی ہو گی۔بہرحال اب ہمیں ان سے پہلے اس رچرڈ تک پہنچنا
ہے۔تاکہ ان کے پہنچنے سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کے
بارے میں معلومات حاصل کر لیں"۔کرنل ڈیوڈ نے تیز اور غصیلے لہجے
میں کہا۔

"باس۔اس سے بہتر یہ ہوگا کہ ہم ان کی گھات میں رہیں اور
انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے دیں۔پھر جیسے ہی
یہ لوگ انہیں ٹریس کر لیں ہم ان پر ٹوٹ پڑیں۔اس طرح ہم آسانی
سے ان سے اپنا شکار جھپٹ لیں گے اور ان کا خاتمہ بھی کر دیں گے۔
خاص طور پر اس جیکی کا۔جس نے آپ کے ساتھ بے وفائی کی ہے"
میجر ٹاڈ نے جان بوجھ کر جیکی کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے۔یہ لوگ کوئی عام لوگ تو نہیں ہیں"۔کرنل ڈیوڈ نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ہم بظاہر جیپوں میں بیٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔اس حد

تک جہاں تک اس ڈکٹافون کی رینج ہے۔اس کے ذریعے میجر ہیری اور
ٹام کی باتیں ہم تک پہنچتی رہیں گی۔اس طرح دور رہ کر بھی ہمیں ان
کی ساری کارروائی کے بارے میں علم ہوتا رہے گا اور وہ اپنی طرف سے
مطمئن بھی رہیں گے کہ وہ اکیلے ساری کارروائی کر رہے ہیں۔جب وہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیں گے۔تو ہم اور ہمارے
ساتھی عین موقع پر ان پر فائر کھول دیں گے۔اس طرح وہ سنبھل بھی
نہ سکیں گے اور ہمارا کام بھی مکمل ہو جائے گا"...... میجر ٹاڈ نے
باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔واقعی یہ اچھی تجویز ہے۔تمہاری کھوپڑی میں یقیناً کسی لومڑی
کا دماغ ہے۔جو تم ایسی ایسی چالیں سوچ لیتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ
نے کہا اور میجر ٹاڈ مسکرا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے کافی دور درختوں کے ایک جھنڈ میں
موجود تھے۔رچرڈ۔ٹام اور میجر ہیری کے درمیان ہونے والی تمام بات
چیت اس مخصوص ڈکٹافون کی وجہ سے انہوں نے بخوبی سن لی تھی اور
رچرڈ نے واقعی دوربین کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس
زرعی فارم سے نکل کر شمال کی طرف جاتے ہوئے چیک کر لیا تھا اور
جب یہ لوگ اس کی دوربین کی رینج سے باہر ہونے لگے تھے تو رچرڈ اس
درخت سے اتر کر دوڑتا ہوا کافی آگے موجود درختوں کے ایک اور جھنڈ
میں پہنچ گیا اور وہاں کے سب سے اونچے درخت پر چڑھ کر اس نے ایک
بار پھر ان کو چیک کیا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق شمال کی طرف دو

تین کلو میٹر دور جھاڑیوں سے بھرے ایک وسیع میدان میں اچانک
ان سب کو ایک ایک کر کے زمین کے اندر غائب ہوتے دیکھا تھا اور
ٹام اور میجر ہیری اب اپنے ساتھیوں سمیت اس میدان کی طرف ہی جا
رہے تھے۔

"اس میدان میں یقیناً فلسطینیوں کی کوئی خفیہ پناہ گاہ موجود ہوگی"
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یقیناً سر۔ رچرڈ کے مطابق ان کی دو عورتیں بے ہوش تھیں اور
انہوں نے انہیں کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس لئے وہ کہیں دور اس
حالت میں جا بھی نہیں سکتے"۔ میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کہیں وہ پاکیشیائی انہیں مار کر یا گرفتار کر کے آگے ہی
نکل جائیں اور ہم یہاں کھڑے دیکھتے ہی رہ جائیں"...... کرنل ڈیوڈ
نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہم اس میدان کے قریب درختوں کے ایک جھنڈ میں جا کر چھپ
جاتے ہیں جناب۔ اس کے بعد جس وقت بھی مناسب ہوگا۔ ہم ان پر
حملہ کر دیں گے"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اپنے ساتھیوں کو سمجھا دینا کہ جب تک
حملے کا حکم نہ دوں انہوں نے فائر نہیں کھولنا اور دوسری بات یہ کہ
سمیت ان میں سے ایک کو بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"...... کرنل
ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہوگی جناب"...... میجر

خوشامدانہ لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔

پھر ان کی جیپیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جب درختوں کے ایک جھنڈ
میں جا کر رکیں اور انہوں نے نیچے اتر کر باہر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔
تو انہوں نے ٹام۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو ایک وسیع
میدان میں جھاڑیوں اور زمینی چٹانوں کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا وہ واقعی
بڑے ماہرانہ انداز میں اس پناہ گاہ کو تلاش کر رہے تھے۔ جہاں عمران
اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"باس باس۔ میں نے اس جگہ کو تلاش کر لیا ہے"...... اچانک
میجر ٹاڈ کے ہاتھ میں موجود مخصوص ڈکٹافون کے رسیونگ سیٹ سے
میجر ہیری کی پرجوش مگر چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر ٹاڈ کے ساتھ
ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کہاں۔ کیسے"...... ٹام کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"وہاں سرخ رنگ کی جھاڑیوں کا ایک دائرہ موجود ہے اور مجھے
معلوم ہے کہ یہ دائرہ ان خفیہ پناہ گاہوں کی شناخت کے لئے خاص
طور پر لگایا جاتا ہے۔ آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں"...... میجر ہیری کی
آواز سنائی دی اور پھر انہوں نے ٹام اور میجر ہیری دونو کو تیزی سے
ایک طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں ایک جگہ رک کر زمین کو
دیکھتے رہے۔ پھر ٹام تیزی سے مڑا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو کال
کرنا شروع کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس وقت ہونٹ بھینچ لئے۔ جب
ٹام اور میجر ہیری کے ساتھی میزائل گنیں ہاتھوں میں لئے ایک دائرے

کی صورت میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے لمحے ان سب نے ٹام کے اشارے پر دائرے کے درمیانی جگہ پر خوف ناک میزائلوں کی بارش کر دی۔

ڈکٹافون کے ذریعے بھی اور ویسے بھی انہیں ان خوفناک میزائلوں کے خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فائرنگ رک گئی اور وہ لوگ ہتھیار اٹھائے درمیان میں بیٹھ جانے والی جگہ پر اس طرح نیچے اترنے لگے جیسے کسی ڈھلوان پر اتر رہے ہوں۔

"جلدی کرو۔ اپنے ساتھیوں کو اب ان کے گرد پھیلا دو۔ جیسے ہی یہ نکلیں ان پر فائر کھول دو۔ ایک بھی زندہ بچ کر نہ جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے مڑ کر جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں نے خوف ناک میزائلوں کی مسلسل بارش کر کے اس پناہ گاہ کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا تھا اور اب وہ سب نیچے اتر کر ملبہ ہٹا ہٹا کر اندر موجود لاشوں کو نکالنے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ میزائلوں کی وجہ سے یہ پناہ گاہ ایک گہرے گڑھے کی صورت میں تبدیل ہو چکی تھی اور ٹام جیکی اور میجر ہیری بھی نیچے اتر کر ایک طرف کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آخر کار سیکرٹ سروس کامیاب ہو ہی گئی"...... ٹام نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک جگہ سے ملبہ ہٹانے پر انہیں عمران اور اس کے سارے ساتھی ایک ہی جگہ سے مل گئے۔

"یہ۔ یہ زندہ ہیں باس۔ بڑے اور موٹے شہتیر نے ان پر آڑ کر رکھی

تھی ۔ صرف مٹی گرنے کی وجہ سے یہ بے ہوش ہیں "...... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور ٹام اور میجر ہیری دونوں چونک پڑے ۔

" انہیں گولیوں سے اڑادو ۔ فوراً "...... میجر ہیری نے چیخ کر کہا ۔

" نہیں ۔ اگر یہ زندہ ہیں تو انہیں گرفتار کر لو ۔ میں انہیں زندہ ہی صدر مملکت اور وزیر اعظم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں "...... ٹام نے چیخ کر کہا ۔

" باس ۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں ۔ اگر یہ ہوش میں آگئے تو ہمارے لئے مصیبت بن جائیں گے انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیں "...... میجر ہیری نے بے چین لہجے میں کہا ۔

" نہیں ۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔ ان کے ہاتھ اور پیر رسیوں سے اچھی طرح باندھ دو اور ان کی ناک اور منہ میں موجود مٹی نکال کر انہیں ہوش میں لے آؤ ۔ جلدی کرو "...... ٹام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے افراد نے ٹام کے حکم کی تعمیل شروع کر دی ۔ میجر ہیری ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہ گیا ۔

" ٹام ۔ میجر ہیری تجربہ کار آدمی ہے ۔ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے "...... جیکی نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" نہیں ۔ اب میں اس قدر بزدل بھی نہیں ہوں کہ بے ہوش افراد کو گولیوں سے اڑادوں "...... ٹام نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ کم از کم اس عمران کا تو خاتمہ کر دیں یہ دنیا کا شاطر ترین آدمی ہے "...... میجر ہیری نے ایک بار پھر بات کرتے ہوئے کہا ۔

" میجر ہیری ۔ میں اپنا حکم تبدیل نہیں کیا کرتا اور سنو آئندہ اگر تم نے اس طرح دوبارہ بزدلی کا مظاہرہ کیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھ سے بھی گولی سے اڑا سکتا ہوں ۔ مجھے بزدلی سے شدید نفرت ہے ۔ سمجھے "۔ ٹام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور میجر ہیری ایک بار پھر بے بسی کی کیفیت میں ہونٹ چبانے میں مصروف ہو گیا ۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور اوپر کو چڑھنے لگا ۔ اب شاید وہاں رکنا اس کے بس میں نہ رہا تھا ۔

" وہ ۔ وہ جی ۔ پی ۔ فائیو "...... دوسرے لمحے اس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ڈھلوان سے نیچے اتر آیا ۔

" کیا ۔ کیا مطلب "...... ٹام نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" کرنل ڈیوڈ اپنے آدمیوں سمیت ادھر ہی آرہا ہے ۔ میں نے جی ۔ پی ۔ فائیو کی تین جیپیں درختوں سے نکل کر آتی ہوئی دیکھی ہیں ۔ وہ انتہائی مشتعل مزاج آدمی ہے ۔ اگر اسے روکا نہ گیا تو وہ ہم سب کو گولیوں سے بھون ڈالے گا "...... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا ۔

" انہیں چھوڑو اور اوپر چلو ۔ اگر یہ لوگ نزدیک آئے تو ان پر میزائل گنوں کے فائر کھول دینا "۔ ٹام نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اوپر کی طرف جانے لگا ۔ اس کے ہاتھ میں آٹو میٹک ریوالور تھا ۔ میجر ہیری اور باقی سب افراد ہتھیار سنبھالے تیزی سے اوپر چڑھنے لگے ۔

" پھیل جاؤ اور جھاڑیوں کی آڑ لے لو "...... ٹام نے اوپر پہنچتے ہی چیخ کر کہا ۔ اس نے دور سے جی ۔ پی ۔ فائیو کی تین جیپیں تیزی سے اپنی

طرف آتی دیکھ لی تھیں ۔ لیکن ابھی وہ میزائل رینج سے کافی فاصلے پر تھیں ۔ ان جیپوں پر مسلح افراد موجود تھے ۔

" خبردار کرنل ڈیوڈ وہیں رک جاؤ ۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں وارننگ دے رہا ہوں ۔ ورنہ میں میزائلوں سے تمہارے پرخچے اڑا دوں گا "...... ٹام نے پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا ۔

" باس ۔ باس ۔ آڑ لے لیں ۔ کرنل ڈیوڈ کا کوئی پتہ نہیں ۔ کس وقت فائر کھول دے ۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے "...... میجر ہیری نے بے چین سے لہجے میں کہا ۔

" جیپوں کے سامنے زمین پر فائر کرو " ۔ ٹام نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے بکھر کر آتی ہوئیں تینوں جیپوں کے سامنے زمین پر خوف ناک دھماکے ہوئے اور مٹی کا جیسے طوفان سا اڑا ۔ چند لمحوں بعد جب مٹی بیٹھ گئی تو انہوں نے دیکھا کہ تینوں جیپیں رک چکی تھیں ۔

" کرنل ڈیوڈ ۔ خبردار ۔ اب اگر تم آگے بڑھے تو میزائل جیپوں پر بھی پڑ سکتے ہیں "...... ٹام نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تینوں جیپیں مڑیں اور آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی تیزی سے واپس جانے لگیں ۔

" ہونہہ ۔ بزدل آدمی ۔ دوسروں کا مارا ہوا شکار چھیننا چاہتا ہے " ۔ ٹام نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا ۔

" یہ راستے میں دوبارہ حملہ کرے گا باس ۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر طلب کر لیں ۔ تل ابیب یہاں سے بہت دور ہے

اور اس آدمی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ یہ پوری جی ۔ پی ۔ فائیو کو ہم پر چڑھا لائے "...... میجر ہیری نے کہا ۔

" اوہ ۔ ہاں ۔ تمہارا یہ مشورہ اچھا ہے "...... ٹام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیپیں وہاں لے آنے کا حکم دیا ۔ تاکہ اس میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال کر کے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر طلب کر سکے اور اس کا حکم سنتے ہی تین آدمی تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑے ۔ جدھر ان کی جیپیں موجود تھیں ۔

" باقی لوگ نیچے اتریں اور ان لوگوں کو اوپر لے آئیں اور اس کے ساتھ ساتھ مزید ملبہ ہٹا کر بھی چیک کر لیا جائے ۔ ہو سکتا ہے مزید کچھ لوگ بھی اندر موجود ہوں "...... ٹام نے مڑ کر باقی ساتھیوں سے کہا اور وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس نیچے گڑھے میں اتر گئے ۔ جی ۔ پی ۔ فائیو کی جیپیں اب نظروں سے غائب ہو چکی تھیں ۔

" آخر یہ لوگ عین موقع پر کیسے پہنچ جاتے ہیں ۔ ان کے پاس ایسا کون سا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انہیں ہماری کارروائی کا بروقت پتہ لگ جاتا ہے "...... ٹام نے مڑ کر میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" میں نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ میجر ٹاڈ کو بھی دیکھا ہے ۔ وہ لومڑی کی طرح شاطر دماغ کا آدمی ہے اور سائنسی آلات کا بے دریغ استعمال کرتا ہے ۔ اس نے کوئی ایسا انتظام کیا ہو گا ۔ جس سے انہیں ہمارے متعلق معلومات مل رہی ہیں "...... میجر ہیری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

"اوہ اوہ ۔ کہیں انہوں نے ہمارے کسی آدمی کے لباس میں یا جسم میں کوئی ڈکٹا فون نہ چھپا رکھا ہو ۔ اب مجھے اپنے سمیت سب کی چیکنگ کرنی ہوگی"...... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر لا کر زمین پر لٹا دیا گیا ۔ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے رسیوں سے باندھے گئے تھے ۔ گو ان کی ناک اور منہ سے مٹی نکال دی گئی تھی ۔ لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے ۔ ٹام غور سے زمین پر پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جو مٹی میں دب جانے کی وجہ سے بھوت جیسا لگ رہا تھا۔

"ہونہہ ۔ خواہ مخواہ ان لوگوں کو ہوا بنا کر رکھا ہوا ہے ۔ عام سے لوگ ہیں"...... ٹام نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ جنہیں آپ عام لوگ کہہ رہے ہیں ۔ انہوں نے کئی بار اسرائیل کو نچا کر رکھ دیا تھا۔ یہ تو نجانے کس طرح آپ کے قابو چڑھ گئے ہیں"۔ میجر ہیری نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ۔ میں انہیں دس بار چھوڑ کر دس بار گرفتار کر سکتا ہوں ۔ میرا نام ٹام ہے ٹام ۔ میں کرنل ڈیوڈ نہیں ہوں"...... ٹام نے دوبارہ حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میجر ہیری کی طرح کرنل ڈیوڈ بھی ان لوگوں سے بے پناہ خوفزدہ رہتا ہے ۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے ٹام کہ تم انتہائی جی دار اور بہادر آدمی ہو ۔ مجھے تم پر فخر ہے"...... جیکی نے ٹام

کے بازو سے چمٹتے ہوئے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور ٹام بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم دیکھنا ہنی کہ تمہارا شوہر سیکرٹ سروس کو کہاں لے جائے گا"۔ ٹام نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جیکی کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو گیا۔

اسی لمحے تینوں جیپیں ان کے قریب آ کر رک گئیں۔

"ڈکٹا فون چیکر کو میرے والی جیپ کی سائیڈ سیٹ کے نیچے سے نکالو میجر ہیری ۔ میں سب سے پہلے چیکنگ کرنا چاہتا ہوں"...... ٹام نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا ایک جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے چیکر باہر نکالا اور پھر اس نے ٹام کے حکم پر باری باری ہر آدمی کی چیکنگ شروع کر دی ۔ لیکن چیکر پھر بھی خاموش رہا۔

"کیا مطلب ۔ پھر کیسے انہیں پتہ چل جاتا ہے"...... ٹام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میجر ہیری کی بھی تو چیکنگ ہونی چاہئے"...... جیکی نے کہا تو ٹام چونک پڑا۔

"ہاں ۔ بالکل دکھاؤ مجھے چیکر میجر ہیری"...... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے اطمینان سے چیکر ٹام کی طرف بڑھا دیا ۔ مگر دوسرے لمحے جیسے ہی ٹام نے چیکر کا رخ میجر ہیری کی طرف کر کے اس کا بٹن آن کیا چیکر سے نکلنے والی مخصوص ٹیں ٹیں کی آوازیں سن کر نہ صرف ٹام بلکہ

خود میجر ہیری اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تمہارے لباس میں ڈکٹا فون موجود ہے"...... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے جلدی سے کوٹ اتارا اور چند لمحوں بعد اس کے استر کے اندرونی حصے سے ایک جدید ساخت اور وسیع رینج کا ڈکٹا فون برآمد ہو چکا تھا۔

"اوہ۔ یہ یقیناً اس میجر ٹاڈی کی کارستانی ہے۔ اس نے میرے ڈرائی کلینرز سے مل کر یہ سازش کی ہو گی۔ میں اسے گولیوں سے اڑا دوں گا"۔ میجر ہیری نے غصے اور ندامت کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ رہنا ہے میجر ہیری تو تمہیں آئندہ سخت محتاط رہنا ہو گا۔ میں ایسی غفلت اور لاپرواہی برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں سمجھے۔ اسے میری طرف سے لاسٹ وارننگ سمجھنا"...... ٹام نے ڈکٹا فون کو آف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آئندہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی"...... میجر ہیری نے انتہائی ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی میں تمہاری بقا بھی ہے"...... ٹام نے ڈکٹا فون آف کر کے اسے جیب میں ڈالتے ہوئے پہلے جیسے لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ ٹرانسمیٹر سے ہیڈ کوارٹر کال کر کے وہاں سے ہیلی کاپٹر طلب کر سکے۔

"یہ۔ یہ ہوش میں آ رہا ہے ٹام"...... اچانک جیکی نے چیختے ہوئے کہا اور ٹام تیزی سے مڑا۔

"کون۔ کس کی بات کر رہی ہو"...... ٹام نے زمین پر پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران۔ اس کی آنکھیں ابھی کھلی تھیں"...... جیکی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میجر ہیری۔ اچھی طرح چیک کر لو کہ کیا ان کو صحیح طریقے سے باندھا بھی گیا ہے یا نہیں"...... ٹام نے میجر ہیری سے کہا اور ایک بار پھر جیپ کی طرف مڑ گیا۔ اس کے انداز میں لاپرواہی تھی۔ جیپ پر چڑھ کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر ہیڈ کوارٹر کال کر کے اس نے فوری طور پر ہیلی کاپٹر طلب کیا اور ساتھ ہی اس نے اس علاقے کی تفصیلات بھی بتا دیں۔ جہاں وہ لوگ موجود تھے۔ کال کرنے کے بعد وہ جیسے ہی جیپ سے اترا۔ عمران کو اٹھ کر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"مبارک ہو مسٹر ٹام۔ سیکرٹ سروس کی سربراہی مبارک ہو"...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اکیلا ہی ہوش میں آیا تھا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"اس کی رسیاں چیک کر لی ہیں میجر ہیری"...... ٹام نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... میجر ہیری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو"...... ٹام نے اس بار عمران کی طرف
مڑتے ہوئے پوچھا۔آٹو میٹک ریوالور اس نے ہاتھ میں لے لیا تھا۔
"ہر قسم کے سربراہوں سے ملنا میری ہابی ہے۔اس لئے اب تو میں
شکل دیکھ کر ہی اندازہ لگالیتا ہوں کہ یہ آدمی ضرور سربراہ ہے چاہے وہ
جمعداروں کا ہی سردار کیوں نہ ہو اور مس جیکی نے تو تمہارا باقاعدہ
تعارف کرایا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے حیرت ہے کہ آخر تم جیسے آدمی کو ان لوگوں نے ہوا کیوں بنا
رکھا ہے۔جب کہ میرے نزدیک تم ایک مسخرے سے زیادہ کوئی
حیثیت نہیں رکھتے۔تم نے دیکھا ہے کہ میں نے تم سب کو کس طرح
پکڑ لیا ہے اور اب تم اور تمہارے ساتھیوں کی زندگیاں میرے رحم
وکرم پر ہیں۔میں چاہوں تو صرف ایک اشارے سے تمہیں تمہاری
زندگیوں سے محروم کر سکتا ہوں"...... ٹام نے انتہائی متکبرانہ لہجے میں
کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"بہت خوب۔واقعی اسرائیل کے صدر اور وزیراعظم مبارک باد
کے مستحق ہیں۔جنہوں نے آخر کار تم جیسا جوہر قابل سیکرٹ سروس
کی سربراہی کے لئے ڈھونڈھ ہی نکالا ہے۔اگر مجھے موقع ملا تو میں صدر
اور وزیراعظم کو ان کی اس مردم شناسی کی مبارک باد ضرور دوں گا"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو۔میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ ہی اس
لئے رکھا ہے۔تاکہ تمہیں زندہ صدر مملکت اور وزیراعظم کے سامنے

پیش کر کے انہیں بتا سکوں کہ میرے لئے تم لوگ حقیر مچھروں سے
زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے"...... ٹام نے پہلے کی طرح متکبرانہ لہجے
میں کہا۔
"ارے واہ۔پھر تو مجھے واقعی انہیں مبارک باد پیش کرنے کا موقع
مل جائے گا۔ویسے وہ جی۔پی۔فائیو کے کرنل ڈیوڈ صاحب ادھر نظر
نہیں آرہے۔وہ شاید تمہارے رعب ودبدبے کی تاب نہ لا کر واپس
چلے گئے ہیں"۔عمران نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہ بزدل آدمی ہے۔اس کا نام مت لو میرے سامنے۔وہ گیدڑ ہے
گیدڑ۔اس کا خیال تھا کہ وہ شیر کا مارا ہوا شکار گھسیٹ کر لے جائے گا۔
لیکن اسے معلوم نہیں کہ شیر اپنے شکار کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے"
ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اچھا۔اس کا مطلب ہے کہ اب اسرائیل میں انسانوں کی اس حد
تک کمی ہو گئی ہے کہ جی۔پی۔فائیو کو سربراہ گیدڑ ہے اور سیکرٹ
سروس کا سربراہ شیر۔ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ یقیناً کوئی چوہا ہو گا اور
فوج کا سربراہ خرگوش۔گڈ شو۔اب تو لغت میں اسرائیل کا معنی چڑیا
گھر لکھوا دینا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو۔سمجھے۔ورنہ میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی بھی کر
سکتا ہوں"...... ٹام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"باس۔اس کے اور ساتھی بھی ہوش میں آرہے ہیں"...... اسی لمحے
میجر ہیری نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران نے تیزی سے گردن

موڑتی اور اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"آنے دو"........ ٹام نے بڑے لاپرواہ لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"تم واقعی شیر ہو۔ مسٹر ٹام۔ بہادر اور جی دار۔ ورنہ اب تک اسرائیل کی مختلف تنظیموں کے سربراہوں کے ہمارے ہوش میں آنے کے تصور سے ہی ہوش اڑ جاتے تھے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بزدل لوگ تھے اور ہیں اور مجھے بزدلی سے نفرت ہے"۔ ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بزدل جھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ جب کہ بہادر سچے لوگ ہوتے ہیں اور تم نے اب ہمارا شکار تو کر ہی لیا ہے اور ظاہر ہے اب ہماری موت زیادہ دور نہیں رہ گئی ہو گی۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے سپیشل سیل کا بھی چارج سنبھال لیا ہے یا وہاں کا کوئی اور انچارج بنایا گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب میں سیکرٹ سروس کا سربراہ ہوں تو ظاہر ہے میں ہی سپیشل سیل کا انچارج ہوں........ میری موجودگی میں دوسرا انچارج کیسے بن سکتا ہے"........ ٹام نے پہلے کی طرح فاخرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں سپیشل سیل کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔ وہ اب مضبوط حصار میں پہنچ گیا ہے"۔ عمران

نے قدرے مایوسانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم اس قابل ہی نہیں رہو گے کہ کسی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکو"۔ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ لیکن کیا تم بتاؤ گے کہ سپیشل سیل میں کتنے افراد شامل ہیں"........ عمران نے کہا۔

"تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں........ فضول اور احمقانہ باتیں مت کرو۔ ورنہ........" ٹام نے اس بار غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ورنہ میں خود ایسی باتیں کرنا شروع کر دوں گا۔ یہی کہنا چاہتے تھے، کھل کر کرو مسٹر ٹام ایسی باتیں۔ میں تمہاری طرح ایسی باتوں کا برا نہیں منایا کرتا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس دوران ایک ایک کر کے عمران کے سارے ساتھی عاصمہ صالح اور سالم سمیت اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہاری فضول حرکت کرنے والی زبان روکنے پر بھی قادر ہوں"........ ٹام نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"ٹام۔ یہ شخص نجانے کیوں تمہیں جان بوجھ کر غصہ دلانا چاہتا ہے۔ اس کی باتوں میں مت آؤ"........ جیکی نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ احمق ہے۔ قطعی احمق۔ وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک نہیں آرہا"۔ ٹام

نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں ہیلی کاپٹر پر تل ابیب لے جانا چاہتے ہو۔ چلو اچھا ہے۔ اگر تم ہمیں جیپوں پر بٹھا کر لے جاتے تو لوگ خواہ مخواہ ہم سے خوفزدہ ہو جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوف زدہ۔ تم جیسے بندھے ہوئے آدمی سے خوفزدہ۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا"۔ ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں پر موجود مٹی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ تم نے نجانے کیا سمجھ لیا ہے"۔ عمران نے فوراً ہی اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ یہ بات ہے"...... ٹام نے اس طرح اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے عمران کی اس وضاحت سے وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گیا ہو۔

"ہیلی کاپٹر بڑا منگوایا ہے ناں۔ مجھے دراصل ہیلی کاپٹر سے باہر لٹکنے سے بڑا خوف محسوس ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سب اندر بیٹھ جاؤ اور ہمیں رسیوں سے باندھ کر باہر لٹکا دو۔ پھر تو ہماری لاشیں ہی صدر اور وزیراعظم کے سامنے پیش ہوں گی"...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں نے تمہیں صدر صاحب کے سامنے زندہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور تم زندہ ہی ان کے سامنے پہنچو گے"۔ ٹام نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر آ رہا ہے ٹام"...... اچانک جیکی نے کہا اور ٹام اور دوسرے لوگ چونک کر سامنے دیکھنے لگے۔ عمران نے بھی مڑ کر دیکھا واقعی دور سے ایک ہیلی کاپٹر ادھر ہی آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"باس...... جیپیں بھی لے جانی ہیں۔ ہیلی کاپٹر میں تو یہ لوگ بھی مشکل سے ہی آئیں گے"...... میجر ہیری نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قیدیوں کے علاوہ میں جیکی اور دو مسلح افراد ہیلی کاپٹر میں جائیں گے تم باقی افراد کے ساتھ جیپوں میں واپس پہنچو گے اور سنو۔ اگر راستے میں کرنل ڈیوڈ یا اس کے ساتھی تم پر حملہ کریں تو میری طرف سے اجازت ہے کہ تم میزائلوں سے انہیں اڑا دینا۔ میں خود جواب دے دوں گا سمجھے"...... ٹام نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... میجر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹام کے فیصلے سے انتہائی سکون ملا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کو وہیں اتار لیا گیا۔

"باس۔ ایک بار پھر میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس قدر کمزور نہ سمجھیں۔ یہ لوگ لمحوں میں پچوئیشن بدل دینے کے عادی ہیں"...... میجر ہیری نے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"پھر۔ پھر وہی بزدلی کی باتیں۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ یہ

میری لاسٹ وارننگ ہے"...... ٹام نے اس قدر غصے سے کہا کہ جیسے ابھی میجر ہیری کو کچا چبا جائے گا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے تیز تیز قدم اٹھاتا سب سے آگے چلتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"آئی ایم سوری باس۔ میرا مطلب صرف آپ کو آگاہ کرنا تھا"۔ میجر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ اپنے آپ پر بڑی مشکل سے جبر کر رہا ہو۔

"فکر نہ کرو میجر ہیری۔ جلد ہی میں تمہیں سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بننے کی مبارک باد پیش کروں گا۔ یہ ٹام صاحب تو مجھے مہمان اداکار لگتے ہیں"...... عمران نے مڑ کر مسکراتے ہوئے میجر ہیری سے کہا اور میجر ہیری کا چہرہ ایک لمحے کے لئے روشن ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے منہ پھیر لیا۔

"بکواس مت کرو۔ تم جیسے بزدل ٹام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے سمجھے"۔ اچانک جیکی نے جو میجر ہیری کی دوسری طرف چل رہی تھی۔ غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاں شاید گیدڑ کو شیر کہا جاتا ہوگا۔ اگر ٹام واقعی شیر ہوتا تو جیکی سے شادی کیوں کرتا۔ جیکی ظاہر ہے جیک کی مادہ کو ہی کہا جا سکتا ہے"۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ ورنہ میں تمہیں خود گولی مار دوں گی"۔ جیکی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ہنی۔ کیوں چیخ رہی ہو"...... ہیلی کاپٹر کے قریب

کھڑے ٹام نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ احمقانہ اور فضول باتیں کر رہا ہے ٹام یہ نجانے کیوں ہمیں جان بوجھ کر بار بار غصہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے"...... جیکی نے کہا۔

"اسے شاید امید ہے کہ کسی طرح یہ زندہ بچ جائے گا۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کی زندگی صرف چند گھنٹوں کی رہ گئی ہے اور وہ بھی میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو صرف اس لئے بخش دی ہے تاکہ میں انہیں صدر صاحب کے سامنے زندہ پیش کر سکوں"...... ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ میجر ہیری کو کہہ رہا تھا کہ جلد ہی یہ اسے سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بننے کی مبارک باد پیش کرے گا اور تمہارے متعلق کہہ رہا تھا کہ تم مہمان اداکار لگتے ہو"...... جیکی نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ٹام بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ان لوگوں کے مخصوص حربے ہوتے ہیں ہنی۔ میں ان کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ اس طرح میجر ہیری کو اکسانا چاہتا ہے تاکہ وہ میرے خلاف بغاوت کر دے۔ لیکن اسے نہیں معلوم کہ ایسا ناممکن ہے۔ ٹام ہزار آنکھیں رکھتا ہے"...... ٹام نے اسی طرح مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کیا ترقی کی ہے کہ پہلے شیر بنے اور اب افریقہ کی وہ مخصوص مکھی جو ہزار آنکھیں رکھتی ہے۔ واقعی ترقی اسے کہتے ہیں"...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میجر ہیری ...... ان سب کی رسیاں ایک بار پھر اچھی طرح چیک کرو اور انہیں ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں سوار کراؤ" ...... ٹام عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہیری سے مخاطب ہو گیا۔

" یس باس "...... ہیری نے کہا اور تیزی سے عمران کے عقب میں آ کر اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی کو چیک کرنے لگا۔

" چلو تم پہلے اوپر "...... میجر ہیری نے عمران کو آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ۔ اب میں خود اس کی رسیاں چیک کروں گا "...... ٹام نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ عمران کے عقب میں آیا اور اس نے خصوصی طور پر اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی اور گانٹھ کو چیک کیا۔

" ٹھیک ہے۔ یہ تمہارا امتحان تھا میجر ہیری اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس امتحان میں پورے اترے ہو۔ ورنہ ان لوگوں سے پہلے تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے "...... ٹام نے پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد پیچھے ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" کیسا امتحان باس "۔ میجر ہیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے خطرہ تھا کہ کہیں تم اس عمران کی باتوں میں آ کر میرے خلاف سازش نہ کر بیٹھو اور جان بوجھ کر اس کی رسی کی گانٹھ ڈھیلی کر

دو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کی سربراہی والی ٹپ میں خاصی کشش ہو سکتی ہے "...... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس ...... پلیز آپ آئندہ میرے متعلق ایسی بات ذہن میں بھی نہ لایا کریں۔ میں اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہوں "...... میجر ہیری نے کہا۔

" او۔ کے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ چلو اب باقی افراد کی رسیاں بھی چیک کر لو تا کہ میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں "...... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر ہیری تیزی سے عمران کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔ جب کہ دو مسلح افراد سیٹوں پر اس طرح بیٹھ گئے کہ ان کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ ٹام اور جیکی پائلٹ کی عقبی سیٹوں پر اکٹھے بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور افقی پرواز کرتا ہوا تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کا جھٹکا لگنے سے عمران کے عقب میں کھڑا ہوا صفدر تیزی سے گھوم گیا...... اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ اپنے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے گھوم گیا ہو۔ مگر جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے سیدھی پرواز شروع کی وہ ایک بار پھر گھوم کر پہلے والی حالت میں آ گیا

" خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے یہ نیچے کود کر خود کشی کرنے کی کوشش

کریں ۔ تم نے انہیں ہر حالت میں ایسا کرنے سے روکنا ہے"۔ یک لخت ٹام نے پیچھے مڑ کر ان دو آدمیوں سے کہا۔ جن کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔

"یس باس"...... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"جناب ٹام صاحب...... سیٹیں تو خالی پڑی ہیں۔ کم از کم ہمیں بیٹھنے کے لئے کہہ دو"...... یک لخت عمران نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ تم وہیں کھڑے رہو گے۔ میں دشمن کو اپنے برابر بٹھانے کا قائل نہیں ہوں"...... ٹام نے مڑ کر انتہائی متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"چلو بیٹھنے نہ دو۔ کم از کم کھڑکی کے سامنے کھڑے تو ہونے دو۔ پیچھے تو شدید گرمی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں آدھے سے زیادہ پگھل گیا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ صدر کے سامنے پہنچتے پہنچتے خالی ہڈیاں ہی رہ جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی گرمی لگ رہی ہے عمران صاحب"...... اچانک صفدر نے بھی آگے بڑھ کر عمران کے قریب آ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ یہاں کھڑے ہو سکتے ہو۔ لیکن بیٹھ نہیں سکتے"۔ ٹام نے مڑ کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ مسلح افراد سے اب دو قدم پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر ٹام ۔ تمہاری اس رحم دلی کو ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے"۔ عمران نے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"مگر جیسے ہی ٹام نے اپنا منہ سامنے کی طرف کیا۔ یک لخت میزائل گنیں نیچے گرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں مسلح افراد کی ہلکی سی چیخیں اور گردنیں ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دیں اور ٹام یہ آوازیں سن کر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر گھوما ہی تھا کہ کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر وہیں سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے مسلح آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والی میزائل گن کا بھاری دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مارا۔ ٹام کی چیخ کے دوسرے ہی لمحے جیکی جو حیرت سے گردن موڑ کر دیکھنے کی ابھی کوشش ہی کر رہی تھی کھوپڑی پر زوردار ضرب کھا کر چیختی ہوئی سیٹ سے نیچے گری اور اسی لمحے عمران سیٹوں کے درمیان دوڑتا ہوا پائلٹ کے سر پر پہنچ چکا تھا جو حواس باختہ انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں وہ بھی اپنی گردن تڑوا کر کرسی میں ہی ڈھیر ہو چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ خود کار سسٹم کے تحت ہی پرواز کر رہا تھا۔ اس لئے اس کارروائی کے دوران ہیلی کاپٹر کو سوائے معمولی جھٹکوں کے اور کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سی پائلٹ کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف پھینکا اور خود اس نے پائلٹ سیٹ سنبھال کر ہیلی کاپٹر کا نظام اپنے کنٹرول میں کر لیا تاکہ اس کا متعین رخ بدل سکے۔ ادھر صفدر نے ٹام اور جیکی دونوں کو اچھی طرح چیک کر کے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ وہ دونوں ہی جلد ہوش میں نہیں آ سکتے۔ البتہ دونوں مسلح افراد گردنیں ٹوٹنے کی وجہ سے پائلٹ کی طرح لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کی چیکنگ کی ضرورت ہی

تھی۔ اس سارے آپریشن کو مکمل ہونے میں صرف چند لمحے لگے تھے
یوں جیسے کوئی شعبدہ گر حیرت انگیز شعبدہ دکھاتا ہے اور سچوئیشن مکمل
طور پر بدل چکی تھی۔ صفدر نے ساتھیوں کے ہاتھ کھولنے شروع کر
دیئے۔ جب کہ عمران نے ہیلی کاپٹر کو نیچے نظر آنے والے جنگل نما
علاقے میں اتارنا شروع کر دیا۔ اس جنگل کے علاقے کے بارے میں
عمران اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ تل ابیب کے جنوب میں تقریباً ایک سو
چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اور اس جنگل میں فلسطینیوں کی ایک
ایسی خفیہ پناہ گاہ موجود تھی۔ جس کے بارے میں عمران اچھی طرح
جانتا تھا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے اترتا چلا جا رہا تھا اور پھر جنگل کے اوپر
پہنچ کر عمران نے ایک چھوٹا سا چکر لگایا اور اس کے بعد ہیلی کاپٹر کو اس
نے جنگل کے عین درمیان نسبتاً ایک خالی قطعے پر اتار دیا۔

"تم سب اندر ہی رہو گے"...... عمران نے مڑ کر کہا اور دوسرے
لمحے وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے کود گیا۔ نیچے اتر کر اس نے ایک لمحے
کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے حلق سے انتہائی بلند لیکن عجیب
سی آواز نکلی۔ ایسی آواز جیسے دور جنگل میں کوئی لگڑ بھگڑ چیختا ہو۔ دو تین
بار ایسی آوازیں نکالنے کے بعد عمران ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔
پھر اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے انہیں مخصوص انداز میں ہوا
میں اس طرح لہرایا جیسے اوپر سے نازل ہونے والی کسی آفت سے بچنے
کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔ ہیلی کاپٹر کی کھلی کھڑکیوں سے اس کے
ساتھی صالح و عاصمہ اور سالم تینوں حیرت سے اسے یہ عجیب و غریب

حرکات کرتے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے
عمران اس جنگل میں پہنچتے ہی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔ لیکن چند
لمحوں بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک درخت کی اوٹ سے ایک
فلسطینی نوجوان کسی جن کی طرح اچانک نمودار ہوا۔ اس کے جسم پر
کمانڈوز یونیفارم تھی اور اس کے ہاتھوں میں ایک عجیب ساخت کی
چھوٹی مگر چوڑی نال والی گن تھی۔ وہ درخت کی اوٹ سے نکل کی بجلی
کی سی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس نے ہاتھ میں موجود عجیب
سی ساخت کی گن کا دہانہ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ ان کے درمیان چند
لمحوں تک عجیب و غریب الفاظ کا تبادلہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ
نوجوان مڑا اور جس حیرت انگیز انداز میں وہ نمودار ہوا تھا اسی حیرت
انگیز انداز میں وہ درختوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔

"اب سب لوگ نیچے آجائیں۔ صفدر تم ثام کو اور جولیا جیکی کو
نیچے اتارے گی"...... عمران نے ہیلی کاپٹر کے قریب آکر مسکراتے
ہوئے کہا۔

"یہ نوجوان کون تھا اور یہ کیا تماشا ہے"...... جولیا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"صالح اور سالم نے شاید ان کے بارے میں سنا ہوا ہو۔ یہ ریڈ
ٹاپ گروپ کہلاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ریڈ ٹاپ۔ اوہ تو کیا ہم ریڈ ٹاپ کے
علاقے میں موجود ہیں"...... کھلی کھڑکی سے نیچے کودتے ہوئے صالح

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سالم کا چہرہ بھی حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ہاں۔ فلسطینیوں کا سب سے طاقتور اور سب سے خفیہ گروپ ریڈ ٹاپ کا ہیڈ کوارٹر اسی جنگل میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب...... حیرت ہے کہ آپ نہ صرف ان کے بارے میں اس قدر تفصیل سے جانتے ہیں۔ حالانکہ فلسطینی تحریک مزاحمت گروپ کے اعلیٰ ترین افراد نے بھی ان کے بارے میں صرف کہانیاں ہی سنی ہوئی ہیں"...... صالح نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں جان بوجھ کر افسانوی حیثیت دی گئی ہے۔ ورنہ اس کے ممبرز عام لوگوں کے درمیان ہی رہتے ہیں۔ مجھے ایک بار یہاں خصوصی طور پر لایا گیا تھا اور یہاں میری ملاقات ریڈ ٹاپ کے چیف دانیال کے ساتھ ساتھ شاکر سرات صاحب سے بھی ہوئی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ابھی وہ نیچے اتر کر باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک درختوں کی اوٹ سے دس کمانڈوز نمودار ہوئے جن کے آگے ایک لمبے قد اور چوڑے جسم کا آدمی تھا۔ جس کا چہرہ سرخ تانبے کا بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی خوب صورت آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ دانیال ہے۔ ریڈ ٹاپ کا سربراہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر خود تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دانیال سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

"مجھے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو یہاں دیکھ کر دلی مسرت ہو رہی ہے عمران صاحب"...... دانیال نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

اور عمران نے باری باری اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ صالح۔ عاصمہ اور سالم کا بھی تعارف کرایا۔ دانیال نے صالح اور سالم سے بھی بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ البتہ عاصمہ اور جولیا کے سامنے اس نے صرف تعظیمی انداز میں سر جھکایا۔

"یہ ہیلی کاپٹر تو اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ہے"...... دانیال نے تعارف وغیرہ سے فارغ ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف ہیلی کاپٹر بلکہ سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ مسٹر ٹام اور ان کی بیوی جیکی بھی تمہارے مہمان بنیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دانیال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یک لخت بے پناہ حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"سیکرٹ سروس کے سربراہ۔ کیا مطلب"...... دانیال کے لہجے میں یقین نہ آنے والا تاثر تھا۔

"پہلے کسی محفوظ جگہ پر چلو دانیال...... میں صرف خیر سگالی کے اظہار کے لئے یہاں نہیں آیا۔ مجھے چند فوری اور ضروری کام بھی

نمٹانے ہیں "....... عمران کا لہجہ یک لخت سرد اور خشک ہو گیا اور صالح اور سالم یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو کہ دانیال کے ساتھ بھی ایسا لہجہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے تو سن رکھا تھا کہ فلسطینیوں کا سب سے بڑا لیڈر شاکر سرات بھی ریڈ ٹاپ کے سربراہ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ لیکن یہاں عمران کا لہجہ ایسے تھا جیسے دانیال اس کا ماتحت ہو۔

"اوہ اوہ۔ اچھا۔ آیئے۔ آیئے"....... دانیال نے فوراً ہی کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"ان بے ہوش افراد کو تم اٹھا لو اور باقی افراد یہاں اس ہیلی کاپٹر کو گھسیٹ کر گھنے درختوں کے نیچے لے جائیں۔ تاکہ اوپر سے اسے چیک نہ کیا جا سکے"....... دانیال نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر خود آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع و عریض زیر زمین پناہ گاہ میں موجود تھے عمران نے راستے میں ہی اسے مختصر طور پر اچانک پیش آنے والے واقعات بتا دیئے تھے۔

"مطلب ہے۔ آپ چھاؤنی میں گھس کر اس سپیشل سیل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس لئے آپ پوری ٹیم کو لے کر یہاں آئے ہیں"۔ دانیال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو معمولی سی بات تھی۔ آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم اس سپیشل سیل کو دس بار تباہ کر دیتے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ سنیک سرکل کے لئے اس چھاؤنی میں جانا چاہتے ہیں"....... دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنیک سرکل۔ وہ کیا ہے"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو اصل بات کا علم نہیں ہے۔ یہ چھاؤنی تو صرف حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ اصل میں چھاؤنی کے نیچے اسرائیل کی ایک ایسی لیبارٹری موجود ہے۔ جہاں انتہائی جدید ترین جنگی ہتھیاروں پر ریسرچ ورک ہو رہا ہے۔ اس لیبارٹری کو اسرائیل نے ایکریمیا سے بھی خفیہ رکھا ہوا ہے۔ اسے وہ لوگ کوڈ میں سنیک سرکل کہتے ہیں اور اسرائیل کے اعلیٰ سطح کے صرف چند افراد کے علاوہ اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے اس بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے اتنا ہی پتہ چل سکا ہے اور انہوں نے اس لیبارٹری پر نہ صرف اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں۔ بلکہ پوری دنیا کے مالدار یہودیوں سے بھاری رقومات وصول کر کے اسرائیل اس لیبارٹری میں ہونے والی ریسرچ پر خرچ کر رہا ہے"....... دانیال نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ سنیک سرکل کا آئیڈیا انہوں نے یقیناً اس عظیم یہودی سلطنت کے نقشے سے لیا ہو گا۔ جس کے گرد ایک سانپ کو لپٹے

ہوئے دکھایا گیا تھا"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہو سکتا ہے۔ ویسے ہم نے بے پناہ کوششیں کی ہیں کہ اس سنیک سرکل کے کسی ایسے آدمی کو ٹریس کیا جا سکے۔ جس کا تعلق براہ راست اس لیبارٹری سے ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا"۔ دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو سنیک سرکل کے بارے میں معلومات کیسے حاصل ہوئیں"۔ عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"اسے آپ اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ دو سال پہلے ریڈ ٹاپ کے ایک مخبر نے اسرائیل کے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان ہونے والی ایک خفیہ بات چیت کا ٹیپ حاصل کر لیا۔ اس میں سنیک سرکل کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ لیکن صرف اس حد تک کہ سنیک سرکل کے چیف ڈاکٹر وائم نے جو جدید ہتھیار سنگل ڈراپ تیار کیا ہے۔ اس کا تجربہ بے حد کامیاب رہا ہے اور اس تجربے کی کامیابی نے عظیم اسرائیلی ریاست کے خواب کو جلد از جلد پورا کرنے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ ظاہر ہے اس ٹیپ نے ہمیں تشویش میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ہم نے اس کی چھان بین شروع کر دی۔ بے پناہ تگ و دو کے بعد بس اس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ جو میں نے آپ کو بتائی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ہم نے اس چھاؤنی میں بھی اپنے مخبر بھیجے لیکن معلوم ہوا کہ چھاؤنی کے اعلیٰ ترین فوجی افسران کو بھی اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ ایک آدمی میجر ڈوم کے

بارے میں پتہ چل سکا ہے کہ اس کا تعلق لیبارٹری سے ہے۔ اسے ہم اغوا کرنے کا پلان بنا ہی رہے تھے کہ وہ اچانک غائب ہو گیا اور آج تک پھر اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اس کا کیا ہوا"...... دانیال نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن لیبارٹری میں بہرحال کام تو ہو ہی رہا ہو گا۔ اس کے لئے مشینری خام مال اور دوسری ضروری اشیاء تو حاصل کی جاتی ہوں گی"۔ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن انہوں نے کوئی ایسا خفیہ سیٹ اپ بنایا ہوا ہے کہ جو کسی بھی صورت میں ٹریس نہیں ہو رہا۔ بہرحال ہم اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کبھی نہ کبھی تو بہرحال کامیاب ہو ہی جائیں گے"...... دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھاؤنی کا انچارج کون ہے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"آپ کو تو معلوم ہی ہو گا عمران صاحب کہ اسرائیلی فوج میں سب سے بڑا عہدہ کرنل کا ہوتا ہے۔ اس چھاؤنی کا انچارج کرنل لارک ہے ہم نے اسے بھی اپنے مخصوص ذرائع سے ٹٹولا ہے۔ وہ بھی اس لیبارٹری سے بے خبر ہے"۔ دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے سپیشل سیل سے زیادہ اہمیت سنیک سرکل کی ہے۔ اگر سنیک سرکل کو تباہ کر دیا جائے تو اسرائیل پر انتہائی کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے۔ ایسی ضرب جس کے زخم وہ نجانے کب تک

چاٹتا رہ جائے گا"...... عمران نے کہا تو دانیال کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ کیا آپ واقعی اس مشن پر کام کریں گے......" دانیال نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا ہمیں نہیں کرنا چاہیئے"...... عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ہم بے پناہ کوششوں کے باوجود سنیک سرکل کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ تو میں نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جناب شاکر سرات صاحب کو یہ تجویز پیش کی کہ اس مشن پر کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات کی جائے۔ لیکن شاکر سرات صاحب نے کہا کہ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیئے اور ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انکار کر دیا تو ہماری بے حد سبکی ہو گی۔ چنانچہ ہم خاموش ہو گئے۔ لیکن ہمارا دل چاہتا تھا کہ آپ اس مشن پر کام کریں۔ سنیک سرکل اس وقت اسرائیل کی ریڑھ کی ہڈی بن چکا ہے۔ اگر اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو یوں سمجھیں اسرائیل کی آدھی سے زیادہ طاقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے جب مجھے اطلاع ملی کہ آپ صاحبان یہاں اچانک تشریف لائے ہیں۔ تو سب سے پہلا خیال مجھے یہی آیا کہ شاکر سرات صاحب نے یقیناً اس مشن کے لئے آپ کی خدمات حاصل کی ہوں گی لیکن جب آپ نے سپیشل سیل کی بات کی تو مجھے بے حد مایوسی ہوئی۔

لیکن اب آپ نے جب خود اس مشن پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے تو یقین کریں میرا دل بلیوں اچھل رہا ہے"...... دانیال نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ہم یہاں آئے تو سپیشل سیل کے لئے تھے۔ کیونکہ اس سپیشل سیل کے ذریعے اسرائیل ہمارے ایک دشمن ہمسایہ ملک کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہے اور اس کی پلاننگ بہت لمبی چوڑی ہے۔ لیکن یہاں پہنچنے کے بعد ہمیں یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ہم اس مشن کی تکمیل کیسے کریں۔ کیونکہ ایک بار سپیشل سیل کو تباہ کرنے سے مسئلہ مستقل طور پر تو حل نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ دوبارہ بھی تو ایسا سیل قائم کر سکتے ہیں۔ بہرحال ہم کام میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن اب آپ سے سنیک سرکل کے بارے میں سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اگر اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے تو اسرائیل کو خاصا بڑا نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ سپیشل سیل کے بارے میں تو بعد میں بھی سوچا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں بھی اس سپیشل سیل کے بارے میں اطلاعات ملی تھیں۔ چونکہ پاکیشیا کو ہم اپنا دوسرا وطن سمجھتے ہیں۔ اس لئے جناب شاکر سرات صاحب نے اس سلسلے میں ایک خاص گروپ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ اس سپیشل سیل میں تیار کئے جانے والے افراد کا کھوج لگا کر ان کا خاتمہ کرنے کا مشن مکمل

کرے اور وہ گروپ جس کا چیف ابو عبید ہے ۔ اس سلسلے میں کافی
پیش رفت بھی کر چکا ہے ۔ اگر آپ کہیں تو میں ابو عبید کو یہاں بلوا کر
اس سے آپ کی ملاقات بھی کرا سکتا ہوں "...... دانیال نے کہا ۔
" ضرور ۔ میں ضرور ابو عبید سے ملوں گا ۔ لیکن ابھی نہیں ۔ سنیک
سرکل کے خاتمے کے بعد "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
دانیال نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔
" جیسے آپ چاہیں ۔ لیکن سنیک سرکل کے سلسلے میں آپ کام کی ابتدا
کیسے کریں گے "...... دانیال نے کہا ۔
" اس کے لئے پہلے مجھے سیکرٹ سروس کے نئے چیف ٹام سے
تفصیلی مذاکرات کرنے پڑیں گے ۔ اس کے بعد کوئی لائحہ عمل سوچوں
گا "...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔
" ٹام اور اس عورت کو میں نے ایک خصوصی کمرے میں پہنچوا دیا
ہے ۔ اگر آپ یہاں اس سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں
یہیں بلوا لیتا ہوں "۔ دانیال نے بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔
" نہیں ۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے ۔ ہمیں خود اس کے
پاس جانا چاہئے ۔ صدیقی تم میرے ساتھ آؤ ۔ باقی ساتھی فی الحال آرام
کریں گے "...... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور
صدیقی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے قریب آ کھڑا ہوا ۔ اس کی
آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی ۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ

صدیقی کا قد وقامت اور جسامت ٹام سے خاصی ملتی جلتی تھی ۔ اسی لئے
ہی تو وہ اسے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا ۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خصوصی کمرے میں اس وقت گہری
خاموشی طاری تھی ۔یہاں ایک میز کے گرد پانچ کرسیاں موجود تھیں
جن میں سے تین کرسیوں پر تین ادھیڑ عمر افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے
جب کہ دو کرسیاں خالی تھیں ۔ وہ تینوں آپس میں کوئی بات چیت
کرنے کی بجائے خاموش بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے ۔ چند لمحوں
بعد ہلکی سی مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب یہ آواز سنتے ہی
چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان کی نظریں کمرے کے کونے میں
موجود ایک دروازے پر جمی ہوئی تھیں ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور
اس میں سے پہلے اسرائیل کے صدر اور ان کے پیچھے وزیر اعظم اندر
داخل ہوئے ۔ وہ دونوں باوقار انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھے ۔
" تشریف رکھیئے "...... صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ خود بھی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئے ۔ ان کے ساتھ والی

کرسی پر وزیر اعظم بیٹھ گئے اور ان کے بیٹھنے کے بعد وہ تینوں بھی
خاموشی سے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

" اس خصوصی میٹنگ کی وجہ ایک ایسے خطرے سے نمٹنا ہے ۔ جو
اسرائیل کے لئے انتہائی خوف ناک حد تک خطرناک ثابت ہو سکتا
ہے "۔ صدر نے پراسرار سے لہجے میں کہا اور وہ تینوں حیرت سے صدر
کے چہرے کو دیکھنے لگے ۔

" آپ حضرات جانتے ہیں کہ اس پوری دنیا میں سنیک سرکل کے
بارے میں سوائے ہم پانچ افراد کے اور کسی کو اس کا تفصیلی علم نہیں
ہے اور میں نے جس خطرے کی بات کی ہے وہ سنیک سرکل کے سلسلے
میں ہی ہے "...... صدر نے کہا ۔

" کیا آپ اس خطرے کی وضاحت فرمائیں گے جناب صدر "......
ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جس کی ناک طوطے جیسی تھی ۔ بڑے مؤدبانہ
لہجے میں کہا ۔

" پرائم منسٹر صاحب آپ کو ضروری پس منظر سے آگاہ فرمائیں گے
"۔ صدر نے وزیر اعظم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ سنیک سرکل لیبارٹری میں
ایک ایسے ہتھیار پر کام ہو رہا ہے ۔ جس کی تکمیل کی صورت میں
اسرائیل دنیا کے باقی ممالک تو ایک طرف رہے ۔ ایکریمیا اور روسیاہ
جیسی عظیم مملکتوں پر بھی چشم زدن میں قبضہ کر سکتا ہے ۔ اس ہتھیار
کی تیاری میں نہ صرف اسرائیل نے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں

بلکہ دنیا بھر کے مالدار یہودیوں سے بھی بھاری رقومات اس سلسلے میں
ایک باقاعدہ نظام کے تحت حاصل کر کے استعمال میں لائی جا رہی ہیں۔
یہ ہتھیار جس کا کوڈ نام سنگل ڈراپ ہے۔ یا ایس۔ ڈی ہے۔ یہ ہتھیار
اب تکمیل کے قریب ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری اور اس ہتھیار کو خفیہ
رکھنے کے لئے بے پناہ تگ و دو کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ایکریمیا اور
روسیاہ کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب ایک ایسی رپورٹ ہمیں
ملی ہے۔ جس نے ہمیں بے پناہ تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ
رپورٹ یہ ہے کہ دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے کانوں تک اس کی بھنک پہنچ چکی ہے اور آپ جانتے
ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر سنیک سرکل کی تباہی کے درپے ہو
گئی تو ہمارے لئے بے پناہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور اگر وہ لوگ
اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے یعنی سنیک سرکل کو اس موقع پر تباہ کر
دیا گیا تو پھر یہ اسرائیل کے لئے اور پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے اس
قدر نقصان ہو گا کہ شاید اس کا ازالہ ہی ممکن نہ ہو سکے"۔ وزیر اعظم
نے کہا۔

"لیکن جناب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہونے
سے تو روکا جا سکتا ہے۔ آخر وہ لوگ انسان ہی ہیں مافوق الفطرت تو
نہیں ہیں"...... ایک اور گنجے سر والے آدمی نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔

"انہیں داخل ہونے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن

وہ یہاں نہ صرف داخل ہو گئے بلکہ ان کی وجہ سے ہماری سیکرٹ
سروس کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے اور ہمیں مجبوراً ہنگامی طور پر ایک بالکل
نئی سیکرٹ سروس قائم کرنی پڑی ہے"...... وزیر اعظم نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد۔ جی۔ پی
فائیو کی بمباری اور سیکرٹ سروس کے خاتمے تک کی پوری تفصیل بتا
دی اور صدر کے علاوہ وہاں موجود وہ تینوں افراد حیرت سے منہ
پھاڑے یہ سب کچھ سنتے رہے۔

"اب آپ تازہ ترین رپورٹ بھی سنیئے"...... وزیر اعظم نے چند
لمحے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

"جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور سیکرٹ سروس کے نئے چیف
ٹام نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خفیہ ٹھکانے کا کھوج لگا لیا۔ یہ
لوگ قصبہ ابو نجم کے ایک مکان میں چھپے ہوئے تھے۔ وہاں دونوں
تنظیموں نے چھاپہ مارا۔ لیکن وہ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو
گئے۔ لیکن ان کا سراغ لگا لیا گیا۔ وہ وہاں سے کچھ دور فلسطینیوں کی
ایک خفیہ زیر زمین پناہ گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ سیکرٹ سروس نے
ایکشن لیتے ہوئے اس خفیہ پناہ گاہ پر میزائل برسائے اور اسے تباہ کر
دیا اور اس کے ملبے میں سے انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے
ارکان بے ہوشی کے عالم میں مل گئے۔ سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف
میجر ہیری نے ان کے فوری خاتمے کی سفارش کی۔ لیکن نئے چیف ٹام
نے اس مشورے کو رد کر دیا۔ وہ انہیں زندہ صدر صاحب اور میرے

سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ جی۔ پی۔ فائیو لے کرنل ڈیوڈ نے بھی کوشش کی کہ ان کا فوری خاتمہ کر دیا جائے لیکن ٹام نے اس کی بات بھی نہ مانی اور کرنل ڈیوڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کو واپس بھیج دیا۔ پھر میجر ہیری کے مشورے پر اس نے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر منگوایا۔ اس دوران یہ سب افراد ہوش میں آ چکے تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ عقب میں باندھ کر انہیں بے بس کر دیا گیا تھا۔ ٹام کے ساتھ اس کی بیوی جینکی بھی تھی۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کھوج لگانے میں اس نے بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ بہرحال اس بندھی ہوئی حالت میں انہیں ہیلی کاپٹر پر سوار کرایا گیا۔ ٹام اس کی بیوی جینکی اور سیکرٹ سروس کے دو مسلح آدمی ان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے جب کہ میجر ہیری سیکرٹ سروس کے دوسرے افراد کے ساتھ جیپوں میں واپس ہیڈ کوارٹر آئے۔ ادھر کرنل ڈیوڈ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اس نے اس ہیلی کاپٹر کا باقاعدہ تعاقب کیا اور اس کی نگرانی کی۔ ہیلی کاپٹر تل ابیب کی طرف آ رہا تھا کہ اچانک اس کا رخ مڑا اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے جنوب کی طرف نکل کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد باوجود بے پناہ کوششوں کے اب تک اس ہیلی کاپٹر کا سراغ نہیں لگایا جا سکا اور نہ ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ٹام۔ اس کی بیوی جینکی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی سراغ مل سکا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ سب اچانک فضا میں تحلیل ہو گئے ہوں"...... وزیراعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"لیکن جناب اس سے سنیک سرکل کو خطرہ کیسے پیدا ہو گیا۔ آپ نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سپیشل سیل کے خاتمے کے مشن پر یہاں آئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ سپیشل سیل کے خلاف ہی کام کرے گی کرتی رہے"...... تیسرے لمبے قد لیکن دبلے پتلے آدمی نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جوفسکی۔ مجھے بات مکمل کر لینے دیں"...... وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"سوری سر......" اس لمبے قد اور دبلے پتلے آدمی نے فوراً ہی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل سیل اسی چھاؤنی میں قائم کیا گیا تھا۔ جس کے نیچے سنیک سرکل ہے۔ لیکن چونکہ چھاؤنی اور سنیک سرکل کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے اس بارے میں ہمیں کوئی تشویش نہ تھی۔ لیکن اب یہ تشویش ایک رپورٹ سے پیدا ہوئی ہے اور وہ رپورٹ چھاؤنی سے صدر مملکت کو براہ راست بھیجی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ ٹام سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر میں سوار اپنے ایک ساتھی کے ساتھ چھاؤنی پہنچا اور اس نے چھاؤنی کے انچارج کرنل لارک سے خفیہ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ کرنل لارک ٹام اور اس کے ساتھی کو خصوصی میٹنگ روم میں لے گیا۔ لیکن اس بند اور محفوظ کمرے میں پہنچتے ہی کرنل لارک کو اچانک قابو کر کے اسے بے بس کر دیا گیا اور اس کے بعد کرنل لارک

پر انتہائی خوف ناک قسم کا تشدد کر کے اس سے چھاؤنی کے نیچے موجود سنیک سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ لیکن چونکہ کرنل لارک اس کے وجود سے ہی بے خبر تھا ۔ اس لئے یہ لوگ اس سے کچھ حاصل نہ کر سکے چنانچہ کرنل لارک کو ہلاک کر دیا گیا ۔ اس کے بعد ان دونوں نے آپس میں ایسی گفتگو کی جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے کرنل لارک کے خصوصی دفتر کی تلاشی بھی لی اور پھر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر واپس چلے گئے ۔ بعد میں کرنل لارک کی لاش دریافت ہوئی ۔ تب چھاؤنی والوں کو اس واقعے کا علم ہوا ۔ چونکہ وہاں خفیہ سسٹم موجود ہے کہ چھاؤنی ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی ہر قسم کی گفتگو ٹیپ کر لی جاتی ہے ۔ بلکہ فلم بھی تیار ہوتی رہتی ہے ۔ چنانچہ کرنل لارک کی لاش ملنے کے بعد چھاؤنی کے سیکنڈ انچارج ڈسمنڈ نے فوری طور پر وہ ٹیپ اور فلم حاصل کی ۔ تب اصل صورت حال سامنے آئی ۔ اس کے بعد کرنل ڈسمنڈ نے یہ ٹیپ اور فلم اپنی رپورٹ کے ساتھ فوری طور پر براہ راست صدر مملکت کو بھجوائی جس کے نتیجے میں یہ ہنگامی اور خصوصی میٹنگ کال کی گئی ہے "...... وزیر اعظم نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور ان کے ان آخری فقرات کو سن کر میٹنگ میں موجود تینوں افراد کے چہروں پر پریشانی اور تشویش کے واضح آثار نمودار ہو گئے ۔

" اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ ٹام اور اس کی

بیوی اس ہیلی کاپٹر سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قابو چڑھ گئے ہیں لیکن کیا ٹام کو سنیک سرکل کے بارے میں علم تھا "...... طوطے کی ناک والے نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بات کرتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ۔ اسے اس بارے میں قطعی علم نہیں تھا اور نہ ہو سکتا تھا ۔ میں نے اور صدر صاحب نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے کہ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو سنیک سرکل کا اچانک علم کیسے ہو گیا بہت غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس ہیلی کاپٹر پر قبضے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس والے فلسطینیوں کے سب سے خطرناک گروپ ریڈ ٹاپ کے پاس پہنچ گئے ہیں ۔ کیونکہ کچھ عرصہ پہلے ایسے ہی اڑتی اڑتی خبریں ملتی رہی تھیں کہ ریڈ ٹاپ کو سنیک سرکل کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم ہے اور وہ اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن ہم اپنی جگہ مطمئن تھے کہ ریڈ ٹاپ یا کوئی بھی گروپ کسی صورت میں سنیک سرکل تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات دوسری ہے ۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں ۔ اس لئے اب ہمیں سنیک سرکل شدید خطرے میں محسوس ہو رہا ہے "...... وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" آپ حضرات نے پوری تفصیل سن لی ہے ۔ اب آپ فرمائیں کہ اس سلسلے میں کون سے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ سنیک سرکل کو یقینی طور پر اس خطرناک ترین گروپ سے بچایا جا سکے "...... صدر

مملکت نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن تینوں میں سے کسی نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ان سب کی پیشانیوں پر شکنیں ابھری ہوئی تھیں اور صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ گہری سوچ میں غرق ہیں۔ لیکن ذہنی طور پر کسی نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو رہے۔

"مسٹر فریڈرک۔ آپ ڈیفینس سیکورٹی کے سربراہ ہیں اور یہ معاملہ براہ راست آپ کے ادارے سے متعلق ہے۔ اس لئے آپ فرمائیں کہ اب کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے"....... صدر مملکت نے طوطے کی ناک والے ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ بنیادی بات تو یہ ہے کہ ہمیں بہر صورت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فوری خاتمہ کرنا ہے۔ کیونکہ نہ ہی لیبارٹری کو بند کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے شفٹ کیا جا سکتا ہے۔ گو لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات اس قدر سخت اور جدید ہیں کہ یہ لوگ اس کے اندر کسی صورت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ لیکن پھر بھی ان کا فوری خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ لیبارٹری کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس کا راز افشا ہو جائے گا اور ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹوں تک اگر اس کی بھنک پہنچ گئی تو ہمارے لئے بے پناہ پریشانیاں پیدا ہو جائیں گی"۔ فریڈرک نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"مسٹر جیمسن۔ آپ تمام دفاعی لیبارٹریوں اور فیکٹریوں کے انچارج ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں"....... صدر مملکت نے

فریڈرک کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری بدن کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب صدر...... سنیک سرکل ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ لیبارٹری ہے۔ یہ تمام کی تمام کمپیوٹرائزڈ ہے۔ صرف ڈاکٹر وائم کی سرکردگی میں چار سائنسدانوں کی ٹیم اس میں کام کرتی ہے اور یہ پانچوں کے پانچوں لیبارٹری کے ایک ایسے حصے میں رہتے ہیں جہاں سے لیبارٹری میں کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ لیبارٹری کا اپنا سیلف ڈیفینسنگ سسٹم ہے۔ جسے دنیا کا جدید ترین ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ اس معاملے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے البتہ جی۔ پی۔ فائیو۔ سیکرٹ سروس یا کسی دیگر اس قسم کی ایجنسی کو آپ سخت ہدایات دے دیں کہ وہ ہر صورت میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیں۔ آخر یہ لوگ اسرائیل میں ہی موجود ہیں آسمان پر تو نہیں چڑھ گئے۔ اگر صحیح سمت میں کام کیا جائے۔ تو ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... جیمسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جوفسکی۔ آپ دفاعی مشیر ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے"...... صدر مملکت نے لمبے اور دبلے پتلے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ان سے لیبارٹری کو حقیقی خطرہ درپیش ہے۔ ہمیں اسے عام گروپ کی طرح ڈیل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس کے خلاف جی۔ پی

تشکیل دینا چاہیے"...... جوفسکی نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے"...... وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جناب میں نے ان کے متعلق بہت کچھ سنا ہوا ہے۔ کرنل ڈیوڈ کو ان لوگوں سے کئی بار ٹکرا چکا ہے۔ لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کرنل ڈیوڈ یا جی۔پی۔فائیو کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر جو ان لوگوں کی ٹکر کا تھا۔ جی۔پی۔فائیو سے ٹکراؤ اور اتفاقی حادثے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے۔ وہ اب ہسپتال میں مفلوج اور بے بس پڑا ہوا ہے۔ اسے نہ تو موت آتی ہے اور نہ زندگی اس کے قریب آتی ہے۔ وہ پنڈولم کی طرح موت اور زندگی کے درمیان لٹک رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے قومی سلامتی کے ادارے کے چیف ڈاکٹر ہڈسن کے کہنے پر ٹام کو سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بنا دیا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ ٹام کا کیا حشر ہوا۔ اسے چونکہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی صلاحیتوں کا کوئی علم نہ تھا۔ اس لئے اس نے انہیں پکڑ لینے کے باوجود انہیں عام ایجنٹ سمجھا اور چھاؤنی میں ٹام کے روپ میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے پہنچ جانے کا مطلب بھی یہی نکلتا ہے کہ ٹام ان کے قبضے میں ہے۔ یا پھر انہوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا۔ اس طرح یہ دونوں تنظیمیں ان کے سامنے ہیں اور وہ پوری طرح ان سے ہوشیار ہوں گے۔ فلسطینی گروپ بھی ان کی بھرپور مدد کر رہے ہیں اور یقیناً ان دونوں تنظیموں کے مقابلے کیلئے وہ

ان کی مخبری کر رہے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے خاتمے کے لئے کوئی ایسا نیا گروپ تشکیل دیا جائے۔ جس کے بارے میں نہ تو فلسطینی گروپوں کو علم ہو۔ نہ جی۔پی۔فائیو کو اور نہ سیکرٹ سروس کو۔ وہ اچانک انہیں چھاپ لے اور انہیں سختی سے حکم دے دیا جائے کہ وہ انہیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے موت کے گھاٹ اتار دے"...... جوفسکی نے جواب میں پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ نیا گروپ انہیں تلاش کیسے کرے گا"...... اس بار صدر مملکت نے پوچھا۔

"جناب مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بہر حال سنیک سرکل کو تلاش کر لیں گے۔ اس لئے اگر یہ گروپ سنیک سرکل کے گرد خفیہ پہرہ دینا شروع کر دے تو ایک روز ان کا ٹکراؤ بہر حال ان لوگوں سے ہو ہی جائے گا"...... جوفسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں...... اس طرح اس گروپ کے سامنے سنیک سرکل کا راز افشا ہو جائے گا۔ جب کہ میں اسے کسی صورت میں بھی کسی دوسرے پر افشا نہیں کرنا چاہتا۔ جس قدر کم لوگوں کو اس کا علم ہو گا اس قدر ہی یہ لیبارٹری محفوظ رہے گی"...... صدر نے دو ٹوک اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب جوفسکی کی تجویز بے حد عمدہ ہے۔ لیکن میں اس میں ایک ترمیم کرنا چاہتا ہوں"۔ فریڈرک نے کہا۔

"کھل کر بات کرو مسٹر فریڈرک"۔ صدر مملکت نے چونک کر

فریڈرک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب سیکرٹ سروس کا نیا چیف ٹام تو ایک لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ جب کہ اس کا سیکنڈ چیف میجر ہیری پہلے کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو تھا۔ اس لحاظ سے اسے بھی کرنل ڈیوڈ کی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانے کا بخوبی تجربہ ہے۔ آپ میجر ہیری کو سیکرٹ سروس کا نیا چیف بنا دیں اور نیا گروپ بنانے کی بجائے میجر ہیری کی سرکردگی میں کوئی ایسا گروپ تیار کریں جو وسیع پیمانے پر مخبری کا کام کرے۔ تو مجھے یقین ہے کہ میجر ہیری ان لوگوں سے باآسانی نمٹ لے گا۔"...... فریڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب میرا خیال مسٹر فریڈرک سے مختلف ہے"...... اچانک جیمسن نے بولتے ہوئے کہا۔

"بولیئے"...... صدر نے فوراً اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب کرنل ڈیوڈ نے کئی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آپ نے خود بتایا ہے کہ ٹام کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ نے بھی ان کا کھوج نکال لیا تھا۔ لیکن پرابلم یہ ہے کہ دونوں ادارے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کے خلاف چلتے ہیں۔ جی۔ پی۔ فائیو کے پاس مخبروں کا وسیع جال پہلے سے موجود ہے۔ خاص طور پر فلسطینیوں میں اس کے بے شمار مخبر موجود ہیں۔ اس لئے اگر سیکرٹ سروس کو ختم کر کے صرف اکیلی جی۔ پی۔ فائیو کو آگے بڑھایا جائے تو مجھے یقین ہے کہ

کرنل ڈیوڈ بہرحال ان لوگوں کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ویسے بھی اصل سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے اور جو نیا گروپ بنایا گیا ہے۔ اس کا حشر آپ نے دیکھ لیا ہے"...... جیمسن نے کہا۔

"میں جیمسن کی بات کی تائید کرتا ہوں جناب"...... جوفسکی نے فوراً جیمسن کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر...... میجر ہیری اب کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کام نہ کر سکے گا اور میجر ہیری کے تجربے سے ہمیں فائدہ بھی اٹھانا چاہیئے۔ اس لئے اگر ہم میجر ہیری کو سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیں اور فوری طور پر سپیشل سیل کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کر دیں۔ تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مطمئن ہو جائے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ اس پر اکتفا کر کے واپس چلے جائیں...... سپیشل سیل کے افراد کو البتہ فوری طور پر سیکرٹ سروس میں شامل کیا جا سکتا ہے"...... وزیراعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی رائے مجھے تسلیم ہے۔ لیکن آپ براہ راست سیکرٹ سروس کے انچارج ہوں گے۔ ان سے باقاعدہ رپورٹ لیں گے اور انہیں احکامات دیں گے اور میں جی۔ پی۔ فائیو کو براہ راست کنٹرول کروں گا اور آپ کا اور میرا تو بہرحال رابطہ ہے ہی۔ اس طرح ہمیں ساتھ ساتھ ساری کارروائی کا بھی علم ہوتا رہے گا اور ہم ضروری احکامات بھی بروقت دے سکیں گے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ڈاکٹر وائم کو بھی اس معاملے

میں بریف کر دینا چاہیئے ۔ تاکہ وہ اور زیادہ محتاط اور ہوشیار ہو جائے"
وزیر اعظم نے کہا اور صدر مملکت نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ....
وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ یہ میٹنگ برخواست ہونے کا کاشن تھا
اس لئے ان کے اٹھتے ہی وزیر اعظم سمیت باقی افراد بھی اٹھ کر کھڑے
ہو گئے اور پھر صدر مملکت مڑے اور اسی دروازے کی طرف بڑھنے لگے
جہاں سے وہ آئے تھے ۔ وزیر اعظم بھی مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے
چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں بے انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم
میں ٹہل رہا تھا ۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے صدر مملکت سے مل کر آیا تھا
اور صدر مملکت نے اسے خصوصی میٹنگ میں ہونے والی تمام
کارروائی سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا تھا کہ وہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہر صورت میں جی ۔ پی ۔ فائیو کے ہاتھوں ہی
چاہتے ہیں ۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کو اس مشن پر اپنی پوری صلاحیتیں
صرف کرنی ہوں گی اور روزانہ اپنی کارکردگی کی انہیں رپورٹ دینی ہو
گی ۔ گو شام کے خاتمے سے کرنل ڈیوڈ کو خوشی ہوئی تھی ۔ لیکن اس کی
بے چینی اور اضطراب کی وجہ میجر ہیری کا سیکرٹ سروس کا چیف بن
جانا تھا ۔ وہ میجر ہیری کی صلاحیتوں سے واقف تھا ۔ اس لئے اسے خطرہ
تھا کہ کہیں میجر ہیری اس سے زیادہ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرے ۔
اس طرح کرنل ڈیوڈ کی پوزیشن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صدر مملکت اور

وزیراعظم کے سامنے خراب ہو کر رہ جائے گی۔ وہ اب اپنے دفتر میں
ٹہلتا ہوا اس بات پر غور کر رہا تھا کہ آخر عمران اور اس کے ساتھیوں کو
اب وہ کہاں تلاش کرے۔ وہ ٹام اور ہیلی کاپٹر سمیت اچانک اس
طرح غائب ہو گئے تھے کہ باوجود بے پناہ کوششوں کے۔ پھر نہ ہی
عمران کا سراغ مل سکا تھا اور نہ ہی اس ہیلی کاپٹر کا اور اب جب کہ صدر
مملکت نے اسے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو آدمی ٹام اور
اس کے ساتھی کے میک اپ میں ماسوری چھاؤنی پہنچ کر چھاؤنی انچارج
کرنل لارک کو ہلاک کر آئے ہیں تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ ٹام عمران
کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن کیا جیکی کو بھی ساتھ ہلاک کر دیا گیا
ہے یا نہیں۔ اسے معلوم تھا کہ اگر جیکی کسی طرح اس کے ساتھ مل
جائے تو وہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا سکتا تھا۔
لیکن ظاہر ہے ٹام کے ساتھ ساتھ جیکی بھی گدھے کے سر سے سینگ کی
طرح غائب تھی۔ ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھا کہ اچانک میز پر
رکھے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بج اٹھی اور ٹہلتا ہوا کرنل
ڈیوڈ تیزی سے میز کی طرف لپکا اور اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"میجر ٹاڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے میجر ٹاڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ مل گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے بیک وقت

سوالات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں نے ان کا سراغ لگا لیا ہے"...... دوسری طرف سے میجر ٹاڈ کی اطمینان بھری بااعتماد آواز سنائی دی۔ تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کہاں۔ کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ کہاں ہیں وہ۔ فوراً بتاؤ"۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرے ایک مخبر نے اطلاع دی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی وفاقی مشیر جناب جوفسکی کو آج رات ان کی رہائش گاہ سے اغوا کرنا چاہتے ہیں"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ وفاقی مشیر کے اغوا کا کیا مطلب اور تمہارے مخبر کو اس قدر اہم بات کا کیسے علم ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس کی تفصیلات فون پر نہیں بتانا چاہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دفتر آ کر تفصیل عرض کر دوں۔ بہرحال خبر سو فیصد درست ہے۔ تفصیلات سننے کے بعد آپ کو بھی اس کے سچ ہونے پر یقین ہو جائے گا"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ فوراً آ جاؤ" کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ مخبر کو اس قدر اہم بات کا علم ہو جائے۔

بہر حال اگر واقعی یہ درست ہے تو پھر عمران اور اس کے ساتھی اس بار میرے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکیں گے" ...... کرنل ڈیوڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کی آنکھیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچ اور کھول رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

"یس کم ان" ...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر ٹاڈ اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو اور جلدی سے مجھے بتاؤ کہ اس خبر کا کیا پس منظر ہے اور کیا تفصیلات ہیں۔ میرے لئے ایک ایک لمحہ قیامت بنا ہوا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ...... ہمارا ایک مخبر ابو عبداللہ کے گروپ میں ایک اہم عہدے پر کام کرتا ہے۔ اس کا نام زبیر ہے۔ فرسٹ لشکیری کا مخبر ہے" ...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔ وہ انتہائی کارآمد مخبر ہے۔ لیکن" ...... کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں آج صبح مخبروں کی فائلیں چیک کر رہا تھا کہ زبیر کی فائل میں نے دیکھی ...... تو مجھے ایک خیال آگیا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا اور اسے ایک اکیلی جگہ بلوایا اور میں نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق تمام تفصیلات بتا کر اسے ہدایت کی کہ وہ گروپ میں اندرونی طور پر ٹوہ لے کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کہاں غائب

ہو گئے ہیں۔ اس نے وعدہ کر لیا اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد اس نے مجھ سے رابطہ کیا۔ اس نے بتایا کہ ایک اتفاق کی وجہ سے اسے میرے مطلب کی معلومات حاصل ہو گئی ہیں اور وہی معلومات ہیں جو میں نے آپ کو فون پر بتائی تھیں۔ میں زبیر کو میک اپ میں ساتھ لے آیا ہوں۔ آپ اس سے براہ راست تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں" ...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ بلاؤ اسے فوراً" ...... کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔ تو اس کے پیچھے ایک ایکریمی نوجوان تھا۔

"یہ زبیر ہے ایکریمی میک اپ میں" ...... میجر ٹاڈ نے اس ایکریمی نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا۔

"بیٹھو اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی"۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میجر ٹاڈ صاحب نے جب میرے ذمے یہ اہم کام لگایا تو میں نے گروپ کی ایک خاص عورت کلثوم سے رابطہ قائم کیا۔ کلثوم ابو عبداللہ گروپ کے ایک اہم ترین عہدے دار کی بیوی ہے۔ انتہائی لالچی عورت ہے۔ میں نے اسے جب بہت بڑی رقم کا لالچ دیا تو وہ اس کام کے لئے تیار ہو گئی۔ پھر دو گھنٹے بعد اس نے ایک باغ میں مجھے طلب کیا اور جب میں وہاں پہنچا تو اس نے مجھے بتایا کہ عمران اور اس

کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر سمیت فلسطینیوں کے سب سے خفیہ گروپ ریڈ ٹاپ کے پاس پہنچ گئے تھے ۔ ریڈ ٹاپ کے مخبر پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہیں ۔ ان مخبروں نے ریڈ ٹاپ کو اطلاع دی کہ صدر مملکت نے انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کال کی ہے ۔ جس میں ان کے ساتھ وزیراعظم اور دفاعی مشیر مسٹر جو فسکی بھی شامل ہوئے ہیں ۔ دوسرے کا علم نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ وہ خفیہ راستہ سے آئے اور گئے تھے ۔ جب کہ وزیراعظم اور دفاعی مشیر عام راستے سے آئے اور واپس گئے تھے اور یہ میٹنگ بڑی چھاؤنی کے انچارج کرنل لارک کے قتل کی رپورٹ صدر مملکت کو ملنے کے بعد ہی کی گئی تھی اور گو اس میٹنگ میں ہونے والی باتوں کا تو کسی کو علم نہیں ہو سکا ۔ لیکن اس قدر بہرحال معلوم ہو گیا کہ یہ میٹنگ کسی اہم ترین لیبارٹری کے تحفظ کے سلسلے میں بلائی گئی تھی اور اس میں اہم فیصلے کئے گئے تھے ۔ اس اطلاع کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے دفاعی مشیر جو فسکی کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیائی ایجنٹ ریڈ ٹاپ کے اڈے سے ابو عبداللہ کے کسی خفیہ اڈے میں منتقل ہو چکے ہیں اور ان کا پروگرام آج رات دفاعی مشیر جو فسکی کو اغوا کرنا ہے "۔ زبیر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں ۔ کیونکہ زبیر نے جو کچھ بتایا تھا ۔ اس کی باتوں کی تائید صدر مملکت کی بتائی ہوئی باتوں سے بھی ہوتی تھی ۔ گو صدر

مملکت نے کسی لیبارٹری کا تو کوئی ذکر نہ کیا تھا ۔ لیکن بہرحال میٹنگ کا ذکر ہوا تھا ۔

" میجر ٹاڈ ۔ زبیر کو دل کھول کر انعام دو اور اسے اس رقم سے دوگنی رقم دو جو اس نے اس عورت کو دینے کا وعدہ کیا ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" آپ کی عنایت ہے جناب ۔ میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرتا رہوں گا " ۔ زبیر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

" سنو زبیر ۔ اگر تم کسی طرح اس اڈے کا پتہ چلا سکو جہاں یہ لوگ چھپے ہوئے ہیں تو میں تمہارا منہ ہیروں اور جواہرات سے بھر دوں گا ۔ تمہیں اتنا بڑا انعام دوں گا کہ تمہاری آئندہ سات نسلوں کو بھی کمانے کی ضرورت نہ پڑے گی " ۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

" میں وعدہ کرتا ہوں جناب کہ میں جلد ہی اس اڈے کا پتہ چلا لوں گا " ۔ زبیر نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا ۔

" میجر ٹاڈ ۔ زبیر کو رخصت کر کے میرے پاس واپس آؤ " ۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر وہ زبیر کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا ۔

کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ایک طرف علیحدہ رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا ۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"دفاعی مشیر جناب جوفسکی جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کراؤ"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب جوفسکی صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اس وقت انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں۔ اس لئے آپ کل ان سے رابطہ کریں"۔ دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے تابنے کی طرح تپ اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ ریکارڈ روم انچارج فریڈ سے بات کراؤ"۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے اس طرح رسیور کریڈل پر پٹخا جیسے سارا غصہ کریڈل پر ہی اتارنا چاہتا ہو۔

"ہونہہ۔ دفاعی مشیر نجانے اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔ میں اس سے نمٹ لوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصے کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک شدید غصے اور برہمی کے تاثرات نمایاں تھے۔

اسی لمحے فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی۔

"یس"۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر غصیلے لہجے میں ہی کہا۔

"فریڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"فریڈ۔ صدر کے دفاعی مشیر جوفسکی کی رہائش گاہ کا اور اس کے بیرونی علاقے کا تفصیلی نقشہ ریکارڈ روم سے نکال کر فوراً میرے پاس آؤ سمجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ کیونکہ اتنی جلدی فریڈ کی آمد متوقع نہ ہو سکتی تھی۔

"یس۔ کم ان"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر ٹاڈ اندر داخل ہوا۔

"زبیر کو فارغ کر آئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور مودبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جوفسکی تعاون نہیں کر رہا۔ میں نے اس سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ اہم کام میں مصروف ہے۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ اسے اغوا ہونے دوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ اگر اسے اس اغوا کا علم ہو گیا تو وہ رہائش گاہ سے فوراً ہی غائب ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کی باقاعدہ مخبری کی جا رہی ہو۔ اس طرح اس کے غائب ہونے کی اطلاع ملتے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں نہ آئیں گے"...... میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی بات کرتے

ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا خیال درست ہے۔ چلو اچھا ہوا کہ اس سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ میں نے ریکارڈ روم انچارج کو بلایا ہے۔ تاکہ جو فسکی کی رہائش گاہ اور اس کے بیرونی علاقے کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں"....... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں جناب کہ وہ سپر کالونی میں رہتے ہیں۔ وہاں فوجی پہرے کا سخت ترین انتظام ہے۔ لیکن سپر کالونی کی جنوبی طرف ایک وسیع میدان ہے۔ اس طرف صرف خاردار تار کی باڑ لگائی گئی ہے اور بس۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس خاردار تار والی باڑ کو توڑ کر اندر داخل ہوں گے۔ وہاں قریب ہی ایک پرانا معبد بھی ہے جو ویران پڑا رہتا ہے۔ اس کے نیچے تہہ خانے بھی ہیں۔ ہم اگر ان تہہ خانوں میں ٹیلی ویو مشینری فٹ کر دیں تو اس طرح ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کی نقل و حرکت آسانی سے ان تہہ خانوں کے اندر بیٹھ کر ہی دیکھتے رہیں گے اور چونکہ وہ وسیع میدان ہے۔ اس لئے جب چاہیں معبد سے نکل کر ان پر فائر بھی کھول سکتے ہیں"....... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"گڈ۔ تمہارا آئیڈیا بہترین ہے۔ اس میدان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا آسانی سے شکار کھیلا جا سکتا ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ میجر ٹاڈ کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ یہ ریکارڈ روم انچارج فریڈ تھا۔

"اب تمہاری ضرورت نہیں رہی فریڈ۔ جاؤ جا کر کام کرو"۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ فریڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور الٹے قدموں واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انتظامات کرو۔ لیکن یہ سن لو کہ وہ عمران بہت بڑا شیطان ہے۔ خطرات کی بو میلوں دور سے سونگھ لیتا ہے۔ اس لئے پوری طرح ہوشیار رہ کر تمام انتظامات کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں معبد کے تہہ خانوں میں ہی زندہ دفن کر دے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں ایسے انتظامات کروں گا کہ انہیں معمولی سا شک بھی نہ پڑ سکے گا اور ان کی لاشیں ٹکڑوں کی صورت میں اس میدان میں پلک جھپکنے میں بکھر جائیں گی"....... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے جاؤ اور جب انتظامات مکمل ہو جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا میں اس دوران کچھ آرام کر لینا چاہتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے

اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میجر ٹاڈ کرسی سے اٹھا اس نے کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے وسیع و عریض دفتر کی کرسی پر میجر ہیری بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے ٹام کی بجائے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا تھا اور اس نے بحیثیت چیف چارج بھی سنبھال لیا تھا۔ وزیراعظم نے اسے طلب کر کے اسے خصوصی ہدایات دی تھیں اور اس پر زور دیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر جی۔ پی۔ فائیو سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کر دے اور میجر ہیری نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ وزیراعظم نے ہی اسے بتایا تھا کہ وہ سپیشل سیل جس کے خلاف عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے ہوئے ہیں ختم کر دیا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ اعلان بھی اخبارات میں کرا دیا گیا ہے۔ سپیشل سیل میں ٹریننگ لینے والے افراد کو جن کا زیادہ تر تعلق فوج سے تھا۔ واپس ان کی یونٹوں

میں بھجوا دیا گیا ہے۔ جب کہ سپیشل سیل کا انچارج میجر کوبرا اور اس
کے دس ساتھیوں کو سیکرٹ سروس میں شامل کر دیا گیا ہے اور وہ اب
میجر ہیری کے تحت کام کریں گے۔ اس وقت میجر ہیری میجر کوبرا کا ہی
انتظار کر رہا تھا۔ میجر کوبرا کا اصل نام تو رونالڈ تھا۔ لیکن چونکہ اس
کے بالوں کا سٹائل ایسا تھا کہ جیسے کوبرا پھن اٹھائے کھڑا ہو۔ اس
لیۓ اسے سب میجر کوبرا کے نام سے ہی پکارتے تھے اور اب یہ نام اس
قدر مشہور ہو چکا تھا کہ شاید میجر کوبرا بھی اپنا اصل نام بھول چکا ہو۔
میجر کوبرا اور میجر ہیری دونوں نے اکٹھے ہی فوجی ٹریننگ حاصل کی تھی
ٹریننگ اکیڈیمی میں وہ نہ صرف اکٹھے تھے بلکہ ہوسٹل میں بھی وہ ایک
ہی کمرے میں رہتے تھے۔ اس کے بعد دونوں نے اکٹھے ہی کمانڈو
ٹریننگ حاصل کی۔ مگر اس کے بعد میجر کوبرا نے ملٹری انٹیلی جنس
جائن کر لی۔ جب کہ میجر ہیری جی۔ پی۔ فائیو میں آ گیا تھا۔ ان کے
درمیان انتہائی بے تکلفانہ اور گہرے دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اب
ایک بار پھر وہ دونوں سیکرٹ سروس میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ گو میجر
ہیری اب چیف تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ میجر کوبرا اسے چیف صرف
دوسروں کے سامنے ہی تسلیم کرے گا۔ اسے میجر کوبرا کی بے پناہ
صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا۔ اس لیۓ اس نے فوری طور پر میجر کوبرا کو
سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف تعینات کر دیا تھا اور اس وقت وہ میجر
کوبرا کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے
سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط ورزشی جسم کے ساتھ

ساتھ بھاری جبڑوں، فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھوں والا نوجوان اندر
داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود بال واقعی اس طرح تھے جیسے کوبرا
پھن اٹھائے کھڑا ہوا یہ میجر کوبرا تھا۔ اس وقت وہ بڑے بڑے خانوں
والے سلیٹی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔

"آہا۔ واہ میرا یار۔ ہری اپ۔ اب سیکرٹ سروس کا چیف بن گیا
ہے۔ واہ ری قسمت"...... نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی دونوں
بازو پھیلاتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ کوبرا ہمیشہ میجر
ہیری کو ہری اپ ہی کہتا تھا۔

"شکر کرو۔ میری وجہ سے تمہیں بھی سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف
بننا نصیب ہو گیا ہے۔ ورنہ تم تو کوبرا کی بجائے کینچوے بن جاتے"۔
میجر ہیری نے کرسی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے باہر آتے ہوئے کہا اور
پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے انتہائی پرجوش انداز میں بغل گیر ہو
گئے۔

"اچھا تو تم اب مجھ پر رعب بھی جماؤ گے۔ منہ دھو رکھو۔ میں
تمہارے رعب میں آنے والا نہیں ہوں"...... میجر کوبرا نے علیحدہ ہو
کر ہنستے ہوئے کہا۔

"تم پر رعب جما کر میں نے موت خریدنی ہے۔ کہتے ہیں کوبرا کا ڈسا
پانی نہیں مانگتا"...... میجر ہیری نے جواب دیا اور کوبرا بے اختیار
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"کوئی قیمتی شراب پلاؤ یار۔ اب تو تم بااختیار ہو۔ واہ مزہ آ گیا۔

کیا عہدہ ملا ہے۔ واقعی مزہ آگیا"...... کوبرا نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

"اس عہدے کے زعم میں نہ رہنا۔ یہ اس وقت عہدہ نہیں سلگتا ہوا بارود ہے"...... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر سیکرٹری کو شراب کی بوتلیں لے آنے کا کہہ دیا۔

"سلگتا ہوا بارود۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی پرابلم ہے"...... میجر کوبرا نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسی ویسی پرابلم۔ یوں سمجھو کہ آتش فشاں ٹائپ پرابلم ہے"...... میجر ہیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا پرابلم ہے۔ بتاؤ۔ تم بھی منحوس آدمی ہو۔ ابھی پوری طرح جشن بھی نہیں منایا کہ تم نے نحوست بھری خبریں سنا کر شروع کر دی ہیں"...... میجر کوبرا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ان دونوں کو سلام کیا اور ٹرے میں رکھی ہوئی دو بوتلیں اور دو خالی جام میز پر رکھ کر وہ واپس چلی گئی۔

"پہلے ایک دو جام پی لو۔ تاکہ تمہارا دماغ ٹھکانے پر آجائے۔ پھر بتاتا ہوں"...... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے سامنے رکھی ہوئی بوتل کھول کر اس میں سے جام بھرنے لگا۔ لیکن میجر کوبرا نے جام میں شراب ڈالنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ اس نے بوتل کھولی اور اسے منہ سے لگا کر اس وقت علیحدہ کیا۔ جب بوتل میں موجود آدھی سے زیادہ شراب اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گئی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر ہے۔ کس لیے تم اس قدر پریشان ہو"۔ کوبرا نے ایک دھماکے سے بوتل کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا سپیشل سیل کیوں ختم کیا گیا ہے"۔ میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ پالیسی بدل گئی ہے۔ اس لئے سپیشل سیل کی ضرورت نہیں رہی"...... میجر کوبرا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پالیسی نہیں بدلی۔ بلکہ ایسا ایک خاص وجہ سے کیا گیا ہے۔ میں تمہیں پوری تفصیل بتاتا ہوں۔ تاکہ تمہیں پوری طرح اس اہم معاملے سے واقفیت ہو جائے"...... میجر ہیری نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ ساتھ ان کی اسرائیل میں آمد سے لے کر ثام سمیت ان کے غائب ہو جانے اور پھر بڑی چھاؤنی کے انچارج میجر لارک کی موت اور وزیراعظم سے ہونے والی ملاقات تک پوری تفصیل بتا دی۔ میجر کوبرا منہ پھاڑے حیرت بھرے انداز میں یہ ساری تفصیل سنتا رہا۔

"حیرت ہے۔ کمال ہے۔ صرف چند اجنبی آدمیوں کے ایک گروپ نے اسرائیل کی پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ حیرت ہے"۔ میجر

کو برا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ کیونکہ تمہارا ان سے کبھی واسطہ نہیں پڑا۔ جب کہ میرا ان سے بہت عرصے سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ میں تمہیں ان کے سابقہ کارنامے بتاتا ہوں تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ تم جنہیں چند اجنبی افراد کا گروپ کہہ رہے ہو وہ در حقیقت کیا چیز "...... میجر ہیری نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سابقہ کارناموں کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔ وقتاً کے کارنامے جب وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ جی۔پی۔فائیو میں تھا اور میجر کو برا کا چہرہ ان کارناموں کی تفصیل سن کر جیسے تمتما ہو گیا۔

" اوہ اوہ۔ یہ تو واقعی دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ حکومت کیوں بوکھلا گئی ہے "۔ ہیری کے خاموش ہوتے ہی میجر کو برا نے کہا۔

" اور سنو۔ وزیر اعظم صاحب نے حکم دیا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کا خاتمہ جی۔پی۔فائیو سے پہلے کرنا ہے اور فوری طور پر کرنا ہے۔ اس لئے میں تمہارا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ تا کہ اس سلسلے میں لائحہ عمل تیار کیا جا سکے "...... میجر ہیری نے کہا۔

" لیکن ہم انہیں تلاش کہاں کریں گے "...... میجر کو برا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" ہم نے اس کا بندوبست بھی کر لیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد

نہ کوئی اطلاع آجائے گی "...... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا بندوبست کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ "...... میجر کو برا نے چونک کر پوچھا۔

" تمہیں میں نے بتایا ہے کہ جب ٹام کے ساتھ مل کر ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا تھا تو کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہیں ہم سے چھیننے آیا تھا۔ اسے تو بہرحال ٹام نے واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن ٹام اس بات پر پریشان ہو گیا تھا کہ آخر کرنل ڈیوڈ کو ہمارے متعلق بروقت خبریں کیسے مل جاتی ہیں۔ چنانچہ مخصوص آلے سے سب کی چیکنگ کی گئی تو میرے لباس میں سے ایک وسیع رینج کا مخصوص ڈکٹا فون نکل آیا۔ جس پر سچی بات یہ ہے کہ میں بے حد شرمندہ ہوا تھا۔ بہرحال واپس آکر جب میں نے انکوائری کی تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ حرکت کرنل ڈیوڈ کے نئے اسسٹنٹ میجر ٹاڈ کی ہے۔ اس نے میرے ڈرائی کلینرز سے مل کر میرے لباس میں یہ ڈکٹا فون چھپایا تھا۔ میں نے جب اس ڈرائی کلینرز کو سزا کا خوف دلا کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اب میجر ٹاڈ کے خلاف میرے لئے کام کرے گا۔ کیونکہ جس ڈرائی کلینرز سے میجر ٹاڈ کے کپڑے دھلتے ہیں یہ آدمی وہاں بھی پارٹ ٹائم کام کرتا ہے۔ چنانچہ میرے کہنے پر اس نے اس کے سارے لباسوں میں ایک مخصوص وسیع رینج کا ڈکٹا فون فٹ کر دیا ہوا ہے۔ اس کی رینج اتنی ہے کہ جی۔پی۔فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے یہاں تک آسانی سے بات چیت سنی جا سکتی ہے۔ لیکن میجر ٹاڈ شاید ابھی

ہیڈ کوارٹر واپس نہیں آیا جیسے ہی وہ واپس آئے گا ڈکٹافون کا رسیور کام شروع کر دے گا اور مجھے اطلاع مل جائے گی"...... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن کیا میجر ٹاڈ ان لوگوں کا سراغ لگا لے گا"...... میجر کوبرا نے کہا۔

"ہاں ...... مجھے یقین ہے۔ کیونکہ وہ بے حد ہوشیار اور شاطر آدمی ہے اور پہلے وہ اس سیکشن کا انچارج تھا جس کا کام فلسطینیوں کے خلاف مخبری کرنا ہے"......... میجر ہیری نے جواب دیا اور میجر کوبرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ شراب پیتے رہے کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر ہیری نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"باس۔ اے۔ ون نے کام شروع کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"او۔ کے۔ میں آرہا ہوں"...... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ کوبرا۔ میجر ٹاڈ۔ جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہے۔ شاید کوئی مطلب کی بات معلوم ہو جائے"...... میجر ہیری نے میجر کوبرا سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر کوبرا اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل ایک جیپ میں بیٹھے تل ابیب کی فراخ سڑکوں پر سے تیزی سے گزر رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر اور عقبی سیٹ پر تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔ اس وقت گو آدھی رات کا وقت تھا۔ لیکن سڑکوں پر اس قدر رش تھا کہ جیسے یہاں کسی کو رات کا احساس ہی نہ ہوتا ہو۔ ایک چوک سے عمران نے جیپ کو دائیں طرف موڑا اور پھر وہ ایک نسبتاً سنسان سڑک پر پہنچ گیا۔ ان سب کے جسموں پر گہرے رنگ کے سوٹ تھے۔

"کیا وہ جو فسکی اکیلا رہتا ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے پوچھا۔

"اس کے بیوی بچے بھی ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملازموں کی

پوری فوج ہے اور ساتھ ہی محافظوں کا پورا لشکر "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اسے اغوا کر کے لے آنے کی بجائے اس سے وہیں پوچھ گچھ کر لیں "...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے صفدر نے کہا۔

" یہ تو وہاں پہنچنے کے بعد حالات پر منحصر ہوگا۔ فی الحال تو وہاں تک پہنچنا اصل مسئلہ ہے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ روڈ پر جیپ موڑی اور تھوڑا آگے جا کر اس نے جیپ کو ایک گھنے درخت کے نیچے روک دیا۔

"یہاں سے میدان پار کرنا ہوگا۔ پھر خار دار تاروں کی باڑ آئے گی اور اس کے بعد ہم سپر کالونی میں داخل ہو چکے ہوں گے "...... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور ایک ایک کر کے باقی تینوں بھی نیچے اتر آئے۔ سامنے وسیع و عریض میدان نظر آ رہا تھا۔ جہاں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بجلی کے دو تین کھمبے تو موجود تھے۔ لیکن ان پر لائٹ نہ تھی۔

" وہ دور کوئی پرانا معبد ہے شاید "...... صفدر نے میدان کے تقریباً وسط میں ایک ہیولے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کیا اسلحہ وغیرہ لے لیا ہے تم نے "...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جیب سے آٹو میٹک پسٹل نکال کر ہاتھ میں لیا اور پھر وہ اس طرح میدان کے اندر

داخل ہو کر چلنے لگے جیسے رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ چہل قدمی کے لیئے اس میدان میں آئے ہوں۔ لیکن دو چار قدم اٹھاتے ہی عمران یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔

" کیا ہوا "...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی ظاہر ہے رک گئے تھے۔

" اس معبد میں لوگ موجود ہیں۔ میں نے کسی کی جھلک دیکھی ہے "۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی خفیہ پہرہ موجود ہے "...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تو پہلے اس معبد کا آپریشن نہ مکمل کر لیا جائے "۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" لیکن اگر فائرنگ کرنی پڑی تو سپر کالونی کی حفاظتی فوج ہوشیار ہو جائے گی اور اس کے بعد ہمارا آپریشن ناممکن ہو جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوری واپس جانا ہوگا "...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس ایک سائیڈ پر کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ انہیں اٹھائے انتہائی تیز رفتاری سے واپس سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کافی لمبا چکر کاٹ کر وہ سپر کالونی کی شمالی سمت پہنچ گئے۔ عمران نے جیپ ایک بار پھر ایک درخت کے نیچے روکی اور باقی ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ جیب سے نیچے کود آیا۔ وہاں سے تھوڑی دور ہی کالونی کا سائیڈ گیٹ تھا۔ جہاں تیز

روشنی ہو رہی تھی اور دو مشین گنوں سے مسلح فوجی وہاں کھڑے تھے۔ لوہے کا راڈ ٹریفک کو روکنے کے لئے لگایا گیا تھا...... ایک سائیڈ پر ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے روشندانوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی تھی۔

"زیادہ سے زیادہ اندر کمرے میں بھی دو ہی آدمی ہوں گے۔ ہم نے ان پر قابو پانا ہے"...... عمران نے کہا اور جیب سے سائیلنسر نکال کر اس نے آٹو میٹک پسٹل کی نال پر اسے فٹ کرنا شروع کر دیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی شروع کر دی اور جب ان سب کے مشین پسٹلوں پر سائیلنسر فٹ ہو گئے تو عمران نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ پسٹل جیب میں رکھے درخت کے نیچے پھیلے ہوئے اندھیرے سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ تھوڑا آگے بڑھتے ہی انہیں شاید مسلح فوجیوں نے دیکھ لیا۔ کیونکہ انہوں نے فوری طور پر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتار کر ہاتھوں میں لے لی تھیں۔

"کون ہو تم...... وہیں رک جاؤ"...... ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ہم دوست ہیں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اس نے اپنے قدم نہ روکے تھے۔

اسی لمحے دو اور فوجی بھی جن میں سے ایک کیپٹن تھا کمرے سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"ہمارا تعلق ایکریمین سفارت خانے سے ہے اور ہمیں مسٹر مائیکل چیف سیکرٹری صاحب سے فوری طور پر ملنا ہے۔ ہم نے ان سے فون پر بات کی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم جنوبی گیٹ پر آ جائیں۔ وہ اپنی کار وہاں بھیج کر ہمیں بلوا لیں گے اور یہ ہدایت بھی انہی کی تھی کہ ہم اپنی کار کالونی کے گیٹ سے کافی دور چھوڑ کر پیدل گیٹ تک آئیں تاکہ مسلح محافظ ہمیں باآسانی دیکھ سکیں......" عمران نے کچھ قریب پہنچنے پر خالصتاً ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم وہیں رکو۔ میرا آدمی پہلے تمہاری تلاشی لے گا"...... کیپٹن نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر ایک سپاہی کو آگے جا کر ان کی تلاشی لینے کا حکم دیا اور سپاہی مشین گن کو کاندھے پر لگا کر تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہم معزز سفارت کار ہیں۔ کوئی چور یا ڈاکو تو نہیں ہیں کہ یہاں کھلی جگہ پر ہماری تلاشی لے رہے ہو۔ کیا یہ تلاشی کیبن میں نہیں لی جا سکتی"...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ آ جائیں"...... یہ شاید عمران کے لہجے کا اثر تھا کہ کیپٹن نے فوراً ہی اپنا پہلا حکم واپس لے لیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتا ہوا سپاہی واپس مڑ گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت تیزی سے آگے بڑھا۔

"آپ کا نام کیپٹن"...... عمران نے قریب جا کر اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شالڈون"....... کیپٹن نے جواب دیا۔

"شکریہ میرا نام رچرڈ ہے اور میں ایکریمین سفارت خانے میں تھرڈ سیکرٹری ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ اندر آپ بے شک ہماری جس طرح چاہیں تلاشی لے لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک رسمی کارروائی ہو گی۔ اصل میں ہمیں انتہائی سخت احکامات ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"...... کیپٹن شالڈون نے کہا اور پھر وہ دو سپاہیوں کے ساتھ ان چاروں کو لے کر اس کمرے میں آ گیا۔ جسے ایک دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران نے اس دوران چیک کر لیا تھا کہ اس چوکی پر صرف وہی چار ہی فوجی ہیں۔ تین اندر تھے اور ایک باہر۔

"فرینک۔ میرا بٹوہ باہر گر گیا ہے۔ دیکھو تو"...... اچانک عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے مڑا اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"صرف گردنیں ہی ٹوٹنی چاہئیں"...... یکلخت عمران نے اپنی مقامی زبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شالڈون اور اس کے دو ساتھی کچھ سمجھتے۔ عمران، صفدر اور تنویر یکلخت اچھل کر ان پر ٹوٹ پڑے۔ عمران کا شکار اس کے سامنے کھڑا کیپٹن شالڈون تھا۔ چونکہ کیپٹن شالڈون اور اس کے ساتھی مطمئن انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سرے سے سنبھل ہی نہ سکے۔ تین گھٹی گھٹی چیخوں کے ساتھ ہی گردنیں ٹوٹنے کی مخصوص آوازوں کے

ساتھ ہی وہ تینوں فرش پر بچھے ہوئے میٹ پر پڑے پھڑک رہے تھے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل بھی باہر والے فوجی کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"میں نے اسے صرف بے ہوش کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اسے فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔

"گردن توڑ دو اور اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لو۔ جلدی کرو اور باقی ساتھی بھی یونیفارمز پہن لیں۔ تنویر تم جا کر درخت کے نیچے کھڑی جیپ کو یہاں لے آؤ۔ ورنہ اسے مشکوک سمجھا جا سکتا ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب عمران کی ہدایت کے مطابق حرکت میں آ گئے۔ تنویر جب جیپ لے کر واپس آیا تو اس وقت تک عمران کیپٹن شالڈون اور باقی ساتھی بھی یونیفارمز پہن چکے تھے۔ جس کو یونیفارم کھلی تھی اس نے اسے لباس کے اوپر پہن لیا تھا اور جس کو تنگ تھی اس نے اپنا لباس اتار کر اسے پہن لیا تھا۔ بہرحال غور سے دیکھنے پر ہی ان کی صحیح فٹنگ نہ ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں چیک نہ ہو سکتے تھے۔ تنویر نے وہیں آ کر یونیفارم پہننی شروع کر دی۔

"تنویر اور میں جیپ میں بیٹھ کر جوفسکی کی رہائش گاہ پر جائیں گے جب کہ تم دونوں نے یہیں پہرہ دینا ہے۔ البتہ میک اپ بدل لو"۔ عمران نے جیپ کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود ڈبے سے میک اپ باکس نکالتے ہوئے کہا اور پھر پہلے عمران نے شالڈون کا میک اپ اپنے

اوپر کیا۔ پھر اس نے ایک سپاہی کا میک اپ تنویر کے چہرے پر کر کے میک اپ باکس صفدر کے حوالے کیا اور تنویر کو جیپ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ گھوم کر جیپ کی دوسری طرف کو بڑھ گیا۔ جس طرف ڈرائیونگ سیٹ تھی۔ چند لمحوں بعد جیپ سپر کالونی کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ وہاں چوکوں پر اور تقریباً ہر کوٹھی کے گیٹ پر فوجیوں کا مسلح پہرہ نظر آرہا تھا۔ لیکن ان سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا تھا اور وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ عمران چونکہ سپر کالونی کے اندرونی نقشے کو چیک کر چکا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے جیپ بھگاتا تھوڑی دیر بعد ہی ایک منزلہ لیکن وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی کوٹھی کے بند گیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ گیٹ پر جو فسکلی کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ لیکن وہاں گیٹ پر دو کی بجائے چار فوجی موجود تھے۔ جیپ کو گیٹ کی طرف آتے دیکھ کر وہ چاروں ہی چوکنا ہوگئے۔ عمران نے جیپ گیٹ کے قریب جاکر روکی اور پھر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ تنویر بھی نیچے آگیا تھا۔ چونکہ عمران کیپٹن شالڈون کی یونیفارم میں تھا۔ اس لئے فوجی سپاہیوں نے اس کے جیپ سے نیچے اترتے ہی اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیئے۔

"گیٹ کھولو۔ میں نے مشیر صاحب سے ملنا ہے۔ انتہائی ایمرجنسی مسئلہ "...... عمران نے کیپٹن شالڈون کے لہجے اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" سوری سر۔ اس وقت تو ملاقات ناممکن ہے۔ بڑے صاحب

تھوڑی دیر پہلے ہی سوئے ہیں "...... ایک سپاہی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ کوئی تو ان کے بعد بھی یہاں کا انچارج ہوگا۔ اس سے ہی ملوا دو۔ میں نے کہا ہے کہ اٹ از ایمرجنسی "۔ عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" بٹلر مارٹن ہے۔ وہ ابھی جاگ رہا ہوگا "...... ایک سپاہی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" چلو اسی سے فون پر بات کرادو "۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

" آیئے جناب ادھر کیبن میں "۔ سپاہی نے سرہلاتے ہوئے کہا اور گیٹ کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے چھوٹے سے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

" فائر "...... عمران نے یک لخت مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے تنویر سے آہستہ سے کہا اور دوسرے لمحے ٹھس ٹھس کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں مسلح فوجی ہلکی سی چیخیں مارتے ہوئے زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔

" ان کی لاشیں کیبن میں ڈالنی ہیں "...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دو پھڑکتے ہوئے فوجیوں کو بازوؤں سے پکڑ کر گھسیٹا اور بجلی کی سی تیزی سے آگے لا کر انہیں کیبن میں اچھال دیا۔ تب تک وہ ختم ہوچکے تھے۔ تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

" چلو اب پھاٹک پر چڑھ کر اسے کھول دو۔ کہیں گشت کرتے ہوئے فوجی نہ آجائیں۔ یہاں فون موجود ہے "...... عمران نے تیز لہجے

میں کہا اور تنویر کسی پھرتیلے بندر کی طرح لوہے کے بڑے اور اونچے پھاٹک پر تیزی سے چڑھا اور دوسرے لمحے اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ عمران اس دوران جیپ میں بیٹھ چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی پھاٹک کھلا عمران بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو اندر لے گیا۔

"پھاٹک بند کر کے مین لائٹ آف کر دو۔ تاکہ فون دور سے نظر آئے۔ چھوٹی لائٹیں بے شک چلتی رہیں"...... عمران نے پھاٹک کراس کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور جیپ کو پورچ کی طرف لے گیا جہاں پہلے ہی ایک بڑی سی سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ جیپ جیسے ہی کار کی سائیڈ میں جا کر رکی۔ اسی لمحے سامنے برآمدے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر بٹلر کی یونیفارم تھی۔ تیزی سے باہر نکلا۔ وہ شاید جیپ کی آواز سن کر باہر آیا تھا۔

"تم بٹلر ہو۔ بڑے صاحب کا کمرہ کون سا ہے"...... عمران نے چھلانگ مار کر جیپ سے اتر کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ کون ہیں"...... بٹلر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ اٹ از ایمرجنسی نانسنس"...... عمران نے اس کے قریب جا کر انتہائی درشت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اندرونی طرف کو موڑ دیا۔

"آیئے"...... بٹلر نے اس کے اس انداز سے شاید گھبرا کر کہا اور تیزی سے سائیڈ پر موجود ایک راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"مگر اس طرح آپ کیپٹن بغیر کسی اطلاع کے"...... بٹلر نے چلتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ یہ سرکاری مسئلہ ہے"...... عمران نے اسے آہستہ سے جھڑکتے ہوئے کہا اور بٹلر نے اس طرح سر ہلایا جیسے اب اسے احساس ہوا ہے کہ واقعی سرکاری مسائل اسی طرح ہی نمٹائے جاتے ہوں گے۔

ایک کمرے کے دروازے پر جا کر وہ رک گیا۔ دروازہ بند تھا اور اس کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"یہ ہے بڑے صاحب کا بیڈ روم۔ مگر"...... بٹلر نے مڑ کر پیچھے آتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کے بچے اور دوسرے ملازم"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ تو عقبی طرف ہوتے ہیں۔ صرف دو لڑکے ہیں۔ ان کی بیگم تو فوت ہو چکی ہے اور ملازم کوارٹر میں ہوں گے"...... بٹلر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بٹلر چیختا ہوا وہیں راہداری میں گرا اور ایک لمحہ تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا ومافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔ اس دوران تنویر بھی راہداری میں نمودار ہوا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر زور سے دستک دی۔ وہ چند لمحوں تک مسلسل دستک دیتا رہا۔

"کون ہے"...... اچانک سائیڈ ستون پر لگی ہوئی جالی سے ایک چیختی ہوئی غصیلی آواز سنائی دی۔

"بٹلر مارٹن جناب۔ وزیر اعظم صاحب تشریف لائے ہیں"۔ عمران نے جالی کے قریب منہ کر کے بٹلر کے لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر اور یہاں میری کوٹھی میں"۔ دوسری طرف سے حیرت بھری بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازے پر موجود جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب یک لخت بجھ گیا۔

"اسے ہم نے اغوا کر کے لے جانا ہے۔ یہاں بات چیت کا موقع نہیں ہے"...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کے آثار پیدا ہوئے اور پھر ایک دبلا پتلا مگر لمبے قد کا آدمی سلیپنگ گاؤن پہنے نمودار ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کے ساتھ کھڑے ہوئے تنویر نے یک لخت اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدتا ہوا اندر لے گیا۔ اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی چیخ اور پھر چند کراہیں سنائی دیں۔ مگر عمران کو معلوم تھا کہ تنویر کا شکار زیادہ دیر تک جدوجہد ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے تنویر کے حملہ آور ہوتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور واپس برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر کوئی مداخلت ہو تو اسے بروقت سنبھال سکے۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد تنویر بے ہوش جوفسکی کو کاندھے پر لادے راہداری میں پہنچا اور پھر وہ روبوٹوں کی طرح حرکت میں آ گئے۔ تنویر نے جوفسکی کو جیپ کی عقبی سیٹ میں لٹایا اور خود وہ تیزی سے

پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور چند لمحوں بعد جیپ مڑ کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے جیپ باہر نکال کر روکی تو تنویر بڑا پھاٹک بند کر کے سائیڈ پھاٹک سے باہر آیا اور اس نے سائیڈ پھاٹک کو باہر سے بند کیا اور دوڑ کر وہ جیپ میں سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی واپس چوک پر پہنچ گئی۔ عمران نے جب وہاں سکون دیکھا تو اس نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ کیونکہ اسے سب سے زیادہ فکر صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے تھی۔

"آ جاؤ"...... عمران نے جیپ روکتے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے جیپ میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی سڑک پر پہنچ کر مڑی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ تقریباً دو تین میل تک وہ سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ پھر عمران نے اسے ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔ کچھ دور جا کر وہ ایک پختہ سے مکان کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو مکان کا چھوٹا گیٹ کھلا اور ایک فلسطینی نوجوان باہر نکل آیا۔ مگر جیپ میں سوار فوجیوں کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکا اور تیزی سے واپس چھوٹے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

"میں عمران ہوں۔ پھاٹک کھولو ہاشم"...... عمران نے اصل لہجے میں کہا تو نوجوان تیزی سے مڑا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے۔ دوسرے لمحے وہ سرہلاتا ہوا مڑ کر چھوٹے گیٹ

کے اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور عمران جیپ اندر لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اب وہ مکمل طور پر محفوظ ہو چکے تھے

کرنل ڈیوڈ اور میجر ٹاڈ دونوں ہی اس پرانے معبد کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں موجود تھے۔ ایک طرف بیٹری سے چلنے والا ایک چھوٹا سا لیمپ جل رہا تھا۔ جس کی مدھم سی روشنی میں وہ ہیولے ہی نظر آ رہے تھے۔ تہہ خانے کو گو صاف کر دیا گیا تھا لیکن اب بھی اس کی حالت ایسی تھی جیسے اس میں صدیوں سے کوئی داخل نہ ہوا ہو۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ لوہے کے سٹینڈ پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس پر بے شمار چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ وہ دونوں اس مشین کے سامنے لوہے کی فولڈنگ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ مزید چار افراد تھے۔ جنہیں اوپر معبد کے ٹوٹے ہوئے کمروں میں چھپایا گیا تھا۔ تاکہ کرنل ڈیوڈ کے حکم پر وہ فوری طور پر کارروائی کر سکیں۔ جب کہ دس مزید افراد کو میدان کے دوسرے کونوں پر مختلف سپاٹس پر چھپا کر بٹھایا گیا

تھا۔ لیکن ان سب کو سختی سے حکم دے دیا گیا تھا کہ جب تک کرنل ڈیوڈ ٹرانسمیٹر پر حکم نہ دے۔ انہوں نے نہ ہی کسی صورت میں سامنے آنا ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی کرنی ہے۔ مشین کے درمیان ایک چھوٹی سی سکرین روشن تھی۔ اس پر سپر کالونی کی اس سائیڈ کا منظر موجود تھا۔ جہاں سپر کالونی کی عمارتیں اور ان کے سامنے خار دار تار موجود تھی۔

"اب یہ دعا کرو میجر ٹاڈ کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرف کا رخ کریں"...... خاموش بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باقی ہر طرف حفاظتی چوکیاں موجود ہیں سر اور وہاں مسلح فوجی ہیں اور رات کو تو کسی بھی صورت میں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میں نے ویسے اپنے طور پر سپر کالونی کے چیف سکیورٹی آفیسر کیپٹن جرموک کو ہوشیار بھی کر دیا تھا۔ یہی ایک راستہ ایسا ہے جہاں سے کوئی داخل ہو سکتا ہے"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس بد روح کو نہیں جانتے...... اس عمران کو...... وہ ایسی الٹی سیدھی باتیں سوچتا ہے اور پھر ان پر عمل کر گزرتا ہے کہ جسے بظاہر ناممکن ہی کہا جا سکتا ہے۔ بس ایک پوائنٹ تمہارے حق میں جاتا ہے کہ انہیں یہ علم نہیں ہے کہ ہمیں ان کے پروگرام کا علم ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ لیکن میجر ٹاڈ نے اس کی بات کا کوئی جواب

نہ دیا۔

وہ شام سے ہی یہاں پہنچ گئے تھے اور اس وقت آدھی رات سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ لیکن ابھی تک سوائے انتظار کے وہ اور کچھ نہ کر سکے تھے۔ اچانک مشین میں سے باریک سیٹی کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈسمینڈ بول رہا ہوں۔ نمبر تھری ون زیرو اوور"۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس میجر ٹاڈ۔ اٹنڈنگ یو اوور"...... میجر ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ ایک جیپ جس میں چار افراد سوار ہیں۔ اچانک سڑک سے مڑ کر میدان کی طرف رخ کر کے رکی ہے اور اس میں موجود چار افراد نیچے اتر آئے ہیں۔ لیکن وہ ایکریمی لگتے ہیں اوور"...... دوسری طرف سے ڈسمینڈ نے کہا۔

"ان کا خیال رکھو۔ جب تک وہ خار دار تار تک نہ پہنچ جائیں۔ تم نے حرکت نہیں کرنی اوور"...... میجر ٹاڈ نے تیز آواز میں کہا۔

"یس سر۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز بند ہو گئی۔ میجر ٹاڈ نے بٹن آف کر دیا۔

"وہی۔ یقیناً وہی ہوں گے۔ انہوں نے ایکریمی میک اپ کر رکھا ہو گا۔ کاش آج یہ مارے جا سکیں تو میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت پوری ہو جائے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار دونوں ہاتھ

ملتے ہوئے انتہائی حسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا سر۔ اگر واقعی یہ وہی ہیں تو کسی صورت بھی آج بچ کر نہیں جا سکتے"...... میجر ٹاڈ نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یک لخت مشین میں سے ایک بار پھر ہلکی سیٹی کی آواز سنائی دی اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر اسی پہلے والے بٹن کو پریس کر دیا۔

"ڈسمینڈ بول رہا ہوں باس اوور"...... ڈسمینڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس اوور"...... میجر ٹاڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ ایکریمین جیپ سے اتر کر دس بارہ قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ پھر رک گئے۔ آپس میں چند لمحے باتیں کرتے رہے پھر مڑے اور واپس جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اوور"...... ڈسمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیوں۔ واپس کیوں چلے گئے ہیں۔ اوور"...... میجر ٹاڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ اوور"...... ڈسمینڈ نے جواب دیا۔

"بہر حال تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے اوور اینڈ آل"...... میجر ٹاڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

"انہیں یقیناً شک پڑ گیا ہو گا۔ اس لئے وہ واپس چلے گئے ہیں۔ وہ۔ وہ ایسے ہی ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے باس کہ یہ وہ لوگ نہ ہوں۔ شک کسی کو کیا پڑنا ہے کوئی چیز نظر آئے گی تو شک بھی پڑے گا"...... میجر ٹاڈ نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ مشین میں سے وقفے وقفے سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ وہ دونوں یہ آوازیں سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ یہ ڈسمینڈ کی بجائے دوسرے گروپ کی کال کا کاشن تھا۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس جالی کے نیچے والا بٹن پریس کر دیا۔ جہاں سے وقفے وقفے سے سیٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں۔ زیرو زیرو ایٹ اوور"...... تیز لہجے میں کہا گیا۔

"یس اوور"۔ میجر ٹاڈ نے کہا۔

"باس۔ ایک جیپ میدان کے کنارے پر آ کر رکی۔ اس میں سے چار ایکریمی اترے اور میدان کی طرف جانے لگے۔ لیکن دس بارہ قدم چل کر ہی وہ رکے اور پھر واپس آ کر جیپ میں بیٹھے اور جیپ مڑ کر جدھر سے آئی تھی ادھر ہی واپس چلی گئی اوور"...... جیکب نے وہی ڈسمینڈ والی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے یہ رپورٹ سن چکا ہوں اوور"...... میجر ٹاڈ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کا پرجوش چہرہ بھی وہی پرانی رپورٹ سن کر بجھ سا گیا۔

"باس۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈسمینڈ نے آپ کو رپورٹ دے دی ہو

گی ۔ لیکن میں سڑک کے پار اوپر والی عمارت پر موجود ہوں ۔ میں نے
ایک دوسری بات چیک کی ہے ۔ اس جیپ کے واپس جانے کے چند
منٹ بعد شمال کی طرف ایک عمارت سے ایک کار باہر نکلی اور اس
طرف کو تیزی سے چلی گئی ۔ جس طرف وہ جیپ گئی تھی اور باس میں
نے اس کی سائیڈ سیٹ پر میجر ہیری کو بیٹھے خود دیکھا ہے اوور "......
جیکب نے کہا ۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ میجر ہیری اور یہاں اوور "...... کرنل ڈیوڈ
نے یک لخت چیخ کر بولتے ہوئے کہا ۔

" یس چیف ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم میجر ہیری کی شناخت میں تو
غلطی نہیں کر سکتے اوور "...... جیکب کی آواز سنائی دی ۔

" اس عمارت کو فوراً چیک کرو ۔ اگر میجر ہیری کا کوئی اور ساتھی
وہاں موجود ہو تو اسے پکڑ لو اور پھر مجھے اطلاع دو ۔ تمام کام انتہائی
خاموشی سے ہونا چاہئے سمجھ گئے اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر حکم
دیتے ہوئے کہا ۔

" یس چیف اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ آل کہا اور میجر ٹاڈ نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف
کر دیا ۔

" میجر ہیری کی یہاں موجودگی کا کیا مطلب ہوا "...... میجر ٹاڈ نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" وہ ۔ وہ شیطان کی اولاد ۔ وہ یقیناً ہمارے پیچھے آیا ہو گا ۔ ہیڈ کوارٹر

میں یقیناً اس کے مخبر موجود ہیں ۔ انہوں نے اسے ہمارے چھاپے کی
اطلاع دے دی ہو گی ۔ اوہ اوہ ۔ لیکن وہ اس جیپ کے پیچھے کیوں گیا
ہے ۔ اوہ کہیں یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں ۔ ایسا نہ ہو
کہ ہم یہاں بیٹھے انتظار ہی کرتے رہے اور میجر ہیری ان کا خاتمہ کر لینے
میں کامیاب ہو جائے "...... کرنل ڈیوڈ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے
ہذیانی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" لیکن اگر اسے شک تھا تو وہ اس جیپ کو روک بھی سکتا تھا ۔ اس
کے پیچھے جانے اور وہ بھی کچھ دیر بعد کیا مطلب ہوا "...... میجر ٹاڈ نے
بھی بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا ۔

" وہ یہاں ہماری موجودگی سے واقف تھا ۔ اس لئے اس نے انہیں
یہاں نہیں چھیڑا ۔ تاکہ ہم درمیان میں نہ کود پڑیں ۔ وہ ان کا مقابلہ
کسی اور جگہ کرے گا اور مقابلہ کیا کرے گا ۔ وہ بم پھینک کر اس
جیپ کو اڑا دے گا ۔ وہ ایسے معاملات میں رسک لینے کا قائل نہیں ہے
اوہ ۔ اوہ کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ میجر ہیری یہاں ہے "۔ کرنل ڈیوڈ
نے پاگلوں کے سے انداز میں اپنے بال نوچتے ہوئے کہا ۔ اس کی حالت
خاصی غیر دکھائی دے رہی تھی ۔ جیسے وہ بے بسی اور غصے کی انتہا پر
بیک وقت پہنچ گیا ہو ۔ اسی لمحے مشین سے ایک بار پھر وقفے وقفے سے
سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر بٹن
پریس کر دیا ۔

" جیکب بول رہا ہوں باس ۔ اس عمارت میں ہم نے ایک آدمی کو پکڑ

لیا ہے ۔ وہ بے ہوش ہے اور باس وہاں بھی اے ۔ وی مشین موجود
ہے اور وہ آدمی اس مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا ۔ اس آدمی کے علاوہ
وہ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔ اب کیا حکم ہے اوور "...... جیکب
نے پوچھا ۔

" اس آدمی اور اس مشین کو اپنے سپاٹ میں لے جاؤ ۔ لیکن انتہائی
خاموشی سے ۔ ہو سکتا ہے کہ میجر ہیری کے دوسرے آدمی یہاں بکھرے
ہوئے ہوں ۔ سپاٹ پر لے جا کر اس سے ساری بات معلوم کرو ۔ بے
شک اس کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دینا ۔ لیکن مکمل معلومات حاصل
ہونی چاہئیں اور فوراً رپورٹ دو مجھے اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے میجر
ٹاڈ کے بولنے سے پہلے چیخ کر کہا ۔

" یس چیف اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ
نے ہاتھ کے اشارے سے میجر ٹاڈ کو اوور اینڈ آل کہنے کے لئے کہا اور خود
وہ بے چینی اور اضطراب کے عالم میں اسی تہہ خانے میں ٹہلنے لگ گیا ۔

" چیف ہم خود نہ جا کر پوچھ گچھ کر لیں "...... میجر ٹاڈ نے اوور اینڈ
آل کہہ کر بٹن آف کرنے کے بعد کہا ۔

" نہیں ۔ اگر اس دوران وہ عمران اور اس کے ساتھی آ گئے تو سارا
منصوبہ ہی تلپٹ ہو جائے گا ۔ جب تک یہ بات طے نہ ہو جائے کہ
جیپ میں سوار افراد واقعی ایکریمی تھے یا عمران اور اس کے ساتھی تھے ۔
ہمیں اوپن نہیں ہونا چاہئے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ ایسی
نظروں سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس قدر

جذباتی آدمی ان حالات میں اس قدر دانشمندانہ انداز میں بھی سوچ سکتا
ہے ۔ وہ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے کہ تھوڑی دیر بعد مشین
سے ایک بار پھر وقفے وقفے سے سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں
ہی چونک پڑے ۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آن
کر دیا ۔

" جیکب بول رہا ہوں باس اوور "...... مشین سے جیکب کی آواز
سنائی دی ۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے اوور "...... میجر ٹاڈ نے تیز لہجے میں پوچھا ۔

" باس ۔ اس آدمی نے بے پناہ تشدد کے بعد زبان کھولی ہے ۔ اس کا
نام راجر ہے اور اس کا تعلق پہلے بڑی چھاونی کے سپیشل سیل سے تھا ۔
لیکن پھر حکومت نے سپیشل سیل کو ختم کر دیا ہے اور اس کے تمام
آدمیوں کو سیکرٹ سروس میں شفٹ کر دیا گیا ہے ۔ سپیشل سیل کا
انچارج میجر کوبرا اب سیکرٹ سروس کا نمبر ٹو ہے اور میجر ہیری کا نائب
ہے ۔ راجر نے بتایا ہے کہ میجر ہیری نے پتہ چلا لیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ
صاحب کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ آج رات
دفاعی مشیر جناب جوفسکی کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کریں گے اور جی
پی ۔ فائیو نے سپر کالونی کے جنوبی طرف والے میدان میں ان کو
مارنے کے لئے مورچہ بندی کی ہے ۔ میجر ہیری کو اس ساری منصوبہ
بندی کی تفصیلات کا بھی علم تھا ۔ چنانچہ میجر ہیری اور میجر کوبرا نے
مختلف جگہوں پر سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو تعینات کر دیا اور ایسا

منصوبہ بنایا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ آئیں اور جی ۔پی ۔فائیو جیسے ہی ان پر حملہ آور ہو ۔سیکرٹ سروس فوری طور پر ایکشن میں آکر ان کے ساتھ ساتھ جی ۔پی ۔فائیو کا بھی خاتمہ کر دے ۔اس کے بعد جی ۔پی ۔فائیو کے آدمیوں کی لاشیں غائب کر دی جائیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں سیکرٹ سروس کا کارنامہ بنا کر حکومت کے حوالے کر دی جائیں ۔راجر نے بتایا ہے کہ میجر ہیری کو یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ذرا سی بھی خطرے کی بو محسوس ہوئی تو وہ فوری طور پر نکل جائیں گے ۔اس لئے اس نے انہیں چیک کرنے کے لئے متبادل انتظامات بھی کر لئے تھے ۔انہی انتظامات کے تحت جیسے ہی ایکریمیوں کی جیپ آکر رکی ۔میجر ہیری نے اس جیپ پر دور سے فائر کر کے سپیشل کاشن دی ۔ٹی بٹن چپکا دیا اور پھر جب جیپ واپس گئی تو اس کاشن کے ذریعے اس کا تعاقب کیا گیا اور ہمارے حملہ کرنے سے پہلے میجر ہیری نے راجر کو بتا دیا ہے کہ جیپ میں واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ۔اس نے ان میں سے عمران کا نام بھی لیتے سنا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو واپس بھیج دیا جائے ۔لیکن راجر کے اطلاع دینے سے پہلے ہم نے اس پر حملہ کر دیا تھا اور "...... جیکب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ ۔ویری بیڈ ۔تو یہ میجر ہیری ہم سے آگے نکل گیا ۔اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالے گا اور ہم یہاں بے بس چوہوں کی طرح بلوں میں چھپے بیٹھے رہیں گے "...... کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی

انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" کرنل ۔کیوں نہ اس مشین سے فائدہ اٹھایا جائے جو راجر کے ساتھ ہمارے قبضے میں آئی ہے ۔اس کی مدد سے ہم آسانی سے میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس بھی کر سکتے ہیں اور ان کا تعاقب بھی کر سکتے ہیں "...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

" اگر ایسا ہو سکے تو پھر کیا کہنا ۔جلدی کرو ۔ختم کرو اس سارے ڈرامے کو "...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور میجر ٹاڈ نے پہلے جیکب کو اور پھر بٹن آف کر کے دوسرے سیکشنز کو باری باری ہدایات دیں اور اس کے بعد وہ دونوں تہہ خانے سے نکل کر معبد میں آگئے ۔تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں راجر شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑا ہوا تھا اور مشین وہاں موجود تھی ۔میجر ٹاڈ نے وہاں پہنچتے ہی مشین آپریٹ کرنی شروع کر دی اور پھر جیسے ہی مشین کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو میجر ٹاڈ کے حلق سے بے اختیار مسرت بھری آواز نکلی ۔

" کرنل ...... ہم کامیاب ہو گئے ۔یہ تو ہماری مشین سے بھی زیادہ ایڈوانس مشین ہے ۔اس سے تو ہم میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو سکرین پر بھی دیکھ سکتے ہیں اور ان کی باتیں بھی سن سکتے ہیں "...... میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی ایک ناب کو دائیں طرف گھماتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں مسرت کی وجہ سے چراغوں کی طرح جلنے لگیں میجر ٹاڈ نے جلدی سے مختلف بٹن دبائے ۔مختلف نابوں کو دائیں بائیں گھما کر ایڈجسٹ کیا اور پھر اس نے جیسے ہی ایک بٹن دبایا۔

مشین پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور پہلے تو سکرین
پر روشنی کی آڑی ترچھی سی لکیریں دوڑتی رہیں پھر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ
منظر ایک کار کے اندرونی حصے کا تھا اور کار کے اندر بیٹھے ہوئے افراد
صاف نظر آرہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی تھا جس کے سر
کے بالوں کا انداز ایسے تھا جیسے کوبرا پھن اٹھائے کھڑا ہو۔ اس کے
ساتھ میجر ہیری بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر تین مسلح افراد موجود تھے
کار ساکت تھی اور کار کی سکرین سے باہر دور ایک عمارت سی نظر آرہی
تھی ...... جس پر تیز روشنی تھی اور دو مسلح فوجی وہاں موجود تھے۔

"یہ تو اس عمران کے ساتھی ہیں ہیری۔ وہ عمران کہاں گیا"......
مشین سے اچانک ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا اور انہوں
نے چونکہ سکرین پر اس کوبرے کے پھن والے بالوں کے ہونٹ ہلتے
دیکھ لئے تھے۔ اس لئے وہ سمجھ گئے کہ یہی میجر کوبرا ہے اور وہی بات
کر رہا ہے۔

"وہ جو فسکی کو اغوا کرنے گیا ہوگا۔ تم نے دیکھا کوبرا کہ ان
لوگوں نے کس عیاری اور ہوشیاری سے چیک پوسٹ پر قبضہ کیا ہے"
میجر ہیری کی آواز سنائی دی۔

"مگر میجر ہیری۔ ہمیں فوراً ان پر چھاپہ مارنا چاہئے۔ ہم یہاں کیوں
رکے ہوئے ہیں"...... کوبرا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم بھی کرنل ڈیوڈ کی طرح جذباتی پن کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ یہ
عمران اور اس کے ساتھی عام مجرم نہیں ہیں۔ یہ دنیا کے شاطر ترین

لوگ ہیں۔ جیسے ہی ہم حرکت میں آئیں گے یہ اس طرح غائب ہو
جائیں گے کہ پھر انہیں تلاش کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں
انتظار کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو فسکی کو اغوا کرنے سے ان کا
مقصد اس سے کسی خاص بات کی پوچھ گچھ کرنی ہے۔ اس لئے فوری
طور پر اس کی موت کا خطرہ نہیں ہے۔ یہ جیسے ہی اپنے کسی اڈے پر
پہنچیں گے۔ ہم انہیں گھیر لیں گے اور پھر ان کے نکل جانے کا کوئی
سکوپ باقی نہیں رہے گا"...... میجر ہیری نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"تم واقعی فولادی اعصاب کے مالک ہو میجر ہیری"...... کوبرا نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سے مقابلے میں ایسا بننا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ ناکامی کا منہ دیکھنا
پڑتا ہے۔ کرنل ڈیوڈ، جم مارکر اور ٹام تینوں اسی جذباتی پن کا شکار ہو
کر ان کے مقابلے میں ناکام ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے میں ایسا نہیں
کرنا چاہتا"...... میجر ہیری کی آواز سنائی دی اور پھر کار میں خاموشی
طاری ہو گئی۔

"میں نے یہ جگہ پہچان لی ہے کرنل۔ یہ سپر کالونی کی جنوبی طرف
کی چیک پوسٹ ہے"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"یہ مشین اٹھاؤ اور چلو۔ سب ساتھیوں کو بھی روانگی کا آرڈر دے
دو۔ ہم نے فوری طور پر ہیری کے پیچھے جانا ہے۔ میں اس میجر ہیری کو
بتا دینا چاہتا ہوں کہ کرنل ڈیوڈ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ ہم ان کی نگرانی

کریں گے اور پھر جیسے ہی یہ حرکت میں آنے لگیں گے ہم بھی بھرپور
انداز میں حرکت میں آجائیں گے اور اس کے بعد اگر عمران اور اس کے
ساتھیوں کے ساتھ ساتھ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ
ہو جائے گا۔ تو مجھے پرواہ نہیں رہے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے فیصلہ
کن لہجے میں کہا اور میجر ٹاڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مکان کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ کر عمران نے جو فسکی
کو کرسی پر بٹھا کر باندھنے کا حکم دیا ہی تھا کہ اچانک سیڑھیوں سے ہاشم
چیختا ہوا نیچے اترا اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"حملہ۔ حملہ۔ پورے مکان کو گھیرا جا چکا ہے"...... ہاشم نے چیختے
ہوئے کہا اور اسی لمحے دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"کوئی خفیہ راستہ ہے یہاں"...... عمران نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے"...... ہاشم نے انتہائی
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل اسے اٹھاؤ اور سب اسلحہ سنبھال لیں۔ آؤ میرے
پیچھے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا
سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے کمرے میں پہنچ گئے۔ ہاشم کے چار ساتھی

باہر جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔ لیکن چاروں طرف سے فائرنگ کا دباؤ اس قدر شدید تھا کہ صحن میں گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔

"اوپر والی منزل پر چلو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ برآمدے میں سے اوپر جانے والی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچ گئے۔ لیکن یہاں پہنچ کر عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ کیونکہ مکان کی ساخت ایسی تھی کہ اس کے چاروں طرف چوڑی گلیاں تھیں اور ملحقہ مکانات ان گلیوں کے پار تھے جب کہ فائرنگ چاروں طرف سے کی جا رہی تھی۔ جو فسکی کا مسئلہ بھی خاصا ٹیڑھا تھا۔

"اب اور کوئی صورت نہیں۔ جیپ میں بیٹھ کر فائرنگ کرتے ہوئے نکلنا ہے ہم نے۔ آؤ"...... عمران نے ایک لمحے میں جائزہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی۔ عمران نے اشارہ کیا اور وہ سب پورچ میں کھڑی جیپ میں تیزی سے سوار ہو گئے۔

"فائرنگ روک دو اور جس طرح نکلنا چاہو نکل جاؤ"...... عمران نے ہاشم اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر اسے تیزی سے گھما دیا۔

"جب تک میں نہ کہوں فائر نہ کھولنا"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ جو مشین گنیں لئے جیپ کی کھڑکیوں میں اس انداز میں جمے ہوئے تھے کہ براہ راست نشانہ نہ بن سکیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے کلچ چھوڑ کر پوری قوت ایکسیلیٹر پر ڈالی تو جیپ بجلی

کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔ دوسرے لمحے چرر کی تیز آوازیں سنائی دیں اور جیپ بالکل پھاٹک کے قریب جا کر رک گئی۔ تنویر جو عمران کی سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اچھل کر نیچے اترا۔ اندرونی طرف سے فائرنگ بند ہو جانے کی وجہ سے اب باہر سے بھی فائرنگ بند ہو چکی تھی۔

"صرف ایک پٹ کھولنا اور جھٹکا دے کر"...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے بڑا کنڈہ ہٹایا اور دوسرے لمحے اس نے ایک زور دار جھٹکے سے پٹ کھولا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی اور پلک جھپکنے میں وہ اس طرح سیٹ پر واپس بیٹھ چکا تھا۔ جیسے بندوق سے نکلنے والی گولی اپنے شکار پر جھپٹتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے فل ایکسیلیٹر دیا اور جیپ آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھی ہی تھی کہ یک لخت سامنے ایک جیپ آ گئی۔ عمران نے تیزی سے سٹیرنگ کاٹا اور جیپ چاں کی تیز آواز کے ساتھ دو پہیوں پر سائیڈ پر اٹھی اور سامنے والی جیپ سے ٹکرائے بغیر اس کی بائیں سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتی گئی۔ اسی لمحے یک لخت جیپ پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ مگر جیپ کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ فائرنگ اسے نشانہ نہ بنا سکی۔ البتہ جواب میں تنویر۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی فائرنگ سے فائرنگ کرنے والے چند لمحوں میں ہی خاموش ہو گئے۔ عمران تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ یکلخت دو کاریں بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں سے جھپٹ کر سڑک پر آئیں اور یہ دونوں اس قدر اچانک

سامنے آئی تھیں کہ بچ نکلنے کی کوئی راستہ بظاہر نظر نہ آرہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان دونوں کے بونٹ آپس میں ٹکراتے عمران کی جیپ درمیان سے نکلی اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں کاریں لٹو کی طرح گھومیں اور ان کی ڈگیاں گھوم کر ایک دوسرے کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرائیں۔ مگر اس دوران جیپ وہاں سے کافی دور جا چکی تھی۔ اب راستہ صاف تھا۔ مگر عمران اسی رفتار سے جیپ دوڑاتا ہوا لئے چلا جا رہا تھا۔ سائیڈ روڈ سے جیسے ہی مین روڈ پر پہنچے عمران نے جیپ کو دائیں طرف موڑا اور کچھ آگے جانے کے بعد اس نے اسے اسی رفتار سے ایک بار پھر دائیں طرف موڑا۔ پھر جیپ سائیڈ پر جانے والی ایک پختہ سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس سڑک کے دونوں طرف درختوں کے جھنڈ تھے۔ آگے جا کر سڑک بائیں طرف کو گھومی اور پھر ایک خوب صورت پارک کے گیٹ پر جا کر ختم ہو گئی۔ لیکن عمران پارک کی سائیڈ پر بنی ہوئی ناپختہ سڑک پر جیپ کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ یہ سڑک قدرے ڈھلوان تھی اس لئے جیپ کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی تھی۔ پارک کے خاتمے کے بعد ایک پختہ سڑک کراس کرتی ہوئی گزر رہی تھی۔ عمران نے جیپ اس پر ڈالی۔ یہ سڑک اب کھیتوں میں سے گزرنے لگی تھی۔ کافی دور جا کر انہیں درختوں کے درمیان ایک وسیع و عریض کھلا مکان نظر آنے لگا۔ جو انتہائی جدید انداز میں بنایا گیا تھا۔ اس پر اسرائیل کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ عمران نے جیپ اس کے بند پھاٹک کے سامنے جا کر روکی اور پھر بجلی کی سی تیزی

سے نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا آدمی باہر آیا۔ اس کے جسم پر پتلا اور شکنوں سے بھرپور لباس تھا۔ عمران نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور عمران واپس مڑ کر دوبارہ جیپ پر سوار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور عمران جیپ اندر لے گیا۔ یہ واقعی انتہائی جدید انداز کی خوب صورت کوٹھی تھی۔ جیسے ہی جیپ جا کر وسیع و عریض پورچ میں رکی برآمدے میں ایک خوب صورت سی لڑکی نمودار ہوئی۔ جس نے جینز اور ہاف شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر بال لڑکوں کے سے انداز میں کٹے ہوئے تھے وہ حیرت سے جیپ کو دیکھ رہی تھی کہ عمران جیپ سے نیچے اترآیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے لڑکی کو کچھ کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ نیچے تہہ خانوں میں آؤ جلدی کرو......" لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ بوڑھا بھی پھاٹک بند کر کے واپس آگیا۔

"جبراڈ کو کہو۔ یہ جیپ یہاں سے نکال کر کہیں دور چھوڑ آئے"۔ لڑکی نے اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا اور بوڑھا سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا۔ عمران کے اشارے پر اس کے ساتھی نیچے اتر آئے تھے۔ جو فسکی جسے راستے میں ہوش آگیا تھا کو کیپٹن شکیل نے سر پر ضرب لگا کر دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا۔ اسے بھی نیچے اتارا گیا اور پھر اس لڑکی کی رہنمائی میں وہ سب ایک خفیہ راستے سے نیچے ایک وسیع

وعریض تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں دفتر کے انداز میں فرنیچر موجود تھا دیوار پر اسرائیل کا ایک بہت بڑا نقشہ چسپاں تھا اور میز پر بھی اسرائیل کا جھنڈا تھا۔ میز ساگوان کی بنی ہوئی اور انتہائی وسیع وعریض تھی۔ جس پر تین رنگوں کے فون بھی موجود تھے۔

"آپ لوگوں نے یہ جگہ صبح سات بجے سے پہلے ہر صورت میں خالی کر دینی ہے میرا نام لیزا ہے"...... لڑکی نے تہہ خانے میں پہنچتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو لیزا۔ ہم زیادہ دیر نہیں رکیں گے"...... عمران نے کہا اور وہ لڑکی جس کا نام لیزا تھا سر ہلاتی ہوئی واپس چلی گئی۔

"یہ کس کا دفتر ہے۔ کسی اسرائیلی عہدے دار کا لگتا ہے اور یہ لڑکی" ...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لیزا نائب انچارج ہے اور فلسطینیوں کے ایک انتہائی طاقتور گروپ جسے ابو عبداللہ گروپ کہا جاتا ہے کے لئے مخبری کرتی ہے۔ بلکہ اس دفتر کے تمام ملازم مخبری کرتے ہیں اور بھاری رقومات حاصل کرتے ہیں۔ ابو سلام نے مجھے ایمر جنسی کے لئے اس کا پتہ دیا تھا اور ساتھ ہی معاون کوڈ ورڈ بھی بتا دیا تھا۔ کوڈ ورڈ ہے "گریٹ اسرائیل" اور یقیناً اس نے یہاں اطلاع بھی کر دی ہوگی۔ یہ دراصل سروے آف اسرائیل کا صدر دفتر ہے"...... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو اس جوفسکی کو ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں

رکنا۔ دشمن کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ گو مجھے یقین ہے کہ لیزا انہیں آسانی سے سنبھال لے گی۔ لیکن پھر بھی ہمیں محتاط رہنا چاہئے" عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے کاندھے پر لدے ہوئے جوفسکی کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکے بعد دیگرے اس کے دونوں گالوں پر تین چار زور دار تھپڑ جڑ دیئے۔ چند لمحوں بعد جوفسکی چیخ مار کر ہوش میں آیا۔ تو کیپٹن شکیل تیزی سے مڑ کر اس کے عقب میں گیا اور اس نے گردن سے پکڑ کر جوفسکی کو ایک جھٹکے سے کھڑا کیا اور دوسرے لمحے انتہائی پھرتی سے اس کا سلیپنگ گاؤن آدھے سے زیادہ اس کے بازوؤں کے نیچے اتار کر اس کے کاندھوں پر دوبارہ ڈال کر اسے دوبارہ کرسی پر بٹھا دیا۔ اس ساری کارروائی میں صرف چند لمحے خرچ ہوئے اور جوفسکی جو ہوش میں آکر ابھی ذہنی طور پر سنبھل ہی پا رہا تھا کہ اس حیرت انگیز کارروائی سے بری طرح ہراساں ہو گیا۔

"تمہارا نام جوفسکی ہے اور تم ملکی سلامتی کے دفاعی مشیر ہو"۔ عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے لہجے میں جوفسکی سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے پناہ درشت تھا۔ جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا اپنے شکار پر غرا رہا ہو۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ مگر۔ تم کون ہو۔ تم تو ایکریمی ہو۔ مگر زبان مقامی بول رہے ہو۔ لک۔ کون ہو تم۔ اور میں کہاں ہوں۔ یہ تو کوئی دفتر ہے۔ اسرائیل کا کوئی سرکاری دفتر"...... جوفسکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مگر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو جوفسکی ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں سنیک سرکل نامی لیبارٹری کے بارے میں مکمل تفصیلات کا علم ہے اور ہم تمہیں تمہاری رہائش گاہ سے اس لئے اغوا کر کے لائے ہیں تاکہ تم ہمیں سنیک سرکل کی اندرونی اور بیرونی تمام تفصیل بتادو"...... عمران نے اسی لمحے میں کہا۔

"سس ۔ سنیک سرکل ۔ کک ۔ کک ۔ کیسا سنیک سرکل ۔ میں تو کسی سنیک سرکل کے بارے میں نہیں جانتا ۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے"...... جوفسکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنویر ۔ اب یہ تمہارا شکار ہے ۔ لیکن دیکھو اسے مرنا بھی نہیں چاہئے اور وقت بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے"...... عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اس مچھر نے میرا کیا شکار بننا ہے ۔ بہرحال میں ابھی اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اس کی روح سے بھی سب کچھ اگلوا لیتا ہوں"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ کر جوفسکی کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں جوفسکی ۔ سنیک سرکل کے بارے میں سب کچھ بتادو"...... تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں جب کچھ جانتا ہی نہیں تو"...... جوفسکی نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی جوفسکی کے حلق سے

انتہائی کربناک چیخ نکلی اور وہ کرسی پر بری طرح پھڑکنے لگا۔ تنویر نے انتہائی بے دردی سے انگلی اس کی دائیں آنکھ میں کسی نیزے کی طرح ماردی تھی۔

"اب بھی وقت ہے بتادو۔ ورنہ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"...... تنویر نے اپنی خون اور زرد رنگ کے مادے سے لتھڑی ہوئی انگلی جوفسکی کے سیلپنگ گاؤن سے صاف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

جوفسکی کی حالت بے حد خراب تھی ۔ اگر کیپٹن شکیل نے اسے عقب سے کاندھوں پر دباؤ ڈال کر پکڑا ہوا نہ ہوتا تو جوفسکی شاید پورے فرش پر لوٹن کبوتر کی طرح پھڑکتا پھرتا ۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی اور اس کا سر ڈھلک گیا ۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے کمرہ تنویر کے زوردار تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر جوفسکی چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ جیسے سر سے آبشار چہرے پر بہتی ہوئی نیچے جا رہی ہو ۔ رنگ زرد پڑ گیا تھا اور باقی ماندہ ایک آنکھ تکلیف اور خوف کی وجہ سے پھٹ سی گئی تھی ۔ چہرے کے عضلات تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گئے تھے ۔

"بولو ۔ ورنہ دوسری آنکھ نکال دوں گا ۔ اس کے بعد کان کاٹ دوں گا ۔ ناک کاٹ دوں گا ۔ جبڑے توڑ دوں گا ۔ بازوؤں اور لاتوں کی ساری ہڈیاں توڑ دوں گا اور پھر تمہارا یہ مفلوج اور بے بس جسم

اسرائیل کے کسی چوک میں پڑا نظر آئے گا۔ بولو ورنہ "...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے اندھا نہ کرو۔ تم ظالم ہو تم بے رحم ہو۔ مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں "...... آخر کار جوفسکی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" بولنا شروع کرو۔ ورنہ "...... تنویر نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا اور پھر جیسے ٹیپ ریکارڈ چل پڑتا ہے۔ اس طرح جوفسکی نے سنیک سرکل کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ چونکہ وہ اب ذہنی طور پر انتہائی خوف زدہ ہو چکا تھا۔ اس لئے عمران نے مسلسل سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی ہر بات پوچھ لی۔

" او...... کے۔ تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے جوفسکی۔ اس لئے اب تمہیں مزید کوئی تکلیف نہ دی جائے گی۔ اسے پانی پلواؤ" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور خود وہ مڑ کر اس راستے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ لوگ اس تہہ خانے میں پہنچے تھے۔ لیکن ابھی وہ سیڑھیوں تک پہنچا ہی تھا کہ وہ بوڑھا تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

" وہ۔ وہ جی۔ پی۔ فائیو کا کرنل ڈیوڈ اور سیکرٹ سروس کا میجر ہیری آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لیزا کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ پورے دفتر کی تلاشی لے رہے ہیں۔ وہ۔ وہ یہاں پہنچ جائیں گے "...... بوڑھے کا

لہجہ انتہائی پریشانی والا تھا۔

" یہاں ایک خفیہ راستہ ہے۔ وہ بتاؤ کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ "۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہی تو بتانے آیا ہوں۔ لیزا نے مجھے اشارہ کر کے کہا ہے کہ میں تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں۔ ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے۔ آؤ میرے ساتھ "...... بوڑھے نے کہا اور تیزی سے میز کی عقبی سمت دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی ہک کھینچا تو الماری تیزی سے سائیڈ پر ہٹ گئی اور خلا میں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔

" جلدی کریں۔ آپ سب یہاں سے نکل جائیں یہ سرنگ یہاں سے کچھ دور کھیتوں کے اندر بنے ہوئے ایک ہٹ میں نکلے گی۔ وہ بڑے صاحب کا ریسٹ ہاؤس ہے۔ وہاں سے آپ نکل سکتے ہیں۔ پلیز جلدی کریں۔ ابھی میں نے یہاں کی چیزوں کو بھی درست کرنا ہے "۔ بوڑھے نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جوفسکی کو بھی لے آؤ۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو گردن توڑ دینا "...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں کروں گا "...... جوفسکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر جب وہ سب تیزی سے سیڑھیاں اتر گئے۔ تو ان کے عقب میں الماری کا تختہ آ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سرنگ تھی

جو کافی دور تک چلی گئی تھی۔ سرنگ میں باقاعدہ دری نما میٹ بچھا ہوا تھا اور سائیڈوں پر تصاویر کے فریم موجود تھے۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے گئے اور پھر وہ واقعی سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف آئے تو وہ ایک خوب صورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے اس خوب صورت انداز میں بنے ہوئے ہٹ سے باہر آ گئے۔ یہ ہٹ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں بنا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف دور دور تک کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جن میں قد آور فصلیں کھڑی تھیں۔

"اوپر درخت پر چڑھ کر صورت حال چیک کرو"...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر تیزی سے ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے اترا۔

"یہاں سے شمال میں ایک زرعی فارم نظر آ رہا ہے۔ اس میں ایک سبزی لادنے والی بڑی سی ویگن بھی کھڑی ہے"...... تنویر نے کہا۔ تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب تنویر کی ہی رہنمائی میں فصلوں کے درمیان احتیاط سے چلتے ہوئے اس زرعی فارم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جوفسکی کو انہوں نے درمیان میں رکھا ہوا تھا اور وہ انتہائی سعادت مندی سے اور خاموشی سے سر جھکائے ان کے درمیان چل رہا تھا۔

جب زرعی فارم کی عمارت انہیں نظر آنے لگی تو عمران نے انہیں

وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ تنویر کو ساتھ لے کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ چونکہ اب صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگ گئی تھی۔ اس لئے انہیں ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی۔ فارم کا پھاٹک بند تھا۔ لیکن اس کی دیواریں کچھ زیادہ بلند نہ تھیں اور اس کی چھت پر بنی ہوئی چمنی سے دھواں بھی نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے مکین اب نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔ عمران نے تنویر کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود دوڑ کر اس نے جمپ لگایا اور پھر جیسے کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ایک لمحے کے لئے دیوار پر نظر آیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکے سے دھماکے سے اندر فارم کے صحن میں کود گیا۔ جہاں مٹیالے رنگ کی ایک بڑی سی سبزی لے جانے والی ویگن کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے تنویر بھی عمران کی طرح اڑتا ہوا صحن میں کود گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے فارم کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

"کون ہے۔ کون ہے باہر۔ بیٹی زلیخا دیکھنا باہر کون ہے۔ مجھے کسی کے کودنے کے دھماکے سنائی دیئے ہیں"...... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی لگتا تھا کہ کوئی بوڑھا آدمی چیخ رہا ہے۔

"کون ہے باہر"...... اسی لمحے ایک دروازے کے پیچھے ایک عورت کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر کی عورت باہر آ گئی۔ اس کے لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسان عورت ہے۔ وہ قدرے ڈری ہوئی اور سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ باہر آئی۔ عمران برآمدے کے ستون کی اوٹ سے بجلی کی سی تیزی

سے نکلا اور دوسرے لمحے عورت کی ہلکی سی چیخ سے فارم گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران کے بازوؤں میں جھول گئی۔

" زلیخا۔ زلیخا۔ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے۔ کیوں چیخی ہو تم "۔ اندر سے وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اندر جا کر اس بوڑھے کو بے ہوش کر دو۔ لیکن خیال رکھنا اسے زیادہ تکلیف نہ ہو "...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا وہی دروازہ کھول کر جس میں سے وہ عورت نکلی تھی اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اندر سے بوڑھے کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اس بے ہوش عورت زلیخا کو گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا۔

" جا کر ساتھیوں کو لے آؤ۔ ہم نے فوری میک اپ وغیرہ صاف کر کے یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو...... " عمران نے تنویر سے کہا اور پھر اس عورت کو اس نے کمرے میں موجود دوسرے بستر پر لٹا دیا۔ جب کہ پہلے بستر پر ایک بوڑھا آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی سوکھی ہوئی ٹانگیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ یقیناً اس زلیخا کا باپ ہو گا اس لئے وہ بے چارہ صرف چیختا ہی رہتا تھا حرکت میں نہ آ سکتا تھا۔

" مجھے افسوس ہے۔ تم دونوں کو بے ہوش کرنا لازمی تھا۔ ورنہ تم اس کرنل ڈیوڈ کے تشدد کی تاب نہ لا سکتے "...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل پھاٹک کے راستے تنویر کے ساتھ اندر آ گئے۔ جو فسکی بھی ان کے

ساتھ تھا۔ پھر جو فسکی جیسے ہی برآمدے میں پہنچا اچانک عمران کا بازو حرکت میں آیا اور وہ چیخ مار کر اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران کی لات چلی اور دوسری چیخ کے ساتھ ہی جو فسکی ساکت ہو گیا۔

" اسے مار کیوں نہیں دیتے۔ خواہ مخواہ لٹکائے پھرتے ہو "۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ابھی نہیں۔ ورنہ یہ غریب کسان اس کی لاش ملنے پر عتاب کا شکار ہو جائیں گے اور وہاں سے یہ اپنے پیروں پر چل کر آیا ہے۔ ورنہ تمہیں خواہ مخواہ لاش کا وزن اٹھانا پڑتا "...... عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کو بے ہوش جو فسکی کو اٹھانے کا اشارہ کیا اور مڑ کر اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

"صورت حال انتہائی مخدوش ہو چکی ہے ۔ دفاعی مشیر جو فسکی کا اغوا اور پھر اس کی لاش کا ایک چوک پر سے ملنے کا مطلب ہے کہ ہم سب ان کے مقابلے میں قطعی بے بس ہو چکے ہیں "...... صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں اپنے وقار کے خلاف قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب "...... سامنے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا۔

"خاموش رہیں ۔ میں آپ کی ساری کہانی سن چکا ہوں ۔ آپ کے پاس سوائے یہ کہانیاں سنانے کے اور باقی رہ ہی کیا گیا ہے اب تک آپ نے کیا کیا ہے ۔ چند افراد کا ایک گروپ ہے جو پورے اسرائیل میں کھلے عام دندناتا پھرتا ہے جس کو چاہے مار ڈالتا ہے ۔ جس کو چاہے اغوا کر لیتا ہے اور تم لوگ صرف کہانیاں ہی سناتے رہ جاتے ہو ۔ بولو کیا کیا ہے تم لوگوں نے "...... صدر مملکت نے کاٹ کھانے والے

لہجے میں کہا۔

"دفاعی مشیر جو فسکی کی ایک آنکھ انتہائی بے دردی سے نکالی گئی ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے اور یقیناً ایسا اس لئے کیا گیا ہو گا کہ ان سے سنیک سرکل کے بارے میں تفصیلات پوچھی جائیں ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ جو اس قدر سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود سپر کالونی میں داخل ہوتے ہیں اور ملکی سلامتی کے دفاعی مشیر جیسے حکومت کے اعلیٰ ترین عہدیدار کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں ۔ آخر یہ کیا کرتے ہیں کس طرح ایسا کرتے ہیں "...... وزیر اعظم نے دانت پیسنے کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پلیز ۔ ایس ۔ ایس کا نام مت لیں "...... صدر مملکت نے کہا۔

"اب کیا رہ گیا ہے باقی چھپانے کے لئے جناب ۔ جب دشمنوں کو اس کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے تو پھر اب اسے چھپانے کا کیا فائدہ "۔ وزیر اعظم نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کو ہر چیز کے بارے میں کیسے علم ہو جاتا ہے ۔ انہیں کیسے علم ہو گیا کہ جو فسکی ایس ایس کے بارے میں جانتا ہے "...... صدر نے کہا۔

"جناب ۔ ان لوگوں نے ہر طرف مخبری کے جال بچھا رکھے ہیں ۔ ہم نے ان کی جیپ کو واضح طور پر سروے آف اسرائیل کے مرکزی دفتر جاتے اور پھر وہاں سے نکلتے ہوئے چیک کیا تھا ۔ لیکن پھر کافی دور

وہ جیپ ہمیں خالی کھڑی نظر آئی ۔ ہم نے سروے آف اسرائیل کے
مرکزی دفتر کی مکمل تلاشی لی ۔ لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا ۔ ہم نے ارد گرد کا
سارا علاقہ چھان مارا ۔ لیکن ان لوگوں کا کہیں کوئی پتہ نہیں چلا ۔ اس
کا مطلب ہے کہ سروے آف اسرائیل کے محکمے کے ملازمین فلسطینیوں
کے مخبر ہیں ۔ انہوں نے ان لوگوں کو کسی ایسی جگہ چھپا دیا ہے ،
جہاں وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں ۔ ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں
کہ اس محکمے کے تمام ملازمین کو ضروری تفتیش کے لئے ہیڈ کوارٹر لے
جانے کی اجازت دیں "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

" کیا یہ ملازمین فلسطینی ہیں "...... صدر نے حیران ہو کر پوچھا ۔

" جی نہیں ۔ سب یہودی ہیں ۔ ویسے ہم نے ان کے سابقہ ریکارڈ کی
چھان بین کی ہے ۔ ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے لیکن پھر بھی
ہم مزید تفتیش چاہتے ہیں "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

" جناب مجھے اجازت دیں تو میں عرض کروں "...... میجر ہیری نے
بولتے ہوئے کہا ۔

" تم بھی کہو ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو "...... صدر نے بیزار سے لہجے
میں کہا ۔

" جناب ۔ عمران اور اس کے ساتھی سروے آف اسرائیل کے دفتر
میں داخل ضرور ہوئے ۔ لیکن وہ ان کے ریسٹ ہاؤس کے راستے وہاں
سے نکل کر کچھ فاصلے پر موجود ایک زرعی فارم پہنچے ۔ وہاں ایک معذور
کسان اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا ہے ۔ انہوں نے ان دونوں کو بے ہوش

کیا اور وہاں سے ان کی سبزی لادنے والی ویگن لے اڑے اور یہ ویگن
ہمیں تل ابیب کی مرکزی مارکیٹ کے قریب جنرل پارکنگ میں خالی
کھڑی ملی ہے اور جناب جوفسکی کی لاش جس چوراہے سے ملی ہے ۔ وہ
اسی راستے میں پڑتا ہے ۔ سیکرٹ سروس اب بھی انہیں تلاش کر رہی
ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم انہیں بالآخر تلاش کرنے میں کامیاب ہو
جائیں گے ۔ لیکن اس سلسلے میں میری ایک گذارش ہے "...... میجر
ہیری نے کہا ۔

" کیا "...... صدر نے چونک کر پوچھا ۔

" جناب ۔ جب سے عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل میں داخل
ہوئے ہیں ۔ سیکرٹ سروس اور جی ۔ پی ۔ فائیو نے کئی بار ان کا سراغ
لگایا ۔ ایک بار تو سیکرٹ سروس انہیں گرفتار کر لینے میں بھی کامیاب
ہو گئی ۔ لیکن اس سارے چکر میں ناکامی صرف اس لئے بار بار پیش آ
رہی ہے کہ جی ۔ پی ۔ فائیو اور سیکرٹ سروس دونوں ادارے ان
لوگوں کو گرفتار یا ہلاک کرنے کا کریڈٹ حاصل کرنے کے لئے ایک
دوسرے سے رابطے کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف اقدام کر رہے
ہیں اور اس سے عمران اور اس کے ساتھی فائدہ اٹھا رہے ہیں "۔ میجر
ہیری نے کہا ۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ایک ادارے کو ڈراپ کر دیا جائے "۔ صدر
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

" نہیں جناب ۔ میری گذارش اتنی ہے کہ ایک ادارے کو ان کی

تلاش میں اور دوسرے ادارے کو اس جگہ تعینات کیا جائے۔ جو ان کا ٹارگٹ ہے۔ اس طرح اگر ایک ادارہ انہیں تلاش یا گرفتار نہ کر سکا تو دوسرا ادارہ بہرحال اس ٹارگٹ پر پہنچتے ہی انہیں ہلاک کر دے گا"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"میجر ہیری کی تجویز درست ہے جناب۔ میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے کہ دونوں اداروں کی کارکردگی ایک دوسرے سے متصادم ہونے کی وجہ سے پاکیشیائی ایجنٹ مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب جب کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے جو فسکی پر تشدد کر کے اس سے یقیناً سنیک سرکل کی پوری تفصیل معلوم کر لی ہو گی۔ تو اب اسے مزید چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ اب ہمیں اس کی حفاظت کا جامع بندوبست کرنا چاہئے"...... وزیر اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیا رائے رکھتے ہیں"...... صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرے ذہن کے مطابق ایس۔ ایس کی حفاظت کے لئے دو حصار قائم کئے جائیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کی سرکردگی میں ملٹری سیکورٹی کے افراد کو بیرونی سرکل میں اور سیکرٹ سروس کو سیکنڈ سرکل میں ایس۔ ایس کے قریب رکھا جائے اور جی۔ پی۔ فائیو کو آزاد کر دیا جائے کہ وہ پورے اسرائیل میں انہیں تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دے"...... وزیر اعظم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"او۔ کے۔ آپ آرڈرز کر دیں اور اب آپ ایس۔ ایس کو ذاتی

سرکردگی میں لے لیں۔ خود وہاں سیکورٹی اور سیکرٹ سروس کو تعینات کریں اور اس کی حفاظت کے لئے جس قدر ممکن ہو وسائل استعمال کریں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن ان کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھی تک نمایاں تھے۔ ان کے ساتھ ہی وزیر اعظم، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیری بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کرنل ڈیوڈ۔ آپ میرے ساتھ آئیں"...... صدر نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ خاموشی سے صدر مملکت کے پیچھے چلتا ہوا اس دروازے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ وزیر اعظم کے اشارے پر میجر ہیری واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور وزیر اعظم نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کسی کو ہدایات دیں اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میں نے سنیک سرکل کے تفصیلی نقشے منگوائے ہیں تاکہ تمہیں اس کی پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کرنل ڈیوڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے بس کے نہیں ہیں اس لئے وہ لازماً ایس۔ ایس پر حملہ آور ہوں گے اور اگر تم انہیں ہلاک کر لینے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کرنل ڈیوڈ کو برطرف کر کے سیکرٹ سروس اور جی۔ پی۔ فائیو کو ایک کر دیا جائے گا اور تمہیں اس کا سربراہ بنا دیا جائے گا"۔ وزیر اعظم نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابو عبداللہ گروپ کی ایک خفیہ پناہ گاہ کے بڑے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہ سب درمیان میں موجود ایک نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ اس نقشے کے ساتھ ساتھ ایک اور نقشہ بھی تھا جسے ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ عمران نے جو فسکی کا خاتمہ کر کے اسے ایک چوراہے پر ڈالا اور پھر وہ زرعی فارم سے ملنے والی سبزی لادنے والی ویگن کو جنرل پارکنگ میں چھوڑ کر وہاں سے ابو سلام کے ایک چھوٹے سے اڈے پر پہنچے۔ وہاں عمران نے سنیک سرکل کے سلسلے میں براہ راست ابو سلام سے بات کی تو ابو سلام نے اسے بتایا کہ اس سلسلے میں ان کی بھرپور مدد ابو عبداللہ گروپ ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ابو سلام کے ذریعے عمران کی براہ راست ابو عبداللہ سے بات ہوئی اور پھر وہ ابو عبداللہ کے ایک اہم ساتھی کی مدد سے اس کے ایک خفیہ اڈے پر پہنچ تھے۔

سنیک سرکل لیبارٹری کے متعلق جان بوجھ کر یہ بات پھیلا دی گئی تھی کہ یہ لیبارٹری ماسوری چھاؤنی کے نیچے بنائی گئی ہے۔ جب کہ جو فسکی کے مطابق یہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری تل ابیب سے دس کلو میٹر دور اربابہ کی پہاڑیوں کے اندر بنائی گئی ہے اور یہ نقشہ ان پہاڑیوں کا ہے۔ اربابہ کی پہاڑیوں پر سوائے جھاڑیوں کے اور کچھ نہیں ہے اور اس کی سب سے اونچی چوٹی پر باقاعدہ اسرائیلی ایئر فورس کے جنگی ہیلی کاپٹروں کا اڈہ بنایا گیا ہے اور اس پورے علاقے کی چیکنگ کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ جو فسکی کے بقول وہ ایک بار ڈاکٹر وائم جو کہ اس لیبارٹری کا انچارج ہے۔ کے ساتھ اس لیبارٹری میں گیا تھا۔ اس کے مطابق اس لیبارٹری کا راستہ کسی چٹان کے ہٹ جانے کی وجہ سے نمودار ہوا تھا اور یہ راستہ ڈاکٹر وائم نے فضا میں ہی کسی مخصوص آلے سے کھولا تھا اس لئے وہ اس راستے کی نشاندہی کرنے سے قاصر تھا۔ اندر بھی ایک خاص حد تک ریسرچ سنٹر، سائنسدانوں کے رہائشی کمرے اور سٹور وغیرہ ہیں۔ اس کے بعد اصل لیبارٹری ہے۔ جس کو ایک ایڈ بلاک دیوار اس حصے سے علیحدہ کر دیتی ہے اور یہ دیوار اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ اسے کسی صورت میں بھی توڑا نہیں جا سکتا۔ اصل لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے اور صرف بیرونی حصے میں موجود مخصوص مشینوں کے ذریعے ڈاکٹر وائم اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری کی مشینوں کو کنٹرول کر کے سنگل ڈراپ نامی ہتھیار پر تجربات اور ریسرچ کرتے ہیں۔ میں نے جو فسکی سے ملنے والی معلومات

کی بنا پر اندرون طور پر اس لیبارٹری کا یہ نقشہ بنایا ہے اور جو فسکی کی لاش ملنے کے بعد لازماً صدر اور وزیر اعظم یہ سمجھے گئے ہوں گے کہ ہم نے جو فسکی کو اغوا کر کے اس سے سنیک سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی ۔ اس لئے اب اربابہ کی پہاڑیوں اور لیبارٹری کے گرد ہمارے لئے قدم قدم پر موت کے جال بچھائے جا چکے ہوں گے اور یہ لیبارٹری عام اسلحے سے بھی تباہ نہیں ہو گی ۔ اس کے لئے خصوصی اسلحے کی ضرورت ہو گی ۔ اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے"...... عمران نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر یہ اقدام نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم کب تک چھپے رہیں گے ۔ اب تک بھی ہم صرف دفاع ہی کرتے رہے ہیں ۔ ایکشن میں تو ہم سرے سے آئے ہی نہیں "۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ویسے عمران صاحب ۔ ہم جس مشن پر آئے تھے وہ تو مکمل ہو ہی گیا ہے ۔ صالح کی اطلاع کے مطابق حکومت اسرائیل نے خود ہی سپیشل سیکشن کو ختم کر دیا ہے ۔ یہ سنیک سرکل والا مشن تو بہر حال ہمارا نہیں ہے "...... صفدر نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہم واپس چلے جائیں "...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

" میرا تو یہی خیال ہے ۔ اگر ہم نے اس نئے مشن پر کام کرنا ہے تو ہمیں چیف سے باقاعدہ اجازت لینی چاہئے ۔ ہم اپنے طور پر تو کسی مشن

پر کام نہیں کر سکتے "...... صفدر نے کہا۔

" اوہ واقعی ۔ یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آئی تھی ۔ واقعی چیف سے اس بارے میں پوچھنا چاہئے "...... جولیا نے چونک کر کہا اور پھر سوائے عمران کے باقی سب ساتھیوں نے بھی صفدر کی بات کی تائید کر دی ۔ جب کہ عمران آنکھیں بند کئے کرسی کی نشست سے سر ٹکائے اس طرح لاتعلق بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا ان ساری باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

" تمہارا کیا خیال ہے عمران "...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میں تمہاری طرح ملازم نہیں ہوں ۔ جو میرا دل چاہے گا کروں گا"۔ عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ۔ اگر چیف نے اس مشن پر کام کرنے سے منع کر دیا تو تم پھر بھی اس پر کام کرو گے "...... جولیا نے عصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر میرا دل چاہا تو ضرور کروں گا ۔ تمہارا چیف مجھے کیسے روک سکتا ہے اور اگر میرا دل نہ چاہا تو تمہارے چیف کے کہنے کے باوجود بھی نہیں کروں گا ۔ واقعی آزادی بڑی نعمت ہوتی ہے "۔ عمران نے کہا۔

" تم اپنی مرضی کر کے دیکھو ۔ پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے "۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ کیا حشر ہوتا ہے ۔ لیکن یہ حشر دو بولوں کے بعد ہوتا ہے ۔ پہلے نہیں ہوتا "...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں

کہا۔

" دو بولوں ۔ کیا مطلب "....... جولیا فوری طور پر ان الفاظ کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکی تھی۔

" جس سے ہر بیوی کو اختیار مل جاتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے بے چارے شوہر کا حشر کر دے "....... عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

" تم نے پھر بکواس شروع کر دی "...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے ۔ توبہ کرو۔ کانوں کو ہاتھ لگاؤ۔ ناک سے لکیریں کھینچو۔ جلدی سے کفارہ ادا کرو۔ بلکہ ایسا کرو کہ تنویر کو فوراً کفارے کی رقم ادا کر دو۔ یہ واقعی کفارے کی رقم کا صحیح مستحق ہے ۔ جسے تم بکواس کہہ رہی ہو ۔ وہ تو انتہائی مقدس کلمات ہوتے ہیں "....... عمران نے ایسے پریشان لہجے میں کہا جیسے جولیا پر کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہو۔

" میں انہیں نہیں ۔ تمہاری بات کو بکواس کہہ رہی ہوں ۔ سمجھے اور سنو آئندہ میرے ساتھ اس قسم کی بکواس کی ضرورت نہیں ۔ اب اگر تم نے اس بار اشارہ بھی کیا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی "۔ جولیا نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" لاحول ولا قوۃ ۔ تم نے مجھے اتنا بداخلاق سمجھ رکھا ہے کہ میں نامحرم کو اشارے کروں گا اور ویسے بھی مجھے اشارہ کرنے کی کیا

ضرورت ہے ۔ ایسے کاموں کے لئے تنویر جو موجود ہے "۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا کے چہرے پر ایسی بے بسی سی نمودار ہوئی جیسے وہ ذہنی طور پر بری طرح زچ ہو گئی ہو۔

" مس جولیا تو صرف تمہیں دھمکیاں دے کر رہ جاتی ہے میں گولی بھی مار دوں گا۔ سمجھے "۔ تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بزرگ کہتے ہیں ۔ سمجھ تجربے سے آتی ہے ۔ خالی باتوں سے نہیں "...... عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا اور تنویر نے بے اختیار ایک جھٹکے سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

" تنویر ۔ کیا تم ہوش میں ہو "....... یک لخت صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اسے تم نہیں سمجھاتے ۔ یہ کیوں بکواس کرتا رہتا ہے "....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے ریوالور دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

" مس جولیا۔ آپ فون پر چیف سے بات کریں اور اسے مشن کی تفصیلات بتا کر اس سے پوچھیں کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے "۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ابھی بات کر کے آتی ہوں "....... جولیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فون دوسرے کمرے میں تھا۔

" کچھ لمحے رک جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ساتھ قربانی کا بکرا نہ بنوں ۔ مجھے پہلے یہاں سے نکل جانے دو "۔ عمران نے کہا تو جولیا سمیت

سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"تم فون کرنے جا رہی ہو ناں اپنے چیف کو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پھر"...... جولیا نے کہا۔

"پھر یہ ہو گا کہ فارن کال چیک ہو گی اور اس چیکنگ سے یہ اڈہ بھی اسرائیلیوں کی نظروں میں آجائے گا اور اس کے بعد پلاؤ کھائیں گے۔ احباب فاتحہ ہو گا۔"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور جولیا ایک جھٹکے سے واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔ صفدر کے چہرے پر بھی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سینکڑوں، ہزاروں کالیں روزانہ ہوتی ہوں گی۔ وہ کس کس کال کو چیک کرتے ہوں گے"...... تنویر نے کہا۔

"یہ نہ بھولو کہ انہیں معلوم ہے کہ ان کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری داؤ پر لگی ہوئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں موجود ہے"۔ عمران نے کہا اور تنویر بھی خاموش ہو گیا۔

"ٹرانسمیٹر کال کی چیکنگ کا تو زیادہ خطرہ ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا سیکنڈ چیف ہیں اور چیف کی عدم موجودگی میں چیف کے مکمل اختیارات رکھتی ہیں۔ اس لئے مس جولیا فیصلہ کر دیں"۔ اس بار نعمانی نے کہا۔

"بالکل۔ مس جولیا کو فیصلہ کرنے کا مکمل اختیار ہے"۔ تنویر نے فوراً ہی نعمانی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر میرا فیصلہ یہی ہے کہ ہمیں اس لیبارٹری کو ہر صورت میں تباہ کرنا چاہئے۔ اس لیبارٹری میں جس ہتھیار پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ اگر وہ مکمل ہو گیا تو پھر پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس سے یقینی خطرہ لاحق ہو جائے گا"۔ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑے با اعتماد لہجے میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں فیصلہ منظور ہے"...... سب ساتھیوں نے کہا اور جولیا کے چہرے پر اندرونی مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ لیکن عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب۔ اب ہمیں اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی لائحہ عمل طے کر لینا چاہئے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اس پر ریڈ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ جس قدر وقت گزرے گا۔ اسرائیل اس کے حفاظتی انتظامات زیادہ سخت کرتا جائے گا"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کو اپنے چیف کے فیصلے پر فوری عمل درآمد کرنا چاہئے"...... عمران نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں میرا فیصلہ منظور نہیں ہے"...... جولیا نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ میں آزاد آدمی ہوں اور فی الحال خود مختار بھی۔ ابھی میں نے کسی کو فیصلے کا اختیار نہیں دیا"....... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر انتہائی کبیدگی اور دکھ کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے اسے عمران کی اس بات سے دلی تکلیف پہنچی ہو۔

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس تمہارے بغیر بھی کام کر سکتی ہے۔ تم اس کمرے سے چلے جاؤ اور جہاں بھی چاہے دفع ہو جاؤ۔ ہم خود ہی باقی کام نمٹا لیں گے"....... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پلیز مس جولیا"....... صفدر نے اپنی عادت کے مطابق فوری بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ خاموش رہیں۔ میں اس وقت سیکرٹ سروس کی چیف ہوں اور بحیثیت چیف میرا ہر فیصلہ آپ پر قابل پابندی ہے۔ اس نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے۔ میں آج اس کی یہ غلط فہمی ہمیشہ کے لئے دور کر دینا چاہتی ہوں کہ سیکرٹ سروس اس کے بغیر بے کار محض ہے"....... جولیا کا پارہ اور زیادہ چڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ میرا وعدہ کہ واپسی پر آپ کو اس مشن پر کام کرنے کا علیحدہ چیک ملے گا۔ میں چیف سے خود بات کروں گا"۔ صفدر نے ایک دوسرے پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر صفدر۔ آپ مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ آئی۔ ایم سوری

میں واپس جا رہا ہوں۔ آپ جانیں اور آپ کا مشن"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور جولیا کا چہرہ اندرونی دکھ سے یک لخت سیاہی مائل سا ہو گیا۔ اسے شاید عمران کی طرف سے اس قدر سپاٹ جواب کی توقع نہ تھی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں وائرلیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا فون ہے"....... اس نوجوان نے جو اس اڈے کا انچارج تھا عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا فون۔ میرا جاننے والا یہاں کون نکل آیا ہے"....... عمران نے حیران ہو کر فون پیس اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا اور نوجوان خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ جولیا اور دوسرے ساتھی بھی حیرت سے فون کو دیکھ رہے تھے۔

"ہیلو"....... عمران نے جان بوجھ کر صرف لفظ ہیلو کہا۔

"ایکسٹو"....... فون پیس سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور عمران کے ساتھ ساتھ کمرے میں موجود سب افراد بری طرح اچھل پڑے۔ فون پیس میں شاید لاؤڈر بھی فٹ تھا۔ کیونکہ رسیور سے نکلنے والی آواز سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"آپ۔ آپ نے یہاں کیسے فون کر لیا"....... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے تمہاری سرگرمیوں کے بارے میں

کوئی علم نہیں ہوتا۔ تم سمجھتے ہو کہ میں اپنی ٹیم سے بے خبر رہتا ہوں
۔"ایکسٹو نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"پھر تو جناب آپ نے یقیناً نجوم سیکھ لیا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے آپ ہماری رہائش گاہ اور فون نمبر کو کسی طرح بھی ٹریس نہیں کر سکتے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ بعض اوقات تم اس قدر احمقانہ باتیں کرتے ہو کہ مجھے تمہاری ذہانت پر شک ہونے لگتا ہے۔ کیا مجھے معلوم نہیں کہ تم ابو عبداللہ گروپ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہو۔ کیا یہ درست نہیں کہ اس وقت تم ابو عبداللہ گروپ کی ایک پناہ گاہ میں موجود ہو۔ کیا ابو عبداللہ کے ذریعے تمہاری اس رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ آخر اس میں اس قدر احمقانہ حیرت ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے"....... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبر بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ جو احمقانہ حیرت عمران کو ہوئی تھی اسی کا شکار وہ سب بھی ہوئے تھے۔ لیکن جھاڑ اکیلا عمران کھا رہا تھا۔

"اوہ یس سر۔ یس سر۔ واقعی یہ حیرت کی نئی قسم ہے۔ احمقانہ حیرت۔ واہ۔ آپ کا بے حد شکریہ جناب کہ آپ نے ان فلاسفروں کو جو حیرت پر ریسرچ کر رہے ہوں گے۔ حیرت کی ایک نئی قسم سے روشناس کرا دیا ہے"....... عمران شرمندگی مٹانے کے لئے بات کو مذاق کی طرف لے گیا۔ ورنہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ ایکسٹو کی اس

وضاحت سے اسے واقعی احساس ہو گیا تھا کہ اس کی حیرت احمقانہ ہی تھی۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ حکومت اسرائیل نے سپیشل سیل کو خود ہی ختم کر دیا ہے"....... ایکسٹو نے اس کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر مزید بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اطلاع درست ہے۔ صدر اسرائیل نے دی ہو گی اطلاع۔ ظاہر ہے ان کی دی ہوئی اطلاع کیسے غلط ہو سکتی ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ میرے اپنے بھی ذرائع ہیں۔ تم جو کچھ کرتے رہے ہو اس سب کارروائی کا مجھے بخوبی علم ہے۔ اگر کہو تو بتا دوں کہ تم کس طرح زخمی ہوئے۔ کس طرح تمہارے وہاں سے نکلنے کے بعد جی۔ پی۔ فائیو نے بمباری کی اور جم مار کر اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہوا۔ یہ بھی بتا دوں کہ مجھے علم ہے کہ سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ ٹام نے تم سب کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر اغوا کر کے ریڈ ٹاپ گروپ کے پاس پہنچ گئے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے جب دفاعی سلامتی کے مشیر جو فسکی کو اغوا کرنے کا پلان بنایا تو وہاں جی۔ پی۔ فائیو اور سیکرٹ سروس پہلے سے تمہارے استقبال کے لئے موجود تھی اور تمہیں تو شاید اب تک معلوم نہ ہو سکا ہو گا۔ لیکن میں بتا دوں کہ جس جیپ میں تم سوار تھے۔ اس میں سیکرٹ سروس نے سپیشل اے۔ وی ٹیلی کا شر لگا دیا تھا۔ اس لئے جب تم جیپ سمیت سروے آف

اسرائیل کے دفتر میں گئے تو وہ لوگ تمہارے پیچھے پہنچ گئے۔ بولو اور
بھی کچھ بتادوں۔ یہ بھی بتادوں کہ اب تم سنتھیک سرکل نامی لیبارٹری
کو تباہ کرنے کا مشن مکمل کرنا چاہتے ہو اور اگر تم دوبارہ اس احمقانہ
حیرت کا اظہار نہ کرو تو یہ بھی بتادوں کہ میری کال آنے سے پہلے تم
نے اس مشن پر کام کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب کہ سیکرٹ سروس
جولیا کے فیصلے کے تحت اس مشن پر کام کرنا چاہتی تھی۔ حتیٰ کہ صفدر
نے مجھ سے پوچھے بغیر تمہیں اس مشن پر بھاری مالیت کا چیک مجھ سے
دلوانے کا بھی وعدہ کر لیا تھا"...... ایکسٹو جب بولنے پر آیا تو بولتا ہی
چلا گیا اور عمران کے ہاتھ سے بے اختیار رسیور چھوٹ گیا۔ اس کے
چہرے پر واقعی شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔
آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔ جب کہ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کی
حالت بھی عمران سے زیادہ مختلف نہ تھی۔

"ہیلو ہیلو"...... فون پیس جو عمران کی جھولی میں پڑا تھا اس سے
ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو عمران نے فون پیس اٹھا لیا۔

"آپ جناب کوئی بدروح۔ اوہ۔ سس۔ سس۔ سوری۔ مم۔ مم
میرا مطلب ہے۔ نیک روح یا چلو یہ فیصلہ بعد میں کر لیں گے۔ ویسے
صرف روح تو نہیں ہیں۔ آپ کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو جاتا
ہے"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ میں اپنی ٹیم سے بے خبر نہیں رہتا۔
مجھے تم سب لوگوں کی کارروائی کا رتی رتی حال معلوم ہوتا ہے۔ البتہ

میں صرف مداخلت اس وقت کرتا ہوں جب ضرورت محسوس کرتا
ہوں۔ ورنہ مجھے مکمل اعتماد ہوتا ہے کہ میری ٹیم ہر قسم کے سخت سے
سخت حالات سے آسانی سے گزر سکتی ہے اور اب بھی میں نے تمہیں
کال اس لئے کی ہے کہ جو فیصلہ جولیا نے کیا ہے وہی فیصلہ میرا ہے۔
اس لئے تمہیں اس مشن پر ہر صورت میں کام کرنا ہوگا۔ ورنہ یہاں
بیٹھے بیٹھے میرے ایک اشارے سے تم زندگی سے محروم ہو کر کسی
اندھیری قبر میں بھی اتر سکتے ہو"...... ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یا اللہ تو ہی میرے حال پر رحم فرما۔ یہ میرا واسطہ کس بدروح سے
ڈال دیا ہے تو نے"...... عمران نے بٹن آف کرتے ہوئے ایسے لہجے
میں کہا۔ جیسے وہ اپنے آپ کو انتہائی بے بس محسوس کر رہا ہو۔

"وہ نیک روح ہے۔ سمجھے۔ آئندہ اگر اسے بدروح کہا۔ تو اس سے
پہلے میں تمہیں گولی مار دوں گی"...... جولیا نے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ
فرط مسرت سے اس طرح کھلا پڑ رہا تھا جیسے ایکسٹو کی بجائے یہ ساری
باتیں اس نے خود کی ہوں۔

"واقعی کمال ہے۔ ہماری یہاں ہونے والی باتیں بھی وہ سن رہا ہے
یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران درست کہہ رہا ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے
کہ وہ انسان ہے ہی نہیں۔ یقیناً کوئی روح ہے"...... تنویر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ واقعی حیرت انگیز اور قابل فخر باس ہے۔ میں اس کے بارے

میں جب بھی سوچتا ہوں میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے"........ صفدر
نے انتہائی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا اور باقی سب ساتھیوں نے اس
طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ صفدر کی اس بات سے پوری طرح متفق ہوں
ایکسٹو کی اس فون کال نے واقعی ان سب پر اس کا بے پناہ رعب قائم
کر دیا تھا۔ ایسا رعب جس میں یقینی تحفظ اور فخر کا عنصر شامل تھا۔
جب کہ عمران بیٹھا دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ پہلے بھی صفدر نے
عمران سے سنیک سرکل مشن کے بارے میں بات کی تھی کہ چیف
نے تو اس کا حکم نہیں دیا اور عمران جانتا تھا کہ صفدر ضرور اس پر بات
کرے گا۔ اس لئے اس نے اس میٹنگ سے پہلے ہی اس کا بندوبست کر
لیا تھا۔ اڈے سے اسے ایک خاص ٹرانسمیٹر مل گیا تھا۔ جس پر ہونے
والی گفتگو سمجھ ہیں نہ آسکتی تھی۔ چنانچہ اس نے اس ٹرانسمیٹر پر خود ہی
بلیک زیرو سے رابطہ کر کے اسے مکمل طور پر تمام تفصیلات بتا دی
تھیں۔ جیپ پر موجود ویو کاشنز کا اسے اس لئے علم ہو گیا تھا کہ لیزا سے
اس کی اسی اڈے سے گفتگو ہو چکی تھی اور لیزا نے یہ بات میجر ہیری کی
زبان سے سنی تھی اس کے ساتھ ساتھ عمران نے ایکسٹو کا پوری طرح
رعب ڈالنے کے لئے اسے اس اڈے کا خصوصی فون نمبر بھی دے دیا
تھا اسے معلوم تھا کہ یہ فون نمبر ایکس چینج میں موجود نہیں ہے۔ اس
لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ ایکسٹو کی کال چیک نہ ہو سکے گی۔ اس
کے ساتھ ساتھ وہ خصوصی ٹرانسمیٹر اس وقت بھی اس کی جیب میں
موجود تھا اور جیسے ہی صفدر نے اس معاملے پر بات شروع کی عمران

نے جیب میں موجود اس خاص ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا تھا۔ اس طرح
میٹنگ میں ہونے والی تمام بات چیت بلیک زیرو تک پہنچتی رہی تھی۔

"اب بولو۔ کام کرو گے اس مشن پر"........ جولیا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"کرنا ہی پڑے گا۔ مجبوری ہے........ ورنہ جو ہزاروں میل دور
سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے وہ واقعی مجھے قبر میں بھی اترنے پر مجبور کر سکتا
ہے اور میں اکیلا قبر میں جانا نہیں چاہتا"......... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"قبر میں تو آدمی اکیلا ہی جاتا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں کہ شادی شدہ اکیلا ہونے کے باوجود بھی اکیلا
نہیں ہوتا۔ بیوی کی نگاہیں وہاں بھی اس کا جائزہ ہر لمحے لے رہی ہوتی
ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ہلکے ہلکے قہقہوں
سے گونج اٹھا۔

"پھر وہی بکواس۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ۔ ہمیں
فوری طور پر کوئی ایکشن لینا چاہئے"....... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ ایک بار پھر
کھلا اور اس اڈے کا انچارج نوجوان باسط اور اس کے پیچھے ایک لمبا
تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ بھی فلسطینی تھا۔ لیکن اس کی رنگت دیکھ
کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی مسلسل سخت دھوپ میں

محنت کرتے ہوئے گزاری ہے۔

"اوہ۔آؤ۔آؤ۔مجھے تمہاری ہی انتظار تھا۔کافی دیر لگا دی تم نے"۔ عمران نے اس آدمی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔وہاں صورت حال ہی ایسی بن گئی تھی کہ میں لیٹ ہو گیا۔بہرحال میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ناصر ہے۔ابو عبداللہ کا نائب اور ناصر۔یہ میرے ساتھی ہیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری جولیا سمیت سب کا تفصیلی تعارف بھی ناصر سے کرا دیا۔

"مجھے فخر ہے عمران صاحب کہ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ملنے اور اس کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔اس کے لئے میں خصوصی طور پر آپ کا مشکور ہوں عمران صاحب"...... ناصر نے کہا۔

"یہ شکریہ بعد میں فارغ ہو کر ذرا باقاعدہ طور پر ادا کر لینا۔فی الحال تم مجھے وہ نقشہ دکھاؤ۔جس کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا اور جس کے انتظار میں مجھے اپنے ساتھیوں کی طرف سے نجانے کتنی باتیں سننی پڑی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم اس لئے یہاں سے نہ ہل رہے تھے۔کہ تمہیں ناصر صاحب کا انتظار تھا"...... جولیا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو ناصر اب صاحب بھی ہو گیا۔اتنی جلدی۔ہم نجانے کب سے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ہمیں تو صاحب کا لقب کسی نے دیا

نہیں۔کیوں تنویر"...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔یہ بکواس کرنے کا موقع ہے"...... جولیا نے اس بار واقعی شدید غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔آپ میری بہن ہیں۔پلیز آپ مجھے صاحب کی بجائے صرف ناصر کہہ کر پکارا کریں"...... ناصر نے فوراً ہی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بڑی بہن یا چھوٹی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بب۔بب۔میرا مطلب ہے چھوٹی بہن"...... ناصر نے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران ناصر کی ذہانت پر بے اختیار مسکرا دیا۔کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ناصر بڑی کہتے کہتے اس لئے رک گیا ہے کہ اس طرح جولیا کو بڑی عمر کا بننا پڑ جاتا اور ظاہر ہے۔ایک عورت کے لئے ایک بھرپور جوان آدمی کی بڑی بہن بننا خاصا تکلیف دہ مرحلہ بن سکتا ہے۔

"چھوٹی بہن تو بڑے بھائی کا ادب اس طرح کر سکتی ہے کہ اسے صاحب کہے۔یہ تو اخلاق سے گری ہوئی بات ہے کہ وہ اپنے سے بڑے بھائی کو صرف نام لے کر پکارے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اب کیا کہہ سکتا ہوں"...... ناصر نے زچ ہوتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم پھر وقت ضائع کر رہے ہو"...... جولیا نے ایک بار پھر عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"دیکھا اب پتہ چلا میری عمر کا۔ تمہاری چھوٹی بہن بے اس طرح ڈانٹ رہی ہے"...... عمران نے اسی طرح شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اس بار ناصر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب پلیز۔ اب تو ناصر صاحب آ گئے ہیں۔ اب مزید وقت ضائع کرنے کا فائدہ"...... صفدر نے عمران کو اصل موضوع پر لے آنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"واقعی اب وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ بڑا بھائی آ گیا ہے اور بڑا بھائی باپ کی جگہ ہوتا ہے اور ویسے بھی بزرگ کہتے ہیں کہ نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ اسے نیک کام صنف نازک کے نقطہ نظر سے ہی کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ کرخت صنف والا تو اس نیک کام سے ملنے والی نیکیوں کا ہی باقی ساری عمر شمار کرتا رہ جاتا ہے"...... عمران کی زبان بدستور قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"تم۔ تم باز نہیں آؤ گے"...... جولیا کا غصہ اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا۔

"وہ ہماری زبان کا ایک شاعر تھا مومن۔ اس کا ایک شعر تمہاری اس بات کا جواب ہو سکتا ہے "عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن۔ آخری عمر میں کیا خاک"...... عمران نے باقاعدہ تحت اللفظ میں شعر سنانا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ نقشہ ہے"...... اچانک ناصر نے ایک کاغذ عمران کے سامنے پھیلاتے ہوئے کہا۔ چونکہ اسے عمران کی مقامی زبان نہ آتی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے اسے اس شعر کی سمجھ بھی نہ آ سکتی تھی۔ ویسے وہ ایک ذہین آدمی تھا۔ اس لئے شعر سمجھ میں نہ آنے کے باوجود اس نے ماحول کا اندازہ لگا لیا تھا شاید اس لئے اس نے درمیان میں عمران کی بات ٹوک دی تھی اور عمران بھی شعر ادھورا چھوڑ کر اس طرح نقشے کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے اب تک کی ساری باتیں کی ہی اس لئے تھیں کہ وہ ان کے باعث نقشہ دیکھ سکے اور اس کے اس عمل سے جولیا۔ صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس لئے۔

"یہ مقام ہے عمران صاحب۔ جہاں باقاعدہ چیک پوسٹ قائم کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اربابہ پہاڑیوں کے شمالی حصے کو خاردار تاروں کی باڑ سے گھیر لیا گیا ہے اور ہر دو سو گز پر دو فوجی ان تاروں کے ساتھ باقاعدہ گشت کر رہے ہیں۔ اس چیک پوسٹ کے بعد پہاڑیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس چیک پوسٹ سے ایک پہاڑی سڑک جس پر جیپ جا سکتی ہے۔ بل کھاتی ہوئی اوپر چوٹی پر جسے ہمارے مقامی زبان میں کاچر چوٹی کہا جاتا ہے۔ وہاں پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں باقاعدہ ایک حفاظتی چوکی بنائی گئی ہے۔ جس پر چاروں طرف انتہائی طاقتور وائرلیس اور سرچ لائٹیں نصب کی گئی ہیں۔ اس کے اوپر اربابہ پہاڑیوں کی سب سے بلند پہاڑی را کو پر پہلے سے ہی جنگی ہیلی کاپٹروں کا باقاعدہ اڈہ موجود ہے۔ وہاں تک سڑک نہیں جاتی۔ ہیلی کاپٹر براہ راست جا سکتے ہیں۔ ان پہاڑیوں پر بھی جگہ جگہ فوجی سپاہی

موجود ہیں۔یوں لگتا ہے جیسے فوج کی ایک پوری یونٹ وہاں بھجوا دی گئی ہو"...... ناصر نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ ہاتھ سے بنائے ہوئے نقشے میں ان جگہوں کی بھی نشاندہی کرتا جا رہا تھا۔

"تم نے یہ سب تفصیلات کیسے حاصل کیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے ایک فوجی کو جو خاردار تار پر کرنٹ لائن لگا رہا تھا حاجت کے لئے سامنے پھیلے ہوئے کھیتوں میں گھس آیا تھا۔چھاپ لیا میں انہی کھیتوں میں چھپا ہوا حالات کا اندازہ لگا رہا تھا۔اب اسے قدرت کا انعام سمجھیئے یا صرف اتفاق کہ وہ فوجی میرے قد و قامت کا تھا صرف فرق اتنا تھا کہ اس کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ میرے ذہن میں چونکہ پہلے سے ایسی پوزیشن موجود تھی۔اس لئے میں نے اپنے لباس میں ریڈی میڈ میک اپ کا سامان ڈال لیا تھا۔چنانچہ میں نے اس کی وردی اتار کر پہنی، مونچھیں لگائیں اور پھر اکڑتا ہوا واپس چلا گیا۔جب کہ اس فوجی کی لاش جسے میں نے گردن توڑ کر ہلاک کیا تھا۔وہیں کھیت میں ہی پڑی رہی۔مجھے کھیتوں سے باہر نکلتے ہی ایک فوجی نے نام سے پکار کر کام کے لئے کہا۔اس طرح مجھے اس فوجی کے نام کا بھی علم ہو گیا۔میں کام میں مصروف ہو گیا۔پھر ہمارے گروپ کو جو چار فوجیوں پر مشتمل تھا۔واپس حفاظتی چوکی کی طرف بھجوا دیا گیا۔اس طرح میں اس موڑ سے گزر کر اس حفاظتی چوکی

پر بھی پہنچ گیا۔وہاں بھی سرچ لائٹیں نصب کرنے کا کام ہمارے ذمہ لگایا گیا۔اس طرح میں نے دور دور تک ساری پوزیشن اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔اس فوجی کا تعلق شاید انجینئرنگ یونٹ سے تھا۔اس لئے شام کے وقت کام ختم ہونے کے بعد تقریباً چالیس فوجیوں کو مجھ سمیت ٹرکوں میں بٹھا کر بڑی چھاؤنی واپس جانے کے احکامات مل گئے پھر راستے میں وہاں سے نکل کر غائب ہو جانے کے کافی مواقع تھے۔ اس لئے میں آ گیا اور اپنی ایک پناہ گاہ میں پہنچ کر میں نے یونیفارم مع مونچھوں کے اتاری اور دوسرا لباس پہن کر اپنی یادداشت کے مطابق یہ نقشہ تیار کیا اور یہاں آ گیا۔مجھے دیر بھی اس لئے ہی ہوئی تھی کہ مجھے وہاں سارا دن کام کرنا پڑا تھا"۔ناصر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔تم واقعی ہمارے ساتھی بن سکتے ہو۔گڈ شو"...... عمران نے اسے شاباش دیتے ہوئے کہا اور ناصر کا چہرہ فرط مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔عمران کے باقی ساتھی بھی اس کی ذہانت اور جرأت پر اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری اربابہ پہاڑیوں کے شمالی حصے میں ہی بنائی گئی ہے۔اس لئے وہ اسے کور دے رہے ہیں"...... عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہوں تاکہ ہم ڈاج کھا جائیں۔اصل لیبارٹری جنوب کی طرف ہو"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی اسرائیلیوں میں کوئی صفدر پیدا نہیں ہوا۔ جو اس طرح کی بات سوچ سکے اور دوسری بات یہ ہے کہ انہیں یقین ہوگا کہ جوفسکی نے ہمیں لیبارٹری کے متعلق مکمل تفصیلات فراہم کر دی ہوں گی۔ اب یہ اور بات ہے کہ جوفسکی خود بھی اس لیبارٹری کے متعلق اتنی تفصیل نہیں جانتا تھا۔ جتنی وہ سمجھ رہے ہوں گے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ناصر۔ اب میں جو بات پوچھوں گا وہ انتہائی اہم ہوگی۔ تم چونکہ ان کی حفاظتی چوکی پر کافی دیر کام کرتے رہے ہو۔ اس لئے خوب سوچ کر جواب دینا" .... عمران نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں ناصر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ پوچھیں" .... ناصر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک فوجی اصطلاح ہوتی ہے۔ ایس۔ ڈی۔ اے۔ اسے سمجھتے ہو" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے۔ سنٹرل ڈیفنس ایریا" .... ناصر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"گڈ۔ تم تو واقعی کام کے آدمی ثابت ہو رہے ہو۔ بہرحال اب سوچ کر بتاؤ کہ اس ساری کارروائی کا ایس۔ ڈی۔ اے کہاں تھا اور مجھے نقشے پر دائرہ لگا کر بتاؤ۔ یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بتایا تو پھر شاید ہم سب کی قبریں ان پہاڑیوں میں ہی بن جائیں" ..... عمران نے کہا اور

ناصر کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔ چہرے کے عضلات سکڑ گئے اور آنکھیں آدھی سے زیادہ بند ہو گئیں۔ لیکن چند لمحوں بعد اس کی یہ کیفیت تبدیل ہو گئی۔

"یہ ہے۔ ایس۔ ڈی۔ اے" .... ناصر نے انگلی سے نقشے کی ایک سائیڈ پر دائرہ سا لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ لو پنسل۔ اس سے نشان لگاؤ۔ لیکن احتیاط سے" .... عمران نے جیب سے ایک پنسل نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا اور ناصر نے پنسل سے اسی جگہ دائرہ ڈال دیا۔ جہاں پہلے اس نے انگلی سے دائرہ لگایا تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیسے چیک کیا" .... عمران نے اس دائرے والی جگہ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"حفاظتی چوکی پر نصب دونوں دوربینیں اس طرح ایڈجسٹ کی گئی تھیں کہ ان کا جنرل ٹارگٹ یہی علاقہ بنتا ہے اور اس طرح سرچ لائٹیں لگانے کے لئے جو احکامات دیئے گئے۔ ان سے بھی زیادہ تر سرچ لائٹوں کا ٹارگٹ بھی یہی علاقہ تھا" .... ناصر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"واہ۔ کمال ہے۔ تم تو مجھ سے بھی دو جوتے بلکہ دو کیا دو ہزار جوتے آگے ہو۔ بشرطیکہ مارنے والا ننانوے کے بعد گنتی نہ بھول جائے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ناصر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا میں نے غلط بات کی ہے عمران صاحب" .... ناصر نے

مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تم فوج میں رہ چکے ہو شاید"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے ایکریمین فوج میں چار سال کام کیا ہے"۔ ناصر نے جواب دیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے پہلے سے ہی ناصر سے اس قسم کے جواب کی توقع تھی۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ جب میں کوئی لائحہ عمل طے کر لوں گا تو میں باسط کے ذریعے تمہیں بلوا لوں گا"....... عمران نے کہا۔

"شکریہ"....... ناصر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سب کو سلام کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اگر تم ناصر کا انتظار کر رہے تھے تو ہمیں سیدھی طرح بتا دیتے۔ خواہ مخواہ کی بکواس کر کر کے ہمارا خون کیوں جلاتے رہے تھے"۔ ناصر کے باہر جاتے ہی جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خون جلے گا تو روشنی ہو گی۔ کیونکہ اب تیل اتنا مہنگا ہے کہ اسے جلا کر روشنی حاصل کرنا اس طرح ہو گیا ہے۔ جیسے کرنسی نوٹ جلا کر سگریٹ سلگانا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب مسکرا دیئے۔

"عمران صاحب اب ہمیں کوئی لائحہ عمل بھی بنا لینا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"ابھی بنانے کی ضرورت باقی ہے"....... عمران نے اس طرح

چونک کر کہا جیسے اسے صفدر کی اس بات پر حیرت ہوئی ہو۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کوئی لائحہ عمل بنا چکے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جسے پہلے ہی اللہ میاں نے بنا دیا ہو۔ اسے مزید بنانے کا کیا فائدہ کیوں تنویر"....... عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ سوائے تنویر کے جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے سب کو اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ یہ سب لوگ آخر کس بات پر ہنس رہے ہیں۔

"اس نے ایسی کون سی بات کر دی ہے کہ آپ سب اس طرح ہنس رہے ہیں۔ اب کیا یہ بھی سیکرٹ سروس کے فرائض میں شامل ہو چکا ہے کہ عمران کی احمقانہ اور بے سر و پا باتوں پر ہنسنا بھی ہے"۔ تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بس اب تو یقین آ گیا کہ تنویر بنا بنایا ہے یا ابھی مزید کسی ثبوت کی ضرورت ہے"....... عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے لال بھبوکا ہو گیا وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور بغیر کسی سے کوئی بات کئے تیزی سے قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مس جولیا۔ تنویر اس بار واقعی ناراض ہو گیا ہے۔ پلیز آپ اسے

منا لائیں۔ اس موقع پر ناراضگی ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتی ہے"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے۔ اگر تم نے ہی منانے کا فرض سرانجام دینا تھا تو مجھے پہلے بتا دیا ہوتا۔ تنویر سے زیادہ میں ناراض ہو جاتا"...... عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا اور صفدر سمیت باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ جولیا کا چہرہ شرم سے سرخ پڑ گیا۔ لیکن وہ بغیر کوئی جواب دیئے تیزی سے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ نے مشن کی تکمیل کا کوئی لائحہ عمل تیار کر لیا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن اس کا بنیادی کردار تنویر اور جولیا نے ادا کرنا تھا۔ لیکن جب ہیرو اور ہیروئن دونوں ہی سٹیج سے واک آوٹ کر جائیں تو بے چارہ سائیڈ ہیرو کہاں تک تماشائیوں کو مطمئن کر سکتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ لائحہ عمل کی وضاحت تو کریں۔ تنویر ابھی مان جائے گا لیجئے وہ آ بھی گیا ہے"...... صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا اور تنویر دونوں اکٹھے ہی اندر داخل ہوئے۔

"عمران۔ تمہیں تنویر سے معافی مانگنی پڑے گی۔ سمجھے یہ میرا حکم ہے"...... جولیا نے قریب آ کر کہا۔

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر۔ معاف کرو تنویر۔ اس وقت ٹوٹے

ہوئے پیسے نہیں ہیں"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھے بھکاری بنا رہے ہو"...... تنویر عمران کے اس انداز اور فقرے پر پہلے سے ہی اکھڑ گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے دہکتی ہوئی بھٹی کی طرح تپ اٹھا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کو روکتا۔ کمرہ اس کے ریوالور کی فائرنگ اور عمران کی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کرسی سے گر کر فرش پر بری طرح تڑپ رہا تھا اور جولیا سمیت سیکرٹ سروس کے سارے ارکان مجسموں کی طرح ساکت اسے دیکھ رہے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان سب کو مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔

"مم۔ مم۔ میرا مقصد تو یہ نہ تھا۔ اوہ۔ اوہ"...... یک لخت تنویر نے ریوالور ایک طرف پھینک کر چیختے ہوئے کہا اور پاگلوں کے سے انداز میں عمران کی طرف جھپٹا۔ جو واقعی ماہی بے آب کی طرح فرش پر پھڑک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس قدر تکلیف کے آثار تھے جیسے اس کے جسم کے ایک ایک بال سے روح نکل رہی ہو۔

"یہ۔ یہ لے لو۔ بس یہی کچھ ملا ہے جیب سے"...... اچانک عمران نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے ایک چھوٹا سا سکہ اپنی طرف بڑھتے ہوئے تنویر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں گولیاں نہیں لگیں۔ مگر۔ مگر تم تو پھڑک

رہے تھے"...... تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ گولیاں۔ تو یہ گولیوں کی آوازیں تھیں۔ میں سمجھا باہر بچے شب برات کے پٹاخے چلا رہے ہیں"...... عمران نے اور زیادہ خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اب اس کے چہرے پر تکلیف کی بجائے خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مگر وہ گولیاں۔ وہ تو چلی تھیں۔ وہ کہاں گئیں"...... تنویر نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گولیاں۔ ارے سوراخ تو ہیں ان کے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں شاید اندر پڑی ہوں"...... عمران نے بڑے اطمینان سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کی چار گولیاں جو چپٹی ہو چکی تھیں نکال کر فرش پر بکھیر دیں اور تنویر اور دوسرے ساتھی حیرت سے ان چپٹی گولیوں کو دیکھنے لگے۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو گیا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تمہارا نشانہ کچا ہے تنویر۔ اس لئے تو تم باوجود کوشش کے شکار نہیں کر پا رہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا اداکار شاید ہی دنیا میں پیدا ہو۔ تم تو اس طرح پھڑک رہے تھے اور تمہارے چہرے پر تکلیف کے ایسے آثار تھے کہ میرا تو سانس بھی رک گیا تھا"...... جولیا نے واقعی اس قدر لمبا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اتنی دیر سے واقعی اس کا سانس رکا رہا ہو۔

"میں پھڑک رہا تھا۔ لاحول ولاقوۃ۔ میں تو اپنی جیبوں کی تلاشی لے رہا تھا کہ شاید کسی کونے کھدرے سے کوئی چھوٹا موٹا سکہ نکل آئے اور میں اسے تنویر کو دے کر جان چھڑوا سکوں۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب معافی مانگو تو ریوالور نکال کر فائرنگ شروع کر دی جاتی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ بیچارا غریب آدمی کہاں جائے اور مجھے تکلیف اس شرمندگی کی وجہ سے ہو رہی تھی کہ جیبیں بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی تھیں۔ شکر ہے بڑی مشکل سے ایک سکہ مل ہی گیا۔ چلو تنویر کا کام تو بن ہی گیا۔ لیکن پلیز تنویر اپنے ساتھیوں کو نہ بتا دینا۔ میرے پاس دوسرا سکہ نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ آپ کا پھڑکنا اور آپ کی حالت نے ہمارے خون خشک کر دیئے تھے۔ مگر یہ گولیاں کیسے چپٹی ہو گئیں۔ حالانکہ ہم نے اسے آپ کے پہلو میں خود گھستے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے تو ہماری حالت خراب ہو گئی تھی"۔ صفدر نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب تھا کہ میں واقعی تنویر کے ریوالور سے نکلنے والی گولیوں کو اپنے جسم میں داخل ہونے کی اجازت دے دیتا۔ تاکہ تنویر کے لئے میدان صاف ہو جائے۔ سوری صفدر۔ اب پرنس بے چارے اس قدر بھی بھولے نہیں ہوتے جتنے تم سمجھتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سنہرے رنگ کی لمبی سی پتی باہر نکال کر

ان کے سامنے رکھ دی۔ اس سنہرے رنگ کی پتلی اور لمبی سی پتی پر نظر
نہ ٹک رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس پتی کے اوپر سنہرے
رنگ کی تیز چمکدار روشنی کی لہریں تیزی سے گھوم رہی ہوں اور وہ سب
حیرت سے اس پتی کو دیکھنے لگے۔

"بیٹھو تنویر اور میری بات غور سے سن لو"۔ یکلخت عمران کا لہجہ اس
قدر سنجیدہ ہو گیا۔ جیسے وہ کبھی زندگی میں مسکرایا تک نہ ہو۔ اس کے
چہرے پر پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"کیا۔ کیا"........ تنویر نے سحرزدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ابھی
تک اس حیرت انگیز واقعے کے سحر سے نہ نکل سکا تھا۔

"میں نے جو لائحہ عمل اس مشن کی تکمیل کے لئے تیار کیا ہوا ہے
اس میں تم نے اور جولیا نے مرکزی کردار ادا کرنا ہے۔ تم نے
اسرائیل کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ کا میک اپ کرنا
ہے۔ اس کا قدوقامت بالکل تمہارے جیسا ہے اور باقی اس کا میک
اپ میں تم پر کر دوں گا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا لب
ولہجہ اور بات کرنے کا انداز بھی تمہیں بتا دوں گا۔ جولیا تمہاری
سیکرٹری کے طور پر ساتھ جائے گی۔ اس کا نام کیپٹن ایلیسا ہے۔ فوجی
جیپ بھی تمہیں مہیا کر دی جائے گی۔ تم نے بحیثیت ملٹری انٹیلی
جنس چیف اریابہ کی ان پہاڑیوں کا اچانک دورہ کرنا ہے۔ تاکہ تم
وہاں کے انتظامات چیک کر سکو۔ تم نے اس چیکنگ کے بعد گن شپ
ہیلی کاپٹروں کے اس اڈے کا بھی معائنہ کرنا ہے اور اس میگنیٹ پتی

کو معائنے کے دوران اس اڈے میں کسی ایسی جگہ اس طرح چھپا دینا
ہے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ اس کے بعد تم نے واپس آ جانا ہے
ہم وہاں سے قریب ہی چھپے ہوئے ہوں گے اور تمہیں رسیو کر لیں گے
تمہاری واپسی کے بعد اس مشن پر اصل کارروائی شروع ہو گی اور پھر
دیکھنا کہ اسرائیل کے تمام انتظامات کیسے دھرے کے دھرے رہ جاتے
ہیں"....... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ پتی جسے تم میگنٹ پتی کہہ رہے ہو۔ اس کی تفصیل تو بتاؤ"۔
تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی سائنسی ماہیت کی تفصیل تو بہت لمبی چوڑی اور پیچیدہ سی
ہے۔ بہرحال اتنا سن لو کہ مختلف ماہیت کی ریز کو سائنسی طور پر اکٹھا
کر کے اس پتی میں اس طرح بند کیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا میگنٹ بن
گئی ہے جو بارود بھری لوہے کی ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ کر اسے اپنے
قریب پہنچنے سے پہلے ہی ناکارہ بنا دیتی ہے۔ اگر یہ پتی کسی کی جیب میں
ہو اور آن بھی ہو۔ تو اس پر چاہے مشین گن کا پورا برسٹ کیوں نہ مار
دیا جائے اسے گزند نہ پہنچ سکے گا اور اس سے نکلنے والی ریز چونکہ ایک
مخصوص رینج میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس رینج کے
قریب پہنچتے ہی بارود بھرا ہوا لوہا خود بخود نہ صرف ناکارہ ہو جائے گا بلکہ
اس کی فورس بھی ختم ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لو
کہ اگر یہ پتی میں آن کر کے جیب میں رکھ لوں اور اس کی ریز کی رینج کو
صرف اس قدر پھیلاؤں کہ وہ میرے جسم کے گرد پھیل سکیں۔ تو تم

چاروں طرف سے مجھ پر مشین گن ۔ میزائل ۔ بم ۔ جو کچھ بھی فائر کرو
گے وہ سب اس رینج کے قریب پہنچتے ہی ناکارہ ہو کر نیچے گر پڑیں گے ۔
دوسرے لفظوں میں یہ سائنسی سنگ آرٹ ہے ۔ تم نے جب گولیاں
چلائیں تو یہ پتی میری جیب میں تھی ۔ لیکن آن نہ تھی ۔ اس کے باوجود
اس کی طاقتور ریز نے لباس کے اندر داخل ہونے والی گولیوں کو اپنی
طرف کھینچ کر ناکارہ بنا دیا اور گولیاں خود بخود میری اس جیب میں پہنچ
گئیں جس میں یہ پتی موجود تھی ۔ یہ پتی ڈاکٹر داور کی اور میری مشترکہ
ایجاد ہے ۔ آئیڈیا میرا تھا ۔ لیکن اس پر طویل عرصہ تک کام ڈاکٹر داور
نے کیا ہے اور یہ پتی صرف عملی تجربے کے لئے میں ساتھ لے آیا تھا ۔
کیونکہ اگر یہ تجربہ مکمل طور پر کامیاب رہتا ہے تو پھر یہ پاکیشیا کا ایک
ایسا دفاعی ہتھیار بن جائے گا ۔ جس سے پاکیشیا کا دفاع یقیناً ناقابل
تسخیر ہو جائے گا" .... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

" یہ ۔ واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے" .... اس بار کیپٹن شکیل نے
کہا ۔

" میں نے سوچا کہ اب تک دوسروں کے ریسرچ پر مبنی ہتھیار
پاکیشیا کے لئے میں نے حاصل کئے ہیں ۔ اپنے ملک کے دفاع کے لئے
مجھے خود بھی کچھ کرنا چاہئے تاکہ پاکیشیا کے دفاع میں میرا بھی بطور
سائنسدان حصہ شامل ہو ۔ ویسے ابھی اس کی رینج اس قدر وسیع نہیں
ہو سکی کہ اسے پاکیشیا کے لئے باقاعدہ دفاعی ہتھیار کے طور پر استعمال
کیا جا سکے ۔ بہرحال ڈاکٹر داور اس پر کام کر رہے ہیں" .... عمران نے

کہا اور جولیا کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا وہ بڑی عقیدت مندانہ نظروں
سے عمران کو دیکھنے لگی ۔

" عمران صاحب ۔ مبارک ہو ۔ واقعی آپ کا آئیڈیا فطری ، انوکھا
اور کامیاب ہے ۔ چھوٹے پیمانے پر تو اس کا تجربہ ہم نے دیکھ بھی لیا
ہے ۔ ویسے اس نے ملک کے دفاع سے پہلے آپ کی اپنی زندگی کا بھی
دفاع کر دیا ہے ۔ ورنہ تنویر نے جس طرح اچانک فائرنگ کر دی تھی
آپ کا بچ نکلنا ناممکن تھا" .... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ میں شرمندہ ہوں ۔ میں شاید پاگل ہو گیا تھا" ....
تنویر نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا ۔

" ہو گیا تھا ۔ واہ ۔ خوب صورت انداز ہے ۔ انکساری کا" ....
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" عمران صاحب ۔ آپ یہ سنگ آرٹ پتی ۔ میں تو اسے سنگ آرٹ
پتی ہی کہوں گا ۔ آپ اسے اڈے میں کیوں رکھوانا چاہتے ہیں ۔ اس سے
کیا ہو گا ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" .... صفدر نے کہا ۔

" آج تک سر داور کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکی ۔ جو اتنے بڑے
سائنسدان ہیں ۔ تمہاری سمجھ میں اتنی جلدی کیسے آ سکتی ہے میرے
لئے تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے ۔ بغیر فیس کے سنٹر تعلیم بالغاں کھولنا پڑا
ہے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اب ہم آپ کی طرح سائنسدان تو نہیں ہیں" .... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس نے عمران کی بات کا واقعی برا نہ منایا تھا ۔

"میں اس طرح ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ گو سردار اسے تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انتہائی بلندی پر اس پتی سے نکلنے والی ریز کی ماہیت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ ان کی میگنٹ رینج تو وسیع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی ناکارہ کر دینے والی پاور ختم ہو جاتی ہے۔ چونکہ ابھی یہ تکمیل کے ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس لئے اس آئیڈیے پر کوئی باقاعدہ تجربہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں یہاں یہ تجربہ کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ تجربہ کامیاب رہے گا۔ اس سے ہو گا یہ کہ میں وہاں ایک فائر کروں گا۔ جس کے نتیجے میں وہاں موجود فوجی فائرنگ شروع کر دیں گے اور ساری گولیاں سیدھی گن شپ ہیلی کاپٹروں کے اڈے کی طرف مڑ جائیں گی۔ وہاں فائرنگ سے تباہی پھیلے گی۔ اس کا نتیجہ یقینی طور پر شدید افراتفری کی صورت نمودار ہو گا اور ان کے تمام حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہم اطمینان سے لیبارٹری کے اندر داخل ہو سکیں گے"...... عمران نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر تجربہ ناکام رہا تو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں ویسے ہی کنوارے کا کنوارہ رہ جاؤں گا اور کیا ہو گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ایک سیاہ رنگ کی کار اور اس کے پیچھے چار جیپیں دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں کے درمیان موجود کچی سڑک پر آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں...... آسمان پر سیاہ بادلوں اور رات کافی گہری ہونے کی وجہ سے ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کار اور جیپوں کی نہ صرف ہیڈ لائیٹس آف تھیں۔ بلکہ ان کے اندر بھی روشنی نہ تھی۔ اس لئے وہ اس اندھیرے کا ایک جزو بنی ہوئی تھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ٹاڈ اور ساتھ والی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ بیٹھا ہوا تھا۔

"اس قدر آہستہ چلتے ہوئے تو ہمیں قصبے تک پہنچتے پہنچتے صبح ہو جائے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ کچی سڑک ہے۔ اگر ہم نے گاڑیاں تیز کیں تو اس قدر دھول اٹھے گی کہ دور موجود گاؤں والوں کو علم ہو جائے گا کہ گاڑیاں آ

رہی ہیں اور پھر آپ جانتے ہیں کہ وہاں سے ہمیں کیا ملے گا"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"کیا وہ آدمی واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی پناہ گاہ سے واقف بھی ہو گا"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

"یقیناً جناب وہ ابو عبداللہ گروپ کا اہم ترین رکن ہے میرے مخبر کی رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی"...... میجر ٹاڈ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے بتایا تھا کہ تمہارا وہ مخبر بھی اس گاؤں کا رہنے والا ہے۔ کیا وہ اس سردار عبید کی رہائش گاہ کا پتہ جانتا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یقیناً جانتا ہو گا جناب۔ وہ یہیں کا رہنے والا ہے"...... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔

کافی آگے جانے کے بعد جب دور سے ایک گاؤں کی ٹمٹماتی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں تو میجر ٹاڈ نے کار کا رخ موڑ کر ایک سائیڈ میں موجود درختوں کے گھنے جھنڈ کی طرف کیا۔ اس کے پیچھے آنے والی جیپیں بھی اس کے پیچھے ہی مڑ گئیں اور میجر ٹاڈ نے کار درختوں کے درمیان روکی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ کرنل ڈیوڈ بھی کار سے نیچے اتر آیا تھا۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

"ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔ وہ صحیح وقت پر پہنچ جائے گا"...... میجر ٹاڈ نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپیں وہاں رکی ہوئی ضرور تھیں۔ لیکن ان میں موجود افراد باہر نہ آئے تھے۔ پھر واقعی پانچ منٹ بعد ایک طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سے جھینگر مل کر بول پڑے ہوں۔ اسی لمحے میجر ٹاڈ نے بھی حلق سے الو کی ہلکی سی آواز نکالی اور چند لمحوں بعد ایک سایہ سڑک کی مخالف سمت سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"میں ہاشم ہوں جناب۔ ون۔ ون۔ ڈبل زیرو"...... اس سائے نے دور سے ہی کہا۔

"آ جاؤ ہاشم"...... میجر ٹاڈ نے کہا اور وہ سایہ تیزی سے قریب آ گیا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر فلسطینی تھا۔ عام سے لباس میں۔

"سردار عبید کہاں ہے"...... میجر ٹاڈ نے پوچھا۔

"وہ اس وقت اپنے زرعی فارم میں ہے۔ اس لئے آپ کو قصبے میں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو فارم تک لے جاتا ہوں"...... ہاشم نے کہا۔

"کیا وہ وہاں اکیلا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"چار ملازم ہیں وہاں اور شاید کچھ اور لوگ بھی ہوں۔ میں کہہ نہیں سکتا"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"مجھے انہیں بے ہوش کرنا پڑے گا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سردار بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی مارا جائے"...... کرنل ڈیوڈ

نے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ ہمارے پاس پورا انتظام ہے"...... میجر ٹاڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیپوں میں موجود افراد کو نیچے اتارا۔ انہیں ہدایات دیں اور اس کے بعد وہ ہاشم کی رہنمائی میں پیدل ہی کھیتوں کے درمیان پگڈنڈی پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ کافی دور چلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے زرعی فارم کے قریب پہنچ گئے۔ جس کے اندر باہر کوئی روشنی نہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زرعی فارم ویران پڑا ہو۔

میجر ٹاڈ نے اشارہ کیا اور مسلح افراد تیزی سے اس فارم کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ اور میجر ٹاڈ اور دو آدمی سامنے کے رخ پر ہی رہے۔ میجر ٹاڈ نے اپنے ساتھ موجود دو افراد کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ تو ان دونوں نے ہاتھوں میں موجود چپٹی نال کی گنوں کا رخ فارم کے بیرونی حصے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیئے سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں اور نالوں کے سروں پر ہلکی سی چمک دکھائی دی۔ چند لمحوں بعد دوبارہ انہوں نے ٹریگر دبائے اور ایک بار پھر ویسی ہی آواز اور ویسی ہی چمک نظر آئی۔ میجر ٹاڈ کلائی پر موجود گھڑی کی چمکدار سوئیاں دیکھنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے ہاتھ جھکایا۔

"آیئے باس۔ اب گیس کا اثر ختم ہو چکا ہو گا"...... میجر ٹاڈ نے ساتھ کھڑے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ جو لکڑی کا اور پرانے فیشن کا تھا۔

جسے آسانی سے باہر سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔ ہاشم اور دونوں مسلح افراد بھی ان کے پیچھے تھے۔ فارم کا وسیع صحن عبور کرنے کے بعد وہ جیسے ہی برآمدے میں پہنچے میجر ٹاڈ نے پیچھے آنے والے کی طرف مڑ کر اسے ٹارچ جلانے کے لئے کہا۔

اور دوسرے لمحے ایک طاقتور ٹارچ روشن ہو گئی۔ فارم چار کمروں پر مشتمل تھا۔ جس میں اسے ایک بڑے کمرے میں دو آدمی چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی مٹی کے تیل کا ایک دیا ٹمٹما رہا تھا۔ جب کہ ایک کمرے میں زمین پر بچھی ہوئی دری پر چار ملازم نما آدمی سوئے ہوئے تھے۔

"یہ سردار عبید ہے جناب"...... ہاشم نے ایک چارپائی پر سوئے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میجر ٹاڈ۔ باقی سب افراد کو ختم کرا دو اور اسے ہوش میں لے آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب۔ میں باہر چلا جاتا ہوں۔ سردار عبید نے اگر مجھے دیکھ لیا تو میری پوزیشن خراب ہو جائے گی"...... ہاشم نے فوراً ہی کہا۔

"ہاں۔ تم باہر ٹھہرو۔ لیکن واپس مت جانا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں تمہاری مزید ضرورت پڑ جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ہاشم سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس دوران میجر ٹاڈ نے اپنے ساتھ آنے والے دو ساتھیوں کو دوسرے کمرے میں دری پر سوئے ہوئے ملازموں کو ختم کرنے کا حکم دیا اور خود اس کی جیب سے ایک سائیلنسر لگا ریوالور نکالا

اور آگے بڑھ کر سردار عبید کے ساتھ دوسری چارپائی پر سوئے ہوئے آدمی کے سینے پر اس کی نال رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش آدمی ایک بار اس طرح تڑپا جیسے اچانک اس کے جسم کو الیکٹرک شاک لگا ہو۔ پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن خود بخود سائیڈ پر ڈھلک گئی تھی۔ اس کے سینے سے خون ابلنے لگا تھا۔ میجر ٹاڈ نے چونکہ گولی براہ راست اس کے دل میں اتار دی تھی۔ اس لئے اس آدمی کی موت کو صرف چند سیکنڈ ہی لگے تھے۔ اسی لمحے اس کے دونوں ساتھی واپس کمرے میں آ گئے۔

"چاروں کو ختم کر دیا گیا ہے جناب"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"او۔ کے۔ اس دیئے کی روشنی کو تیز کرو۔ میں اس سردار کو ہوش میں لاتا ہوں"...... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"میجر ٹاڈ۔ اسے پہلے رسی سے باندھ دو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ لوگ بے حد سخت جان ہوتے ہیں۔ اس لئے آسانی سے یہ سب کچھ بتائے گا بھی نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہاں کہیں نہ کہیں رسی ہو گی۔ تلاش کر کے لے آؤ"...... میجر ٹاڈ نے مڑ کر ان دونوں میں سے ایک کو کہا۔ جو ان کے پیچھے کھڑا تھا۔ جب کہ دوسرا ایک طرف رکھے ہوئے دیئے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر

چلا گیا۔ دیئے کی روشنی خاصی بڑھ گئی اور اب کمرے میں موجود ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگ گئی۔

تھوڑی دیر بعد سردار عبید کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے گئے اور اس کے علاوہ میجر ٹاڈ نے اس کمرے میں موجود ایک بڑی سی کرسی پر اسے بٹھا کر اس کا جسم بھی رسی سے باندھ دیا۔ ویسے وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ پھر میجر ٹاڈ نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اسے سردار عبید کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد سردار عبید کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت ابھر آئی۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم اور یہ۔ یہ۔ میں یہاں کرسی پر"...... سردار عبید کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی تھا۔

"اس چارپائی پر سوئے ہوئے آدمی کا حشر دیکھا ہے تم نے۔ یہی حشر دوسرے کمرے میں موجود تمہارے ملازموں کا بھی ہو چکا ہے اور یہاں دور دور تک تمہیں بچانے والا بھی کوئی نہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا اور سردار عبید کے چہرے پر چارپائی پر موجود آدمی کی لاش دیکھ کر گہرے دکھ کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"تم۔ تم کون ہو اور تم نے میرے مہمان کو کیوں ہلاک کیا ہے"

سردار عبید نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

" میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے۔ جانتے ہو میرا نام۔ میں جی۔ پی۔ فائیو کا چیف ہوں۔ یقیناً تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو گے۔ کیونکہ تمہارا تعلق ابو عبداللہ کے گوریلا گروپ سے ہے "....... کرنل ڈیوڈ نے زہر خند لہجے میں کہا۔

" کرنل ڈیوڈ۔ جی۔ پی۔ فائیو۔ مگر میں تو کسان ہوں۔ میرا کسی گوریلا گروپ سے کیا تعلق "....... سردار عبید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" سنو۔ جس طرح تمہارا یہ مہمان اور تمہارے ملازم ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح تمہارا یہ پورا گاؤں بموں سے اڑایا جا سکتا ہے۔ سمجھ گئے اس لئے اگر تم اپنی۔ اپنے بال بچوں اور پورے گاؤں کو موت سے بچانا چاہتے ہو تو شرافت سے مجھے وہ جگہ بتا دو۔ جہاں تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا ہوا ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور سردار عبید عمران کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" کون عمران۔ میں تو کسی عمران کو نہیں جانتا "۔ سردار عبید نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" میجر ٹاڈ۔ دو آدمیوں کو مخبر کے ساتھ لے جاؤ اور اس سردار عبید کے گھر میں موجود اس کے بیوی بچوں کو یہاں اٹھا لاؤ اور اگر گاؤں والے کوئی مزاحمت کریں تو پورے گاؤں کو راکٹوں اور میزائلوں سے

اڑا دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب اس کی بیوی اور بچوں کی گردنیں اس کے سامنے کٹیں گی تو یہ کس طرح خاموش رہتا ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یس کرنل "....... میجر ٹاڈ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

" ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ انسان نہیں ہو۔ وحشی درندے ہو۔ تم واقعی میرے بیوی بچوں کو تو کیا پورے گاؤں کے بے گناہ افراد کو بھی ہلاک کرنے سے دریغ نہ کرو گے۔ میں بتاتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی ہماری ایک خفیہ پناہ گاہ میں ہیں اور یہ پناہ گاہ نزدیک کے قصبے الخلیل کے شمال میں ایک زرعی فارم کے نیچے بنی ہوئی ہیں "۔ سردار عبید نے فوراً ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

" اس ہاشم کو بلاؤ اندر۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ سچ بول رہا ہے یا نہیں "۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے میجر ٹاڈ سے کہا اور سردار عبید ہاشم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ جب کہ میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہاشم کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ہاشم سردار عبید کی طرف دیکھنے کی بجائے اس سے نظریں چرا رہا تھا۔

" ہاشم۔ سردار عبید نے ہمیں بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ قصبہ

الخلیل کے شمال میں واقع ایک زرعی فارم کے نیچے بنی ہوئی خفیہ پناہ گاہ میں ہیں۔ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ اس حد تک تو اس کی بات درست ہے کہ الخلیل قصبے کے شمال میں کافی فاصلے پر ایک پرانا سا زرعی فارم موجود ہے لیکن اس کے نیچے کسی پناہ گاہ یا اس میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی موجودگی کا مجھے علم نہیں ہے"...... ہاشم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"وہاں ہم خود چیک کر لیں گے۔ ہم نے صرف اتنی تصدیق کرنی تھی کہ وہاں کوئی زرعی فارم ہے بھی سہی یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میجر۔ سردار عبید کا خاتمہ کر دو"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے پاس کھڑے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ٹاڈ نے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ پلک جھپکنے میں کرسی پر بندھے بیٹھے سردار عبید کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹھس ٹھس کی آواز نکالتی ہوئیں کئی گولیاں سردار عبید کے سینے میں گھستی چلی گئیں اور سردار عبید چیخ مار کر اس بندھی ہوئی حالت میں ہی پھڑکنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور گردن ڈھلک گئی۔ اس کے سینے سے خون بہہ رہا تھا۔

"ہاشم۔ سردار عبید کی رسیاں کھول دو"...... کرنل ڈیوڈ نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ہاشم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی سے بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ رسیاں کھلتے ہی سردار عبید کی لاش پہلو کے بل نیچے فرش پر گر گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ ہاشم مڑ کر واپس آتا کرنل ڈیوڈ نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کا رخ ہاشم کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ ہاشم کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور وہ فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔

"یہ تو ہمارا مخبر تھا جناب"...... میجر ٹاڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ فلسطینی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی قومی غیرت جاگ اٹھتی اور یہ ہمارے الخلیل پہنچنے سے پہلے وہاں کسی طرح اطلاع کرا دیتا۔ اس لئے اس کا مرنا ضروری تھا اور دوسری بات یہ کہ ان سب کی لاشیں یہاں ملنے کے بعد یہی سمجھا جائے گا کہ یہ قتل وغارت ان کی آپس کی دشمنی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ فلسطینیوں کی انتقامی کارروائی کے نتیجے میں نجانے کتنے بے گناہ یہودی مارے جاتے"...... کرنل ڈیوڈ نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ کرنل ڈیوڈ کی بات سے پوری طرح اتفاق کرتا ہو۔ وہ جس سرد انداز میں بے گناہ فلسطینیوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔ اس کے مقابل یہودیوں کی موت کا ذکر وہ اس طرح کر رہے تھے جیسے فلسطینی مسلمان ان کے نزدیک سرے سے انسان ہی نہ ہوں۔

تھوڑی دیر بعد کار اور جیپیں اسی طرح آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں اسی کچی سڑک سے گزرتی ہوئیں مین روڈ کی طرف جا رہی تھیں۔ کیونکہ قصبہ الخلیل وہاں سے بیس کلو میٹر دور تھا۔ پختہ سڑک پر پہنچ کر کار اور جیپوں کی رفتار تیز ہو گئی اور پھر انہیں دور سے ہی قصبہ الخلیل کی روشنیاں نظر آنے لگ گئیں۔ یہ قصبہ خاصا بڑا اور پختہ سڑک کے کنارے پر واقع تھا۔ اس لئے یہاں بجلی بھی موجود تھی اور نسبتاً چہل پہل بھی زیادہ تھی۔

قصبے کے سامنے سے گزر کر وہ کافی آگے بڑھ گئے اور پھر میجر ٹاڈ نے کار کا رخ ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دور آگے جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

"سر۔ یہاں سے پیدل جانا ہو گا۔ ورنہ وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے"...... میجر ٹاڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھیتوں کے درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سب سے آگے میجر ٹاڈ تھا۔ جب کہ اس کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور پھر اس کے پیچھے بارہ مسلح افراد تھے۔ میجر ٹاڈ نے راستے میں کرنل ڈیوڈ کو بتایا تھا کہ اس نے اس زرعی فارم کو دیکھا ہوا ہے۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ مطمئن تھا کہ میجر ٹاڈ غلط جگہ نہ پہنچے گا اور تھوڑی دیر بعد وہ کھیتوں کے درمیان بنے ہوئے ایک پرانے سے زرعی فارم کے قریب پہنچ گئے۔

"اس زرعی فارم پر بے ہوشی والی گیس فائر کراؤ۔ اس قدر مقدار میں کہ نیچے موجود خفیہ پناہ گاہ تک اس کا اثر بخوبی ہو سکے"...... کرنل

ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا پیچھے موجود مسلح افراد کی طرف مڑ گیا اور پھر وہ دونوں تو وہیں کھڑے رہے۔ جب کہ مسلح افراد ایک ایک کر کے آگے بڑھے اور فارم کے قریب فصلوں میں غائب ہوتے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ٹھک ٹھک کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کافی دیر تک ایسی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی واپس آتا دکھائی دیا۔

"سر۔ آپریشن مکمل ہو گیا ہے"...... اس نے میجر ٹاڈ اور کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دس منٹ بعد تم لوگوں نے اندر جا کر اس خفیہ پناہ گاہ کو تلاش کرنا ہے اور اس پناہ گاہ کی ہمیں رپورٹ دینی ہے۔ لیکن تم نے کسی چیز کو چھیڑنا نہیں۔ البتہ کچھ لوگ سائیڈوں پر بدستور نگرانی کرتے رہیں گے"...... میجر ٹاڈ نے کہا اور اس آدمی نے سر ہلایا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہی آدمی دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"سر۔ سر۔ ہم نے وہ خفیہ پناہ گاہ ڈھونڈھ لی ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی اندر موجود ہیں۔ وہ سب ایک بڑے کمرے میں بستروں پر سوئے ہوئے ہیں۔ ایک لڑکی اور آٹھ مرد"...... آنے والے نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ بے ہوش ہیں ناں"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ لیکن سر اس بڑے کمرے کا

دروازہ ہم تلاش نہیں کر سکے۔ صرف اس کی چھت کا ایک کونا بڑی
مشکل سے توڑا جا سکا ہے۔ اس سے میں نے جھانک کر دیکھا ہے"۔
آنے والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ آؤ میرے ساتھ ...... میں پہلے خود انہیں چیک کرنا چاہتا
ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ میجر ٹاڈ اور آنے والا تینوں تقریباً
دوڑتے ہوئے پرانے سے زرعی فارم کی طرف بڑھ گئے۔ زرعی فارم
ٹوٹا پھوٹا۔ خستہ اور ویران سا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ
گئے۔ جس کے فرش کا ایک کونا ٹوٹا ہوا تھا اور اس سے تیز روشنی نکل
رہی تھی۔ جب کہ اوپر زرعی فارم میں اندھیرا تھا اور انہیں لے آنے
والے نے ٹارچ جلائی ہوئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جھک کر
اس ٹوٹے ہوئے حصے سے نیچے جھانکا اور پھر اس کے چہرے پر بے پناہ
مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ وہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے عمران کو
بخوبی پہچان گیا تھا۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر بے پناہ
معصومیت تھی۔

" یہ۔ یہ۔ وہی ہیں۔ یہ وہی ہیں۔ میجر ٹاڈ انہیں گولیوں سے بھون
ڈالو۔ جلدی کرو۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دو"...... کرنل
ڈیوڈ نے پیچھے ہٹ کر چیختے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے مڑ کر
ساتھ موجود مسلح ساتھی سے مشین گن جھپٹ لی جو اس کے کاندھے
سے لٹک رہی تھی۔

" ٹھہرو۔ میں خود فائر کروں گا۔ میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے

ہلاک کروں گا"...... یک لخت کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح بے بس پڑے دیکھ کر
مسرت سے پاگل ہوا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس نے مشین گن کا
رخ اس ٹوٹے ہوئے حصے سے نیچے کی طرف کر کے اس کا رخ عمران
کے جسم کی طرف کیا۔

" جاؤ۔ جاؤ۔ تم نے بہت جی لیا۔ جاؤ۔ اب مر جاؤ"...... کرنل
ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے ٹریگر دبا دیا
گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک فاتحانہ قہقہہ
نکلا۔ یہ قہقہہ اس قدر بلند تھا کہ زرعی فارم کا یہ کمرہ اس سے گونج اٹھا۔
اسی لمحے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں گونج اٹھیں اور کرنل ڈیوڈ
بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹا۔ فائرنگ کی آوازیں اس قدر تیز تھیں کہ
جیسے باہر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ میجر ٹاڈ اور دوسرا آدمی آوازیں
سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے باہر کی طرف بھاگ اٹھے۔

" یہ۔ یہ کیا ہے۔ کون ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے بوکھلا کر مڑنا ہی
چاہا تھا کہ یک لخت اس کا پیر فرش پر رپٹا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح
چیختا ہوا اس سوراخ میں جا گرا۔ لیکن سوراخ چھوٹا تھا۔ اس کے کولہے
اس میں بری طرح پھنس گئے۔ اس نے باہر نکلنے کے لئے جیسے ہی
دونوں ہاتھ فرش پر رکھ کر زور لگایا یک لخت تڑاخ کی زور دار آواز کے
ساتھ ہی فرش کا وہ حصہ ٹوٹا اور کرنل ڈیوڈ چیختا ہوا نیچے اس بڑے
کمرے میں جا گرا۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم

میں بستروں پر پڑے تھے اور جہاں یقیناً عمران کی لاش پڑی ہوئی ہو گی ایک دھماکے سے کرنل ڈیوڈ ایک چارپائی پر گرا اور پھر اچھل کر سر کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ تو "....... کرنل ڈیوڈ نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا اور پھر وہ چوٹیں لگنے کے باوجود بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ چارپائی پر گرتے ہوئے جو احساس اس کے ذہن پر ابھرا تھا۔ وہ اس قدر ہولناک تھا کہ اسے اپنی چوٹیں تک بھول گئی تھیں۔ اٹھتے ہی اس نے اس بستر کی طرف دیکھا جس پر وہ گرا تھا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ کیونکہ بستر پر پڑی ہوئی چادر ہٹ گئی تھی اور اب وہاں سرہانے گدے اور چادریں ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے خوف زدہ سی نظروں سے عمران کے بستر کی طرف دیکھا عمران بدستور لیٹا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر وہی معصومیت تھی۔ اس کا انداز ویسے ہی سونے والوں کا سا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کی تکلیف کا ذرا برابر تاثر نہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ تیزی سے اس کی طرف دوڑا اور اس نے عمران کے اوپر پڑی ہوئی چادر ایک جھٹکے سے کھینچی اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کو کسی تیزی سے چلتے ہوئے پنکھے کے پروں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی اور وہ تیورا کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے خود بخود تیز سانس نکلا اور اس

کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی تیزی سے ماند پڑنے لگ گئی۔ وہ بار بار تیز تیز سانس لے رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس کا ذہن دوبارہ روشن ہو گیا۔ اس نے بے اختیار سر اٹھا کر عمران کے بستر کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ بستر پر دو سرہانے کمبل اور چادریں اس طرح جوڑ کر رکھی گئی تھیں کہ ان سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی انسان لیٹا ہوا ہے۔ جب کہ ایک سرہانے کے ساتھ عمران کا چہرہ اور بال موجود تھے۔ اس نے جلدی سے اسے اٹھایا تو مصنوعی بالوں کی وگ نیچے گر گئی اور چھوٹے سرہانے پر موجود ماسک اسے صاف نظر آنے لگا۔ یہ ماسک سے بنایا گیا مصنوعی چہرہ تھا۔

" فن پسند آیا کرنل ڈیوڈ "....... اچانک اوپر ٹوٹے ہوئے حصے سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کے پورے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ وہ تیزی سے گھوما اور اس کا منہ اوپر کو اٹھ گیا اس ٹوٹے ہوئے حصے سے عمران کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آ رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مشین گن کی نال بھی جس کا رخ ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ کی طرف ہی تھا۔

" تت۔ تت۔ تم۔ زندہ ہو۔ تم زندہ ہو "....... کرنل ڈیوڈ کے حلق سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی خود بخود اس کے ہاتھ فضا میں بلند ہو گئے۔

" گھبراؤ نہیں کرنل ڈیوڈ۔ میں فوری طور پر تمہیں ہلاک نہیں کر رہا۔ اس طرح تو تم آسان موت مر جاؤ گے اور میں نہیں چاہتا کہ

اسرائیل کی عظیم تنظیم جی۔پی۔فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ کی موت عام آدمیوں کی طرح آسان ہو۔ تمہارے لئے تمہاری شایان شان ہی موت ہونی چاہئے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتادوں کہ میجر ٹاڈ سمیت تمہارے سارے ساتھی ہلاک ہوچکے ہیں۔اس کمرے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور ہم اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بہت دور جا رہے ہیں۔ویسے بھی تم اس قدر بلندی پر نہیں پہنچ سکتے۔اس کے باوجود ہم یہ کونا بھی بند کر رہے ہیں۔فارم ویران ہے اور ادھر کوئی نہیں آتا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم چیخ چیخ کر اور بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرو گے اور یہ موت تمہاری شایان شان ہی ہو گی"...... عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا چہرہ غائب ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ دونوں ہاتھ سر سے بلند کئے مجسمے کی طرح کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔جیسے اس کا ذہن سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں سے مکمل طور پر عاری ہو چکا ہو۔

فوجی جیپ تیزی سے ارباب پہاڑیوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر فوجی یونیفارم میں ملبوس اکڑا بیٹھا تھا۔اس کی ساتھ والی سیٹ پر جولیا بھی ملٹری یونیفارم میں ملبوس بیٹھی ہوئی تھی۔ تنویر کے کاندھے پر کرنل کے سٹار تھے۔ جب کہ جولیا کے کاندھوں پر کیپٹن کے سٹار آویزاں تھے دونوں کے چہروں پر میک اپ تھا۔جولیا نے اپنے گھٹنوں پر سرخ رنگ کی ایک فائل رکھی ہوئی تھی تنویر بار بار سر گھما کر جولیا کی طرف دیکھتا۔لیکن جب جولیا اسے دیکھتی وہ چہرہ سیدھا کر لیتا۔

"کرنل شیفرڈ بے حد اکھڑ اور روکھا آدمی ہے۔ سمجھے۔اس لئے تمہیں مکمل طور پر اس کی نقل کرنی ہو گی"...... اچانک جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی میں تنویر ہوں اور تم مس جولیا"...... تنویر نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ جس وقت ہم روانہ ہوئے تھے۔ تنویر اور جولیا کو وہیں اپنے ساتھیوں کے پاس ہی چھوڑ آئے تھے۔ سمجھے۔ اگر تمہاری اداکاری میں ذرا بھی جھول ہوا تو نہ صرف ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی بلکہ سارا مشن ہی تباہ ہو کر رہ جائے گا"....... جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔کے"....... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی سمجھ میں جولیا کی بات آ گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جیپ اربابہ پہاڑیوں کے سامنے موجود چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ تو تنویر نے اسے روک دیا۔ دو مسلح فوجی تیزی سے جیپ کی طرف بڑھے۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رکے اور انہوں نے انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں سیلوٹ کر دیا۔

"راڈ ہٹاؤ"....... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"....... ان میں سے ایک نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا راڈ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد راڈ ہٹ گیا اور تنویر نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک اور چیک پوسٹ آ گئی۔ یہاں دس کے قریب مسلح فوجی موجود تھے اور راڈ بھی درمیان میں موجود تھا۔ تنویر نے راڈ کے قریب جا کر جیپ روک دی اور مسلح سپاہیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر زوردار انداز میں سیلوٹ کیے۔

"راڈ ہٹاؤ"....... تنویر نے اسی لہجے میں کہا۔

"جناب۔ رجسٹر پر دستخط کرنے ہیں آپ نے"....... ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رجسٹر یہاں لے آؤ۔ جلدی کرو"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"....... اس سپاہی نے کہا اور تیزی سے مڑا ہی تھا کہ سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن میں سے ایک کیپٹن باہر نکل آیا۔ اس نے قریب آ کر بڑے زوردار انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کرنل صاحب فرما رہے ہیں کہ رجسٹر یہیں لے آیا جائے"۔ سپاہی نے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری جناب۔ آپ نے خود ہی تو یہ حکم دے رکھا ہے کہ تمام کام اصولوں پر ہو اور یہ اصول بھی آپ نے ہی بنایا ہے کہ یہاں پہنچنے والا ہر آدمی خود جا کر رجسٹر پر دستخط کرے گا"....... کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو کیپٹن۔ ہمیں تمہاری فرض شناسی اور اصول پسندی بے حد پسند آئی ہے"....... تنویر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور اچھل کر جیپ سے اترا اور فوجی انداز میں قدم بڑھاتا سائیڈ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ بھی کیپٹن ایلیسا"....... کیپٹن نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی نیچے اتری۔ فائل اس نے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ جیپ سے اتر کر وہ بھی فوجی انداز میں چلتی ہوئی کیبن کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ کیپٹن اب ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

پھر جیسے ہی جولیا دروازے پر پہنچی اس کیپٹن نے اچانک اس کے منہ پر ہاتھ مارا۔ جولیا بدک کر اچھلنے ہی لگی تھی کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن یک لخت کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا ہو۔ پھر جس طرح انتہائی سیاہ بادلوں میں بجلی کا جھماکا ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کا جھماکا ہوا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور پھر اسے ماحول سے شناسائی حاصل ہونے میں کچھ وقت لگ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا ہے"...... اس کے منہ سے انتہائی حیرت بھرے انداز میں نکلا۔ کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ ایک قدرتی غار کی دیوار کے ساتھ لکڑی کے کسی تختے کے ساتھ بندھی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کے دونوں بازو اور دونوں پنڈلیاں اس تختے میں نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں اور یہ تختہ شاید دیوار کے ساتھ کسی ہک سے نصب تھا۔ ساتھ ہی تنویر بھی موجود تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر سے اوپر کر کے تختے میں موجود کڑوں سے بندھے ہوئے تھے اور اسی طرح پیر بھی۔ البتہ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور ایک فوجی تنویر کی ناک سے کوئی شیشی لگائے ہوئے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ فوجی مڑا۔ اس نے بڑی زہریلی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا۔

"تم دونوں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ کرنل شیفرڈ اور کیپٹن ایلسیا تو پہلے سے ہی یہاں موجود تھے"۔ اس نوجوان نے طنزیہ لہجے میں کہا اور تیزی سے غار کے دہانے کی طرف مڑ

گیا اور جولیا کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اتفاقات کا یہ پہلو تو واقعی ان کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود نہ تھا اسی لمحے تنویر کی کراہ سنائی دی۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا اس کے ساتھ ہی جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ کیونکہ پہلے تنویر کی گردن ڈھلکے ہونے کی وجہ سے تنویر کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد اس نے جیسے ہی چہرہ موڑا۔ جولیا چونک پڑی۔ کیونکہ تنویر کا میک اپ ختم ہو چکا تھا اور اب وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔ البتہ کرنل کی یونیفارم بدستور اس کے جسم پر موجود تھی۔ تنویر کو اصل چہرے میں دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ اس کا میک اپ بھی صاف کر دیا گیا ہو گا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا ہے۔ اوہ تمہارا میک اپ"...... تنویر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا دونوں یہاں پہلے سے موجود تھے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ ہماری حقیقت کا انہیں علم ہو گیا"۔ جولیا نے جواب دیا تو تنویر بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ غار کے دہانے سے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے کہ آنے والوں میں سے ایک کرنل شیفرڈ ہے۔ کیونکہ اس کے میک اپ میں تنویر یہاں آیا تھا۔ کرنل شیفرڈ یونیفارم میں تھا جب کہ اس کے پیچھے چار مسلح فوجی تھے۔

"تم دونوں کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے لیکن تم

مجھے بتاؤ گے کہ تم نے میرا میک اپ اس قدر مکمل کیسے کر لیا۔ تم میں سے کون جانتا ہے مجھے"...... کرنل شیفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں جولیا اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کوئی غیر معروف آدمی تو نہیں ہو کرنل شیفرڈ"...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف آرہا ہے اس کے بعد تم سے بات ہو گی"...... کرنل شیفرڈ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک آدمی گہرے نیلے رنگ کے سوٹ میں اندر داخل ہوا اور جولیا اور تنویر دونوں اسے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ وہ کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ میجر ہیری تھا اور پہلے بھی کئی باران کا اس کے ساتھ واسطہ پڑ چکا تھا۔

"یہ سیکرٹ سروس میں شامل واحد لڑکی جولیا ہے اور یہ شاید تنویر ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ اس کا نام یہی ہو گا۔ بہر حال یہ دونوں ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اہم رکن ہیں اور عمران کے ساتھی ہیں"۔ میجر ہیری نے اندر آکر غور سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل شیفرڈ نے بتایا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف بن چکے ہو۔ ہماری طرف سے مبارک باد قبول کرو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تمہارا یہ خوشامدانہ انداز تمہیں میرے ہاتھوں سے بچا نہ سکے گا"...... میجر ہیری نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جیسے سیکرٹ سروس کے چیف میری جوتیاں صاف کرتے ہیں میجر ہیری۔ اس لئے زبان سنبھال کر بات کیا کرو"...... تنویر نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ جولیا کی توہین کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"کرنل شیفرڈ۔ ان سے کیا برآمد ہوا ہے"...... میجر ہیری نے تنویر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ساتھ کھڑے کرنل شیفرڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عام سے ریوالوروں کے علاوہ یہ ایک عجیب سی سنہرے رنگ کی پتی ملی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا چیز ہے"...... کرنل شیفرڈ نے جیب سے سنہری پتی نکال کر میجر ہیری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو واقعی کوئی نئی چیز ہے۔ کیا ہے یہ"...... میجر ہیری نے اس سنہری پتی کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اچانک جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ اس آدمی کی جیب سے ملی ہے۔ جسے تم تنویر کہہ رہے ہو"۔ کرنل شیفرڈ نے کہا۔

"مجھے راستے میں پڑی نظر آئی تھی۔ میں نے اٹھا کر جیب میں رکھ لی"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسی چیزیں کوئی راستے میں نہیں گراتا۔ یہ یقیناً کوئی ایسی چیز ہے۔ جو ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ اسے

فوراً لیبارٹری کے بڑے سائنسدان ڈاکٹر وائم کے پاس بھیج دیا جائے
وہ فوراً اس کا تجزیہ کر کے بتا دے گا کہ یہ کیا چیز ہے" .... میجر ہیری
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور قدم بڑھاتا غار کے
دہانے سے باہر نکل گیا۔

"اب تم دونوں بتاؤ گے کہ تمہارے باقی ساتھی کہاں موجود ہیں"۔
کرنل شیفرڈ نے میجر ہیری کے جانے کے بعد تنویر اور جولیا سے
مخاطب ہو کر کہا۔اس کے لہجے میں کھردرا پن اور سختی نمایاں تھی۔

"وہ اسرائیل کے صدر کے ساتھ بیٹھے چائے پی رہے ہوں گے"۔
تنویر نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"خاردار کوڑا لے کر آؤ۔میں دیکھتا ہوں کہ یہ کب تک اس انداز
میں بات کرنے کے قابل رہ سکتا ہے"۔کرنل شیفرڈ نے چیخ کر اپنے
پیچھے کھڑے مسلح افراد میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر یہاں کوڑا تو موجود نہ ہوگا۔کیوں نہ ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر
لے جایا جائے۔وہاں بلیک روم میں داخل ہوتے ہی یہ خود بخود زبان
کھول دیں گے" .... ایک مسلح کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔تمہاری تجویز درست ہے۔چلو انہیں اسی حالت میں
لے چلنے کا بندوبست کرو" .... کرنل شیفرڈ نے فوراً ہی اس کی تجویز پر
رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے مڑا اور غار سے
باہر نکل گیا۔

"تم بلیک روم میں پہنچ کر موت کی دعائیں مانگو گے .... مگر

موت کو بلیک روم میں داخلے کی اجازت نہیں ملے گی" .... کرنل
شیفرڈ نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر اس
غار سے باہر نکل گیا اور اس کے پیچھے اس کے باقی مسلح ساتھی بھی باہر
چلے گئے۔

"صورت حال خراب ہے تنویر۔ہمیں اب یہاں سے نکلنے کی کوئی
کوشش کرنی چاہیے" .... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے نکلنے کا بندوبست وہ خود کر رہے ہیں جولیا۔یہاں کی
نسبت ان کے ہیڈ کوارٹر جاتے ہوئے راستے میں فرار کا موقع یقیناً ہمیں
مل جائے گا" .... تنویر نے مطمئن سے لہجے میں کہا اور جولیا نے بھی
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دس منٹ بعد ایک بار پھر چند افراد اندر داخل ہوئے۔اس بار
آنے والا میجر ہیری تھا۔اس کے ساتھ چار سادہ لباس کے آدمی تھے۔

"ان کو لیبارٹری میں شفٹ کرنا ہے۔ڈاکٹر وائم ان سے فوری
ملاقات چاہتے ہیں۔لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ
ہیں۔ذرا سا موقع ملتے ہی یہ سچویشن بدل سکتے ہیں" .... میجر ہیری نے
اپنے ساتھ آنے والوں سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر" .... ان میں سے ایک نے کہا اور جولیا کی
طرف بڑھنے لگا۔اسی لمحے کرنل شیفرڈ دوبارہ اندر داخل ہوا۔اس کے
ساتھ آٹھ مسلح فوجی تھے۔

"میجر ہیری۔اچھا ہوا آپ آگئے۔میں ان دونوں کو اپنے ساتھ

ہیڈ کوارٹر لے جا رہا ہوں۔ تاکہ ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں اطمینان سے پوچھ گچھ کر سکوں اور اس پورے گروپ کو ختم کیا جا سکے"........ کرنل شیفرڈ نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری کرنل۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ڈاکٹر وائم نے لیبارٹری میں طلب کیا ہے۔ وہ سنہری پتی کوئی انتہائی جدید ترین ایجاد ہے اور ڈاکٹر وائم اس کی ابتدائی تحقیق پر ہی سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ ان سے اس کے بارے میں وہ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کو میں لیبارٹری میں شفٹ کر رہا ہوں اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیس ملٹری انٹیلی جنس کا نہیں ہے۔ یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ اس لئے آپ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں"۔ میجر ہیری نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری میں لے جا رہے ہیں۔ اوہ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس قدر خوف ناک دشمن ایجنٹوں کو لیبارٹری میں نہیں بھیجا جا سکتا۔ اگر ڈاکٹر وائم نے پوچھ گچھ ہی کرنی ہے تو وہ یہاں آکر بھی کر سکتے ہیں اور پھر یہ دونوں تو ایجنٹ ہیں۔ سائنسدان تو نہیں ہیں کہ اس کی ماہیت کے بارے میں ڈاکٹر وائم کو کچھ بتا سکیں"........ کرنل شیفرڈ نے دوسرے رخ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سوچنا میرا اور ڈاکٹر وائم کا کام ہے۔ آپ کا نہیں۔ اس لئے پلیز آپ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں"۔ میجر ہیری نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں"۔ کرنل شیفرڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ آنے والے بھی اس کے پیچھے ہی چلے گئے۔

"یہ تختے چٹانوں سے علیحدہ کر لو اور انہیں اسی طرح تختوں سمیت لے چلو"........ میجر ہیری نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"سر۔ یہ تختے چٹانوں میں نصب ہیں۔ علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ کیوں نہ ان دونوں کو بے ہوش کر دیا جائے پھر انہیں لیبارٹری میں آسانی سے پہنچایا جا سکتا ہے"........ اس آدمی نے جو جولیا کے تختے کے قریب کھڑا تھا مڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر جلدی کرو"........ میجر ہیری نے کہا اور اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ زبردستی جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ پھر یہی شیشی تنویر کی ناک سے لگائی گئی اور تنویر کے دماغ پر بھی تاریکی کی دبیز تہہ چڑھ گئی۔ پھر یہ دبیز تہہ اس وقت اتری جب تنویر کو اپنے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ اب غار کی بجائے ایک کمرے کی دیوار میں نصب لوہے کے کڑوں کے ساتھ بندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ جولیا کو بھی ہوش میں لایا جا رہا تھا۔ ایک آدمی اس کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ انجکشن لگانے کے بعد وہ مڑا اور کمرے کے

اکلوتے دروازے کی طرف بڑھ گیا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے جانے کے
فوراً بعد ہی جولیا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

"ہم لیبارٹری تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم نے یہاں سے آزاد ہونا ہے"۔
تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کوشش کرتی ہوں۔ شاید میرے ہاتھ ان آہنی کڑوں سے
پھسل کر نکل آئیں"....... جولیا نے سرہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
آہنی کڑوں کی گرفت سے ہاتھ آزاد کرانے کی کوشش شروع کر دی۔
لیکن کڑے اس قدر تنگ تھے کہ اس کی کلائیاں ان میں بری طرح
جکڑی ہوئی تھیں۔ تنویر نے بھی اپنے طور پر کوشش شروع کر دی۔
لیکن اس کی بھی ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں۔ اس نے جھٹکے
دے کر کڑوں کو دیوار سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ کوشش
بھی بے سود ثابت ہوئی اور ابھی وہ اپنی ان کوششوں میں مصروف
تھے کہ دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی ایک بوڑھا آدمی جس کا سر
درمیان سے گنجا تھا۔ مگر سر کی سائیڈوں میں سفید بالوں کی جھالر تھی
اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سفید رنگ کا اوور آل تھا۔ آنکھوں پر
سیاہ فریم کی نظر والی عینک تھی۔ اس کے پیچھے میجر ہیری تھا۔ وہ دونوں
تنویر اور جولیا کے سامنے رک گئے۔

"سنو۔ مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ تم سیکرٹ سروس
کے افراد ہو یا نہیں۔ مجھے اس سنہری پتی سے دلچسپی ہے۔ یہ میرے لئے
ایک نئی اور حیرت انگیز ایجاد ہے۔ ایسی ایجاد جس کے متعلق شاید

ابھی کسی سائنسدان نے سوچا بھی نہ ہو۔ میں اس کا تفصیلی تجزیہ کرنا
چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں تم لوگوں سے اس کے بارے میں
تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ میری بات سنو۔ میں اس لیبارٹری کا انچارج
ہوں۔ یہاں صرف میرا اختیار چلتا ہے۔ اگر تم مجھے اس کے بارے میں
تفصیل بتا دو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں یہاں سے باہر زندہ بھجوا دوں گا"۔
بوڑھے نے بلغم زدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ڈاکٹر وائم ہیں"....... تنویر کے بولنے سے پہلے جولیا نے اس
بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں ڈاکٹر وائم ہوں۔ سنیک سرکل لیبارٹی کا انچارج"۔
بوڑھے نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کی قابلیت کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے۔ ہم
ایجنٹ ضرور ہیں۔ لیکن ہم سائنسدانوں کی عزت کرتے ہیں۔ یہ
ٹھیک ہے کہ ہماری یہاں آمد کا مقصد صرف یہ جائزہ لینا تھا کہ یہاں
کے انتظامات کیسے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ توقع نہ تھی کہ یہاں حالات
ایسے ہو جائیں گے کہ آپ جیسے انتہائی شہرت یافتہ سائنسدان سے بھی
ہماری ملاقات ہو سکتی ہے۔ میں آپ کو اس سنہری پتی کے متعلق بتاتی
ہوں۔ یہ ہمارے ملک کے ایک سائنسدان کی ایجاد ہے۔ لیکن یہ ایجاد
ابھی تجرباتی مراحل میں ہے۔ پاکیشیا تو کیا، اس سائنسدان کے مطابق
روسیاہ۔ شوگران۔ گریٹ لینڈ اور ایکریمیا میں بھی ایسی لیبارٹری
نہیں ہے جس پر اس کی ریسرچ کی تکمیل کی جاسکے۔ اس سائنسدان

نے حکومت پاکیشیا کو بتایا کہ اسرائیل کی سنتھیک سرکل لیبارٹری ایسی ہے ۔ جہاں اس ایجاد کی فائنل ریسرچ ہو سکتی ہے چنانچہ حکومت پاکیشیا نے اس سلسلے میں ایک ایکشن پلان بنایا ۔ چنانچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ اسرائیل جا کر وہ سنتھیک سرکل کو ٹریس کر کے اس پر قبضہ کر لے ۔ تاکہ پاکیشیائی سائنسدان جس کا نام ڈاکٹر ارسلان ہے ۔ وہاں اس پر فائنل ریسرچ کر کے ایسا دفاعی ہتھیار تیار کر سکے ۔ جس کی تکمیل کے بعد پاکیشیا پوری دنیا پر حکومت کر سکے گا ۔ چنانچہ ہم اس مشن پر یہاں آئے ۔ ہمارے ساتھ ڈاکٹر ارسلان بھی ہیں ۔ اگر آپ ہمارے ساتھ معاہدہ کریں تو ہماری طرف سے یہ آفر ہے کہ ہم صرف یہاں اس ہتھیار کی جسے کوڈ میں گولڈن لیف کہا جاتا ہے ۔ کی فائنل ریسرچ کریں گے اور اس ریسرچ کے بعد ہم اس مکمل فارمولے کی ایک کاپی بھی یہاں چھوڑ جائیں گے اور خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ۔ لیکن اگر آپ نے ہمارے ساتھ معاہدہ نہ کیا تو پھر ہم آزاد ہیں کہ اس گولڈن لیف پر جس طرح چاہیں ریسرچ کر لیں ۔ اس کے جو نتائج بھی ہوں گے وہ پھر آپ کو اور اسرائیل کو بھگتنے پڑیں گے ۔ کیونکہ اس پر معمولی سی غلط ریسرچ کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ پورا اسرائیل ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے ۔ باقی رہے ہم ۔ تو یہ ہمارا اپنا کام ہے کہ ہم اپنے مشن کے سلسلے میں کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں "...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ڈاکٹر وائم سے بات کرتے ہوئے کہا اور تنویر اس دوران انتہائی حیرت بھری

نظروں سے جولیا کو دیکھتا رہا ۔

" یہ سب بکواس ہے ۔ ڈاکٹر وائم ۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں ۔ یہ صرف آپ کو چکر دینے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں آپ پلیز ان کی باتوں میں نہ آئیں "...... پاس کھڑے میجر ہیری نے جولیا کے خاموش ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا ۔

" آپ خاموش رہیں ۔ آپ صرف مارنا پکڑنا جانتے ہیں ۔ آپ کو سائنس کی ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ میں نے اس گولڈن لیف کا جو ابتدائی تجربہ کیا ہے اس نے مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حیرت سے دوچار کر دیا ہے ۔ ہماری اس لیبارٹری میں جس ہتھیار پر ریسرچ ہو رہی ہے ۔ وہ ہتھیار اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا "...... ڈاکٹر وائم نے سخت لہجے میں میجر ہیری سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ڈاکٹر ۔ آپ پلیز باہر چل کر میری ایک بات سن لیں اس کے بعد آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا "...... میجر ہیری نے اس بار نرم لہجے میں کہا ۔

" چلو "...... ڈاکٹر وائم نے اس طرح کاندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔ جیسے مجبوراً اس کی بات مان رہا ہو اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر چلے گئے اور کمرے کا دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا ۔

" مس جولیا ۔ یہ آپ آخر کیا کر رہی ہیں ۔ آپ کا اس سے مقصد کیا ہے "...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"سنو۔ اس وقت ہماری پوزیشن بے حد خراب ہے۔ ہم دونوں کو جس طرح بے بس کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہمارا یہاں سے زندہ بچ نکلنے کے امکان بے حد کم ہیں۔ بفرضِ محال ہم اگر کسی طرح یہاں سے نکل بھی جائیں تو وہ سنہری پتی پھر بھی ان وں کے پاس رہ جائے گی اور پھر اس کا واپس حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گیا۔ تو یقیناً پاکیشیا کی انتہائی بدقسمتی ہو گی۔ تم نے دیکھا نہیں کہ ڈاکٹر وائم جیسا سائنسدان کیسے اس سنہری پتی کے پیچھے پاگل ہو رہا ہے عمران نے ہمیں یہ پتی اس اعتماد کے ساتھ دی تھی کہ ہم اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ لیکن اب اگر ہم کسی طرح یہاں سے نکل بھی جائیں اور پتی ساتھ نہ لے جا سکیں۔ تو تم خود سوچو کہ عمران کی کیا حالت ہو گی۔ جو کچھ میں نے کیا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ اس میں میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم دونوں کے لئے بے پناہ ترغیب موجود ہے ڈاکٹر وائم اس فرضی ڈاکٹر ارسلان کو یہاں لانے میں پوری دلچسپی لے گا اور میجر ہیری کی یہ کوشش ہو گی کہ عمران اور ہمارے باقی ساتھی بھی کسی طرح خود بخود یہاں پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے یہ یہودی لوگ وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرنے کی بجائے اپنے مفادات پورا کرنے پر زیادہ یقین رکھتے ہیں"...... جولیا نے تفصیل سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ تو انتہائی گہری باتیں سوچ لیتی ہیں۔ اس قدر گہری بات کا تو میرے ذہن میں تصور بھی نہ تھا"...... تنویر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف طاقت سے ہر جگہ کام نہیں لیا جاتا۔ عقل بھی استعمال کرنی پڑتی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر عمران کا نام نہ لیا تھا۔ تاکہ تنویر بدک نہ جائے۔ ورنہ حقیقت یہی تھی کہ اس نے دراصل یہ سوچ کر یہ سب کچھ کہا تھا کہ اگر اس کی جگہ عمران ہوتا تو کیا ہوتا۔

اسی لمحے ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم حکومت کے علم میں لائے بغیر تمہارے ساتھ معاہدہ کر لیں۔ کیونکہ حکومت کبھی بھی اس معاہدے کو تسلیم نہ کرے گی۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم اسرائیل کے مفاد میں ہی یہ معاہدہ کر رہے ہیں۔ لیکن ہماری بھی شرائط ہوں گی"۔ ڈاکٹر وائم نے اندر داخل ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرمائیں"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تمہیں اپنے ساتھیوں اور ڈاکٹر ارسلان کو یہاں بلانا ہو گا اور جب تک اس گولڈن لیف پر ریسرچ مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک سوائے ڈاکٹر ارسلان کے تم سب لوگ یہاں پہاڑیوں میں میجر ہیری کی نگرانی میں رہو گے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر وائم تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ ہم حکومت کو یہ باور کرا دیں گے کہ تم سب واپس چلے گئے ہو۔ اس طرح حکومت

مطمئن ہو جائے گی"...... ڈاکٹر وائم نے کہا۔

"ہمیں آپ کی یہ شرائط منظور ہیں۔لیکن آپ کو شاید نہ بتایا گیا ہو کہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شیفرڈ جانتا ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں۔وہ تو ہمارے یہاں لیبارٹری میں لے آنے کی بھی مخالفت کر رہا تھا۔بلکہ اس نے میجر ہیری کو یہ دھمکی بھی دی تھی کہ وہ حکومت سے بات کرنے جا رہا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔اس نے وزیراعظم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔لیکن وزیراعظم صاحب کسی اہم کانفرنس میں مصروف ہیں اور وہ ابھی تک یہیں موجود ہے۔ڈاکٹر وائم اس سے بات کر سکتے ہیں۔وہ یقیناً ڈاکٹر وائم سے ملنے کے بعد ہماری طرح اس معاملے پر اپنی زبان بند رکھے گا"...... میجر ہیری نے کہا۔

"اگر آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں ڈاکٹر وائم۔تو ہمیں آپ کی شرائط منظور ہیں۔لیکن پہلے اس کرنل شیفرڈ کو یہاں بلا کر ہماری تسلی کرا دی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ساتھی معاہدے کے تحت یہاں آئیں اور حکومت کرنل شیفرڈ کی اطلاع پر انہیں گرفتار کر لے" ...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ میجر ہیری۔اسے یہاں بلا کر لاؤ"۔ڈاکٹر وائم نے میجر ہیری سے کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم قطعی بے فکر رہو۔میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر عمل کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہوں اور یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ صدر اور وزیراعظم

بھی میری بات نہیں ٹال سکتے"...... ڈاکٹر وائم نے میجر ہیری کے جانے کے بعد کہا۔

"ہمیں یقین ہے ڈاکٹر وائم۔لیکن پھر بھی تسلی ضروری ہے۔"جولیا نے جواب دیا اور ڈاکٹر وائم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ارباب پہاڑیوں سے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر دور درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود تھے۔ تنویر اور جولیا کو بھی پہلے سے ہی تیار کر کے ارباب پہاڑیوں پر بھجوایا گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ چھوڑ کر اچھا نہیں کیا وہ ایسا دشمن ہے کہ اس کا خاتمہ ضروری تھا"........ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ پھر ایسا دشمن اور ویسا دشمن۔ یہ کیسی قسمیں ہیں دشمنوں کی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے دیکھا نہیں کہ اس نے ہمارا سراغ کیسے کامیابی سے لگالیا تھا۔ اگر اس خفیہ پناہ گاہ کی حفاظت کے لئے الیکٹرونک آئی سسٹم نہ ہوتا تو ہمیں پتہ ہی نہ چلتا اور وہ ہمارے سروں پر آپہنچتے۔ ایسے دشمن کو زندہ چھوڑ دینا میرے نزدیک حماقت ہی ہے"........ صفدر نے اور

زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اسے دانا دشمن تسلیم کر رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اور وہ محاورہ تمہیں یاد نہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے اور جب میں نادان دوستوں کو بھی برداشت کرتا ہوں تو دانا دشمن کا خاتمہ کیسے کر سکتا ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے اعتراف ہے عمران صاحب کہ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا اور آپ نے وہاں جو ڈرامہ کیا۔ اس کی بھی سمجھ مجھے نہیں آئی۔ اب آپ کی مرضی۔ چاہے آپ ہمیں نادان دوست کہیں یا کچھ اور لیکن کم از کم ہمیں آپ اس سارے ڈرامے کا اور کرنل ڈیوڈ کو اس طرح زندہ چھوڑ دینے کا مقصد سمجھا دیں تاکہ ہماری ذہنی خلش تو دور ہو سکے"۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم تو واقعی سنجیدہ ہو رہے ہو"........ عمران نے چونک کر کہا۔

"میں ہی نہیں۔ ہم سب آپ کے اس ڈرامے کو نہیں سمجھ سکے۔ مس جولیا نے بھی آپ سے پوچھنا چاہا لیکن آپ مسلسل مذاق میں اسے ٹالتے آرہے ہیں۔ جب اعظم نے یہ اطلاع دے دی کہ مسلح افراد خفیہ طور پر خفیہ پناہ گاہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ان میں کرنل ڈیوڈ بھی

شامل ہے اور آپ نے جا کر الیکٹرونک آئی کے رسیونگ سیٹ پر اسے
چیک بھی کر لیا اور وہاں ایسا سسٹم بھی موجود تھا کہ اعظم وہیں
کھیتوں میں ہی ان سب کا آسانی سے خاتمہ کر دیتا۔ تو آپ نے فوری
طور پر وہاں بڑے کمرے میں ہم سب کی ڈمیاں تیار کر کے سرہانوں پر
چہرے بنانے اور وگیں لگانے اور پھر وہ اڈہ خالی کر کے باہر نکل جانے
اور آخر میں سوائے کرنل ڈیوڈ کے اس کے باقی سارے ساتھیوں کا
خاتمہ کر دینے کا کھیل کیوں کھیلا۔ اتنے لمبے چوڑے کھڑاگ کی آخر
ضرورت کیا تھی اور یہ بات بھی آپ جانتے ہیں کہ کرنل ڈیوڈ بہر حال
اس کمرے کا خفیہ راستہ تلاش کر کے وہاں سے نکل ہی جائے گا"۔
صفدر نے کہا۔

"میری بات سنو ...... میں نے محاورہ ویسے ہی نہیں دوہرایا میں
اس محاورے کا صدق دل سے قائل بھی ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ
کافرستان کا شاگل کئی بار میرے قابو میں آچکا ہے۔ لیکن میں نے ہر بار
اسے زندہ چھوڑ دیا۔ وجہ بھی میں بتا چکا ہوں کہ شاگل ذہنی طور پر جس
سطح کا آدمی ہے۔ وہ ہمارے لئے غنیمت ہے۔ اگر اس کا خاتمہ کر دیا
جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی ایسا آدمی لے لے۔ جو ہمارے
لئے مصیبت بن جائے۔ شخصیات کے خاتمے سے ادارے ختم نہیں ہو
جاتے۔ اسی طرح کرنل ڈیوڈ کے خاتمے سے جی۔ پی۔ فائیو ختم نہ ہو
جاتی۔ لیکن یہ ہو سکتا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی بجائے جو آدمی اس کی جگہ لیتا
وہ ہمارے لئے درد سر بن جاتا۔ کرنل ڈیوڈ کی نہ صرف ذہنی سطح بلکہ

اس کی کارکردگی کا انداز۔ اس کی نفسیات سب کچھ کا ہمیں بخوبی علم ہے
اور اس وجہ سے ہم یہاں اسرائیل میں کامیابیاں بھی حاصل کر لیتے ہیں
اس لئے کرنل ڈیوڈ کو دانستہ ختم کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ ویسے کسی
جھڑپ میں وہ مارا جائے تو اس کی قسمت۔ باقی رہی اس ڈرامے کی وجہ
تو اس کی بنیادی وجہ بھی صرف اس کرنل ڈیوڈ کو اس کے گروپ سے
علیحدہ کرنا تھا۔ ورنہ ویسے اگر فائر کھول دیا جاتا تو یقیناً کرنل ڈیوڈ کا بھی
ساتھ ہی خاتمہ ہو جاتا اور ظاہر ہے ابھی ہمارا مشن مکمل نہیں ہوا۔
ابھی ہم اسرائیل میں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ کے خاتمے کے بعد جی۔ پی۔ فائیو
کا نیا سربراہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا۔ اب بھی بات سمجھ میں آئی
ہے یا مزید وضاحت کروں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم، سوری۔ عمران صاحب۔ واقعی آپ انتہائی گہرائی میں
سوچتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم صنف کرخت میں شامل تھے۔ یہ
یکلخت کیا انقلاب آگیا کہ تم بیٹھے بیٹھے صنف نازک بن گئے ہو"۔
عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ...... یہ کوئی نیا مذاق ہے"...... صفدر نے چونک
کر کہا۔

"تم نے خود ہی کہا ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ یعنی میں سوری ہوں
حالانکہ تمہیں کہنا چاہئے تھا۔ آئی۔ ایم صفدر اور اتنا تو سب جانتے ہیں
کہ صفدر مذکر ہے۔ تو اس کی مؤنث صفدری یا اگر منہ بگاڑ کر کہا

جائے تو سوری بھی ہو سکتا ہے"....... عمران نے جواب دیا اور صفدر
کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔
"ویسے عمران صاحب۔جس طرح آپ نے وہاں خفیہ پناہ گاہ میں
حیرت انگیز ڈرامہ کیا تھا۔اس طرح میرے خیال میں تنویر اور جولیا کو
اربابہ پہاڑیوں میں اس طرح بھیجنا اور خاص طور پر وہ سنہری پتی دے
کر یہ بھی حیرت انگیز منصوبہ ہے۔فرض کیا کہ تنویر اور جولیا اپنے مشن
میں ناکام ہو جاتے ہیں۔تو کیا اس طرح وہ سنہری پتی ان لوگوں کے
قبضے میں نہ چلی جائے گی"......چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نعمانی نے
بات کرتے ہوئے کہا۔
"تو کیا ہوگا۔میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ سنہری پتی ان کے قبضے
میں چلی جائے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"لیکن اگر تنویر اور جولیا بھی ناکام ہو گئے تو"۔نعمانی نے کہا۔
"ظاہر ہے۔میری موجودگی میں وہ کامیاب کیسے ہو سکتے ہیں"
عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور چند لمحے تو کسی نے اس کی
بات کا جواب نہ دیا۔لیکن پھر یک لخت وہ سب ہنس پڑے۔
"آپ کا مطلب ناکامی سے وہ رقابت والا تھا"....... اس بار صفدر
نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے۔شہزادے کی موجودگی میں شہزادی اور جن کو کامیابی
کیسے مل سکتی ہے"....... عمران نے کہا اور اس بار سب کھل کر ہنس
پڑے۔

"میرا مطلب مشن کی ناکامی سے تھا"....... نعمانی نے ہنستے ہوئے
کہا۔
"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے یہ منصوبہ بندی کرتے وقت
دوسرے رخ کے بارے میں نہ سوچا ہوگا۔سنو۔جس انداز کی یہ
لیبارٹری ہے اور جس طرح کھل کر اس کی حفاظت کی جا رہی ہے۔اگر
ہم وہاں ریڈ کرتے تو زندگی بھر اس لیبارٹری میں داخل ہونا تو ایک
طرف وہاں تک پہنچنا بھی ہمیں نصیب نہ ہوتا اور اس کے ساتھ ہی
وہاں ذرا سی گڑبڑ ہوتے ہی اسرائیل اپنی پوری فوج بھی وہاں لا سکتا تھا
اور مجھے یقین ہے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کے اس نئے نظام میں جی
پی۔فائیو اور سیکرٹ سروس یا ان میں سے کوئی ایک تنظیم یقیناً شامل
ہو گی۔وہ لوگ ہمارے مقابلے میں عام فوجیوں کو لانے کا رسک
نہیں لے سکتے۔اب سنو۔اگر تو تنویر اور جولیا کامیاب ہو جاتے ہیں تو
پھر یہ منصوبہ اسی طرح مکمل ہو گا جس طرح میں نے بنایا ہے۔لیکن
اگر یہ ناکام ہو جاتے ہیں تو مجھے ان دونوں کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد
ہے کہ وہ بہرحال نکل آنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اس لئے میں
نے تنویر اور جولیا کو منتخب کیا ہے کہ عقل اور جذبات میں توازن
برقرار رہے۔اور پھر جذباتی تنویر جولیا کے ہی قابو میں آ سکتا ہے۔اس
صورت میں اگر وہ سنہری پتی وہیں رہ جاتی ہے۔تو تب بھی ہم اپنا مشن
مکمل کر سکتے ہیں۔کیونکہ اس سنہری پتی میں وہ خصوصیات بھی موجود
ہیں۔جن کا علم تم میں سے کسی کو نہیں اور اگر وہ وہاں نہیں رہتی اور

تنویر اسے واپس لے آتا ہے تو پھر کوئی نئی منصوبہ بندی سوچ لی جائے گی" .... عمران نے جواب دیا اور نعمانی اور صفدر دونوں نے سر ہلا دیئے۔

تنویر اور جولیا کو گئے ہوئے کافی دیر گزر گئی۔ وہ سب ان کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے اور ان کی نظریں جھنڈ سے نظر آنے والی کچھ دور موجود سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن سڑک خالی پڑی ہوئی تھی۔

"اتنی دیر میں تو انہیں واپس آ جانا چاہیئے تھا" .... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"ہاں عمران صاحب۔ اب تک تو ان کی بہرحال واپسی ہو جانی چاہیئے تھی۔ کافی دیر گزر گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور کیپٹن شکیل جا کر چیک کریں" .... صفدر نے کہا۔

"اگر اسی طرح تم ٹولیوں میں غائب ہوتے رہے۔ تو میں تمہارے چیف کو کیا جواب دوں گا۔ اس لئے کچھ دیر اور صبر کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی اور تجویز سوچیں گے" .... عمران نے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

اور پھر انہیں انتظار کرتے مزید ایک گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن تنویر اور جولیا کی واپسی نہ ہوئی تو عمران سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر شدید اضطراب اور بے چینی جیسے مجسم ہو کر رہ گئی۔

"میرا خیال ہے۔ اب مزید انتظار فضول ہے۔ وہ لوگ یقیناً کسی

حادثے کا شکار ہو گئے ہیں" .... عمران نے آخر کار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر" .... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا۔ اب ہمیں خود وہاں جانا ہو گا۔ چلو میک اپ وغیرہ کر لو اور فوجی یونیفارمز پہن لو" .... عمران نے کہا اور سب ساتھی وہاں موجود دو فوجی جیپوں کی طرف مڑ گئے۔ لیکن اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں اور ان آوازوں کو سنتے ہی عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کس کی کال ہے۔ تنویر اور جولیا کے پاس تو ٹرانسمیٹر ہی نہیں ہے" .... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جیب سے وہ مخصوص ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ وہ یہ ٹرانسمیٹر اس لئے ساتھ لایا تھا کہ اگر پوری ٹیم کو اس مشن پر کام کرنا پڑا تو ٹرانسمیٹر کام آ سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اس مخصوص ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا علم سوائے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اور کسی کو نہ تھا۔ حتیٰ کہ اعظم کو بھی نہ تھا۔ جس نے انہیں یونیفارمز۔ جیپیں اور ٹرانسمیٹر لا کر دیئے تھے۔ کیونکہ یہاں جھنڈ میں پہنچتے ہی عمران نے تمام ٹرانسمیٹروں پر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر دی تھی۔ عمران نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر سے جولیا کی آواز نکلی اور عمران اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر ایک بار پھر شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ جولیا

اپنے اصل لہجے اور آواز میں بات کر رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔ جولیا کالنگ عمران اوور"...... جولیا بار بار کال دے رہی تھی۔

"یس اوور"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں صرف یس کہا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"عمران۔ میں نے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر وائم اور سیکرٹ سروس کے چیف میجر ہیری کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا ہے۔ اس معاہدے کی تفصیلات کے مطابق گولڈن لیف پر ریسرچ کے لئے ڈاکٹر وائم ہمارے ساتھی سائنسدان ڈاکٹر ارسلان کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے اور یہ ریسرچ سنیک سرکل لیبارٹری میں ہی ہو گی۔ اس دوران میں۔ تنویر اور آپ سب ساتھی ارباب پہاڑیوں پر میجر ہیری اور اس کی سیکرٹ سروس کی نگرانی میں رہیں گے۔ اس معاہدے کو حکومت اسرائیل سے خفیہ رکھا جائے گا۔ جب گولڈن لیف پر ریسرچ مکمل ہو جائے گی تو معاہدے کے مطابق اس ریسرچ کی ایک کاپی ہمیں ڈاکٹر وائم کو بھی دینی ہو گی اور ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری سائنسدان ڈاکٹر ارسلان اور ہم سب کو خاموشی سے اسرائیل سے باہر نکال دینے کے پابند ہوں گے اور جتنا عرصہ یہ ریسرچ جاری رہے گی ڈاکٹر وائم جیسے عظیم سائنسدان نے ہماری زندگیوں کی مکمل ضمانت دی ہے۔ ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری میرے پاس موجود ہیں اور ڈاکٹر وائم سائنسدان ڈاکٹر ارسلان سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ انہیں

یقین آ جائے کہ گولڈن لیف واقعی ڈاکٹر ارسلان کی ایجاد ہے۔ ڈاکٹر وائم گولڈن لیف سے بے حد متاثر ہوئے ہیں اور اسے انتہائی حیرت انگیز اور انقلابی ایجاد قرار دے رہے ہیں۔ اوور"...... جولیا نے بڑے پرسکون لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس معاہدے کی ضرورت کیوں پڑ گئی ہے اوور"...... اس بار عمران نے بھی مطمئن اور پرسکون لہجے میں کہا۔

"میں اور تنویر یہاں انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے آئے تو کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا پہلے سے یہاں موجود تھے۔ چنانچہ ہم دونوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میجر ہیری اپنی سیکرٹ سروس سمیت یہیں لیبارٹری میں موجود تھا۔ گولڈن لیف تنویر کی جیب سے اس کی بے ہوشی کے دوران ہی نکال لی گئی اور میجر ہیری نے اسے ڈاکٹر وائم کے پاس پہنچا دیا۔ تاکہ ڈاکٹر وائم چیک کر سکیں کہ یہ کیا چیز ہے۔ اس کے بعد ہمیں بے ہوشی کے عالم میں لیبارٹری منتقل کر دیا گیا۔ وہاں ڈاکٹر وائم نے خود ہم سے رابطہ قائم کیا۔ چونکہ ہمارا اصل مقصد تو گولڈن لیف پر اس لیبارٹری میں ریسرچ کرنا ہی تھا۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر وائم سے معاہدے کی بات چیت کی اور ڈاکٹر وائم نے یہ شرط بتائی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اس وقت تک یہیں ارباب پہاڑیوں میں مقامی سیکرٹ سروس کی نگرانی میں رہیں گے۔ جب تک ڈاکٹر ارسلان ڈاکٹر وائم کے ساتھ مل کر لیبارٹری میں گولڈن لیف پر ریسرچ مکمل نہیں کر لیتے اوور"...... جولیا نے معاہدہ

کرنے کی وجہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ موجودہ صورت حال میں اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر وائم جیسے عظیم سائنسدان کی زبان پر ہمیں مکمل اعتماد ہے میں ڈاکٹر ارسلان کو بلاتا ہوں۔ تاکہ وہ ڈاکٹر وائم سے بات کر لیں۔ اوور"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر بدلے ہوئے لہجے میں بات شروع کر دی۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر ارسلان بول رہا ہوں اوور"...... عمران کے لہجے میں بے پناہ وقار تھا۔

"میں ڈاکٹر وائم بول رہا ہوں ڈاکٹر ارسلان۔ گولڈن لیف کی سائنسی ماہیت کے بارے میں کیا آپ کچھ ابتدائی معلومات مجھے مہیا کریں گے اوور"...... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی بوڑھا آدمی بول رہا ہو۔

"گولڈن لیف آپ کے پاس ہے ڈاکٹر وائم اور سنہیک سرکل لیبارٹری بھی اور آپ جیسے سائنسدان نے یقیناً اس کی ابتدائی چیکنگ بھی آسانی سے کر لی ہو گی۔ اس کے بعد ابتدائی معلومات پوچھنا میرے خیال میں آپ کی طرف سے ایک مذاق کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن اتنا بتا دوں ڈاکٹر وائم کہ گولڈن لیف آپ کے تصور سے بھی بعید آئیڈیا ہے اور اگر آپ نے اس پر تفصیلی ریسرچ بغیر میری مدد کے شروع کی تو پھر نتائج کے آپ ہی ذمہ دار ہوں گے۔ صرف ایک اشارہ کر دوں

کہ زیرو میگنم ریز کو اگر وائڈ رینج پر تھری فائیو پچ کے ساتھ مکس کر کے آگے بڑھایا جائے تو گولڈن لیف کی صرف ایک ابتدائی قوت سامنے آ جائے گی۔ اس سے آپ اس کی اصل اور بنیادی قوت کا اندازہ کر سکتے ہیں اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر ارسلان۔ آپ جیسے انتہائی صلاحیتوں کے حامل سائنسدان کے ساتھ مجھے اور میری ٹیم کو کام کر کے انتہائی مسرت ہو گی۔ آپ بے فکر ہو کر یہاں تشریف لے آئیں۔ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی مکمل حفاظت کی جائے گی اوور"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر وائم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر وائم۔ مجھے بھی آپ جیسے معروف سائنسدان کے ساتھ کام کر کے بے حد مسرت ہو گی۔ آپ مزید تفصیلات ہمارے گروپ انچارج علی عمران سے طے کر لیں اوور"...... عمران نے ڈاکٹر ارسلان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میجر ہیری بات کریں گے اوور"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر وائم کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس میجر ہیری اوور"...... چند لمحوں بعد میجر ہیری کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں میجر ہیری۔ پہلے تو میری اور میرے

ساتھیوں کی طرف سے سیکرٹ سروس کا چیف بننے کی مبارک باد قبول کرو۔ اب یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کرنل ڈیوڈ پر تمہارے چیف بننے پر کیا گزری ہو گی مگر اتنا جانتا ہوں کہ تم جم مارکر سے بہر حال اچھے چیف ثابت ہو گے۔ وہ اپنی حماقتوں سے وہاں تک پہنچ گیا تھا جہاں تک شاید قدرت کو بھی پسند نہیں تھا۔ اس لئے آج عبرت ناک حالت میں ہسپتال پڑا ہوا ہے اوور"...... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ سب یہاں ارباب پہاڑیوں پر آ جائیں۔ میں آپ کو پہلی چیک پوسٹ پر رسیو کروں گا اور آپ کو یہاں شایان شان حیثیت سے رکھا جائے گا۔ ڈاکٹر ارسلان کو لیبارٹری بھجوا دیا جائے گا اور آپ کی ساتھی مس جولیا اور تنویر کو وہاں سے بلا لیا جائے گا۔ آپ کب تک پہنچ جائیں گے اوور"...... میجر ہیری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"دو گھنٹے لگ ہی جائیں گے۔ لیکن آپ کے ساتھ ڈاکٹر وائم کو بھی پہلی چیک پوسٹ پر موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ معاہدہ ہی دراصل ڈاکٹر وائم کی ذمہ داری پر ہو رہا ہے اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ دو گھنٹے بعد ہم ڈاکٹر وائم سمیت پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے اوور"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میجر ہیری نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بٹن آف کر کے اس نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف

دیکھا۔

"یہ۔ یہ کیسا معاہدہ ہے عمران صاحب۔ یہ یہودی لوگ تو معاہدوں کی پرواہ نہیں کرتے"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے شاید جولیا کی بات غور سے نہیں سنی۔ اس نے واقعی بے پناہ ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے اور میں نے جولیا کو اسی لئے تنویر کے ساتھ بھیجا تھا۔ کیونکہ مجھے جولیا کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اگر تنویر اکیلا ہوتا یا تم میں سے کوئی اور اس کے ساتھ ہوتا۔ تو پھر اس معاہدے کی بجائے وہاں قتل وغارت کا بازار گرم ہو جاتا۔ لیکن جس انداز میں وہاں انتظامات کئے گئے تھے اس لحاظ سے نتیجہ بہر حال ہمارے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ لیکن جولیا نے ماحول کو دیکھتے ہی اپنی ذہانت سے ساری صورت حال کو اپنے حق میں کر لیا۔ فرضی ڈاکٹر ارسلان کا رول ڈال کر اس نے ڈاکٹر وائم کو یہ ترغیب دی کہ وہ اس سنہری پتی جسے شاید گولڈن لیف کا نام جولیا نے ہی دیا ہو گا۔ یہ مزید معلومات حاصل کر سکے اور میجر ہیری کو یہ ترغیب دی کہ پوری سیکرٹ سروس اس کے قبضے میں آ جائے گی اور جولیا کے اس ذہانت بھرے جال میں وہ دونوں ہی پھنس گئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا...... وہ شاید کھل کر جولیا کی ذہانت کا اعتراف پہلی بار کر رہا تھا۔

"میرا تو خیال ہے کہ وہ جال میں نہیں پھنس رہے۔ بلکہ ہم خود

جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔ آپ جس کو بھی ڈاکٹر ارسلان بنائیں گے وہ اسے لیبارٹری میں لے جائیں گے اور باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے "...... نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر میجر ہیری وہاں نہ ہوتا تو پھر میں بنا بنایا ڈاکٹر ارسلان تھا۔ لیکن اب صفدر کے چہرے پر میک اپ کر کے اسے ڈاکٹر ارسلان بنانا ہوگا۔ ضروری باتیں میں اسے بریف کر دوں گا۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ صدیقی میجر ہیری کے روپ میں کامیاب اداکاری کر سکتا ہے۔ پھر ارابہ کی پہاڑیاں ہمارے قبضہ میں آ جائیں گی۔ ادھر صفدر اندر جا کر ڈاکٹر وائم اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ گولڈن لیف کو اپنے قبضے میں کر لے گا۔ پھر صفدر کی کال پر ہم اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے اور لیبارٹری آسانی سے تباہ ہو جائے گی۔ اگر یہ معاہدہ نہ ہوتا تو ظاہر ہے گولڈن لیف بھی گئی تھی۔ جولیا اور تنویر کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ گئی تھیں اور ہمارا ارابہ پہاڑیوں پر موجود فوج کو ختم کر کے لیبارٹری تک پہنچنا۔ اس کا خفیہ راستہ تلاش کرنا بے حد دشوار ہو جاتا اور اس کے بعد اگر ہم اندر پہنچ بھی جاتے تو وہاں میجر ہیری اور سیکرٹ سروس والے بھی ہمارے استقبال کے لئے پہلے سے موجود ہوتے۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ جولیا نے کس ذہانت سے کام لیا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ واقعی مس جولیا نے بے پناہ ذہانت سے معاملات کو ڈیل کیا ہے۔ ویل ڈن "...... نعمانی نے بڑے

کھلے لہجے میں کہا۔

" آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ مس جولیا نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا ہے اور ان کی ذہانت کی وجہ سے ہمارے لئے اس لیبارٹری تک پہنچنا بے حد آسان ہو گیا ہے "...... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں نے دو گھنٹے اس لئے لئے ہیں کہ اب صورت حال بدل چکی ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر واپس اعظم کی اس خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنا ہے اور تبدیل شدہ صورت حال کے مطابق اب وہاں سے مزید خصوصی اسلحہ اور دوسرا سامان حاصل کر کے ہم نے ارابہ پہاڑیوں پر پہنچنا ہے۔ آؤ اب چلیں "...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ جب کہ باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے جیپوں میں سوار ہونے لگ گئے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی اونچی پشت کی کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی دونوں کہنیاں سامنے موجود میز پر ٹکی ہوئی تھیں اور اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام رکھا تھا اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایسا جواری ہے جو آخری بازی میں سب مال و متاع کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا کر ہار چکا ہو۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ نے آہستہ سے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں روشنی مدھم پڑ چکی تھی سر کے بال پریشان اور الجھے ہوئے تھے۔ وہ واقعی مایوس اور شکست خوردہ انسان دکھائی دے رہا تھا۔

"کم ان"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے برخلاف انتہائی مدھم سے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آپ نے مجھے یاد کیا ہے سر"...... نوجوان نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں کرنل ڈیوڈ کی حالت دیکھ کر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ ایسی نظروں سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی کرنل ڈیوڈ کے سامنے کھڑا ہے۔

"بیٹھو رابرٹ"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح مدھم لہجے میں کہا اور نوجوان خاموشی سے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ سیکرٹ سروس میں شامل ہونے والے سپیشل سیل گروپ کے نیلسن کے ساتھ تمہارا کوئی خصوصی تعلق ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے اور ہمارے درمیان کافی گہری دوستی بھی ہے"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت وہ کہاں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے سر۔ مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس اربابہ پہاڑیوں میں واقع حکومت کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں موجود ہے۔ سیکرٹ سروس کے ذمہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام لگایا گیا ہے۔ نیلسن نے وہاں جانے سے پہلے مجھے فون کیا تھا۔ کیونکہ آج رات اس کی اور میری ایک ہوٹل میں کھانے پر اپائنٹمنٹ تھی"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارباب پہاڑیاں"....... کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔ بڑی مشہور پہاڑیاں ہیں"........ رابرٹ نے کہا۔
"مجھے معلوم ہے"......... کرنل ڈیوڈ نے پہلی بار چمک کر غصیلے لہجے میں کہا اور رابرٹ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔
"تمہارا تعلق جی۔ پی۔ فائیو کے زیرو ون گروپ سے ہے ناں" کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"یس سر"....... رابرٹ نے جواب دیا۔
"اور زیرو ون گروپ کا کام اسرائیل کے حامی فلسطینی گروپوں میں اسلحہ تقسیم کرنا ہے"......... کرنل ڈیوڈ نے رک رک کر کہا۔
"یس سر"....... رابرٹ نے جواب دیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے کرنل ڈیوڈ کی ان حیرت انگیز باتوں پر شدید حیرت ہو رہی ہو۔ ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ تھا اور سربراہ بھی طویل عرصے سے اس لحاظ سے اسے یہ سب کچھ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بات رابرٹ کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔
"کیا تم کسی ایسے فلسطینی کی نشاندہی کر سکتے ہو۔ جس کا تعلق ابو عبداللہ گروپ سے انتہائی گہرا ہو"......... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
"نہیں سر۔ ابو عبداللہ گروپ تو انتہائی خفیہ رہتا ہے۔ اس کے اپنے ممبرز کو بھی شاید اس کے متعلق تفصیلات کا علم نہ ہو"۔ رابرٹ نے جواب دیا۔
"تو پھر بیٹھے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ دفع ہو جاؤ نانسنس"۔

کرنل ڈیوڈ نے یک لخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور رابرٹ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور مڑ کر دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک لمحے میں اس کمرے سے باہر نکل جانا چاہتا ہو۔ جب وہ باہر نکل گیا۔ تو کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔ لیکن چند لمحوں بعد سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"یس"....... کرنل یوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں"....... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ نے کہا۔
"بات کراؤ"....... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہیلو کرنل ڈیوڈ۔ میں کرنل شیفرڈ بول رہا ہوں"....... دوسرے لمحے کرنل شیفرڈ کی آواز رسیور پر سنائی دی۔
"یس کرنل شیفرڈ۔ فرمایئے"........ کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ نرم ہی تھا۔ کیونکہ بہرحال مد مقابل ملٹری انٹیلی جنس کا چیف تھا۔
"کیا آپ صدر مملکت سے براہ راست بات کر سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کرنل شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔
"صدر مملکت سے۔ ہاں۔ کیوں"........ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں خود آپ کے ہیڈکوارٹر آ رہا ہوں۔ ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ بھی ختم ہو گیا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شیفرڈ ہمارے ہیڈکوارٹر آ رہا ہے اسے احترام کے ساتھ میرے دفتر فوراً پہنچا دیا جائے"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور بغیر دوسری طرف سے جواب سنے اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف اس کا ریٹائرنگ روم تھا۔ جس کے ساتھ ڈریسنگ روم اور باتھ اٹیچ تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے پہلے غسل کیا۔ پھر ڈریسنگ روم میں جا کر اس نے لباس بدلا۔ بال سنوارے اور پوری طرح تیار ہو کر وہ اپنے دفتر میں آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ تازہ دم نظر آ رہا تھا۔ ابھی اسے وہاں پہنچے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس"....... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل شیفرڈ صاحب تشریف لائے ہیں"....... دوسری طرف سے مدھم سی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر وہ خود

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو کرنل شیفرڈ اپنی یونیفارم میں کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ تھا۔

"آیئے کرنل شیفرڈ"....... کرنل ڈیوڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کرنل شیفرڈ سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کرنل ڈیوڈ اسے ایک سائیڈ پر موجود صوفوں کی طرف لے آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک ریک سے خود ہی شراب کی بوتل اور دو جام اٹھا کر درمیان میز پر رکھے اور بوتل کھول کر دونوں جام بھر دیئے۔

"شکریہ کرنل ڈیوڈ"....... کرنل شیفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلی بار جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈکوارٹر آئے ہیں۔ اس لئے یہ میرے لئے مسرت کا موقع ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایک ایسی ایمرجنسی سامنے آئی ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔ وزیراعظم صاحب بے پناہ مصروف ہیں ان سے بات نہیں ہو سکی۔ تو مجھے خیال آیا کہ صدر مملکت سے بات کی جائے لیکن پروٹوکول کے مطابق میں براہ راست ان سے بات نہیں کر سکتا۔ ویسے میں نے ان کے ملٹری سیکرٹری سے بات کی تھی لیکن انہوں نے کہا ہے کہ صدر مملکت بے حد مصروف ہیں۔ ان سے تین روز سے پہلے بات نہیں ہو سکتی۔ اس پر مجھے آپ کا خیال آ گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہے اور آپ ٹاپ ایمرجنسی کی صورت میں صدر مملکت سے کسی بھی وقت بات کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں"....... کرنل شیفرڈ نے

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے وہ بات ملٹری سیکرٹری سے کہہ دینی تھی۔ وہ خود ہی صدر مملکت تک پہنچا دیتے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات ایسی ہے کہ سوائے صدر مملکت یا پرائم منسٹر کے میں کسی اور سے نہیں کر سکتا"...... کرنل شیفرڈ نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کیا بات ہے۔ فرمایئے۔ میں آپ کی بات ابھی صدر مملکت تک پہنچا دیتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"یہ بات میں براہ راست صدر مملکت سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری ان سے بات کرا دیجئے"...... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

"اوہ نہیں کرنل۔ مجھے بھی صدر مملکت سے بات کرنے کی صرف اس صورت میں اجازت ہے کہ معاملہ ٹاپ ایمرجنسی ہو اور جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ واقعی وہ معاملہ ٹاپ ایمرجنسی ہے۔ میں کیسے صدر سے بات کر سکتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کو تلاش کر رہے ہیں ناں"۔ کرنل شیفرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"بس اسی سلسلے میں صدر سے بات کرنی ہے۔ میجر ہیری اور ڈاکٹر

وائم مل کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے معاہدہ کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے بھی اس معاہدے میں شامل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ جس پر ڈاکٹر وائم نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے کسی کے سامنے اس بارے میں زبان کھولی تو وہ اپنے اختیارات بروئے کار لا کر مجھے ڈسمس کرا دیں گے اور آپ شاید یہ نہ جانتے ہوں کہ ڈاکٹر وائم کی بات پرائم منسٹر اور صدر مملکت دونوں ہی نہیں ٹال سکتے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ بات براہ راست پرائم منسٹر یا صدر مملکت سے کروں"...... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

"کیسا معاہدہ اور یہ ڈاکٹر وائم کون ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ اسرائیل کی سب سے خفیہ اور بڑی لیبارٹری سنٹیک سرکل کے انچارج ہیں"...... کرنل شیفرڈ نے جواب دیا۔

"اور یہ لیبارٹری ارابہ پہاڑیوں میں واقع ہے اور میجر ہیری سیکرٹ سروس کے ساتھ وہاں موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل شیفرڈ نے اس بار زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے معاہدے کی تفصیل نہیں بتائی"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میں صدر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ آپ پلیز میری بات کرا دیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسرائیل کسی بہت بڑے نقصان سے

دوچار ہو جائے"...... کرنل شیفرڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آیئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود اپنی میز کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل شیفرڈ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلتا ہوا میز کے قریب پہنچ گیا۔

"تشریف رکھیئے"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل شیفرڈ خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پریذیڈنٹ ہاؤس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ آف جی۔ پی۔ فائیو صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری جناب۔ صدر صاحب ایک سائنس کانفرنس کی صدارت کرنے گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی شاید رات کو کسی وقت ہو سکے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل شیفرڈ کا چہرہ بھی مایوسی سے لٹک گیا۔

"کرنل شیفرڈ۔ میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔ آپ کھل کر مجھے سب کچھ بتا دیجئے اور یقین کیجئے کہ یہ سب کچھ آپ کے کریڈٹ میں ہی

جائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں ہے"۔ کرنل شیفرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ارباب پہاڑیوں میں اپنی سیکرٹری کے ساتھ جانے اور پھر اچانک اطلاع ملنے کہ کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلیسیا فرسٹ چیک پوسٹ پر موجود ہیں سے لے کر ان کی گرفتاری ان کے میک اپ کی صفائی۔ ان کی جیب سے سنہرے رنگ کی پتی کے نکلنے اور پھر میجر ہیری کی مداخلت اور اس کے بعد ان دونوں کا لیبارٹری میں لے جانے اور آخر میں میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم کا اسے سمجھانا کہ وہ انہیں معاہدے کا چکر دے کر پوری سیکرٹ سروس کو یہاں بلا کر ان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ پوری تفصیل بتا دی اور کرنل ڈیوڈ کا چہرہ تفصیل سننے کے ساتھ ساتھ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"تو آپ واپس آ گئے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا۔ میں نے سوچا تھا کہ فوری طور پر واپس جا کر پرائم منسٹر سے بات کروں گا۔ لیکن باوجود کوشش کے بات ہی نہ ہو سکی"۔

کرنل شیفرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر ہو جائیں۔ آپ کی بات صدر مملکت اور وزیراعظم تک آپ کے حوالے سے ہی پہنچے گی۔ اس کے بعد وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے

تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ شکریہ۔ اب میں چلتا ہوں۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ کم از کم میرا خدشہ اعلیٰ حکام تک پہنچ جائے گا"...... کرنل شیفرڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل ڈیوڈ بھی اٹھا اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ اسے خود باہر پورچ میں موجود اس کی سرکاری جیپ تک چھوڑنے کے لئے آیا۔ جب کرنل شیفرڈ چلا گیا تو کرنل ڈیوڈ واپس بھاگتا ہوا اپنے دفتر آیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو۔ ریڈ ایمرجنسی کی بات ہے۔ فوراً ریڈ لائن پر میری صدر سے بات کرائیں۔ فوراً"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ کیونکہ ریڈ ایمرجنسی کا مطلب تھا کہ پوری مملکت اسرائیل کا وجود ہی خطرے کی زد میں ہے۔

"ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ۔ کیا بات ہے۔ کیا ریڈ ایمرجنسی ہے"۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر۔ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شیفرڈ نے ابھی مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے کہ اگر اس کا فوری تدارک نہ کیا گیا تو اربابہ پہاڑیوں

میں واقع سنیک سرکل لیبارٹری تباہ ہو جائے گی"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا بات بتائی ہے۔ جلدی بتاؤ۔ یہ تو انتہائی وحشت ناک خبر ہے"...... صدر مملکت اور زیادہ پریشان ہو گئے اور کرنل ڈیوڈ نے کرنل شیفرڈ کی بتائی ہوئی تفصیل کو اس طرح توڑ موڑ کر بتایا کہ سارا الزام میجر ہیری پر چلا جاتا تھا۔

"وری بیڈ۔ رئیلی وری بیڈ۔ یہ میجر ہیری پاگل تو نہیں ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ۔ فوراً وہاں ریڈ کرو اور اس لیبارٹری کو بچاؤ فوراً"۔ صدر مملکت نے چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"جاؤ جاؤ۔ چاہے میجر ہیری کو گولی کیوں نہ مارنی پڑے۔ مار دو لیکن سنیک سرکل لیبارٹری کو ہر صورت میں محفوظ رہنا چاہئے اور مجھے فوراً رپورٹ دو"۔ صدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنیک سرکل کی تباہی کی بات ہی ایسی تھی کہ انہیں اپنے وقار اور عہدے کا بھی خیال ہی نہ رہا تھا۔

"یس سر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن دبا کر اس نے اپنے ایکشن گروپ کے چیف میجر رالف کو ہیلی کاپٹر تیار کرنے اور اربابہ پہاڑیوں پر فل ریڈ کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

اس کا لہجہ انتہائی پرجوش تھا۔ وہ اب واقعی اپنے اصل روپ میں واپس آ
چکا تھا۔ کیونکہ صدر مملکت نے اسے ایسا اختیار دے دیا تھا کہ جس کی
مدد سے وہ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح چاہتا کرش کر
سکتا تھا اور اس طرح بیٹھے بٹھائے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں
کے خاتمے کا بھی کریڈٹ مل رہا تھا۔ حالانکہ جب عمران نے اسے اس
تہہ خانے میں بند کیا تھا اور وہ دو تین گھنٹوں کی کوشش کے بعد اس کا
خفیہ راستہ تلاش کر کے اور وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو سکا تھا
اور باہر موجود میجر ٹاڈ اور دوسرے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس پر
واقعی شدید ڈپریشن کا دورہ پڑ گیا تھا اور یہ اسی دورے کا ہی نتیجہ تھا کہ
اپنے ہیڈ کوارٹر صحیح سلامت پہنچ جانے کے باوجود وہ انتہائی مایوس اور
دل شکستہ بیٹھا رہا تھا۔ کیونکہ جو کچھ اس کے ساتھ گزری تھی۔ اس سے
اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ کچھ بھی کرے۔ وہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اب کرنل شیفرڈ کی اطلاع اور
صدر مملکت کی طرف سے مکمل اور کھلا اختیار ملنے سے اس کا سارا
ڈپریشن یک لخت دور ہو گیا تھا اور اب اسے اپنی کامیابی واضح اور یقینی
نظر آ رہی تھی۔

" تم نے درست طور پر سارے انتظامات کر لئے ہیں ناں۔ ان
لوگوں کو کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے" .... ڈاکٹر وائم نے میجر
ہیری سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر وائم۔ میں اس گروپ سے اچھی طرح
واقف ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جس طرح ہم انہیں چکر دے کر
یہاں لے آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی یہاں پہنچ کر
ہم پر قابو پانے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا سوچ کر ہی آئیں گے اور
میں نے اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر تمام انتظامات کئے ہیں"۔ میجر
ہیری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
" یہ ساری باتیں تم جانو اور تمہارا کام۔ میں تو صرف اتنا چاہتا
ہوں کہ جب تک وہ ڈاکٹر ارسلان لیبارٹری میں نہ پہنچ جائے۔ انہیں
کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے۔ اس کے بعد میں جانوں اور ڈاکٹر

ارسلان اور پھر مجھے قطعی پرواہ نہ ہو گی کہ باہر ان کے ساتھ تم کیا کرتے ہو"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ دونوں اس وقت لیبارٹری کے ہی ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد میں کچھ دیر باقی تھی۔

"ایک بات اور میرے ذہن میں آئی ہے ڈاکٹر وائم" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک میجر ہیری نے چونک کر بولتے ہوئے کہا۔

"کیسی بات"...... ڈاکٹر وائم نے بھی چونک کر پوچھا۔

"جناب مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں یہ ڈاکٹر ارسلان کوئی فرضی شخصیت نہ ہو۔ انہوں نے لیبارٹری کے اندر گھسنے کے لئے یہ نیا پلان نہ بنایا ہو"...... میجر ہیری نے کہا۔

"نانسنس۔ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ڈاکٹر وائم احمق ہوں۔ پاگل ہوں۔ کیا میں نے اس ڈاکٹر ارسلان سے ابتدائی بات نہیں کی تھی۔ کیا اس سے میری سائنسی بات نہیں ہوئی تھی۔ جو بات اس نے کی تھی اس کی اہمیت ایک سائنسدان ہی سمجھ سکتا ہے۔ کیا کوئی عام آدمی سائنس کے ایسے گہرے اور ایڈوانس آئیڈیے پر بات کر سکتا ہے"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں جناب۔ جو کچھ میں اس عمران کے بارے میں جانتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے۔ وہ عمران کوئی عام سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہے۔ اس نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اور اس کے

ساتھ ساتھ وہ لہجہ اور آواز بدل کر بات کرنے کا بھی ماہر ہے اور ارسلان اور عمران نام دونوں ہم وزن ہیں"...... میجر ہیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ ایجنٹ اور سائنس اور ڈاکٹریٹ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی سائنسدان تو سیکرٹ ایجنٹ بننے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا"۔ ڈاکٹر وائم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے۔ لیکن عمران اس بات سے مستثنیٰ ہے۔ وہ انتہائی شاطر دماغ کا مالک ہے۔ اب تو مجھے خیال آرہا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر یہ سنہری پتی اپنے آدمیوں کے ہاتھ بھجوائی ہو گی۔ تاکہ کسی طرح وہ آپ تک پہنچ جائے اور پھر اس کی وجہ سے وہ یا اس کا کوئی ساتھی لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے"۔ میجر ہیری نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے۔ کھل کر بات کرو"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ اس سنہری پتی پر ریسرچ خود کر لیں اور ان میں سے کسی کو ساتھ نہ لے جائیں۔ یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے کسی اور لیبارٹری میں لے جائیں"۔ میجر ہیری نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہاری دونوں باتیں ہی ناقابل عمل ہیں۔ گولڈن لیف کو جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ انتہائی ایڈوانس ایجاد ہے اور انتہائی خطرناک بھی

ہے۔ اس لئے اگر اس کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں تو ہم اس پر مزید ریسرچ کر کے اس سے ایسا دفاعی ہتھیار تیار کر سکتے ہیں کہ پوری دنیا اگر اسلحہ لے کر ہم پر چڑھ دوڑے تو ہمارا بال بھی بیکا نہ ہو سکے بلکہ اس کی مدد سے ہم پوری دنیا کے اسلحے کو بھی ناکارہ کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ان لوگوں کے یہاں پہنچنے کے بعد انہیں اس طرح قابو میں کر لو کہ وہ ہمارے لئے خطرناک نہ بن سکیں اور پھر ہم ان میں سے جو ڈاکٹر ارسلان ہو یا عمران جس کو تم سائنسدان کہہ رہے ہو۔ اس پر تشدد کر کے اس سے بنیادی معلومات حاصل کر لیں۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ بھی ختم ہو جائے گا"۔ ڈاکٹر وائم نے کہا۔

"آپ کی تجویز درست ہے جناب۔ ان لوگوں کو واقعی فوری طور پر بے ہوش کرنا پڑے گا۔ لیکن وہ انتہائی شاطر دماغ لوگ ہیں۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو پھر سب کچھ خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسی گیس مل جائے جو فوری طور پر اثر کر سکے تب کام ہو سکتا ہے اور یہ کام اگر ہو تو باہر فرسٹ چوکی پر ہی ہونا چاہئے"۔ میجر ہیری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسی گیس تو مل سکتی ہے۔ لیکن پھر تو وہاں موجود سب افراد ہی بے ہوش ہو جائیں گے۔ میرا مطلب ہے۔ میرے اور تمہارے ساتھ سب افراد۔ جو بھی وہاں موجود ہوں گے"....... ڈاکٹر وائم نے کہا۔

"اس کا بندوبست تو ہو سکتا ہے۔ فرسٹ چوکی کے ساتھ جو کیبن

ہے وہ دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ایک چھوٹا کمرہ اور دوسرا بڑا۔ ہم بڑے کمرے میں ان کا استقبال کریں گے۔ جب کہ میں اپنے ایک آدمی کو گیس ماسک پہنا کر اس چھوٹے کمرے میں چھپا دوں گا۔ جیسے ہی میں مخصوص اشارہ کروں گا وہ گیس فائر کر دے گا۔ جب سب بے ہوش ہو جائیں گے تو وہ مجھے اور آپ کو اس گیس کے توڑ کی مدد سے دوبارہ ہوش میں لے آئے گا۔ ہماری وہاں موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں کو کسی طرح کا شک نہ پڑے گا"....... میجر ہیری نے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں اس گیس کا ایک بڑا کیپسول اور اس کا تریاق دے دیتا ہوں۔ باقی انتظام تم خود کر لینا"۔ ڈاکٹر وائم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر ہیری بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ گولڈن لیف اسرائیل کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اس لئے جب تک اس کے متعلق بنیادی معلومات میں حاصل نہ کر لوں۔ تم نے ان میں سے کسی کو ہلاک نہیں کرنا۔ سمجھ گئے"۔ ڈاکٹر وائم نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایک بار وہ بے بس ہو جائیں۔ پھر آپ چاہیں جس طرح پوچھ گچھ کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"۔ میجر ہیری نے کہا اور ڈاکٹر وائم اثبات میں سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ میجر ہیری بھی اس کے پیچھے تھا۔

صفدر پر عمران نے ایسا میک اپ کیا تھا کہ وہ واقعی کوئی ادھیڑ عمر پاکیشیائی سائنس دان نظر آتا تھا۔جب کہ عمران اور باقی ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے اور ان کے جسموں پر عام لباس تھے۔

"عمران صاحب۔آپ نے اس پہلو پر سوچ لیا ہے کہ اگر پہلی چوکی پر ہی ہم پر فائر کھول دیا گیا یا ہمیں اچانک بے ہوش کر دیا گیا تو پھر"۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فائر کھولنے والی بات تو البتہ خطرناک ہے۔جب کہ بے ہوشی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اب تک ہم اتنی مرتبہ بے ہوش ہو چکے ہیں کہ اب بے ہوشی نشہ بن گی ہے۔اگر دو چار روز کوئی ہمیں بے ہوش نہ کرے تو جسم ٹوٹنے لگ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا خیال ہے۔اگر واقعی کسی طرح ہمارے بے ہوش ہونے کی

گنتی کی جائے تو شاید عالمی ریکارڈ قائم ہو جائے"...... صفدر نے کہا اور سب ہنس پڑے۔

"لیکن یہ بے ہوشی اس بار موت میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"فکر مت کرو کیپٹن شکیل۔میں نے پہلے سے ہی اس پہلو پر سوچ رکھا ہے۔میجر ہیری سے واقعی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہمیں پہلی چوکی پر ہی بے ہوش کر دے۔لیکن بے ہوشی کے دوران وہ ہمیں گولی نہیں ماریں گے۔کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر وائم کو اس گولڈن لیف کے سلسلے میں سب کچھ جان لینے کا بے پناہ اشتیاق ہو گا۔بحیثیت ایک سائنسدان میں اس کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے صفدر پر اس طرح کا میک اپ کیا ہے کہ اسے دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہی ڈاکٹر ارسلان ہے اور ڈاکٹر وائم کی دلچسپی زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر ارسلان تک ہی محدود ہو گی۔وہ اسے زندہ تو رکھ سکتے ہیں۔باقی کو تو گولی مار دینے میں انہیں کوئی تامل نہ ہو گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس بار صفدر نے بھی اثبات میں سر ہلا کر اس کی بات کی تائید کر دی۔

"چلو ایک تو زندہ رہے گا۔کم از کم ہمارے مزارات بنوانے کا بندوبست تو کر دے گا"...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تم فکر نہ کرو کیپٹن شکیل۔ عمران صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ذہن دیا ہے کہ یہ ہر پہلو کا پہلے سے خیال رکھتے ہیں۔ اس بارے میں لازماً انہوں نے کچھ نہ کچھ سوچ رکھا ہوگا"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن شاید پہلی بار ایسا ہو رہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اپنے دشمنوں کے حوالے کرنے جا رہے ہیں اور دشمن بھی ایسے جو کسی اخلاقی اصول کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ہمیں روانہ ہونے سے پہلے ہر امکانی پہلو پر غور کر لینا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے اس پہلو کا بندوبست پہلے ہی کر لیا ہے۔ یہ دیکھو یہ شیشی۔ اس میں ٹانورم نامی دوا کی انتہائی طاقت کی دو گولیاں موجود ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال کے بعد آدھے گھنٹے تک دنیا کی طاقتور سے طاقتور گیس یا دوا آدمی کو بے ہوش نہیں کر سکتی۔ ان گولیوں کو عام طور پر اس لئے استعمال نہیں کیا جاتا کہ ان کا خاصا سخت سائیڈ افیکٹ ہوتا ہے۔ ان کے استعمال کے بعد انسانی ذہن پر کسی گیس یا دوا کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب تک اس کا اثر رہتا ہے انسان کا اعصابی نظام بہت زیادہ سست ہو جاتا ہے۔ بس یوں سمجھو کہ اس کی حرکات سلو موشن بن جاتی ہیں۔ اس لئے یہ دو گولیاں صرف میں استعمال کروں گا۔ تاکہ اگر واقعی ہمیں بے ہوش کر دیا جائے تو پھر میں موقع محل دیکھ کر حرکت میں آسکوں۔ میں سلو موشن میں بھی کچھ نہ کچھ کر ہی لوں گا"۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل اور باقی ساتھیوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھ کر ارباب پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ سائیڈ سیٹ پر صفدر اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل۔ نعمانی اور خاور تھے۔ جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی اور اس کے ساتھ چوہان بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر اکیلا صفدر تھا۔ ان میں سے کسی کے پاس بھی اسلحہ نہ تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ اسلحہ ساتھ لے کر گئے تو سارا اسلحہ ان سے پہلی چوکی پر ہی لے لیا جائے گا۔ اس لئے انہوں نے اسلحہ لے جانے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔

کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں تقریباً چالیس منٹ بعد ارباب پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ گئیں اور پھر انہیں دور سے ہی پہلی چوکی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کی اور جیب سے وہ شیشی جو اس نے ساتھیوں کو دکھائی تھی نکالی اور ایک ہاتھ سے اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اندر موجود دونوں گولیاں اپنے حلق میں ڈالیں اور خالی شیشی کو کار سے باہر اچھال دیا۔ صفدر اور دوسرے ساتھی خاموش بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد دونوں کاریں پہلی چوکی پر پہنچ کر رک گئیں۔ سائیڈ پر ایک بڑا سا کیبن تھا۔ جس کے باہر انہیں دور سے ہی میجر ہیری ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ کھڑا نظر آ گیا۔ دو مسلح فوجی بھی ان کے ساتھ

موجود تھے۔ عمران نے کار روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ لیکن صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے دیکھا کہ عمران کی حرکات سست تھیں۔ گو وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی بنا پر اپنے آپ کو حتی الوسع نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس میں وہ پھرتی اور چستی بہرحال مفقود تھی۔ جو اس کا خاصا تھا۔ صفدر اور دوسرے ساتھی بھی نیچے اترے۔ اسی لمحے میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم تیزی سے آگے بڑھے۔

" مجھے ڈاکٹر وائم کہتے ہیں۔ میں آپ سب حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں "...... اس بوڑھے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" میجر ہیری مجھے جانتے ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری دونوں سے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تعارف اپنے ساتھیوں سے کرایا۔ صفدر کا تعارف ڈاکٹر ارسلان کے نام سے کرایا گیا تھا اور ڈاکٹر وائم نے صفدر کے ساتھ انتہائی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

" آیئے صاحبان۔ ہم نے یہاں آپ کے استقبال کے لئے چائے کی ایک چھوٹی سی پارٹی کا انتظام کیا ہوا ہے "...... ڈاکٹر وائم نے کہا اور کیبن کی طرف مڑ گیا۔ کیبن میں واقعی دو بڑی میزیں لگائی گئی تھیں۔ جن پر چائے کے برتن اور خوردونوش کی دوسری چیزیں موجود تھیں۔

" ڈاکٹر ارسلان۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ آپ نے میرے وعدے پر اعتبار کر لیا اور یہاں تشریف لے آئے۔ آپ نے گولڈن

لیف کی صورت میں جو آئیڈیا تخلیق کیا ہے۔ اس نے آپ کی عظمت کے نقوش میرے ذہن پر ثبت کر دیئے ہیں "...... ڈاکٹر وائم نے مسکراتے ہوئے ساتھ کھڑے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ شاید پہلا موقع ہے کہ ہم میجر ہیری کے ساتھ اس دوستانہ ماحول میں موجود ہیں اور یہ سب کچھ اس گولڈن لیف کی وجہ سے ہوا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دو مسلح فوجی جو میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ پیالوں میں چائے ڈالنے میں مصروف تھے کہ اچانک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کوئی چیز اڑتی ہوئی اس دروازے سے آئی اور میز سے ٹکرا کر ایک ہلکے سے دھماکے سے پھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی کیبن میں موجود سب افراد میجر ہیری۔ ڈاکٹر وائم اور ان دونوں مسلح فوجیوں سمیت اس طرح لڑکھڑا کر نیچے گرے۔ جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان سب کے جسموں سے اچانک روح نکال دی ہو۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے سب کو گرتے ہوئے دیکھا۔ مگر اسے یہ دیکھ کر شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ خود میجر ہیری۔ ڈاکٹر وائم اور وہ دو مسلح فوجی جو میجر ہیری کے ساتھ تھے وہ بھی بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو اس دروازے میں جس میں سے وہ کیپسول پھینکا گیا تھا ایک سایہ سا نظر آیا تو اس نے فوری طور پر اپنے جسم کو ڈھیلا کیا اور پھر وہ بھی فرش پر اس طرح گر گیا جیسے وہ بے ہوش ہو چکا ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک فوجی کو دیکھا جس نے منہ پر گیس

ماسک لگا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ جس میں سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے گیس ماسک اتار کر ایک طرف رکھا اور سب سے پہلے میجر ہیری کے بازو میں محلول انجکٹ کیا اور پھر وہ ڈاکٹر وائم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر وائم کے بعد اس نے ان دونوں فوجیوں کو بھی انجکشن لگایا جو میجر ہیری کے ساتھ تھے اور پھر مڑ کر کیبن سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد میجر ہیری کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے بیٹھے بیٹھے اپنے سر کو بار بار جھٹکے دیئے اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر وائم اور آخر میں وہ دونوں فوجی بھی ہوش میں آگئے اور عمران اب ساری صورت حال کو سمجھ گیا کہ ہر قسم کا شک مٹانے کے لئے انہوں نے خود بھی بے ہوش ہو جانا قبول کر لیا تھا۔

"اب انہیں اٹھا کر لے چلو میجر ہیری"...... ڈاکٹر وائم نے ہوش میں آتے ہی میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اس ڈاکٹر ارسلان کو لے کر لیبارٹری میں جائیں میں ان باقی افراد کو پہاڑیوں میں لے جاتا ہوں"...... میجر ہیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں مسلح فوجیوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"نہیں۔ پہلے تم ان سب کو لیبارٹری پہنچاؤ۔ تاکہ میں انہیں ہوش میں لا کر ان سے گفتگو کر کے یہ معلوم کر سکوں کہ گولڈن لیف کا اصل خالق کون ہے۔ تم نے عمران کے سائنسدان ہونے کی بات کر

کے میرے ذہن میں خدشہ پیدا کر دیا ہے"...... ڈاکٹر وائم نے سخت لہجے میں کہا۔

"ان لوگوں کو لیبارٹری میں لے جانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر وائم یہ لوگ جو آپ کو اس وقت انتہائی بے بسی کے عالم میں پڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ یہ دنیا کے سب سے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ان کی وجہ سے اب تک اسرائیل کو اس قدر نقصان پہنچ چکا ہے کہ شاید آپ اس کا تصور بھی نہ کر سکیں"...... میجر ہیری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری کی حفاظت کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں میجر ہیری۔ وہ تم نہیں جانتے۔ اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی ہو گا"۔ ڈاکٹر وائم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری ڈاکٹر وائم۔ میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیبارٹری میں لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔ اگر صدر مملکت یا پرائم منسٹر کو اس کا علم ہو گیا تو مجھے فوری طور پر گولی مار دی جائے گی۔ آئی۔ ایم سوری۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ ان سب کو ہم ارابہ پہاڑیوں کے اندر لے جا کر ہوش میں لے آئیں اور آپ ان سے گفتگو کر کے ان میں سے جسے مناسب سمجھیں اپنے ساتھ لیبارٹری لے جائیں۔ لیکن میں ان سارے خطرناک سیکرٹ ایجنٹوں کو کسی صورت بھی لیبارٹری میں لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا"...... میجر ہیری نے اس بار خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انہیں جہاں لے جانا چاہتے ہو لے چلو اور انہیں ہوش میں لے آؤ"...... ڈاکٹر وائم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ایسا صرف مجبوری کے عالم میں کہہ رہا ہے اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر وائم کی عمران کی طرف پشت تھی۔ عمران نے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ڈاکٹر وائم اچانک مڑا۔ شاید اس نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کر لی تھی۔

"کیا۔ کیا تمہیں ہوش آ گیا۔ اتنی جلدی۔ ناٹ ون ایلسم کی ڈبل ڈوز کے باوجود یہ کیسے ممکن ہے"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے آہستہ سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹی نال والا پستول موجود تھا۔ اسی لمحے میجر ہیری دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ڈاکٹر وائم کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران کو دیکھ کر چونکا ہی تھا کہ عمران نے ہاتھ میں موجود پستول کا ٹریگر دبایا اور چٹک کی آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے سرخ رنگ کی شعاع سی نکل کر میجر ہیری پر پڑی اور میجر ہیری بغیر کوئی چیخ نکالے اس طرح زمین پر گرا جیسے چھت پر پڑا ہوا شہتیر اچانک ایک سائیڈ کی دیوار نکل جانے سے گرتا ہے۔ اسی لمحے دروازے میں تین فوجی داخل ہوئے ان میں سے دو نے ایک سٹریچر اٹھایا ہوا تھا۔ جب کہ تیسرا خالی ہاتھ تھا۔ عمران کی انگلی نے یکے بعد دیگرے تین بار ٹریگر

دبایا اور وہ تینوں بھی میجر ہیری کی طرح گرے اور ساکت ہو گئے۔

"خبردار ڈاکٹر۔ اگر تم نے ذرا بھی حرکت کی تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا"...... عمران نے ڈاکٹر کے جسم میں حرکت کا احساس ہوتے ہی پستول کی نال کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائم نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سر سے بلند کر لئے۔ اس کا چہرہ بری طرح لٹک گیا تھا۔

"تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے مت مارو پلیز"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو ڈاکٹر تو میرے ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ چلو اس فوجی کے پاس یقیناً وہ سرنج اور محلول موجود ہو گا"۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ تو تھوڑا سا تھا۔ وہ تو ختم ہو گیا ہو گا"...... ڈاکٹر وائم نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"میں نے خود دیکھا ہے۔ سرنج میں اس قدر محلول بہرحال موجود ہے۔ جس سے ایک آدمی ہوش میں آ سکتا ہے۔ جاؤ نکالو۔ اس کی جیب سے سرنج اور ڈاکٹر ارسلان کو انجکشن لگاؤ۔ چلو وقت مت ضائع کرو ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائم تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس فوجی کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی جو خالی ہاتھ اندر آیا تھا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے سرنج برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس میں

ابھی ایک چوتھائی سرخ رنگ کا محلول موجود تھا۔ پھر اس نے یہ محلول صفدر کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔

"میجر ہیری کے ساتھی تمہاری لیبارٹری میں موجود ہیں"....... عمران نے ڈاکٹر وائم سے پوچھا۔

"ہاں وہ اندر موجود ہیں"....... ڈاکٹر وائم نے جواب دیا۔

"کتنے افراد ہیں"....... عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"آٹھ۔ ان کا انچارج میجر کوبرا ہے"....... ڈاکٹر وائم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا اور تنویر کہاں ہیں"....... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ تمہارے ساتھی۔ وہ بھی وہیں ہیں۔ بندھے ہوئے ہیں"۔ ڈاکٹر وائم نے چونک کر جواب دیا۔ اسی لمحے صفدر کی کراہ سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"صفدر۔ میجر ہیری کی یونیفارم اتار کر پہن لو اور کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے میک اپ باکس موجود ہے اور دیکھو ڈاکٹر وائم کے احترام میں کوئی کمی نہ آئے۔ یہ بہت بڑے سائنسدان ہیں"....... عمران نے صفدر کے ہوش میں آتے ہی اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر وائم چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔ صفدر نے اس کے قریب جا کر زور سے اس کی کنپٹی پر انگلی کے مڑے ہوئے ہک کی ضرب لگائی تھی اور ایک ہی ضرب بوڑھے ڈاکٹر وائم کے لئے کافی ثابت ہوئی وہ نیچے گر کر ایک لمحے کے

لئے پھڑکا پھر ساکت ہو گیا۔

"باہر تو کوئی آدمی نہیں ہے"....... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شاید ہو۔ ان میں سے ایک کی مشین گن اٹھالو۔ اور باہر کا چکر لگا آؤ"....... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر ایک فوجی کے کاندھے سے مشین گن اتاری اور تیزی سے قدم بڑھاتا کیبن سے باہر نکل گیا عمران آہستہ سے ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا وہ واقعی سلو موشن میں ہی حرکت کر رہا تھا۔

"باہر کوئی نہیں ہے۔ البتہ دو بڑی جیپیں موجود ہیں"....... صفدر نے واپس اندر آکر کہا۔ اس کے ہاتھ میں میک اپ باکس تھا۔ وہ باہر کا چکر لگاتے ہوئے کار سے اسے بھی اٹھا لایا تھا اور پھر دس منٹ بعد صفدر ڈاکٹر ارسلان کی بجائے میجر ہیری کے روپ میں آ چکا تھا۔ ماسک میک اپ کی وجہ سے اسے میجر ہیری کے روپ میں آنے میں زیادہ دیر نہ لگی تھی۔

"دو جیپیں۔ پھر تو ایک اور کا ہوش میں آنا ضروری ہے۔ کیپٹن شکیل کو اوندھے منہ لٹاؤ۔ میں اس کے حرام مغز کا آپریشن کر کے اسے ہوش میں لے آتا ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر سب کو ہوش میں لے آئیں"....... صفدر نے کہا۔

سکتی ہے کہ ہم آپ کا اور آپ کے باقی ساتھی سائنسدانوں کا خاتمہ کر کے خود ہی لیبارٹری پر قبضہ کر لیں اور خود ہی گولڈن لیف پر ریسرچ کر لیں ۔ اب جو صورت آپ کو پسند ہو وہ اختیار کر لی جائے ۔ لیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے ۔ اس لئے آپ نے ہاں یا ناں میں جواب دینا ہے "....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ڈاکٹر وائم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں "........ ڈاکٹر وائم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے ۔ پھر چلیں ۔ آپ آگے والی جیپ میں میجر ہیری کے ساتھ بیٹھیں گے اور میں عقبی سیٹ پر اپنے ساتھی کے ساتھ اور یہ سن لیں کہ لیبارٹری پہنچ کر آپ نے میجر ہیری کے سارے ساتھیوں کو ایک جگہ بلا کر اکٹھا کرنا ہے ۔ تاکہ انہیں اصل صورتحال سمجھائی جاسکے "۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر وائم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چنانچہ وہ کیبن سے نکلے اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئیں ارباب پہاڑیوں میں داخل ہو گئیں ۔ صفدر نے راڈ ہٹا دیا تھا ۔ صفدر پر میجر ہیری کے میک اپ اور ڈاکٹر وائم کے ساتھ ہونے سے عمران اب پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ بغیر کسی مداخلت کے لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

بڑا سا ہیلی کاپٹر جس پر جی ۔ پی ۔ فائیو کا مخصوص نشان موجود تھا ۔ تیزی سے ارباب پہاڑیوں پر موجود پہلی چیک پوسٹ کے سامنے اتر گیا اور اس میں سے کرنل ڈیوڈ ۔ میجر رالف اور آٹھ مسلح افراد نیچے اتر آئے چوکی کا راڈ ہٹا ہوا تھا اور ایک طرف دو کاریں کھڑی تھیں ۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا ۔ کرنل ڈیوڈ ہاتھ میں ریوالور پکڑے تیزی سے سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا ۔ میجر رالف اس کے ساتھ تھا ۔ مگر کیبن میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے ۔ کیونکہ کیبن میں میجر ہیری اور تین آدمیوں کی اکڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ۔ میجر ہیری اور دو دوسری لاشوں کے جسموں پر صرف بنیانیں اور انڈر ویئر تھے ۔ حتیٰ کہ بوٹ تک اتار لئے گئے تھے ۔ ان لاشوں کے جسموں پر زخموں کا کوئی نشان نہ تھا ۔ اس کے باوجود وہ مردہ تھے اور ان کے جسم بری طرح اکڑے ہوئے پڑے تھے ۔ کمرے

میں دو میزیں موجود تھیں ۔ جن پر چائے سے بھری پیالیاں اور
خوردونوش کا سامان بھی موجود تھا ۔

" اوہ اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی وار کر گئے
میجر ہیری کی لاش سے یونیفارم غائب ہونے کا مطلب ہے کہ عمران یا
اس کا کوئی ساتھی میجر ہیری کے میک اپ میں اندر داخل ہوا ہے ۔
جلدی کرو ہمیں فوراً اندر جانا ہوگا ۔ چلو واپس "........ کرنل ڈیوڈ نے
چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے دوڑتے
ہوئے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے ۔ ان کے ساتھی جو ہیلی کاپٹر
سے باہر آچکے تھے ۔ انہیں بھی میجر رالف نے ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کا
اشارہ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور
تیزی سے آگے کی طرف اڑتا چلا گیا ۔ کچھ دور جا کر انہیں دوسری چیک
پوسٹ نظر آئی جہاں باقاعدہ مسلح فوجی کھڑے نظر آرہے تھے ۔ وہ سب
ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے ۔

" یہاں اتار دو ۔ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے "........ کرنل
ڈیوڈ نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے میجر رالف سے کہا اور میجر رالف نے سر
ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر چوکی کے قریب اتار دیا اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر
نیچے اترا ۔

" کرنل ڈیوڈ ۔ چیف آف جی ۔ پی ۔ فائیو "........ کرنل ڈیوڈ نے
تیزی سے مسلح فوجیوں کے درمیان کھڑے ایک کیپٹن کی طرف تیزی
سے بڑھتے ہوئے کہا ۔

" یس سر ۔ کیپٹن آرنلڈ سر میں آپ کو جانتا ہوں سر "........ کیپٹن
نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کرتے ہوئے کہا ۔

" میجر ہیری کہاں ہے "........ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا ۔

" وہ کافی دیر پہلے جناب ڈاکٹر وائم کے ساتھ یہاں سے گزرے ہیں "
کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ڈاکٹر وائم "........ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا ۔

" یس سر ۔ لیبارٹری چیف ڈاکٹر وائم "........ کیپٹن آرنلڈ نے
جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" کتنی دیر پہلے "........ کرنل ڈیوڈ نے بے چین لہجے میں پوچھا ۔

" تقریباً دو گھنٹے تو ہو چکے ہیں سر "........ کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا
اور کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار مایوسی بھرا ایک طویل سانس لیا ۔ کیونکہ
دو گھنٹے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی میجر ہیری
کے روپ میں یقیناً لیبارٹری کے اندر چلے جانے میں کامیاب ہو گئے
ہوں گے ...... اس لئے اب فوری طور پر ان کے تعاقب میں جانا
فضول تھا ۔

" کیا تمہارا رابطہ پہلی چیک پوسٹ سے نہیں ہوتا "........ کرنل
ڈیوڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ہوتا ہے سر ۔ لیکن میجر ہیری نے اپنے ایک پلان کو بروئے کار
لانے کے لئے وقتی طور پر رابطہ نہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے "۔ کیپٹن

آرنلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسا پلان"........ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم نے مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پورے گروپ کو قابو میں کرنے کے لئے ایک پلان بنایا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ارکان جس میں ایک عورت اور دوسرا مرد تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کے روپ میں یہاں آئے۔ لیکن چونکہ کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا پہلے سے یہاں موجود تھے۔ اس لئے وہ دونوں پکڑے گئے اور انہیں میجر ہیری کے حکم پر لیبارٹری کے اندر لے جایا گیا۔ پھر ان کے باقی ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے پلان بنایا گیا۔ ان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا اور وہ اس معاہدے پر رضامند ہو گئے۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ ان کا ساتھی ڈاکٹر ارسلان ڈاکٹر وائم کے ساتھ لیبارٹری میں کسی سائنسی ایجاد پر کام کرے گا۔ جب کہ باقی ساتھی یہاں ارباب پہاڑیوں میں میجر ہیری کی نگرانی میں رہیں گے۔ لیکن میجر ہیری کا پلان یہ تھا کہ ڈاکٹر ارسلان کو لیبارٹری میں بھجوا کر وہاں اپنے ساتھیوں سے مروا دے گا اور باقی افراد کو ارباب پہاڑیوں کے اڈے کے اندر لے جا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس پلان پر عمل کرنے کے لئے ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری فرسٹ چیک پوسٹ پر گئے اور سوائے تین مسلح فوجیوں کے باقی سب کو وہاں سے واپس بھجوا دیا گیا تاکہ انہیں کوئی شک نہ پڑ جائے۔ میجر

ہیری نے ایک فوجی کو انتہائی زوداثر گیس کا کیپسول دے کر سائیڈ کیبن میں چھپا دیا اور اسے گیس ماسک بھی مہیا کر دیا اور ساتھ ہی اس گیس کا توڑ بھی۔ تاکہ جیسے ہی یہ لوگ جو بقول میجر ہیری انتہائی خطرناک حد تک ہوشیار اور چالاک ہیں میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم کے ساتھ کیبن میں پہنچیں تو وہ فوجی اچانک سائیڈ کیبن سے اس گیس کا کیپسول بڑے کیبن میں فائر کر دے۔ اس طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ میجر ہیری، ڈاکٹر وائم اور ان کے دو مسلح ساتھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ فوجی اور میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم اور اپنے دو ساتھیوں کو انجکشن لگا کر ہوش میں لائے گا۔ اس کے بعد میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو جیپوں پر لاد کر اندر لے جائیں گے"۔ کیپٹن آرنلڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو وہ لے گئے"........ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ دو گھنٹے پہلے دونوں جیپیں یہاں سے گزریں۔ تو پہلی جیپ کو میجر ہیری خود چلا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر وائم بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے اندر پاکیشیائی ایجنٹ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری جیپ کی ڈرائیونگ اور سائیڈ پر میجر ہیری کے دو ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور پاکیشیائی ایجنٹ اس جیپ میں بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ میجر ہیری نے یہاں رک کر مجھے حکم دیا کہ ڈاکٹر وائم کے حکم پر ان سب کو لیبارٹری میں لے جایا جا رہا ہے اور جب تک لیبارٹری پہنچنے کی اطلاع وہ مجھے نہ دیں۔ ہم میں سے کوئی بھی

فرسٹ چیک پوسٹ پر نہ جائے "....... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری یہاں سے کتنی دور ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نزدیک ہی ہے ۔ پہاڑیوں کے اندر "۔ کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے اس لیبارٹری کو دیکھا ہوا ہے "....... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر"....... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا۔

"تم اور تمہارے ساتھی احمق ہیں۔ سمجھے اور وہ میجر ہیری وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ثابت ہوا ہے ۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شاید اتنا ہی ترنوالہ سمجھ لیا تھا کہ انہیں پکڑنے کے لئے اس قدر احمقانہ منصوبہ بنا رکھا تھا اس نے۔ سنو فرسٹ چیک پوسٹ پر میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کی اکڑی ہوئی لاشیں پڑی ہیں اور مجھے کرنل شیفرڈ نے خود آکر میجر ہیری کے اس احمقانہ منصوبے کی تفصیلات بتائیں ۔ تو میں نے صدر مملکت سے بات کی ۔ انہوں نے فوراً مجھے یہاں کا مکمل چارج دے کر یہاں پہنچنے اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے احکامات دیئے ہیں ۔ کاش میں کچھ دیر پہلے یہاں پہنچ جاتا تو یہ پاکیشیائی ایجنٹ اس طرح لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکتے ۔ میں ان کی روحوں کو ایک لمحے میں ان کے جسموں سے علیحدہ کر

دیتا"....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میجر ہیری ہلاک ہو چکے ہیں"....... کیپٹن آرنلڈ نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ اس کی لاش فرسٹ چیک پوسٹ پر پڑی ہوئی ہے ۔ لیکن یہ سب کچھ تم بعد میں چیک کرنا۔ تم میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں بیٹھو اور مجھے وہاں لے چلو ۔ جہاں لیبارٹری ہے ۔ اب مجھے اس لیبارٹری کے اندر داخل ہونے کا کوئی طریقہ سوچنا ہو گا"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ لیبارٹری کے اندر کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے جناب ۔ البتہ ایک راستہ ایسا ہے ۔ جس کے متعلق میں جانتا ہوں اور میرے سوا شاید یہاں اور کوئی بھی اس راستے سے واقف نہیں ہے ۔ کیونکہ جب یہ لیبارٹری تیار کی گئی تھی تو میری یونٹ کو یہاں کھدائی اور اس کی تعمیر پر تعینات کیا گیا تھا۔ اس راستے کو تو اب بند کر دیا گیا ہے ۔ لیکن ہم اسے کھول سکتے ہیں اور یہ راستہ ایسا ہے کہ ہم آسانی سے لیبارٹری کے اندر پہنچ سکتے ہیں "۔ کیپٹن آرنلڈ نے جلدی سے کہا۔

"اوہ اوہ ۔ اگر ایسا ہو گیا تو میرا وعدہ کہ تمہیں فوج سے جی ۔ پی ۔ فائیو میں شفٹ کیا جائے گا اور نہ صرف شفٹ کیا جائے گا ۔ بلکہ تم جی ۔ پی ۔ فائیو کے نمبر ٹو بھی بن جاؤ گے"....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جی ۔ پی ۔ فائیو کا نمبر ٹو بننے کی نوید سن کر کیپٹن آرنلڈ کی آنکھیں بھی خوشی سے چمکنے لگیں۔

"آیئے سر آیئے ۔ میں آپ کو وہاں لے جاتا ہوں"....... کیپٹن

آرنلڈ نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مختصر سی ہدایات دیں اور خود کرنل ڈیوڈ کے ساتھ چلتا ہوا اس کے ہیلی کاپٹر میں آ گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے اس بار اپنی جگہ سائیڈ سیٹ پر بٹھا دیا تاکہ وہ میجر رالف کو راستہ بتا سکے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پہاڑیوں میں ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے ایک ایک چٹان پر دو دو فوجی موجود ہوں اور انہیں دیکھ کر کرنل ڈیوڈ کو اور زیادہ غصہ آ رہا تھا کہ اس قدر زبردست حفاظتی انتظامات کے باوجود صرف میجر ہیری کے احمقانہ منصوبے کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیپٹن آرنلڈ نے ہیلی کاپٹر کو کافی دور شمال کی طرف لے جا کر ایک مسلح چٹان پر اتروا دیا اور ہیلی کاپٹر کے لینڈ کرتے ہی وہ سب نیچے اتر آئے اور کیپٹن آرنلڈ سب کو ساتھ لئے مختلف چٹانیں پھلانگتا ہوا ایک تنگ سے غار میں داخل ہو گیا۔ غار کافی آگے جا کر بند ہو گیا تھا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ اور میجر رالف طاقتور ٹارچوں کی روشنی میں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ غار کسی قدرتی چٹان کی وجہ سے بند نہ ہوا تھا۔ بلکہ وہاں باقاعدہ انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی دیوار تھی۔

"یہ تو ریڈ بلاک وال ہے۔ اسے توڑنا تو ناممکن ہے"........ کرنل ڈیوڈ نے غور سے دیوار کو قریب سے دیکھتے ہوئے قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ واقعی ریڈ بلاک وال ہے۔ لیکن سر یہ صرف اتنی بنائی گئی ہے جتنی یہ نظر آ رہی ہے۔ صرف اس غار والے راستے کو بند کرنے کے لئے۔ اس لئے اگر سائیڈ کی چٹان کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے تو راستہ بن جائے گا۔ اس راستے سے آگے لیبارٹری کے بڑے سٹور ہیں۔ اصل لیبارٹری یہاں سے خاصی دور ہے۔ لیکن بہرحال اندر جانے کے بعد ہم وہاں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں جہاں ڈاکٹر وائم اور ان کے ساتھی سائنسدان رہتے ہیں اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی یقیناً وہیں ہوں گے"۔ کیپٹن آرنلڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مگر سر۔ ڈائنامیٹ سے جو دھماکہ ہو گا۔ اس کی آواز ان لوگوں تک نہ پہنچ جائے گی"........ میجر رالف نے پہلی بار کہا۔

"نہیں سر۔ یہ ساری لیبارٹری ساؤنڈ پروف ہے۔ آواز وہاں تک نہ جائے گی سر"........ کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر دوسرے سپاہیوں کا احکامات دینے شروع کر دیئے کہ اس چٹان کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے۔ چنانچہ میجر رالف اور اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آ گئے اور چٹان کے نیچے طاقتور ڈائنامیٹ کی سٹکس لگائی جانے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ۔ کیپٹن آرنلڈ کو ساتھ لے کر غار سے باہر آ گیا میجر رالف بھی ان کے ساتھ تھا۔ غار کے اندر صرف جی۔ پی۔ فائیو کے آدمی کام کر رہے تھے۔

"وہ۔ وہ پہاڑیوں پر موجود فوج تو یہ دھماکہ سن لیں گے وہ احمقوں کی طرح ادھر نہ دوڑے آئیں"........ اچانک کرنل ڈیوڈ نے ایک

خیال کے تحت چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ سر۔ اگر ٹرانسمیٹر ہو تو میں کیپٹن جیف سے آپ کی بات کرا سکتا ہوں۔ وہ پہاڑیوں پر پھیلی ہوئی یونٹ کا انچارج ہے۔ اسے آپ وضاحت سے سب کچھ بتا سکتے ہیں"........ کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

"میجر رالف۔ ہیلی کاپٹر سے ٹرانسمیٹر لے آؤ"........ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر ایک ساتھی سے کہا اور چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر انہیں مہیا کر دیا گیا کیپٹن آرنلڈ نے اس پر مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کیپٹن آرنلڈ کالنگ کیپٹن جیف اوور"۔ کیپٹن آرنلڈ نے کال دینی شروع کر دی۔

"یس کیپٹن جیف اٹنڈنگ یو کیپٹن آرنلڈ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

"کیپٹن جیف۔ تمہیں اطلاع مل چکی ہو گی کہ جی۔ پی۔ فائیو کا ہیلی کاپٹر پہاڑیوں پر سے گزر کر شمال کی طرف اترا ہے اوور"........ کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔ لیکن یہ ہیلی کاپٹر مخصوص حدود سے باہر اترا ہے۔ اس لئے میں نے پرواہ نہیں کی۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں کی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو کیپٹن جیف۔ اس ہیلی کاپٹر میں جی۔ پی۔ فائیو کے سربراہ

کرنل ڈیوڈ بذات خود موجود ہیں۔ ان سے بات کرو اوور"........ کیپٹن آرنلڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ سپیکنگ اوور"........ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں کیپٹن جیف بول رہا ہوں سر اوور"........ دوسری طرف سے کیپٹن جیف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن جیف۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے فرسٹ چیک پوسٹ پر ہلاک کر دیا ہے اور ان کے میک اپ میں وہ دو جیپوں میں سوار ہو کر لیبارٹری کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیپٹن آرنلڈ میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے لیبارٹری کے اندر داخل ہونے کا ایک خفیہ راستہ بتایا ہے۔ لیکن اس راستے کو اوپن کرنے کے لئے ہمیں ڈائنامیٹ کا دھماکہ کرنا ہو گا۔ تم پہاڑیوں پر موجود اپنے تمام فوجیوں کو احکامات دے دو کہ اگر وہ دھماکے کی آواز سنیں تو ادھر نہ آئیں۔ سمجھ گئے ہو اوور"........ کرنل ڈیوڈ نے تیز اور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میجر ہیری ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ میجر ہیری تو ابھی چند لمحے پہلے سیکرٹ سروس کے آدمیوں کے ساتھ ایک جیپ میں سوار پہاڑیوں سے باہر گئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے خود کہا ہے کہ اب لیبارٹری میں ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لئے وہ

واپس سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر جا رہے ہیں ۔ البتہ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم یہاں نگرانی کرتے رہیں ۔ اوور "...... کیپٹن جیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ کب کی بات ہے اوور "...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

" جس وقت آپ کا ہیلی کاپٹر شمالی پہاڑیوں میں اتر رہا تھا اس وقت میجر ہیری کی جیپ یہاں پہنچی تھی ۔ اوور "...... کیپٹن جیف نے جواب دیا۔

" اوہ اوہ ۔ وہ میجر ہیری اور اس کے ساتھی نہیں ہیں ۔ وہ یقیناً ان کے میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ۔ وہ وہ نکل گئے ۔ فوراً جیپیں ان کے تعاقب میں بھیجو اور انہیں اڑا دو ۔ میں ہیلی کاپٹر پر ان کے تعاقب میں جا رہا ہوں اوور اینڈ آل "...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے چیخ چیخ کر میجر رالف کو اپنے آدمیوں کو واپس بلانے کا حکم دیا اور خود وہ قریب کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئیں فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچیں ڈاکٹر وائم نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ دوسری چیک پوسٹ کا انچارج کیپٹن آرنلڈ ہے ۔ اس لئے صفدر نے میجر ہیری کے روپ میں اسے وہاں عام سی ہدایات دیں اور پھر جیپیں آگے بڑھ گئیں ڈاکٹر وائم خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔ کیپٹن آرنلڈ سے بھی اس نے کوئی بات نہ کی تھی ۔ جیپیں سیکنڈ چیک پوسٹ سے گزرنے کے بعد اربابہ پہاڑیوں میں داخل ہو گئیں اور ڈاکٹر وائم نے راستہ بتانا شروع کر دیا اربابہ پہاڑیوں میں ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے یہاں اس قدر فوج تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک ایک چٹان پر چار چار مسلح فوجی موجود ہوں ۔ راستے میں ان کا ہیڈ کوارٹر بھی آیا ۔ جس کا انچارج کیپٹن جیف تھا ۔ اس کے متعلق بھی ڈاکٹر وائم نے ہی صفدر کو بریف کیا تھا یہاں چونکہ ڈاکٹر وائم کی طرف سے کسی اشارے کا خطرہ موجود تھا ۔

اس لیے عمران نے ڈاکٹر وائم کی پشت پر اپنی انگلی رکھ کر اسے دباتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر وائم۔ اگر تم نے معمولی سا اشارہ بھی کیا تو ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دوں گا"...... عمران کا لہجہ خاصا سخت تھا اور ڈاکٹر وائم نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیا۔ عمران جیپ میں ڈاکٹر وائم کی عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ جیپ کی کھڑکیاں خاصی بڑی اور سیٹ سے نیچے تک تھیں۔ اس لیے عمران نے ڈاکٹر وائم کی پشت پر انگلی رکھ دی تھی۔ تاکہ باہر سے اگر کوئی دیکھے تو اسے یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر وائم پر کوئی جبر کیا جا رہا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر وائم یقیناً یہی سمجھ رہا ہو گا کہ اس کی پشت پر ریوالور کی نال موجود ہے صفدر نے میجر ہیری کے روپ میں یہاں بھی کیپٹن جیف کو جنرل ہدایات دیں اور پھر جیپیں آگے بڑھ گئیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ڈاکٹر وائم نے ایک چٹان کے سامنے جیپیں رکوائیں اور پھر نیچے اتر کر اس نے چٹان کے ایک حصے پر پہلے اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر دبایا اور پھر اپنا بایاں ہاتھ رکھ کر اسے بھی دبایا تو چٹان کسی دروازے کی طرح ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ کھسک گئی۔ اب وہاں ایک چوڑا سا راستہ نظر آ رہا تھا۔ جیپیں اندر داخل ہوئیں۔ اس سرنگ نما راستے کا اختتام ایک اور چٹان پر ہوا اور یہاں بھی ڈاکٹر وائم نے وہی پہلے والا عمل دوہرایا تو راستہ کھل گیا اور اب وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں چار مسلح افراد موجود تھے۔

"یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں"...... ڈاکٹر وائم نے آہستہ سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ جیپیں رکتے ہی صفدر۔ ڈاکٹر وائم۔ عمران اور کیپٹن شکیل نیچے اتر آئے۔

"ان بے ہوش افراد کو اس کمرے میں پہنچا دو جہاں ان کے ساتھی پہلے سے موجود ہیں اور میجر کوبرا کو بلاؤ"...... صفدر نے نیچے اترتے ہی تیز لہجے میں ان مسلح افراد سے کہا اور مسلح افراد میں سے ایک تیزی سے ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جب کہ باقی تین افراد نے جیپوں میں بے ہوش پڑے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار میں سے تین افراد کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور ایک دوسری راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے آنکھ سے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل نے اپنے آخری ساتھی نعمانی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پہلے افراد کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان جس کے بالوں کا سٹائل کوبرا کے پھن کی طرح تھا تیزی سے چلتا ہوا اس بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے وہ آدمی بھی تھا جو اسے بلانے گیا تھا۔

"ہیلو میجر ہیری۔ سناؤ۔ کیا ہوا"...... آنے والے نے انتہائی اشتیاق اور بے تکلفانہ لہجے میں صفدر سے کہا۔ وہ لازماً میجر کوبرا تھا۔

"وکٹری"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ تمہاری آواز اور لہجہ"...... میجر کوبرا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی بات ڈاکٹر وائم بھی مجھے کہہ رہے تھے۔ شاید بے ہوش ہو

جانے کی وجہ سے گلے میں کوئی فرق پڑ گیا ہے"...... صفدر نے فوراً ہی بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ ایسا ہی ہوا ہو گا"...... ڈاکٹر وائم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر ۔ مگر تمہارا قد و قامت تمہارا جسم مجھے کچھ مختلف لگ رہا ہے"۔ میجر کوبرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ڈاکٹر وائم کی موجودگی کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو رہا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا صفدر نے جیب میں موجود ہاتھ ایک جھٹکے سے باہر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر کوبرا سنبھلتا صفدر کے ہاتھ میں موجود آٹو میٹک پسٹل نے دھماکوں کے ساتھ شعلے اگلے اور گولیاں تواتر سے میجر کوبرا کے سینے میں عین دل کے مقام پر سوراخ بناتی ہوئیں اس کے جسم میں غائب ہو گئیں ۔ اس کا وہ ساتھی جو اسے بلا لایا تھا اور اب جیپ کی طرف بڑھ رہا تھا گولیوں کی آوازیں سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا جیپ کے قریب ہی گر کر پھڑکنے لگا۔ اسی لمحے عمران اور کیپٹن شکیل بھی دوڑتے ہوئے اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔

"یہ میجر کوبرا خاصا باریک بین واقع ہوا تھا"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر وائم کا رنگ زرد پڑ چکا تھا اور وہ بت بنا اپنی جگہ کھڑا تھا۔

"اس کے باقی ساتھی کہاں ہیں ڈاکٹر وائم"...... صفدر نے ڈاکٹر وائم کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"ریڈ ایریئے میں ڈیوٹی دے رہے ہیں"...... ڈاکٹر وائم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو دکھاؤ ہمیں ۔ کہاں ہے ریڈ ایریا"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائم خاموشی سے اسے ساتھ لے کر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جہاں سے میجر کوبرا نمودار ہوا تھا۔ عمران اور کیپٹن شکیل بھی اس کے عقب میں چل پڑے ۔ راہداری کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ جس کمرے کا یہ دروازہ ہے وہ ساؤنڈ پروف ہے ۔ دروازہ بند تھا۔ صفدر کے اشارے پر ڈاکٹر وائم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر وہ سب اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک لمبی دیوار کے ساتھ تقریباً آٹھ مشینیں نصب تھیں اور ان کے سامنے گھومنے والے سٹولوں پر آٹھ سائنسدان بیٹھے ہوئے انہیں آپریٹ کرنے میں مصروف تھے .... جب کہ کمرے میں چار مسلح افراد بھی تھے ۔ جن کے جسموں پر عام لباس تھے۔

"باس آپ"........ ان میں سے ایک نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا صفدر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ایک بار پھر کمرہ آٹو میٹک پسٹل کے پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھا اور وہ چاروں ایک لمحے میں ان گولیوں کا شکار

ہو کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے سائنسدان اس اچانک فائرنگ سے بوکھلا کر اٹھے اور گھوم کر حیرت سے دیکھنے لگے۔

" تم لوگ اپنا اپنا کام اطمینان سے کرو۔ یہ لوگ دشمن ایجنٹ تھے "۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے اس فقرے سے ڈاکٹر وائم کے زرد پڑتے ہوئے چہرے پر جیسے رونق سی آ گئی۔

" ٹھیک ہے۔ تم کام کرو "...... ڈاکٹر وائم نے جلدی سے کہا اور وہ سائنسدان کچھ نہ سمجھنے کے سے انداز میں مڑے اور ایک بار پھر اپنے اپنے سٹولوں پر بیٹھ گئے۔

" سیکرٹ سروس کے اور لوگ تو نہیں ہیں یہاں "...... اس بار عمران نے ڈاکٹر وائم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں۔ یہی لوگ تھے "...... ڈاکٹر وائم نے جواب دیا۔

" وہ گولڈن لیف کہاں ہے "...... عمران نے دوبارہ پوچھا۔

" یہیں موجود ہے "...... ڈاکٹر وائم نے کہا۔

" وہ نکالو۔ کہاں ہے "...... عمران نے اس باوقار سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائم ایک لمحہ خاموش کھڑا رہا۔ پھر ہچکچاتے ہوئے بولا۔

" پپ۔ پپ۔ پہلے مجھے "...... اس نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ عمران نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

" ڈاکٹر وائم "...... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ تو ڈاکٹر وائم اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ کر مڑا اور تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار پر موجود ایک سوئچ پینل کے سب سے نچلے حصے میں موجود ایک بٹن دبایا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی سپاٹ دیوار درمیان سے کھلی اور اس میں سے ایک بڑی سی الماری نظر آنے لگی۔ جس میں فائلیں بھری ہوئی تھیں۔ سب سے نچلے خانے میں ایک ڈبہ موجود تھا۔ ڈاکٹر وائم نے وہ ڈبہ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں موجود سنہری پتی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا۔

" وہ محلول جس سے میرے ساتھی ہوش میں آسکتے ہیں وہ اٹھاؤ اور ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی ہوش میں لے آئیں اور وہیں آئندہ ہونے والی ریسرچ کے بارے میں بھی تفصیلات طے کر لیں "...... عمران کا لہجہ اس بار کافی نرم تھا آئندہ ریسرچ کا سن کر ڈاکٹر وائم کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔

" وہ۔ وہ ساتھ والے کمرے میں ہے۔ سٹور میں "...... ڈاکٹر وائم نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈاکٹر وائم کی سرکردگی میں چلتے ہوئے جب اس سٹور میں پہنچے۔ تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہاں جدید ترین اسلحے کے ساتھ ساتھ انتہائی قیمتی سائنسی مرکبات وافر مقدار میں موجود تھے۔ ڈاکٹر وائم نے ایک الماری سے ایک شیشی اور ایک سرنج اٹھائی۔

" یہ اسلحہ یہاں کیوں جمع کیا گیا ہے۔ خاص طور پر یہاں ریموٹ کنٹرول سپیشل ڈائنامیٹ سٹکس بھی موجود ہیں "۔ عمران نے کہا۔

"لیبارٹری کو توسیع دینا مقصود ہے۔ سنگل ڈراپ ریسرچ ختم ہونے کے بعد اس لیبارٹری کی مزید توسیع کی جائے گی اور یہ خصوصی ڈاسنا میٹس ان سخت پہاڑیوں کو توڑنے کے لئے یہاں لایا گیا ہے"۔ ڈاکٹر وائم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اب تفصیلات طے کر لیں"...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور ڈاکٹر وائم کے ساتھ اس کمرے میں پہنچ گئے۔

"ارے۔ یہ تم نے اپنے ساتھیوں کو ان کڑوں سے کیسے آزاد کرا لیا ہے"...... ڈاکٹر وائم نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔ چونکہ جولیا اور تنویر دونوں اس وقت فرش پر سیکرٹ سروس کے دوسرے بے ہوش ساتھیوں کے ساتھ پڑے ہوئے تھے جب کہ دیوار میں فکس کڑے ٹوٹے ہوئے تھے۔ ایک طرف میجر ہیری کے تینوں ساتھی بھی گردنیں تڑوائے پڑے ہوئے تھے۔

"فائرنگ سے کڑے توڑنے پڑے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ جولیا اور تنویر اسی دوا سے ہوش میں آئیں گے یا ان کے لئے کوئی اور دوا استعمال کرنی پڑے گی"۔ عمران نے ڈاکٹر وائم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ انہیں زیرو میگنم تھری ایکس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ ہماری عدم موجودگی میں کوئی مسئلہ پیدا نہ کر سکیں"

...... ڈاکٹر وائم نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ سادہ پانی سے بھی ہوش میں آسکتے ہیں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"تم۔ تم۔ کیا واقعی سائنسدان ہو"...... ڈاکٹر وائم نے چونک کر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سائنسدان ہوتا تو اس طرح دھکے کھاتا پھرتا۔ کسی لیبارٹری میں اطمینان سے بیٹھا ریسرچ میں مصروف ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو جولیا۔ تنویر کے ساتھ ساتھ دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی ہدایات دیں۔

"آیئے ڈاکٹر وائم۔ اب آپ کی لیبارٹری کی ذرا تفصیل سے سیر کر لی جائے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ لیبارٹری پوری دنیا کے یہودیوں نے مل کر تعمیر کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے جدید لیبارٹری ہے۔ ایسی لیبارٹری کہ میرا دعویٰ ہے کہ روسیاہ اور ایکریمیا کی انتہائی وسیع لیبارٹریاں بھی اس کے مقابلے میں نہیں آسکتیں"...... ڈاکٹر وائم نے اس بار فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ڈاکٹر وائم کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا اس دوران صفدر نے انجکشن لگا کر اور کیپٹن شکیل نے ایچ باتھ سے پانی لا کر تنویر اور جولیا سمیت سب ساتھیوں کو ہوش دلا دیا جب جولیا کو ساری صورت حال کا پتہ چلا اور

خاص طور پر جب صفدر نے اسے بتایا کہ عمران نے اس کی ذہانت کی کھل کر تعریف کی ہے تو جولیا کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"مگر اب یہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔ سب کو ختم کر کے لیبارٹری کو فوری تباہ کر دے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس کی اس بات پر بے اختیار مسکرا دیئے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جولیا کا عمران کی تعریف سے چہرہ کھلتا دیکھ کر وہ برداشت نہ کر سکا۔

"یہ بہت وسیع اور انتہائی محفوظ لیبارٹری ہے تنویر۔ اس لئے اسے تباہ کرنے کے لئے خاص پلاننگ کی ضرورت ہے۔ بہرحال کیا یہ کامیابی کم ہے کہ ہم سب اس لیبارٹری میں نہ صرف داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہاں ہمارا کنٹرول بھی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو مس جولیا نے پلاننگ کا چکر چلا دیا تھا۔ ورنہ میں نے آزاد ہو کر لیبارٹری تباہ کرنے کی پلاننگ کر لی تھی۔ تمہیں یہاں آنے کی تکلیف ہی نہ کرنی پڑتی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ عمران صاحب میجر ہیری کی لاش فرسٹ چیک پوسٹ پر چھوڑ آئے ہیں۔ وہاں کسی بھی لمحے اسے چیک کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے یک لخت بات بدلتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ لیبارٹری میں ہم داخل ہو چکے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"لیکن یہاں سے ہم نے واپس بھی تو جانا ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب تھا کہ اس کا چہرہ مسخ کر دیا جاتا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں اس سے کسی حد تک بچاؤ ہو سکتا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات تو تمہاری درست ہے۔ اس وقت مجھے بھی اس کا خیال نہ آیا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ عمران نے کسی خاص مقصد کے لئے ایسا کیا ہو"۔ صفدر نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"خاص مقصد کیا ہونا ہے۔ حماقتیں تو اس سے ہوتی ہی رہتی ہیں"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر اس سے اسی طرح حماقتیں ہوتی ہیں تو آج سیکرٹ سروس کا ہر آدمی مجھ سمیت ہزاروں بار اندھیری قبروں میں اتر چکا ہوتا۔ سمجھے۔ وہ حماقتیں نہیں کرتا۔ البتہ جسے تم اس کی حماقت سمجھتے ہو۔ اس کے پس منظر میں بھی کوئی نہ کوئی خاص مقصد ہوتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ نجانے کیا گھول کر پلا رکھا ہے اس نے تم سب کو"۔ تنویر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"بہت آرام کر لیا تم سب نے۔ آؤ اب واپس چلیں"...... عمران نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کا کیا ہوا"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا میں نے بندوبست کر دیا ہے۔ جیپ میں ماسک میک اپ موجود ہے۔ تم سب میک اپ کر لو اور میجر ہیری کے ساتھیوں کے لباس بھی اتار کر پہن لو۔ جلدی کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپوں میں سوار لیبارٹری سے نکل کر واپس اس مخصوص پہاڑی راستے پر چل پڑے۔ صفدر میجر ہیری کے روپ میں پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ جب کہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسری جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا اور صدیقی میک اپ میں اس کے ساتھ تھا۔ دونوں جیپوں کی عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی تھے۔

راستے میں انہیں ایک بار پھر کیپٹن جیف کے پاس رکنا پڑا اور اس بار عمران کی ہدایات کے مطابق صفدر نے اسے بتایا کہ اب سیکرٹ سروس کا کام یہاں ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کیپٹن جیف کیا کہہ سکتا تھا۔ وہ خاموش رہا اور جیپیں تیزی سے آگے بڑھ گئیں۔

"اوہ۔ جی۔ پی۔ فائیو کا ہیلی کاپٹر۔ یہ۔ یہ تو لیبارٹری کی طرف جا رہا ہے"...... یک لخت عمران نے جیپ کی ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ایک بڑا ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتا ہوا ان کے عقب میں چلا گیا۔

"جی۔ پی۔ فائیو اس کا مطلب ہے کہ اس میں کرنل ڈیوڈ ہو گا"۔

صفدر نے چونک کر قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جیپ تیز چلاؤ۔ اس سے پہلے کہ اسے صورت حال کا علم ہو۔ ہمیں ہر صورت میں ارابہ پہاڑیوں سے باہر نکلنا ہے۔ تیز چلاؤ اسے"۔ عمران نے کہا اور صفدر نے پہاڑی راستہ ہونے کے باوجود ایکسیلیٹر پر پیر کا پورا دباؤ ڈال دیا اور دوسرے لمحے جیپ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح اس تنگ اور پیچیدہ پہاڑی راستے پر دوڑنے لگی۔ صفدر کے دونوں ہاتھ اب بالکل اس طرح سٹیرنگ پر چل رہے تھے۔ جیسے وہ سیٹرنگ نہ گھما رہا ہو بلکہ کوئی شعبدہ دکھا رہا ہو۔ مگر عمران کے چہرے پر ابھی تک ایسے تاثرات تھے جیسے اس کے خیال کے مطابق جیپ انتہائی سست رفتاری سے چل رہی ہو۔ بہرحال اس تیز رفتاری کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تھوڑی دیر بعد وہ ارابہ پہاڑیوں سے نکل کر سیکنڈ چیک پوسٹ تک پہنچ گئے۔ وہاں موجود مسلح سپاہیوں نے جب جیپوں کو اس تیز رفتاری سے واپس آتے دیکھا تو انہوں نے راڈ کافی پہلے ہی ہٹا دیا انہوں نے صرف اتنا دیکھا تھا کہ جیپیں فوجی ہیں اور ارابہ پہاڑیوں کی طرف سے آ رہی ہیں۔ اس لئے ان کے ذہن میں صرف اتنا آیا تھا کہ اس قدر تیز رفتاری سے ان کے آنے کی وجہ یقیناً کوئی ایمر جنسی ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے انہوں نے راڈ ہٹا دیا اور دونوں جیپیں سائیں سائیں کی آوازیں نکالتی ہوئیں اس چیک پوسٹ سے گزرتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فرسٹ چیک پوسٹ پر جا کر عمران نے صفدر کو جیپ روکنے کا اشارہ کیا اور جیپیں رکتے ہی وہ تیزی سے نیچے اترا اور کیبن کی

طرف دوڑ پڑا۔ اس نے ایک نظر کیبن کے اندر ڈالی ۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ویسے ہی پڑی ہوئی تھیں ۔ انہیں چھیڑا تک نہ گیا تھا ۔ جن کاروں میں وہ آئے تھے وہ بھی وہیں ایک طرف کھڑی تھیں ۔

" کاروں میں بیٹھو ۔ جلدی کرو ۔ وہ کرنل ڈیوڈ کسی بھی لمحے واپس آ سکتا ہے "...... عمران نے چیخ کر کہا اور ایک کار کی طرف دوڑ پڑا ۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں ارابابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں ۔ اس بار آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا ۔ ذرا سا آگے جانے کے بعد عمران نے کار کا رخ موڑا اور اسے سڑک سے اتار کر ایک کچی سڑک پر آگے بڑھائے لئے گیا ۔ ظاہر ہے دوسری کار نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی اور پھر کچھ دور آگے انہیں درختوں کا ایک جھنڈ نظر آ گیا ۔ عمران نے کار اس جھنڈ کی طرف موڑی اور جھنڈ کے کافی اندر لے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے جھنڈ کی بیرونی طرف کو لپکا اور اسی لمحے اسے دور آسمان پر ارابابہ پہاڑیوں کی طرف سے آتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا ۔ ہیلی کاپٹر کا رخ اسی جھنڈ کی طرف ہی تھا ...... جس میں وہ سب موجود تھے ۔

" اس نے یقیناً ہمیں دیکھ لیا ہے ۔ کاریں وہ پہچانتا ہو گا ۔ کیونکہ وہ فرسٹ چیک پوسٹ پر کھڑی رہی ہیں "...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا ۔

" تو پھر "...... جولیا نے کہا ۔

" میں اور تنویر کاریں لے کر جھنڈ سے نکلتے ہیں اور کھیتوں میں انہیں روک کر ادھر ادھر ہو جائیں گے ۔ تم سب یہیں رہو گے ۔ اس طرح وہ یہی سمجھے گا کہ ہم کاروں میں فرار ہو رہے ہیں "...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر کو اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے ایک کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں سٹارٹ ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں ۔ جولیا اور دوسرے ساتھی جھنڈ کے کنارے پر آ کر درخت کی اوٹ میں چھپے انہیں جاتے دیکھتے رہے ۔ ابھی کاریں تھوڑی ہی دور گئی تھیں کہ اچانک انہیں ہیلی کاپٹر کے جھنڈ کے اوپر سے تیزی سے گزرنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر سے یکے بعد دیگرے دو شعلے سے نکلے اور پھر جس طرح آسمانی بجلی گرتی ہے اسی طرح پلک جھپکنے میں دونوں شعلے آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں کاروں سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی فضا دو خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی اور جولیا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی ۔ کیونکہ اس نے کاروں میں خوفناک شعلے بھڑکتے اور ان کے پرزے فضا میں اڑتے دیکھ لئے تھے اور ظاہر ہے عمران اور تنویر ان کے اندر ہی تھے ۔ وہ چیختی ہوئی تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر آگے بھاگنے ہی لگی تھی کہ صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا ۔

" مجھے چھوڑ دو ۔ وہ ۔ وہ عمران اور تنویر دونوں "...... جولیا نے

ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"آپ کے اس طرح بھاگنے سے ان کا بھلا نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم سب بھی ساتھ ہی مارے جائیں گے۔ ہیلی کاپٹر ابھی تک فضا میں ہی چکرا رہا ہے"...... صفدر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"اب۔ اب بچ جانے کا فائدہ"...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے"...... صفدر نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا اپنا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ نجانے اپنے آپ پر کیسے ضبط کر رہا ہے۔ کیونکہ بہرحال کاروں کو دوڑتے اور ان پر شعلے لپکتے اور پھر ان کے پرزے فضا میں اڑتے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔

ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس اس طرف کو بڑھنے لگا۔ جدھر ارابہ پہاڑیوں سے باہر جانے کا راستہ تھا۔

"میزائل گنیں سنبھال لو۔ وہ یقیناً اطمینان سے واپس جا رہے ہوں گے۔ ہم نے انہیں فضا سے ہی ہٹ کرنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کے عقب میں پڑی ہوئیں میزائل گنیں اٹھائیں اور وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں کی سائیڈ پر جم سے گئے۔ صرف کیپٹن آرنلڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے سامنے لٹکی ہوئی طاقتور دور بین ہک سے نکال کر آنکھوں سے لگالی اور تھوڑی دیر بعد وہ چیخ پڑا۔

"وہ۔ وہ دو کاریں درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہی ہیں۔ یہ وہی کاریں ہیں۔ جو فرسٹ چیک پوسٹ پر کھڑی تھیں۔ ان کے پیچھے چلو۔ رفتار تیز کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی

کاپٹر کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔

"وہ۔وہ درختوں کے جھنڈ میں چھپ گئے ہیں۔مگر میں اس پورے جھنڈ کو ہی میزائلوں سے اڑا دوں گا اور تیز کرو رفتار"....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ہیلی کاپٹر پوری رفتار سے اڑ رہا ہے"....... پائلٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔اوہ۔یہ ہیلی کاپٹر ہے یا بیل گاڑی۔اس کی سپیڈ تیز کرو۔سمجھے۔ورنہ میں تمہیں بھی گولی مار دوں گا"....... کرنل ڈیوڈ نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے ہیلی کاپٹر کی سپیڈ تیز کرنا پائلٹ کے بس میں ہو۔مگر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جیسے ہی اس جھنڈ کے قریب پہنچا۔کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چیخ پڑا۔

"وہ۔وہ جھنڈ کی دوسری طرف سے نکلے جا رہے ہیں۔فائر کرو ان پر میزائلوں سے۔اڑا دو دونوں کاریں"....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی ہیلی کاپٹر اس زاویے پر پہنچ گیا کہ آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں دونوں کاروں پر میزائل فائر کیے جا سکتے تھے۔چنانچہ دوسرے لمحے میجر رالف اور ایک اور آدمی نے علیحدہ علیحدہ کاروں کا نشانہ لے کر میزائل فائر کر دیئے۔پلک جھپکنے میں دو خوفناک دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ کے حلق سے یک لخت مسرت بھری چیخ نکلی۔اس نے دونوں کاروں کو شعلوں میں بدلتے اور ان کے پرزے فضا میں بکھرتے دیکھ لیے تھے۔ہیلی کاپٹر اس دوران کافی آگے نکل گیا۔

"واپس موڑو واپس موڑو۔ہمیں اچھی طرح چیک کرنا ہوگا"۔کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پائلٹ نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو چکر دے کر واپس لے جانا شروع ہی کیا تھا۔اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی بلندی کم کر دی تھی۔

"احمق آدمی۔اونچا کرو۔یہ شیطان ہیں۔ہو سکتا ہے ان کے ساتھی ابھی باہر ہوں۔وہ ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں"....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں یک لخت ہیلی کاپٹر کو اونچا اٹھا لیا۔کاریں ابھی تک دھڑا دھڑ جل رہی تھیں۔ان کے ڈھانچے تباہ ہو چکے تھے۔

"یہاں لاشیں نظر نہیں آ رہیں۔اوہ۔اوہ کہیں یہ ڈاج نہ ہو اور اوپر اٹھاؤ ہیلی کاپٹر"....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی بلندی اور بڑھا دی۔

"سر۔کہیں یہ لوگ جھنڈ میں ہی نہ چھپے ہوئے ہوں اور صرف ان کے دو ساتھی ہی کاریں لے کر نکلے ہوں۔ورنہ تو یہاں لاشیں یا ان کے ٹکڑے ہر طرف لازماً بکھرے ہوئے نظر آنے چاہئیں تھے"۔کیپٹن آرنلڈ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"جھنڈ پر میزائل برساؤ۔پورے جھنڈ کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دو۔جلدی کرو"....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے میزائل مسلسل اس جھنڈ پر گرنے لگے۔ہیلی کاپٹر کافی

بلندی پر تھا اور بار بار چکر کاٹ کر جھنڈ کی طرف آرہا تھا اور ہر بار کئی میزائل جھنڈ پر فائر ہو جاتے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے درختوں کا یہ پورا جھنڈ ایک شعلے کا روپ دھار گیا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو ۔ جب کرنل ڈیوڈ کو یقین ہو گیا کہ جھنڈ میں اگر کوئی موجود ہو گا تو وہ کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکا ہو گا ۔ تو اس نے ہیلی کاپٹر کو واپس فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف لے جانے کا حکم دیا ۔ گو اسے یقین سا ہو گیا تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکے ہوں گے ۔ لیکن اس کے باوجود ان کی طرف سے ایسا لاشعوری خوف اس کے ذہن میں بیٹھ چکا تھا کہ اس نے وہیں ہیلی کاپٹر اتروانے کی بجائے اسے فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا تھا ۔ تاکہ وہاں سے وہ کیپٹن آرنلڈ اور میجر رالف کو جیپوں میں بٹھا کر یہاں بھیجے اور جب ان کی موت کی پوری تسلی ہو جائے ۔ تب ہی خود یہاں آئے ۔

ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی فرسٹ چیک پوسٹ کے قریب اتر گیا ۔ دو جیپیں وہاں موجود تھیں ۔

" میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ ۔ تم دونوں مسلح افراد کو ساتھ لے کر ان جیپوں پر سوار ہو کر وہاں جاؤ اور چیک کرو کہ کیا یہ لوگ ختم ہو گئے ہیں یا نہیں اور پھر مجھے رپورٹ دو " ...... کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا ۔

" یس سر " ...... کیپٹن آرنلڈ اور میجر رالف نے کہا اور پھر ہیلی

کاپٹر میں سوار دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے کر وہ جیپوں کی طرف بڑھ گئے ۔ جب کہ ہیلی کاپٹر کے پاس صرف پائلٹ اور کرنل ڈیوڈ ہی رہ گئے تھے ۔ جیپیں تیزی سے آگے بڑھ کر ایک موڑ پر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں ۔ تو کرنل ڈیوڈ پائلٹ کی طرف مڑا ۔

" چلو ۔ ہیلی کاپٹر کو اونچائی پر لے جا کر معلق کر دو ۔ میں خود ان جیپوں کو چیک کرنا چاہتا ہوں " ...... کرنل ڈیوڈ نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ یس سر کہہ کر دوبارہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا ۔

چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے جا کر معلق کر دیا ۔ جلتا ہوا جھنڈ دور سے صاف دکھائی دے رہا تھا ۔ کرنل ڈیوڈ نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس جھنڈ کی طرف دیکھنے لگا ۔ اب اسے میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ کی جیپیں اس جلتے ہوئے جھنڈ کی طرف جاتی ہوئیں صاف دکھائی دے رہی تھیں ۔ تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں جلتے ہوئے جھنڈ سے کچھ دور رک گئیں اور اس میں سوار افراد کو اس نے نیچے اتر کر جھنڈ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ۔ طاقتور دوربین کی وجہ سے اس قدر فاصلے کے باوجود وہ انہیں صاف دیکھ رہا تھا ۔ کافی دیر بعد اس نے میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ کو اپنے ساتھیوں سمیت واپس جیپوں کی طرف آتے دیکھا ۔

" وہ ۔ وہ یقیناً خوشخبری لے کر آرہے ہوں گے " ...... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا ۔

"یس سر۔ان کے تو پرزے اڑ گئے ہوں گے"...... پائلٹ نے جواب دیا۔اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس سے مخاطب ہو کر بات کر رہا ہے۔

"خاموش رہو نانسنس۔تمہیں کس نے کہا ہے جواب دینے کو"۔کرنل ڈیوڈ نے یک لخت چیخ کر کہا اور پائلٹ بیچارہ سہم کر خاموش ہو گیا۔کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر دور بین سے جیپوں کو واپس آتے دیکھتا رہا۔

"اب نیچے اتارو ہیلی کاپٹر کو۔جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے دور بین آنکھوں سے ہٹا کر پائلٹ سے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی کرنل ڈیوڈ چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔وہ انتہائی بے چین اور مضطرب نظر آ رہا تھا۔اس کی نظریں اس راستے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے ان دونوں جیپوں نے واپس آنا تھا اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں سائیڈوں سے نکل کر مین روڈ پر آئیں اور پھر تیزی سے کرنل ڈیوڈ کی طرف آنے لگیں۔

"کیا ہوا۔وہ سب مر گئے۔لاشیں چیک کر لیں تم نے"۔کرنل ڈیوڈ نے آگے والی جیپ کے رکنے سے پہلے ہی بے چین ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔وہاں تو ایک لاش یا اس کا کوئی ٹکڑا تک نہیں ہے۔نہ ان کاروں کے آس پاس اور نہ اس جھنڈ میں اور نہ اس کے آس پاس۔ہم نے فصل کا ایک ایک پودا چیک کر لیا ہے"...... میجر رالف نے

نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"کیا۔کیا۔یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔کیا تم اندھے تو نہیں ہو۔تم بتاؤ کیپٹن آرنلڈ۔تم بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میجر رالف درست کہہ رہے ہیں جناب۔میں نے خود سارا علاقہ چیک کر لیا ہے"...... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ۔یہ کیسے ممکن ہے۔یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔کاریں ہمارے سامنے دوڑ رہی تھیں۔جب ان پر میزائل فائر ہوئے وہ ہمارے سامنے شعلوں میں تبدیل ہوئیں۔ہمارے سامنے پھٹ کر فضا میں پرزے پرزے ہوئیں۔جھنڈ میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے انسانی سائے حرکت کرتے ہوئے دیکھتے تھے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے زمین پر پیر مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔اس کے لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ شدید حیرت بھی موجود تھی۔

"آپ خود چل کر دیکھ لیں سر"...... میجر رالف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔میرا خیال ہے۔اس چیکنگ میں ہمارا وقت ضائع ہو گا اور وہ لوگ اس دوران دور نکل جائیں گے۔آپ پائلٹ کو حکم دیں کہ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر لمبا راؤنڈ لے۔یقیناً یہ لوگ کہیں نہ کہیں جاتے ہوئے نظر آ جائیں گے"...... کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے۔ان سے کچھ بعید نہیں۔وہ انسان نہیں

ہیں شیطان ہیں وہ واقعی نکل گئے ہوں گے ۔ چلو ہیلی کاپٹر میں بیٹھو۔ چلو"۔
کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور خود سب سے پہلے اچھل کر ہیلی
کاپٹر پر سوار ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد ہی جب سب ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے
تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور پھر اسے تیزی سے بلندی
پر لے جا کر اس نے اس کا رخ اس جھنڈ کی طرف کر دیا جس سے ابھی
تک دھویں کے بادل نکل رہے تھے ۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دور
بین اپنی آنکھوں سے لگائی تھی اور وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے سر باہر
نکالے مسلسل نیچے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا ۔ ہیلی کاپٹر نے خاصی
دور تک کا چکر لگایا ۔ ایک بار نہیں ۔ دو تین بار ۔ لیکن وہاں ہر چیز
ساکت تھی ۔ بس جھنڈ سے دھواں نکل رہا تھا ۔ یا جلی ہوئی کاروں کے
ڈھانچے پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اور کچھ بھی نہ تھا ۔

"سر ۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے"...... اچانک کیپٹن
آرنلڈ نے چونک کر کہا اور کرنل ڈیوڈ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے
دور بین آنکھوں سے ہٹا کر تیزی سے اس کی طرف منہ کر لیا ۔

"کیسا خیال"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا ۔

"سر ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جھنڈ سے دوسری طرف جانے کی
بجائے اس طرف کو نکل آئے ہوں جس طرف فرسٹ چیک پوسٹ
ہے ۔ آپ نے دیکھا تو ہو گا کہ ادھر سڑک کے کنارے تک مسلسل
بڑی بڑی جھاڑیاں موجود ہیں اور ہم نے ساری چیکنگ جھنڈ اور اس کی
دوسری طرف کی ہے"...... کیپٹن آرنلڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ چند

لمحے ایسے کیپٹن آرنلڈ کی طرف دیکھتا رہا جیسے وہ کیپٹن آرنلڈ کو دیکھنے
کی بجائے کہیں دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو ۔ پھر وہ یک تحت ایک
جھٹکے سے چونک پڑا ۔

"اوہ اوہ واقعی ۔ جلدی کرو پائلٹ ۔ ہیلی کاپٹر کو موڑ کر ادھر لے چلو
جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پائلٹ نے جلدی سے
ہیلی کاپٹر کو موڑا اور چند لمحوں بعد وہ جھنڈ کی دوسری طرف موجود
جھاڑیوں کو چیک کر رہے تھے ۔ مگر یہاں بھی انہیں کوئی آدمی نظر نہ آ
رہا تھا ۔ ہر طرف گہرا سکوت چھایا ہوا تھا ۔

"سر ۔ سر ۔ وہ جیپیں ۔ وہ جیپیں"...... اچانک کیپٹن ڈیوڈ نے چیخ
کر کہا ۔

"کیا مطلب ۔ کیسی جیپیں ۔ کیا بک رہے ہو تم"...... کرنل
ڈیوڈ نے چیخ کر کہا ۔

"سر ۔ سر ۔ وہاں جیپیں موجود نہیں ہیں ۔ مم ۔ مم میرا مطلب ہے ۔
فرسٹ چیک پوسٹ پر ۔ جہاں ہم انہیں چھوڑ کر آئے تھے ۔ ابھی راؤنڈ
کرتے ہوئے جیسے ہی ہیلی کاپٹر گھوما میں نے ادھر دیکھا تھا"۔ کیپٹن
آرنلڈ نے کہا ۔

"ہو سکتا ہے سر ۔ پہاڑیوں میں موجود فوجی انہیں لے گئے ہوں"۔
میجر رالف نے کہا ۔

"چلو ۔ چلو ادھر لے چلو"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے
میں کہا اور پائلٹ نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو موڑ کر اس کا رخ فرسٹ

چیک پوسٹ کی طرف کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی وہاں جیپیں موجود نہیں ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر وہاں اتر گیا تو کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی تیزی سے نیچے اترے اور انہوں نے دوڑ کر کیبن کے گرد چکر لگایا۔ حالانکہ وہ جیپیں سڑک کے کنارے چھوڑ گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اضطراری حالت میں انہوں نے کیبن کی دوسری طرف بھی چیک کیا۔ مگر وہاں واقعی جیپیں نہ تھیں۔

"ٹرانسمیٹر لاؤ جلدی"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ایک آدمی دوبارہ ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

"اگر وہ سڑک پر گئی ہوتیں جناب تو ہیلی کاپٹر سے نظر آجاتیں۔ وہ لازماً واپس پہاڑیوں پر ہی لے جائی گئی ہیں"...... میجر رالف نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔

"سر۔ کیبن میں میجر ہیری کی لاش موجود نہیں ہے"...... اسی لمحے کیبن سے نکلتے ہوئے کیپٹن آرنلڈ نے چیخ کر کہا اور کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

"اب تو سر یہ بات یقینی ہے کہ فوجی جیپوں کو لے کر گئے ہیں۔ وہ میجر ہیری کی لاش لے گئے ہوں گے"...... میجر رالف نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ہیلی کاپٹر سے ٹرانسمیٹر لا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ اس پر ابھی تک وہی فریکونسی ایڈجسٹ تھی۔ جس پر اس نے کیپٹن جیف سے

بات کی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو کالنگ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ کیپٹن جیف بول رہا ہوں سر اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کیپٹن جیف کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن جیف۔ فرسٹ چیک پوسٹ سے تمہارے آدمی دو جیپیں لے آئے ہیں یا نہیں اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"نو سر۔ میرے آدمی تو باہر گئے ہی نہیں ہیں۔ میجر ہیری نے مجھے سختی سے حکم دے رکھا ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو باہر نہ بھیجوں اوور"۔ دوسری طرف سے کیپٹن جیف نے کہا۔

"اوہ یو نانسنس۔ میجر ہیری مر چکا ہے اور اس کے میک اپ میں پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہیں نانسنس۔ فول۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"وہ۔ وہ سڑک پر ہی گئے ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر وہ لازماً کہیں چھپ گئے ہوں گے۔ چلو ہم نے انہیں فوراً تلاش کرنا ہے چلو"۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر پوری رفتار سے سڑک کے اوپر اڑتا ہوا ار بابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت میں بڑھا چلا جا رہا تھا اور کرنل ڈیوڈ ایک بار

پھر دور بین آنکھوں سے لگائے نیچے کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کے ساتھی میزائل گنیں اٹھائے ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں میں اس طرح جمے ہوئے تھے کہ جیپیں نظر آتے ہی وہ ان پر بالکل اسی طرح فائر کھول سکیں جس طرح انہوں نے کاروں پر فائر کھولا تھا۔

تنویر کار کے ایکسیلٹر پر اپنا بھاری بوٹ کھول کر رکھ دینا اور پھر تیزی سے نیچے اتر جانا ۔ جب وہ ہیلی کاپٹر یہاں تک پہنچے تمہیں کار کے اندر نہیں ہونا چاہیئے ۔ لیکن کار اسی طرح دوڑتی رہے ۔ اس کے لئے دوسرا بوٹ سٹرنگ میں پھنسا دینا"...... عمران نے دونوں کاروں کے جھنڈ سے باہر نکلتے ہی اپنے آگے والی کار تنویر کی سائیڈ پر کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے ایک ہاتھ سے پیر میں موجود بوٹ کے اوپر لگے ہوئے سٹکرز نما تسمے کھولنے لگا۔ عمران کی کار آگے جا چکی تھی ۔ سٹکرز نما تسمے کھلتے ہی اس نے دونوں بوٹوں سے پیر نکالے ۔ ایک کو وہیں ایکسیلٹر پر رکھ دیا جب کہ دوسرے کو اٹھا کر سٹرنگ میں پھنسا دیا اور پھر دوڑتی ہوئی کار کا دروازہ کھول کر اس نے نیچے چھلانگ لگا دی ۔ ایکسیلٹر پر موجود بھاری جوتے کے وزن سے آگے دوڑتی چلی گئی ۔ جب کہ تنویر کروٹیں بدلتا ہوا اونچے قد کی فصل میں

چھپ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ اس نے اپنے اوپر سے ہیلی کاپٹر
کو گزرتے اور اس میں سے دو شعلوں کو نکل کر آگے زمین کی طرف
لپکتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں کے ساتھ اس نے
اپنے سے کافی آگے کاروں کے پرزے فضا میں اڑتے ہوئے صاف دیکھے
تنویر اسی طرح فصل میں دبک گیا۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ ہیلی کاپٹر فضا
میں موجود تھا اور اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو یقیناً فائر کھول سکتے تھے۔ چند
لمحوں بعد ہی عمران کی آواز سنائی دی اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔
اس نے عمران کو زمین پر کرالنگ کر کے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔
" جلدی کرو۔ ہمیں جھنڈ سے اپنے ساتھیوں کو نکالنا ہے۔ ورنہ یہ
وحشی کرنل ڈیوڈ پورے جھنڈ کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ آؤ میرے پیچھے
مگر دھیان رکھنا۔ جب ہیلی کاپٹر کا رخ ہمارے مخالف ہو تب تیزی سے
دوڑنا "...... عمران نے قریب آکر کہا اور چند لمحوں بعد وہ رک رک کر
جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے جھنڈ میں داخل ہو گئے۔
" تم۔ تم دونوں زندہ ہو۔ خدایا تو بے حد رحیم ہے "۔ ان دونوں
کے جھنڈ میں داخل ہوتے ہی جولیا نے چیخ کر کہا۔
" جلدی کرو۔ جھنڈ کی دوسری طرف سڑک کی طرف نکل چلو۔ اودھر
جھاڑیاں ہیں۔ ہمیں جلد از جلد سڑک تک پہنچنا ہے۔ جلدی کرو "۔
عمران نے کہا اور وہ سب جھنڈ کے اندر دوڑتے ہوئے دوسری طرف
جھاڑیوں میں پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر جب جھنڈ کے اوپر سے چکر کھاتا ہوا
اس طرف آتا تو وہ جھاڑیوں میں رک جاتے۔ جب اس کا رخ بدلتا تو وہ

لوگ دوڑ پڑتے اور ابھی وہ درمیان میں ہی تھے کہ انہوں نے ہیلی کاپٹر
سے جھنڈ پر میزائلوں کی بارش ہوتی دیکھی۔ خوف ناک دھماکوں سے
درختوں کا یہ پورا جھنڈ مکمل شعلے کا روپ دھار گیا۔
" تم۔ تم نجانے وقت سے پہلے کیسے سوچ لیتے ہو "...... تنویر نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
" مجھے کرنل ڈیوڈ کی نفسیات کا علم ہے۔ اس لئے تو میں اسے ہلاک
کرنے سے گریز کرتا ہوں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
تنویر نے اس بار ایسے انداز میں سر ہلایا جیسے اب اسے سمجھ آئی ہو کہ
عمران نے قابو پا لینے کے باوجود کرنل ڈیوڈ کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔
جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے وہ جب سڑک کے قریب پہنچے تو انہوں
نے ہیلی کاپٹر کو اوپر سے گزر کر فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف جاتے
ہوئے دیکھا۔
" یہ۔ یہ واپس کیوں جا رہے ہیں "...... جولیا نے حیران ہو کر
پوچھا۔
" ہمارے خوف کی وجہ سے۔ اسے یقین نہ آ رہا ہو گا کہ ہم واقعی ختم
ہو چکے ہیں۔ وہ یقیناً وہاں خود رک کر اپنے آدمیوں کو جیپوں میں سوار
کر کے بھیجے گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" مگر عمران صاحب۔ جب ہماری لاشیں وہاں نہیں ملیں گی تو پھر "
"۔ صفدر نے کہا۔
" بس دیکھتے جاؤ۔ اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔ فی الحال ہم یہاں

محفوظ ہیں۔ اس کے آدمی یقیناً تمام چیکنگ جھنڈ اور اس کی دوسری طرف موجود فصل کی طرف ہی کریں گے"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے واقعی دو جیپوں کو سڑک پر دوڑتے ہوئے بائی روڈ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"وہ۔ وہ کرنل ڈیوڈ یقیناً ہیلی کاپٹر کے پاس موجود ہوگا۔ یہ اچھا موقع ہے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کا"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"احمق مت بنو۔ سڑک کے پار کھلا میدان ہے اور پھر ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس لیے ہم اس میدان میں پہنچتے ہی گنوں کا نشانہ بن سکتے ہیں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر نے ہونٹ بھینچ لیے اور اسی لمحے وہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں اٹھتے ہوئے دیکھ کر چونک پڑے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا تھا۔

پھر کافی دیر بعد انہیں جیپیں واپس جاتی ہوئیں دکھائی دیں۔ وہ سب جھاڑیوں کے درمیان لیٹے ہوئے فضا میں معلق ہیلی کاپٹر کو صاف طور پر دیکھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب واپس نیچے اتر گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپیں ہیلی کاپٹر کے قریب جا کر رک گئیں اور ان میں سے آدمی نکل کر ہیلی کاپٹر کے قریب جمع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سب دوبارہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر تیزی سے دوبارہ جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر جھنڈ کی طرف گیا اور پھر سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"چلو دوڑ لگاؤ۔ اب ہم نے جیپوں کے پاس پہنچنا ہے۔ جلدی کرو"۔ عمران نے کہا اور وہ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیپوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔

"میجر ہیری کی لاش اٹھا کر جیپ میں رکھو۔ اب ہم نے سیکنڈ چیک پوسٹ کی طرف جانا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے چیخ چیخ کر ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"سیکنڈ چیک پوسٹ۔ کیا مطلب"...... عمران کے ساتھی اس کی یہ عجیب وغریب ہدایات سن کر حیران رہ گئے۔

"جلدی کرو۔ وقت مت ضائع کرو۔ جلدی کرو"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں تیزی سے ارباب پہاڑیوں کی طرف دوڑنے لگیں۔ صفدر نے میجر ہیری کی لاش عقبی سیٹ پر رکھ لی تھی۔ آگے والی جیپ عمران خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

"سائیلنسر لگا پستول نکال لو۔ سیکنڈ چیک پوسٹ پر موجود سب کا خاتمہ ہو جانا چاہیے"...... عمران نے اپنی والی جیپ میں موجود ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد جیپیں سیکنڈ چیک پوسٹ پر پہنچ کر رک گئیں اور صفدر اور دوسرے ساتھی اچھل کر نیچے اترے۔ وہاں موجود فوجی انہیں دیکھ کر اٹین شن ہو رہے تھے کہ صفدر اور عمران نے سائیلنسر لگے آٹو میٹک پسٹل نکالے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موجود آٹھ فوجی خون میں ڈوبے زمین پر پڑے

تڑپ رہے تھے۔

"ان کی لاشیں کیبن میں لے آؤ۔ جلدی کرو اور جیپیں بھی کیبن کے عقب میں چھپا دو"....... عمران نے کیبن کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی تو اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے جب کہ جولیا دوڑتی ہوئی اس کے ساتھ ہی کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ کیبن خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے درمیان ایک لمبی سی میز رکھی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف میں کرسیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے جا کر فون پیس اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک پیچ کو ناخن کی مدد سے کھولنا شروع کر دیا۔

"کیا کر رہے ہو"....... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"لیبارٹری بھی تو تباہ کرنی ہے۔ ہم یہاں صرف کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے تو نہیں آئے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر لیبارٹری کا اس فون سے کیا تعلق"....... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ویسا ہی تعلق ہے جیسا تنویر اور میرے درمیان ہے تمہاری وجہ سے"....... عمران نے جواب دیا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے وہ اب عمران کی اس بات کا جواب کیا دیتی۔ اس کے علاوہ دوسرے ساتھی سپاہیوں کی لاشیں گھسیٹ کر اندر کیبن

میں ڈال رہے تھے۔ عمران نے فون پیس کے نچلے حصے کا پیچ کھول کر اس کا ڈھکن ہٹایا اور پھر اس نے اندرونی جیب میں انگلیاں ڈال کر ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے فون کے اندر ایک مخصوص جگہ پر رکھ کر اس نے ڈھکن واپس لگا کر پیچ کس دیا اور پھر فون کو واپس میز پر رکھ کر وہ مڑا۔

"کرنل ڈیوڈ ہیلی کاپٹر پر یہاں بھی پہنچ سکتا ہے۔ جیپیں وہاں نہ پا کر وہ لازماً یہاں آئے گا"....... صفدر نے عمران کے مڑتے ہی کہا۔

"اسی لئے تو میں میجر ہیری کی لاش ساتھ لے آیا تھا۔ تاکہ اس کی لاش وہاں نہ پا کر وہ یہی سمجھے کہ ارابہ پہاڑیوں پر موجود فوجی جیپیں واپس پہاڑیوں پر لے گئے ہوں گے اور ظاہر ہے وہ سپاہیوں کی لاشیں تو وہاں چھوڑ سکتے تھے۔ مگر میجر ہیری کی لاش وہاں نہ چھوڑ سکتے تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سے فائدہ"....... تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ کرنل ڈیوڈ خود یہاں آنے کی بجائے لازماً ٹرانسمیٹر پر کیپٹن جیف سے بات کرے گا اور جب کیپٹن جیف اسے بتائے گا کہ جیپیں اس کے آدمی نہیں لے آئے۔ تو پھر وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ ہم جیپیں لے کر ارابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت میں چلے گئے ہیں اور وہ ہمیں تلاش کرنے کے لئے واپس چلا جائے گا۔ اس طرح ہمیں اس آنکھ مچولی سے نجات مل جائے گی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں اب سمجھی کہ تم نے فون پیس میں وہ بٹن کیوں ڈالا ہے
تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ اگر فون پر بات کرے تو یہاں اس کا فون
اٹنڈ نہ ہو سکے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے یک لخت بات کرتے ہوئے کہا۔

"فرسٹ چیک پوسٹ پر تو فون ہی نہیں ہے۔ وہ کہاں سے فون
کرے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ مگر پھر تم نے فون پیس میں کیوں یہ بٹن ڈالا ہے۔ اس
سے کیا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر مزید رک جاؤ۔ پھر میں بتاتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا
اور قدم بڑھاتا وہ کیبن سے باہر آ گیا۔ ظاہر ہے باقی ساتھی بھی اس کے
ساتھ ہی باہر آ گئے۔

"نعمانی۔ تم اس کیبن کی چھت پر چڑھ کر دیکھو۔ وہاں سے لازماً
تمہیں بلندی پر اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ جائے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر
نعمانی سے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کے
دروازے کی مدد سے وہ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کیبن کی چھت پر
پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہیلی کاپٹر واپس جا رہا ہے۔ ارابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت ہیں"
دس منٹ بعد کیبن کی چھت پر سے نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی
دی اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"او۔ کے۔ اب نیچے اتر آؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس کیبن کی
طرف مڑ گیا۔

"آؤ۔ اب میں تمہیں دکھاؤں کہ اسرائیل کی سب سے محفوظ اور
قیمتی لیبارٹری سنیک سرکل کیسے تباہ ہوتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب اس کے پیچھے چلتے ہوئے کیبن میں
داخل ہو گئے۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے اس کے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا اس کا سلسلہ لیبارٹری میں بھی ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہو
کر پوچھا۔

"ہاں۔ وہاں باقاعدہ آٹو میٹک ایکس چینج نصب ہے اور پہاڑیوں پر
فوجی اڈے اور یہاں اس چیک پوسٹ پر اسی ایکس چینج سے ہی لائنیں
عارضی طور پر دی گئی ہیں۔ تاکہ ان سب کا رابطہ آپس میں اور
لیبارٹری سے رہ جائے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا
اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ نمبر ڈائل کر کے عمران ایک لمحے کے لئے
رکا رہا۔ پھر اس نے کریڈل دبائے بغیر دوبارہ وہی نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔ دوسری بار وہی نمبر ڈائل کر کے اس نے مسکراتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چلو اب جیپوں میں بیٹھ جاؤ۔ ٹھیک دس منٹ بعد لیبارٹری
مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں پہاڑیوں پر موجود فوج
افراتفری کے عالم میں پیدل اور جیپوں میں سوار ہو کر یہاں سے شہر کی
طرف فرار ہو گی اور ہم نے ان کے درمیان رہ کر شہر پہنچنا ہے۔ تاکہ
کرنل ڈیوڈ ہمیں تلاش نہ کر سکے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ سب کیبن
کے عقب میں موجود جیپوں پر سوار ہو گئے پھر واقعی دس منٹ گزرتے
ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں ۔ یہ
دھماکے اس قدر شدید اور خوفناک تھے کہ انہیں یہاں بیٹھے یوں
محسوس ہوا تھا جیسے یہ دھماکے عین ان کے سروں پر ہو رہے ہوں
دھماکے مسلسل جاری تھے اور زور دار گڑگڑاہٹ کی آوازوں سے
یہاں تک کی زمین بھی اس طرح ہل رہی تھی جیسے زلزلہ آرہا ہو۔
"یہ ۔ یہ کیسے کر لیا تم نے ۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"........جولیا نے حیران
ہو کر پوچھا۔

"یہ لیبارٹری اس طرح بنائی گئی تھی کہ اس کے اصل حصے میں
ڈاکٹر وائم بھی داخل نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہی وہ حصہ کسی طرح تباہ کیا جا
سکتا تھا اور نہ کھل سکتا تھا ۔ اسے مکمل طور پر ریڈ بلاک تعمیرات کے
ذریعے محفوظ کر دیا گیا تھا ۔ زیادہ سے زیادہ بیرونی حصے کو ڈائنامیٹ سے
اڑایا جا سکتا تھا ۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا ۔ لیبارٹری ویسے ہی
محفوظ رہتی لیبارٹری میں تمام ریسرچ خود کار مشینری اور سپر کمپیوٹر کی
مدد سے کی جاتی تھی ۔ جس کی صرف باہر موجود مشینوں سے سائنسی
طور پر رہنمائی کی جا سکتی تھی ۔ ڈاکٹر وائم کے ساتھ میں نے پوری
لیبارٹری کے سسٹم کو سمجھ لیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لیبارٹری واقعی
اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جا سکتا
ہے ۔ لیکن ظاہر ہے اس میں سنگل ڈراپ نامی ایسی ایجاد کی جا رہی تھی

جو اگر واقعی مکمل ہو جاتی تو پورے عالم اسلام کے لئے یقینی خطرے کا
موجب بن جاتی ۔ اس لئے میں نے اپنے دماغ کی ساری بیٹریوں کو
بیک وقت چارج کیا اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ایک
ایسی ترکیب ڈال دی جس سے اس ناقابل تسخیر لیبارٹری کو اس طرح
تباہ کیا جا سکتا تھا ۔ میں نے ڈاکٹر وائم اور اس کے ساتھی سائنسدانوں
کو ہلاک کر دیا ۔ کیونکہ اس ایکس چینج کی ایک لائن کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر
سے تھا ۔ اس لائن کے ذریعے ڈاکٹر وائم ماسٹر کمپیوٹر کو ضروری ہدایات
دیا کرتا تھا ۔ لیکن یہ ہدایات ڈائریکٹ دی جاتی تھیں ۔ مطلب ہے کہ
رسیور ہٹایا اور بٹن دبایا اور کوڈ ہدایتیں دے دیں اور بس ۔ مگر میں
نے اس ایکس چینج میں تبدیلی کر کے ماسٹر کمپیوٹر کو حرکت میں لانے کا
سسٹم براہ راست جانے والی لائن کی بجائے مخصوص نمبروں سے ملا دیا
اور پھر ایکس چینج بند کر دی یہاں جو بٹن میں نے فون پیس میں ڈالا تھا
وہ بے پناہ پاور پیدا کرنے والا الیکٹرونک بٹن تھا ۔ اسے میں نے
لیبارٹری سے ہی حاصل کیا تھا میرا مقصد اس کی مدد سے فون کی لائن
میں موجود پاور کی طاقت کو اس قدر بڑھا دینا تھا کہ ماسٹر کمپیوٹر کا نظام
تیز ترین ہو جائے ۔ ماسٹر کمپیوٹر تک پہنچنے والی پاور کو ایک مخصوص حد
تک محدود کر دیا جاتا ہے ۔ اگر یہ پاور یک لخت بہت تیز ہو جائے تو
ماسٹر کمپیوٹر کا پورا نظام اسی قدر تیز ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ وہی ہوا ۔ میں
نے ماسٹر کمپیوٹر کا مخصوص نمبر ڈائل کیا ۔ اس بٹن کی وجہ سے وہاں
تک پہنچنے والی پاور دگنی ہو گئی ۔ پھر کریڈل دبا کر میں نے جب دوبارہ

نمبر ڈائل کیا تو یہ پاور چار گنا ہو گئی اور اس سے ماسٹر کمپیوٹر کا تمام نظام چار گنا تیز ہو گیا اور اس نے وہاں موجود تمام مشینوں کو چار گنا تیز کام کرنے کی ہدایات جاری کرنی شروع کر دی ہوں گی ۔ سنگل ڈراپ کے متعلق ڈاکٹر وائم سے میں نے بنیادی تفصیل حاصل کر لی تھی ۔ اس کا بنیادی مادہ الشام نامی ایک دھات سے نکالا گیا تھا ۔ جس کا خاصا بڑا سٹور لیبارٹری کے اندر پہلے سے موجود تھا اور کمپیوٹر سے منسلک ایک مشین ایک مخصوص مقدار تک اسے سٹور سے نکالنے اور اس پر تجربات کرنے کے لئے مخصوص تھی ۔ اس مشین کو جب ماسٹر کمپیوٹر سے چار گنا تیز ہدایات جاری ہوئیں تو اس نے اپنی مخصوص مقدار سے چار گنا زیادہ مقدار میں وہ مادہ نکالنا شروع کر دیا اور اسی رفتار سے یہ مادہ باہر نکلتا رہا ہو گا ۔ میں نے دس منٹ کا وقت اس لئے دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ مادہ جب کافی زیادہ مقدار میں باہر آئے گا تو پھر اس کی حدت لامحالہ بڑھے گی اور ایک مخصوص حد تک آنے کے بعد اس مادہ نے پھٹ جانا تھا ۔ اس کے اندر اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ شاید ہزاروں ڈائنامیٹ سٹکس مل کر بھی اتنی طاقتور نہ ہوں گی اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے ۔ ناقابل تسخیر لیبارٹری تسخیر ہو چکی ہے حالانکہ اسرائیل نے اسے ہر صورت میں ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا ۔ ان کا سارا حفاظتی نظام ختم ہو گیا ہے اور یہ زخم یقیناً اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے دلوں سے سالوں مندمل نہ ہو گا " .... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی کارکردگی کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت چیز ہو ۔

" تم انسان نہیں ہو ۔ قطعی نہیں ہو ۔ بلکہ مکمل شیطان ہو " ۔ تنویر نے یک لخت بے اختیار ہوتے ہوئے کہا ۔

" میرے سینگ ہیں " .... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" سینگ ۔ نہیں تو ۔ کیا مطلب " .... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا اور باقی ساتھی بھی چونک پڑے ۔

" تو پھر میں شیطان کیسے ہو گیا ۔ سنا ہے شیطان کے تو سینگ ہوتے ہیں " .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" شیطان ہی دنیا میں سب سے بڑا تخریب کار ہے ۔ سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیتا ہے اور تمہارا دماغ بھی تخریب کاری میں خوب چلتا ہے ۔ اس لئے میں نے تمہیں شیطان کہا ہے " .... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سارے ساتھی اس کی اس توجیہہ پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے ۔

" تمہارے سر پر سینگ ہیں " .... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ۔

" تمہارے کہنے کے مطابق میرے سینگ نہیں ہیں ۔ میں شیطان نہیں ہوں " .... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ وہ شاید عمران کے جھلاہٹ بھرے لہجے سے لطف لے رہا تھا ۔

" گدھے کے سر پر بھی سینگ نہیں ہوتے ۔ نہیں ہوتے ناں " ۔ عمران

نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس بار سب ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار اس قدر زور دار قہقہہ نکلا کہ فضا گونج اٹھی اور تنویر بے چارہ بے اختیار کھسیانا سا ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے انہیں کیبن کی دوسری طرف سے جیپوں کا شور اور آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر ادھر متوجہ ہو گئے۔ شور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ عمران تیزی سے کیبن کی سائیڈ کی طرف بڑھا اور اس نے جھانک کر سڑک کی طرف دیکھا۔ تو فوجی جیپیں دوڑتی ہوئیں شہر کی طرف جا رہی تھیں اسکے ساتھ بے شمار فوجی بھی دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔

"چلو۔ جیپیں سٹارٹ کرو۔ اب ہم نے اس قافلے میں شامل ہونا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں تیزی سے کیبن کی سائیڈ سے نکلیں اور سڑک پر دوڑتی ہوئی جیپوں میں شامل ہو گئیں۔ اس وقت ان فوجیوں پر ایسی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے ان دونوں جیپوں کی طرف توجہ تک نہ کی تھی۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت اسرائیل کے تمام اعلیٰ ترین حکام جمع تھے۔ کرنل ڈیوڈ ان میں شامل تھا۔ لیکن اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ میٹنگ روم پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ سب اعلیٰ ترین حکام کسی بہت بڑی شخصیت کو دفنانے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہوں۔ سامنے رکھی ہوئی دو کرسیاں خالی تھیں۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور صدر مملکت اور ان کے پیچھے وزیر اعظم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے میٹنگ روم میں موجود تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ صدر اور وزیر اعظم دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جائیں"...... صدر نے آہستہ سے کہا اور خود بھی وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ دوسری کرسی پر وزیر اعظم بیٹھ گئے۔

"سر وائن ۔ آپ ہمیں بتائیں کہ سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا ہے"...... صدر مملکت نے ہونٹ چباتے ہوئے ایک سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ۔ اس کا صحیح اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا ۔ یوں سمجھیئے کہ اگر پورے اسرائیل کو تباہ کر دیا جائے ۔ تو اتنا مالی نقصان نہ ہو گا جتنا اس لیبارٹری کی تباہی سے ہوا ہے ۔ اسرائیل تو کیا پوری دنیا کے یہودیوں نے اس لیبارٹری کی تعمیر اور اس میں ہونے والی مخصوص ریسرچ پر رقم لگائی تھی ۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ اس ایجاد کے بعد پوری دنیا پر یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی اور حقیقی سنیک سرکل وجود میں آجائے گا ۔ لیکن اس کی تباہی سے یوں سمجھیئے کہ نہ صرف سنیک سرکل کے اس خواب کو تباہ کر دیا ہے بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کو بھی ذہنی اور معاشی طور پر تباہ کر دیا گیا ہے ۔ کاش ایسا نہ ہوتا ۔ کاش"...... اس بوڑھے نے انتہائی افسردہ اور مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔

"ڈاکٹر سٹینلے ۔ آپ نے ڈاکٹر وائم کے ساتھ مل کر نہ صرف لیبارٹری کی تعمیر کرائی تھی بلکہ آپ اس پروجیکٹ کے ایک لحاظ سے نگران اعلیٰ بھی تھے اور آپ کی رپورٹ حکومت کے پاس موجود ہے کہ سنیک سرکل لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے اب آپ نے اس کی تحقیقات بھی کی ہیں ۔ آپ بتائیں کہ یہ کیسے تباہ ہوئی ہے"...... صدر مملکت

نے اس بار انتہائی تلخ لہجے میں ایک دوسرے سفید بالوں والے دبلے پتلے بوڑھے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ۔ یہ واقعی ناقابل تسخیر تھی ۔ قطعی ناقابل تسخیر ۔ اسے کسی طرح بھی تسخیر نہ کیا جا سکتا تھا ۔ کسی طرح بھی ۔ حتیٰ کہ اگر اس لیبارٹری پر باہر سے ایٹم بم بھی مارے جاتے تب بھی تباہی تو ایک طرف ۔ اس کو معمولی سا نقصان بھی نہ پہنچ سکتا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود یہ تباہ ہو چکی ہے ۔ مکمل طور پر تباہ اور نہ صرف لیبارٹری بلکہ ارابہ پہاڑیاں بھی تباہ ہو چکی ہیں ۔ نہ صرف لیبارٹری میں موجود سائنسدان بلکہ پہاڑیوں پر موجود بے شمار فوجی بھی اس تباہی کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے ہیں ۔ میں نے ماہرین کی ایک ٹیم کے ساتھ اس کی تباہی کی مکمل تحقیقات کی ہیں اور سائنسدان اور ماہرین تعمیرات اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ لیبارٹری کسی دشمن نے تباہ نہیں کی بلکہ یہ لیبارٹری اندر موجود مشینری کے فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے ۔ تحقیقات کے مطابق یہ تباہی سنگل ڈراپ میں استعمال ہونے والے بنیادی مادے الثام کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ اس مادے کا خاصا بڑا سٹور لیبارٹری میں موجود تھا ۔ جسے ایک ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا تھا ۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کسی نامعلوم نقص کی وجہ سے ماسٹر کمپیوٹر کی مخصوص پاور میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور اس تیزی کی وجہ سے محدود مقدار میں باہر آنے والے الثام مادہ کی برآمد میں بھی تیزی پیدا ہو گئی ۔ یہ مادہ بے پناہ حدت پیدا کرتا ہے ۔ جس جگہ

اسے سٹور کیا گیا ہے۔ وہاں مخصوص سائنسی انتظامات تھے۔ اس لئے
وہاں موجود مادہ میں حدت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ مگر جب یہ مادہ زیادہ
مقدار میں باہر آیا اور اس کی کھپت اتنی تیزی سے نہ ہو سکی تو وہ باہر
بغیر کسی حفاظتی اقدام کے اکٹھا ہونا شروع ہو گیا۔ جب یہ کافی مقدار
میں باہر آگیا تو اس میں موجود حدت اتنی بڑھ گئی کہ یہ پھٹ گیا۔ اس
کے پھٹنے کے نتیجے میں لیبارٹری کی مشینیں تباہ ہو گئیں اور اس طرح
اس مادے کے سٹور میں کئے جانے والے تمام سائنسی حفاظتی اقدامات
بھی ختم ہو گئے جس کے نتیجے میں سٹور میں موجود اس انتہائی خطرناک
مادے کی تمام مقدار پھٹ گئی اور یہ ساری تباہی اس مادے کے پھٹنے
سے ہوئی ہے۔ اس مادے کی طاقت کا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں
کہ جیسے بیک وقت کئی ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم پھٹ پڑتے ہیں۔ ایسا
ایٹم بم جن میں تابکاری تو نہ ہو لیکن تباہی کی طاقت زیادہ ہو۔ اس
طرح یہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر لیبارٹری نہ صرف مکمل طور پر تباہ ہو
گئی۔ بلکہ اس میں موجود ہمارے انتہائی اعلیٰ دماغ سائنسدان بھی
ہلاک ہو گئے اور لیبارٹری کے ساتھ ساتھ کے علاقے میں موجود اربابہ
پہاڑیاں بھی تباہی کا شکار ہوئیں جس کی وجہ سے سینکڑوں فوجی بھی
مارے گئے"........ ڈاکٹر سٹینلے نے کھڑے ہو کر اپنی رپورٹ پیش
کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی رپورٹ ایسی تھی کہ صدر مملکت اور
وزیراعظم کے علاوہ وہاں موجود ہر شخص حیرت سے ایک دوسرے کو
دیکھنے لگا۔

"لیکن ہمیں تو رپورٹ ملی ہے کہ اس لیبارٹری کو پاکیشیا سیکرٹ
سروس نے تباہ کیا ہے"........ صدر مملکت نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"نہیں سر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ رپورٹ صرف وہ لوگ
دے سکتے ہیں۔ جو اس لیبارٹری کی ساخت کے بارے میں نہ جانتے
ہوں۔ میں مزید وضاحت کر دوں کہ اس لیبارٹری کے دو حصے تھے۔
ایک حصہ وہ تھا جس میں عام مشینوں اور خوراک کے سٹور تھے اور
اس کے ساتھ وہاں کام کرنے والے سائنسدانوں کی رہائش گاہیں اور
ان کے دفاتر اور آپریشن ہال تھا۔ میں یہ تو تسلیم کر سکتا ہوں کہ اس
حصے کے اندر دشمن ایجنٹ داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصل لیبارٹری
اس حصے کے درمیان بنائی گئی تھی جسے ریڈ بلاکس کے ذریعے اس
طرح تعمیر کیا گیا تھا کہ یہ ہر طرف سے مکمل طور پر بند ہو گئی تھی۔ اس
کے اندر آٹو میٹک مشینری کام کرتی تھی۔ جسے ایک جدید ترین ماسٹر
کمپیوٹر کنٹرول کرتا تھا۔ ایسا ماسٹر کمپیوٹر جو اپنے میں پیدا ہونے والے
ہر قسم کے نقائص کو بھی خود دور کر سکتا تھا اور الثام مادے کا سٹور اس
کے بھی درمیان میں تھا۔ اس حصے کو جسے ہم تکنیکی زبان میں سنٹیک
سرکل لیبارٹری کہتے ہیں باہر سے کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا
تھا۔ تباہ کرنا تو ایک طرف اس کے اندر بیرونی ہوا تک داخل نہ ہو
سکتی تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس اصل لیبارٹری کو کسی دشمن ایجنٹ
نے تباہ کیا ہے۔ قطعی غلط ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"۔ ڈاکٹر سٹینلے

نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"لیکن ڈاکٹر سٹینلے ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کسی فنی نقص کی وجہ سے گڑ بڑ ہوئی اور اس طرح یہ تباہی واقع ہو گئی۔ جب کہ اب آپ فرما رہے ہیں کہ ماسٹر کمپیوٹر اپنے اندر پیدا ہونے والے تمام نقائص کو خود دور کر سکتا تھا۔ پھر اس نے اس نقص کو کیوں دور نہ کیا۔ جس کی وجہ سے سب کچھ ہی تباہ ہو گیا"...... اس بار وزیر اعظم نے ڈاکٹر سٹینلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس پوائنٹ پر ہم نے تفصیلی تحقیقات کی ہے۔ کیونکہ یہ بنیادی پوائنٹ ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر کو سائنسدان جو ضروری احکامات دیتے تھے وہ ایک براہ راست فون لائن سے دیئے جاتے تھے اور فون لائن کو بیٹری سے چلایا جاتا ہے۔ جس کی پاور محدود ہوتی ہے۔ جب کہ ماسٹر کمپیوٹر کو زندہ رکھنے کے لئے اٹیمک بیٹری سے کام لیا جاتا تھا۔ جو اصل لیبارٹری کے اندر موجود تھی۔ لیکن کارکردگی میں تیزی اور کمی فون لائن میں موجود پاور سے ممکن ہو سکتی تھی۔ ماسٹر کمپیوٹر کے اندر کوئی نقص پڑ جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اسے از خود دور کر سکتا تھا۔ لیکن تحقیقات کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کوئی نقص نہیں پڑا۔ بلکہ وہ فون لائن جس سے اس کا رابطہ سائنسدانوں سے تھا۔ اس لائن کا تعلق ایک ایکس چینج سے تھا اور ایکس چینج میں نقص پڑا۔ جس کی وجہ سے ماسٹر کمپیوٹر کو جانے والی پاور میں یک لخت اضافہ ہو گیا اور اس طرح اس کی کارکردگی یک لخت

تیز ہو گئی اور اس کارکردگی کی وجہ سے الثام مادہ جتنی مقدار میں نکلنا چاہئے تھا۔ اس سے چار یا پانچ گنا زیادہ نکلنے لگا۔ اب ظاہر ہے اسے کھپانے والی مشین تو ایک مخصوص مقدار کی حد تک ہی اسے کھپا سکتی تھی۔ زیادہ مقدار میں اسے نہ کھپا سکتی تھی۔ چنانچہ باقی مادہ اکٹھا ہو کر حدت کی وجہ سے پھٹ گیا۔ اس کے پھٹنے سے مشینیں تباہ ہوئیں اور مشینیں تباہ ہونے کی وجہ سے مادے کے سٹور کے حفاظتی انتظامات بیکار ہو گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ سٹور میں موجود مادہ میں حدت پیدا ہوئی اور وہ سارا پھٹ گیا اور اس سے یہ تباہی واقع ہوئی"...... ڈاکٹر سٹینلے نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایکس چینج میں ایسا کوئی سسٹم نہ تھا کہ وہاں پیدا ہونے والی خرابی کا وہاں موجود سائنسدانوں کو بروقت پتہ چل جاتا اور وہ اسے ٹھیک کر لیتے"...... صدر مملکت نے پوچھا۔

"ایسا انتظام موجود تھا اور یقیناً ایکس چینج نے خرابی کی اطلاع بھی دی ہو گی۔ لیکن اب یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہاں موجود سائنسدانوں نے یا تو اس اطلاع پر غفلت کا مظاہرہ کیا یا پھر وہ اس خرابی کو فوری طور پر دور نہ کر سکے۔ ویسے لیبارٹری کے سربراہ سائنسدان ڈاکٹر وائم کی لاش ایکس چینج روم میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسے ٹھیک کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن بروقت نہ کر سکے اور لیبارٹری تباہ ہو گئی"...... ڈاکٹر سٹینلے نے جواب دیتے ہوئے کہا

"لیکن جی۔ پی۔ فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ نے جو رپورٹ دی ہے

اس کے مطابق تو یہ تباہی پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے کی ہے"۔ صدر مملکت نے کہا

"کیا کرنل ڈیوڈ اپنی رپورٹ کی وضاحت فرمائیں گے"....... ڈاکٹر سٹینلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ آپ بتائیں"........ صدر نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو پہلے سپیشل سیل کے خاتمے کے لئے اسرائیل آئی تھی۔ سپیشل سیل کے خاتمے کے بعد اس نے اپنا ٹارگٹ سنیک سرکل لیبارٹری کو بنایا تھا۔ جس کے لئے آپ نے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف میجر ہیری کو وہاں لیبارٹری کی حفاظت کے لئے تعینات کیا تھا اور جی۔ پی۔ فائیو کے ذمے پاکیشیائی ایجنٹوں کو لیبارٹری پہنچنے سے پہلے ٹریس کرنا اور ان کا خاتمہ کرنا تھا۔ جی۔ پی۔ فائیو انہیں تلاش کرتی رہی۔ ایک جگہ سخت مقابلہ بھی ہوا۔ جس میں جی۔ پی۔ فائیو کا نمبر ٹو چیف میجر ٹاڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔ مگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ نے مجھے میرے ہیڈ کوارٹر میں آ کر رپورٹ دی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ارکان کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا کے روپ میں ارباب پہاڑیوں پر پہنچے مگر چونکہ کرنل شیفرڈ اپنی سیکرٹری کے ساتھ وہاں پہلے سے وزٹ کے لئے موجود تھے۔ اس

لئے ان دونوں کی اصلیت کھل گئی اور یہ دونوں پکڑے گئے لیکن انہیں میجر ہیری نے اپنی تحویل میں لے لیا اور انہیں وہ لیبارٹری میں لے گئے۔ پھر کرنل شیفرڈ کو بتایا گیا کہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے معاہدہ کیا ہے کہ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں ارباب پہاڑیوں میں ان کی مہمان رہے گی جب کہ ان کے ساتھ کوئی سائنسدان ڈاکٹر ارسلان لیبارٹری کے اندر ڈاکٹر وائم کے ساتھ مل کر کسی نئی ایجاد پر ریسرچ کرے گا اور اس معاہدے کو حکومت سے بھی چھپایا گیا اور کرنل شیفرڈ سے بھی ڈاکٹر وائم اور میجر ہیری نے خود کہا کہ وہ اسے حکومت پر ظاہر نہ کرے لیکن کرنل شیفرڈ نے انکار کر دیا۔ وہ چونکہ وہاں وزٹ پر گئے تھے۔ اس لئے واپس آ کر انہوں نے جناب پرائم منسٹر اور جناب صدر صاحب سے رابطہ قائم کرنے کی کوششیں کیں۔ تاکہ انہیں اس بارے میں بتایا جا سکے۔ مگر آپ دونوں کی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے ایسا رابطہ نہ ہو سکا۔ تو انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے تفصیلات بتائیں۔ میں نے فوری طور پر صدر مملکت کو یہ تفصیلات بتائیں تو صدر مملکت نے مجھے ارباب پہاڑیوں کا چارج دے کر وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کے فوری خاتمے کا حکم دیا۔ میں جب اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو پہلی چیک پوسٹ پر میں نے میجر ہیری کی لاش کیبن میں پڑی دیکھی۔ اس کے ساتھ تین فوجیوں کی لاشیں بھی تھیں۔ میں دوسری چیک پوسٹ پر پہنچا تو وہاں موجود کیپٹن آرنلڈ نے بتایا کہ میجر ہیری اور ڈاکٹر وائم

پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے ہوش کر کے دو جیپوں میں لے کر دو گھنٹے پہلے
لیبارٹری کی طرف گئے ہیں ۔ چونکہ میں میجر ہیری کی لاش دیکھ چکا تھا ۔
اس لئے میں سمجھ گیا کہ میجر ہیری کے روپ میں پاکیشیائی ایجنٹ اندر
پہنچ گئے ہیں ۔ کیپٹن آرنلڈ چونکہ اس ٹیم میں شامل رہا ہے ۔ جس نے
لیبارٹری تعمیر کی تھی ۔ اس لئے اس نے مجھے ایک ایسے راستے کے
متعلق بتایا جسے اب بند کیا جا چکا ہے ۔ لیکن اسے کھول کر لیبارٹری کے
اس حصے میں جہاں سٹور اور سائنسدان رہتے ہیں پہنچا جا سکتا ہے ۔ میں
ہیلی کاپٹر پر براہ راست وہاں پہنچا وہاں میں نے راستہ کھولنے کے لئے
دھماکے کا بندوبست کیا تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ دھماکے کی آواز سن کر
کہیں پہاڑیوں میں موجود فوجی ہمیں دشمن سمجھ کر ہم پر نہ چڑھ دوڑیں
چنانچہ میں نے ٹرانسمیٹر پر وہاں کے انچارج کیپٹن جیف سے بات کی تو
اس نے مجھے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے میجر ہیری اپنے تمام ساتھیوں
سمیت انہی دو جیپوں میں سوار ہو کر اراباہ پہاڑیوں سے باہر جا چکا ہے
جس پر میں سمجھ گیا کہ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے ۔ جو لیبارٹری
کو تباہ نہ کر سکے ۔ یا پھر میری وہاں آمد کا علم ہو جانے پر واپس فرار
ہوئے ہیں ۔ چنانچہ میں ہیلی کاپٹر پر واپس باہر آیا ۔ وہاں میں نے انہیں
تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ جیپوں پر سوار ہو کر شہر کی طرف نکل گئے ہیں
ان کی تلاش میں شہر کی طرف آ گیا ۔ تو اس دوران خوفناک دھماکے
ہوئے اور پتہ چلا کہ لیبارٹری اور پہاڑیاں تباہ ہو گئی ہیں ۔ اس سے
مجھے خیال آیا کہ یقیناً یہ کام اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی ہو سکتا ہے

اس نے اندر داخل ہو کر وہاں ریموٹ کنٹرول ڈائنامیٹ لگا دیا ہو اور
پھر باہر سے اسے فائر کر کے لیبارٹری کو اڑا دیا ہو ۔ لیکن اب ڈاکٹر سٹینلے
کی تحقیقاتی رپورٹ کے بعد تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ اندر داخل
ہوئے ۔ لیکن پھر اسے ناقابل تسخیر سمجھ کر ناکام ہو کر واپس چلے گئے "۔
کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" ہونہہ ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات طے کر لی جائے کہ
لیبارٹری فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے "...... صدر مملکت نے
کہا ۔

" یس سر ۔ دوسری کوئی صورت ہی نہیں ہے "۔ ڈاکٹر سٹینلے نے
حتمی لہجے میں کہا ۔

" سوچ لیں ۔ آپ کی اس بات سے ہمیں یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ
اس قدر عظیم تباہی دشمنوں کے ہاتھوں نہیں ہوئی "۔ صدر مملکت نے
کہا ۔

" میں مکمل اعتماد سے کہہ سکتا ہوں سر "...... ڈاکٹر سٹینلے نے کہا
اور جب وزیر اعظم اور میٹنگ میں شریک دوسرے افراد نے بھی اس
کی تائید کر دی تو صدر مملکت کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل
گئے ۔

" او ۔ کے ۔ گو لیبارٹری کی تباہی سے اسرائیل اور دنیا بھر کے
یہودیوں کو بے پناہ مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور سنیک سرکل کا خواب
بھی طویل عرصے تک شرمندہ تعبیر ہونے سے رہ گیا ہے ۔ لیکن اس کے

باوجود مجھے یہ اطمینان ہے کہ ہمیں یہ زبردست چوٹ کسی دشمن نے نہیں لگائی"...... صدر مملکت نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میٹنگ میں موجود شرکا کے چہروں پر بھی اطمینان اور مسرت کی پرچھائیاں رقص کرنے لگیں شاید ان سب کو لیبارٹری کی تباہی سے زیادہ غم اس بات کا تھا کہ یہ تباہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اور اب جب کہ یہ بات سامنے آئی کہ ایسا عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا فنی نقص کی وجہ سے ہوا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری کے اندر پہنچ جانے کے باوجود ناکام ہوگئے ہیں۔ تو ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کرنل ڈیوڈ۔ اب آپ یہ رپورٹ دیں کہ عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری سے نکلنے کے بعد کہاں گئے ہیں"...... صدر مملکت نے ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ جی۔ پی۔ فائیو انہیں پورے اسرائیل میں انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہی ہے۔ ہم نے سرحدوں کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ کسی صورت میں بچ کر نہ نکل سکیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کھڑے ہو کر کہا۔

"انہیں اس بار بچ کر نہ جانا چاہئے۔ گو وہ لیبارٹری کو تباہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسرائیل کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ جم مارکر جیسا ذہین اور تیز چیف ختم ہوا ہے۔ اس

کے بعد سیکرٹ سروس کا دوسرا چیف ٹام ہلاک ہوا۔ پھر میجر ہیری ہلاک ہو گیا۔ سیکرٹری آف سٹیٹ ہلاک کر دیئے گئے اور بھی بے شمار نقصانات ہوئے۔ اس لئے انہیں کسی صورت بھی بچ کر نہ جانا چاہئے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہوگا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ کیوں نہ سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کر دیا جائے"۔ وزیراعظم نے صدر مملکت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب اس کا کیا فائدہ۔ سپیشل سیل ختم کرنے سے پاکیشیا کے دشمن ملک کے ساتھ ہماری تمام پلاننگ ختم ہو گئی اور وہاں پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ پکڑے جانے سے بھی ہمارا تمام پلان ختم ہو گیا"...... صدر مملکت نے کہا۔

"ایسا دوبارہ بھی تو ہو سکتا ہے"...... وزیراعظم نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ آپ اس بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار کرائیں۔ پھر اس بارے میں حتمی فیصلہ کر لیا جائے گا"...... صدر مملکت نے بات کو ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ ان کے سامنے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ۔ کوئی ایمرجنسی"...... صدر مملکت نے بری طرح چونکتے

ہوئے کہا اور جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر مملکت نے ہونٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ کوئی صاحب جو اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتاتے ہیں۔ آپ سے فوری طور پر بات کرنے پر مصر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان کی صدر مملکت سے فوری بات نہ کرائی گئی۔ تو اسرائیل کو نقصان پہنچ سکتا ہے جس کی کبھی تلافی ہی ممکن نہ ہو سکے"...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... صدر مملکت نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی وزیراعظم اور کرنل ڈیوڈ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر اچھل پڑے۔ کیونکہ صدر کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی جانتے تھے کہ پرنس آف ڈھمپ عمران کا کوڈ نام ہے۔

"بات کراؤ"...... صدر مملکت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ فون پیس میں موجود لاؤڈر آن ہو گیا تھا۔

"ہیلو جناب صدر صاحب۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس قدر اعلیٰ سطح کی اہم میٹنگ میں آپ کو ڈسٹرب کیا"...... عمران کی شگفتہ اور مخصوص انداز میں چہکتی ہوئی آواز لاؤڈر کی وجہ سے پورے کمرے میں گونج اٹھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"صرف اتنا بتانا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر سٹینلے نے میٹنگ میں جو

تحقیقاتی رپورٹ دی ہے۔ وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ بچگانہ ہے۔ سنیک سرکل کی تباہی آپ کے اس خادم کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے"۔ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہیں اس رپورٹ کا کیسے علم ہو گیا"...... صدر مملکت کے چہرے پر انتہائی حیرت تھی۔

"آپ کی میٹنگ میں بولا جانے والا ایک ایک حرف میں اور میرے ساتھی یہاں بالکل اسی طرح سنتے رہے ہیں جس طرح آپ میری آواز سن رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور کمرے میں موجود ہر شخص انتہائی پریشان ہو گیا۔

"مگر۔ مگر۔ کیسے۔ یہ تو سپیشل میٹنگ روم ہے اور یہاں حفاظتی اقدامات"...... صدر مملکت نے اس بار واقعی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حفاظتی اقدامات اور سپیشل میٹنگ روم کی باتیں چھوڑیں صدر صاحب۔ سنیک سرکل میں بھی بے پناہ حفاظتی اقدامات تھے اور اسے واقعی ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ تباہ ہو گئی۔ اس لئے کہ اس میں وہ ایجاد کی جا رہی تھی۔ جو پوری دنیا کے مسلمانوں کو تباہ کر سکتی تھی اور یہ بات نوٹ کر لیجئے کہ مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی انگلی چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ بہرحال توڑ دی جائے گی۔ میں ڈاکٹر سٹینلے کی اطلاع کے لئے صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹر واٹم اور دوسرے سائنسدانوں کی لاشوں یا

ان کے ٹکڑوں کو غور سے نہ دیکھا ہو گا ورنہ ان کی لاشوں پر موجود
گولیوں کے نشانات انہیں ضرور نظر آ جاتے ۔ ڈاکٹر سٹینلے نے جو
تحقیقات کی ہے اس حد تک وہ درست ہے کہ ایکس چینج سے ماسٹر
کمپیوٹر کو توانائی کی جو لائن جاتی تھی ۔ اس کی کارکردگی چار گنا ہو گئی
تھی اور اس کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا ۔ لیکن یہ توانائی ایکس چینج میں
کسی خرابی سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ سائنسی طور پر ہو سکتی تھی ۔ میں
نے صرف اتنا کیا تھا کہ ڈاکٹر وائم اور دوسرے سائنسدانوں کو ختم
کرنے کے بعد ایکس چینج کو کھول کر براہ راست لائن کو ایک مخصوص
نمبر تک محدود کر دیا تھا ۔ اس نمبر کے بار بار ڈائل کرنے سے تکنیکی طور
پر زیادہ توانائی ماسٹر کمپیوٹر تک پہنچ سکتی تھی ۔ اس ایکس چینج سے فون
لائنیں ارباب پہاڑیوں پر ملٹری ہیڈ کوارٹر اور باہر موجود دوسری چیک
پوسٹ تک پہنچائی گئی تھی ۔ جب کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ
ہمیں کھیتوں میں تلاش کر رہے تھے ۔ تو اس وقت ہم سیکنڈ چیک
پوسٹ پر پہنچ گئے اور وہاں موجود فوجیوں کو ختم کر کے میں نے وہاں
موجود فون پیس کے اندر برقی توانائی بڑھانے والا ایک مخصوص بٹن
نصب کیا ۔ یہ بٹن جسے سائنسی طور پر ایم ۔ ایس ۔ آر کہا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر
سٹینلے اس کے بارے میں پوری طرح جانتے ہوں گے میں نے
لیبارٹری سے ہی حاصل کیا تھا ۔ اس کو نصب کر کے میں نے دوبارہ
مخصوص نمبر ڈائل کیا اور اسی لمحے سنیک سرکل کی تباہی کا آغاز ہو گیا
اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی تفصیل وہی

ہے جو ڈاکٹر سٹینلے نے آپ کو بتائی ہے ۔ میں نے یہ فون کال دو
وجوہات کی بنا پر کی ہے ۔ ایک تو اس لئے تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ
لیبارٹری فنی نقص کی وجہ سے تباہ نہیں ہوئی بلکہ اسے پاکیشیا سیکرٹ
سروس نے تباہ کیا ہے ۔ تاکہ آپ اپنا ریکارڈ درست کر سکیں اور
دوسری بات یہ کہ وزیر اعظم صاحب سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے
پر اصرار کر رہے ہیں ۔ اگر سپیشل سیل دوبارہ قائم ہوا تو پھر سن لیجئے کہ
اس سے پاکیشیا کی بجائے آپ کا اسرائیل مکمل طور پر تباہ ہو کر رہے گا
یہاں ایسی تباہی آئے گی کہ اسرائیل کا نام عبرت کا نشان بن کر رہ
جائے گا ۔ میری یہ بات آپ بھی اور آپ کے وزیر اعظم صاحب بھی
نوٹ کر لیں ۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں جو کہتا ہوں اسے کر کے بھی
دکھاتا ہوں ۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں اگر چاہوں تو
صرف ایک بٹن دبا کر آپ کا یہ میٹنگ ہال بھی بالکل اسی طرح تباہ کر
سکتا ہوں جس طرح سنیک سرکل لیبارٹری تباہ ہوئی ہے ۔ لیکن میں
سمجھتا ہوں کہ سنیک سرکل کی تباہی کے اس زخم کو آپ کافی سمجھیں
گے "........ عمران کی آواز بے حد کرخت اور سخت تھی ۔ صدر سمیت
ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے بت بنا اس کی بات سن رہا تھا ۔
" میں وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ سپیشل سیل قائم نہیں ہو گا " ۔
صدر مملکت نے اس بار بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا ۔
" مجھے آپ کے وعدے پر اعتماد ہے ۔ لیکن اگر وزیر اعظم صاحب
پورے اسرائیل کی مکمل تباہی کے روادار ہو سکتے ہیں تو میری طرف

سے اجازت ہے کہ آپ دوبارہ سپیشل سیل قائم کر کے دیکھ لیں اور اب آخری بات یہ بتادوں کہ میں اس وقت اسرائیل سے باہر قبرص سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔اس لئے کرنل ڈیوڈ صاحب کو مزید تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی یک لخت رابطہ ختم ہو گیا اور صدر مملکت نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یہ۔یہ انسان نہیں ہے۔قطعی انسان نہیں ہے۔اس سے جیتنا ناممکن ہے۔یہ۔یہ واقعی پورے اسرائیل کو تباہ کرا سکتا ہے"...... صدر مملکت نے اپنے عہدے کا لحاظ کئے بغیر انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ہو سکتا ہے کہ وہ غلط کہہ رہا ہو۔کہ وہ قبرص سے بول رہا ہے" ...... کرنل ڈیوڈ نے ڈرتے ڈرتے کہا

"یو شٹ اپ۔نانسنس۔مجھے معلوم ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے درست کہتا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری نااہلی کی وجہ سے ہے۔میں اس کا سخت ترین ایکشن لوں گا"۔صدر مملکت نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار سہم کر خاموش ہو گیا۔

"ڈاکٹر سٹینلے۔آپ نے عمران کی بات سنی۔اب آپ بتائیں کہ کیا وہ درست کہہ رہا ہے"...... وزیراعظم نے ڈاکٹر سٹینلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔جو کچھ اس نے بتایا ہے۔واقعی وہ ممکن ہے۔لیکن یہ

بے پناہ ذہانت کا کمال ہے۔ایسی ذہانت جس کا شاید تصور بھی نہ کیا جا سکے کہ اس طرح ایکس چینج میں معمولی سی تبدیلی کر کے اور ایم۔ایس۔آر کا بٹن نصب کر کے سنیک سرکل جیسی ناقابل تسخیر لیبارٹری کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر سٹینلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ۔وہ واقعی ایسا ہی ذہین ہے۔کاش یہ عمران مسلمان ہونے کی بجائے یہودی ہوتا۔کاش کوئی یہودی ماں عمران جیسا ایک بھی بیٹا پیدا کر سکتی تو آج یہودی پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہوتے"۔صدر مملکت نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور دروازے کی طرف مڑنے ہی لگے تھے کہ پھر واپس مڑے۔

"مسٹر پرائم منسٹر۔کیا اب بھی آپ سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے پر اصرار کریں گے"...... صدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پرائم منسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نو سر۔میں پورے اسرائیل کی تباہی کا خطرہ کیسے مول لے سکتا ہوں"۔پرائم منسٹر نے بے بس لہجے میں کہا۔

"یہی عقلمندی ہے"۔صدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ابو عبداللہ گروپ کی ایک خفیہ پناہ گاہ کے بڑے تہہ خانے میں اس وقت عمران اور اس کے سب ساتھی موجود تھے ۔ اس وقت وہ سب اپنی اصل شکلوں میں تھے ۔ ارابہ پہاڑیوں سے نکل آنے کے بعد وہ اسی پناہ گاہ پر پہنچے جہاں سے وہ روانہ ہوئے تھے ۔ لیکن چونکہ اس پناہ گاہ کو کرنل ڈیوڈ دیکھ چکا تھا ۔ اس لئے وہاں کے انچارج اعظم نے انہیں فوری طور پر ایک اور پناہ گاہ تک پہنچا دیا تھا ۔ اس پناہ گاہ کا انچارج ایک ادھیڑ عمر فلسطینی سالم تھا ۔ سالم کی اس پناہ گاہ میں وہ صرف چند گھنٹے ہی رہے ۔ اس کے بعد انہیں تل ابیب میں واقع ایک اور بڑی پناہ گاہ میں پہنچا دیا گیا ۔ جو اس گروپ کا سب سے بڑا اڈہ تھا اور ابو عبداللہ گروپ کا ہیڈ کوارٹر تھا ۔ یہاں ابو عبداللہ نے خصوصی طور پر آکر عمران سے ملاقات کی اور اسے سنیک سرکل جیسی انتہائی خوف ناک لیبارٹری کو تباہ کرنے پر مبارک باد دی اور جب عمران نے ابو

عبداللہ سے کہا کہ وہ اب یہاں صرف اس لئے رکا ہوا ہے کہ اسرائیل حکومت کا لیبارٹری کی تباہی کے بعد ردعمل معلوم کر سکے ۔ کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ کہیں وہ انتقامی طور پر دوبارہ سپیشل سیل نہ قائم کر دیں تو ابو عبداللہ نے وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی ایسا انتظام کرے گا جس سے عمران کی خواہش پوری ہو سکے اور واقعی اس نے ایسا کر دکھایا ۔ دو روز بعد ابو عبداللہ دوبارہ یہاں آیا اور اس نے عمران کے ساتھ علیحدگی میں تفصیلی ملاقات کی اور اس کے جانے کے بعد عمران زیادہ مطمئن نظر آنے لگا ۔ پھر دوسرے روز جب وہاں کے انچارج فیصل نے عمران کو پیغام دیا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ ہال میں اعلیٰ سطحی کانفرنس ایک گھنٹے بعد ہونے والی ہے اور اس کی کوریج کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس بڑے کمرے میں آ گیا ۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی ۔ جس پر بے شمار چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جل رہے تھے ۔

" سپیشل میٹنگ کی کوریج تو بہت اہم مسئلہ ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہوا ہے " ...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے ۔ میں نے ابو عبداللہ کو ترکیب سمجھا دی تھی اور نتیجہ اب سامنے آ جائے گا " ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کون سی ترکیب" .... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"صرف اتنی کہ صدر کی بیوی کی نگرانی کرو۔ اس نے ضرور اپنے شوہر کی ان میٹنگوں کی کوریج کرنے کے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ کیونکہ کوئی بھی بیوی یہ برداشت ہی نہیں کر سکتی کہ اس کا شوہر خفیہ میٹنگیں کرے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہاں اس کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں" .... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تہہ خانہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"کیا واقعی تم نے ایسا ہی کیا تھا" .... جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اور تم دیکھو کہ میری بات سچ نکلی۔ بیگم پریذیڈنٹ کے کمرے میں انتظامات موجود تھے۔ بس بیگم کے ذاتی ملازم کو بھاری رشوت دینی پڑی اور ایک مخصوص مشین کا رابطہ وہاں کر دیا گیا۔ ابھی نتیجہ یہاں تمہارے سامنے آجائے گا" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں الو مت بناؤ سمجھے۔ سرکاری میٹنگوں سے صدر کی بیگم کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے" .... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے۔ بنے ہوؤں کو بنانے کی بہرحال یہ بات تمہیں اس وقت معلوم ہو گی جب تمہاری شادی واقعی کسی بیگم سے ہو گی کہ اسے سب سے زیادہ فکر تمہارے سرکاری کاموں سے باخبر رہنے میں ہو گی کہ کہیں تم سرکاری طور پر دوسری شادی نہ کر لو"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اگر میری بیگم پہلے ہی سرکاری کاموں میں شامل ہوئی تو"۔ تنویر نے دزدیدہ نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر تم اس کی سرکاری میٹنگوں کا کھوج لگاتے پھرو گے کہ کہیں وہ تم سے فارغ خطی لے کر کسی بڑے سرکاری افسر کی بیگم نہ بن جائے" .... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور تنویر بے اختیار کھسیانا سا ہو کر رہ گیا۔

"یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم دونوں نے خواہ مخواہ کی فضول باتیں"۔ جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"بس سن لیا۔ سرکاری بیگمات تو ایسے ہی رعب جھاڑتی ہیں عقلمنداں را اشارہ کافی است" .... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر اور زیادہ کھسیانا ہو گیا اور کمرے میں ایک بار پھر قہقہے گونجنے لگے۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ مشین سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور وہ سب مشین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مشین کے درمیان لگی ہوئی بڑی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ جس میں واقعی اسرائیل کے صدر، وزیر اعظم اور دوسرے اعلیٰ سرکاری افسران موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ بھی ان میں بیٹھا واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اٹھ کر مشین کے چند بٹن دبائے تو

سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور اب مشین سے صدر مملکت کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

" سر وائن ۔ آپ ہمیں بتائیں کہ سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا ہے "........ صدر نے ایک سفید بالوں والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سفید بالوں والا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے جیسے اس نے سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو نقصان پہنچنے کی وضاحت بیان کرنی شروع کی ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کے آثار نمودار ہوتے چلے گئے۔

پھر صدر نے ایک اور بوڑھے ڈاکٹر سٹینلے کو رپورٹ دینے کے لئے کہا اور وہ سب ڈاکٹر سٹینلے کی رپورٹ سننے لگے لیکن جیسے جیسے اس کی رپورٹ آگے بڑھتی گئی ۔ عمران کے ساتھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے ۔ جو ڈاکٹر سٹینلے کی رپورٹ سن کر مسکرا رہا تھا۔

ڈاکٹر سٹینلے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے رپورٹ دی اور پھر جب میٹنگ میں یہ بات طے کر لی گئی کہ سنیک سرکل لیبارٹری پاکیشیائی ایجنٹوں کی بجائے فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے تو عمران کے علاوہ باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے ۔ مگر عمران اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مگر جب وزیر اعظم نے دوبارہ سپیشل سیل قائم کرنے کی بات کی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا اور جب وقتی طور پر سپیشل سیل دوبارہ قائم کرنے کے بارے میں رپورٹ دینے کی بات طے کر لی گئی تو عمران جلدی سے اٹھ کر مشین کے پاس گیا اس

نے اس کی سائیڈ سے لگا ہوا ایک فون رسیور نکالا ۔ جس پر باقاعدہ پش بٹن لگے ہوئے تھے ۔ جس کے ساتھ گچھے دار تار موجود تھی ۔ وہ اسے لے کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے اس رسیور پر لگے ہوئے بٹن تیزی سے پش کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ۔ پریذیڈنٹ ہاؤس "........ رسیور سے ایک آواز سنائی دی ۔

" صدر سے فوراً بات کرائیں ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں اور سنو مجھے معلوم ہے کہ وہ سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں ۔ لیکن اگر تم نے فوری انہیں کال نہ کیا تو پھر اسرائیل کی تباہی کے ذمہ دار تم ہو گے "...... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔ میں بات کرتا ہوں "....... دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا ادھر سپیشل میٹنگ روم میں میٹنگ بدستور جاری تھی ۔ پھر ان سب نے صدر کے سامنے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنی اور صدر نے رسیور اٹھا لیا۔

" پرنس آف ڈھمپ "........ صدر مملکت نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود وزیر اعظم اور کرنل ڈیوڈ بھی بے اختیار اچھل پڑے تھے ۔

" بات کراؤ "........ صدر مملکت کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون پیس کی نیچے لگا ہوا بٹن پش کر دیا۔

" ہیلو جناب صدر صاحب ۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس قدر اعلیٰ سطح کی اہم میٹنگ میں آپ کو ڈسٹرب کیا "۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور اس کی آواز سامنے رکھی مشین سے بھی سنائی دی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم"....... صدر کی آواز سنائی دی اور عمران نے اسے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر سٹینلے کی رپورٹ کس طرح غلط ہے اور پھر آخر کار اس نے ان پر ثابت کر دیا کہ سنیک سرکل کی تباہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہی ہوئی ہی اور عمران کے ساتھیوں کے چہرے اس وقت مسرت سے کھل اٹھے۔ جب صدر اور میٹنگ کے شرکا کے چہروں پر انہوں نے اس بات کا تاثر پھیلتے ہوئے دیکھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے....... اس کے بعد عمران نے سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے پر انہیں اسرائیل کی مکمل تباہی کی دھمکی دی اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دی کہ اگر وہ چاہے تو پورے میٹنگ ہال کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ تو صدر اور دوسرے لوگوں کے چہروں پر انہوں نے خوف کے تاثرات نمایاں ہوتے بخوبی دیکھ لئے تھے۔

"اور اب آخری بات یہ بھی بتادوں کہ میں اس وقت اسرائیل سے باہر قبرص سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کو مزید تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے"....... عمران نے کہا اور ایک بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور اٹھ کر فون پیس کو اس نے مشین کے ساتھ دوبارہ ہک کر دیا۔

پھر میٹنگ میں اس کی باتوں کا جو رد عمل ہوا انہوں نے عمران کے ساتھیوں کے سینے فخر سے پھلا دیئے۔ سپیشل سیل قائم ہونے کی بات

ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی اور میٹنگ برخواست ہوتے ہی عمران نے اٹھ کر مشین آف کر دی۔

"خدا کرے اس صدر کی دعا کبھی پوری نہ ہو"....... یک لخت جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔

"دعا۔ کون سی دعا"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ کوئی تم جیسا یہودیوں میں بھی پیدا ہو جائے"۔ جولیا نے بڑی عقیدت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل کا صدر خواہ مخواہ مجھ سے مرعوب ہو گیا ہے۔ پہلے بھی ایک مشن کے اختتام پر اس نے ایسا ہی فقرہ کہا تھا۔ حالانکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز اور حقیر سا بندہ ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق ہے اور اس کا کرم ہے کہ وہ مجھ سے ایسے کام کرا دیتا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم"۔ عمران نے بڑے انکسارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب اگر واقعی ایک عمران یہودیوں میں پیدا ہو گیا تو پھر"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک زاویے سے کیا ہوتا ہے۔ جب تک دوسرے دو زاویے نہ ہوں مثلث مکمل ہی نہیں ہوتی"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مثلث۔ زاویے۔ کیا مطلب"۔ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اکیلا عمران کیا کر سکتا ہے....... جب تک اس کے ساتھ مس

جولیانا فٹز واٹر اور تنویر دی گریٹ نہ ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ویسے ایک بات ہے عمران ۔ تم نے جس طرح اس سنیک سرکل لیبارٹری کو تباہ کیا ۔ یہ تمہارا ہی کام تھا ۔ کم از کم میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا"...... تنویر نے بڑے کھلے دل سے عمران کی ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری غلط فہمی ہے ۔ تنویر ۔ یہ لیبارٹری میں نے تباہ نہیں کی" عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر سمیت سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ مگر"...... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری میں نے نہیں ۔ ہم سب نے تباہ کی ہے سمجھے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔

"یہ تو آپ کی عظمت ہے عمران صاحب کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مشن صرف آپ کی ذہانت کی وجہ سے مکمل ہوا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے کہ یہ مشن ایکشن سے زیادہ ذہنی جنگ پر ہی منحصر رہا ہے ۔ لیکن اگر تم غور کرو تو تمہیں خود احساس ہو جائے گا کہ اگر تم ساتھ نہ ہوتے تو میں اکیلا کبھی بھی اس مشن کو اس طرح سرانجام نہ

دے سکتا ۔ اگر جولیا انتہائی ذہانت سے ڈاکٹر وائم کو معاہدے پر مجبور نہ کر دیتی تو کیا ہم اتنی آسانی سے اس لیبارٹری میں داخل ہو سکتے تھے اور اگر ڈاکٹر وائم لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیلات نہ بتاتا تو اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا تھا"۔ عمران نے کہا اور جولیا کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا ۔ عمران کے منہ سے اپنے لئے ذہانت کے الفاظ سن کر وہ شاید زندگی کی سب سے بڑی مسرت سے دوچار ہوئی تھی۔

"اور اگر تنویر جولیا کے ساتھ نہ ہوتا تو کیا جولیا اس طرح کی بے مثال ذہانت کا مظاہرہ کر سکتی تھی"...... عمران نے چند لمحے رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ میرے ساتھ ہونے کی بنا پر جولیا کو ذہانت کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ وہ تو ہے ہی ذہین"۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"بس اسی ذہانت کا تو فرق ہے ۔ جس کی وجہ سے تکون قائم ہے ۔ ورنہ اب تک تو تمہاری طرف سے دعوت ولیمہ کا کارڈ بھی چھپ چکا ہوتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد